ہاورڈ فاسٹ

آزادی کے بعد

ترجمہ:- احسن علیخاں

کتب پبلشرز لمیٹڈ بمبئی

FREEDOM ROAD

BY

Howard Fast

آزادی کے بعد

طبع اوّل

مارچ سنہ ۱۹۵۱ء

مغنی امروہوی نے قادری پریس نور منزل محمد علی روڈ بمبئی ۳ سے چھپوا کر کتب پبلشرز لمیٹڈ
ریگل بلڈنگ اپالو بندر بمبئی ۱ سے شایع کیا

دیباچہ

"آزادی کے بعد" ہاورڈ فاسٹ کا پہلا ناول ہے جو اردو میں شایع ہو رہا ہے۔ یوں تو ہندوستان میں ہزاروں انگریزی پڑھے لکھے ہاورڈ فاسٹ کو اک عالمگیر شہرت رکھنے والے ادیب اور ناول نگار کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ ہاورڈ فاسٹ Freedom Road اور Citizen Tompain اور Clarkton کا مصنف ہے۔ اور مصنف کی یہ اور دوسری کتابیں بھی دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں ترجمہ ہو کے لاکھوں کی تعداد میں شایع ہو چکی ہیں۔ لیکن اردو میں ہاورڈ فاسٹ کا نام نیا ہے۔ اس لئے ان کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

ہاورڈ فاسٹ ایک امریکی ادیب ہے۔ امریکہ کا ذکر آتے ہی اکثر ذہن میں چھوٹے چھوٹے، نیلے پیلے چمکیلے امریکی ناولوں کی تصویر ابھرنے لگتی ہے جن کے اندر یا تو مار دھاڑ کے افسانے ہوتے ہیں یا قتل اور جاسوسی کے طلسم ہوش ربا یا اس قسم کی نفسیات کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ جب ماں کے سر میں ایک سفید بال دکھائی دیا تو ان کی نوجوان لڑکی نے اپنے عاشق کے بھورے بال نوچ لئے۔ چاہے ان دونوں باتوں میں کوئی تعلق کسی قسم کا نہ ہو لیکن تحلیل نفسی کا مارا ہوا امریکی ادیب ان دونوں واقعات کے بیچ میں کوئی نہ کوئی رمز، کنایہ، یا اشارہ، ایسا ڈھونڈھ لیگا جو کسی نہ کسی طرح سے ان دونوں واقعات کو کھینچ تان کے ایک دوسرے سے ملا دے۔ اب اس ایک کنایئے پر ناول کی پوری دیوار کھڑی کر دی جائے گی۔ ہاورڈ فاسٹ ایسا امریکی ادیب نہیں ہے۔!

جب سے پچھلی جنگ عظیم میں امریکی سرمایہ داروں نے چار پیسے زیادہ کما لئے ہیں، بہت سے امریکی ناولوں میں کپلنگ کا سا انداز ابھر آیا ہے یعنی امریکی دنیا کی سب سے بڑی قوم ہیں سب سے امیر

ہیں اور طا فتور قوم ہیں اور جس طرح وہ ناک میں گنگنا کر باتیں کرتے ہیں۔ ایسا خوبصورت انداز تکلم دنیا میں کسی اور قوم کو نصیب نہیں ہوا اور رہا سہا توازن جو باقی تھا اُسے ایٹم بم نے ڈبو دیا۔ چنانچہ آج جو امریکی ادیب ہے وہ ایک ہاتھ میں ایٹم بم اور دوسرے ہاتھ میں ڈالر لے کر بات کرتا ہے۔ مگر ہاورڈ فاسٹ ایسا امریکی ادیب نہیں ہے۔

بہت سے امریکی ادیب اپنی تخلیقات پر امریکہ کا ذکر اس پیرائے میں کرتے ہیں جیسے وہ انسانوں کے رہنے بسنے کی جگہ نہ ہو بلکہ ایک عظیم الشان نمائش گھر ہو جس میں چند ڈالر دے کے ہر شخص سیر کر سکتا ہے اس نمائش گھر میں ہالی وڈ کی ننگی ٹانگوں، ففتھ ایوینیو کے ہیرو براڈوے کی روشنیوں اور نیویارک کے واٹر فرنٹ کی بلندیوں کے سوائے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ حالانکہ ہم نے بمبئی کے بازاروں میں ایسی امریکی ٹانگیں بھی دیکھی ہیں۔ جن پر فیل پا کا شبہہ ہوتا تھا۔ اور ففتھ ایوینیو اور براڈوے اور نیویارک کے واٹر فرنٹ کی بلندیوں کے پیچھے لاکھوں دیسی عمارتیں ہیں جن میں انسان چوہوں کی طرح رہتے ہیں جہاں بھوک ہے بیکاری ہے پھٹے پرانے کپڑے ہیں اور ایسی گھناؤنی تاریکی ہے۔ جن کا مقابلہ صرف بمبئی کی چالیس ہی کر سکتی ہیں۔ اس اصلی نیویارک اصلی امریکہ کا ذکر آپ کو بہت سے امریکی ادیبوں کے ہاں نہیں ملے گا۔ ہاں ہاورڈ فاسٹ ایسا امریکی ادیب نہیں ہے۔

وہ ان چند بڑے بڑے امریکی آدمیوں میں سے ہے جنھوں نے اپنے ملک کو بہت قریب سے دیکھا ہے، چھوا ہے، چکھا ہے اور اس سے پیار کیا ہے وہ بہت سے ڈالروں کو امریکہ کی دولت نہیں سمجھتے ایٹم بم کو امریکہ کی قوت نہیں سمجھتے۔ براڈوے اور ہالی وڈ کی جگمگاتی ہوئی عریانی کو امریکہ کا اخلاق نہیں سمجھتے وہ سمجھتے ہیں کہ اس دولت اس اخلاق اس طاقت کا منبع عوام ہیں اور عوام نیویارک کے چند گنے چنے امکانی اسکریپر (آسمان بوس مکان) میں نہیں رہتے۔ وہ تو امریکہ کی وادیوں میں کروڑوں چھوٹے چھوٹے یک منزلہ گھروں میں رہتے ہیں اور لکڑی کے ناتراشیدہ کندوں کے بنائے ہوئے کیمپوں میں رہتے ہیں۔ دوسرے انسانوں کی طرح شب و روز محنت کرتے ہیں۔ اپنے ہمسایوں سے محبت کرتے ہیں۔ اور کرسمس کے دن بھیس بدل کے اپنے بچوں کے لئے تحفے لاتے ہیں۔ ہاورڈ فاسٹ اپنے ناولوں میں ایسے ہی شاندار خوبصورت اور بہتر امریکیوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو محبت کرتے ہیں اور ظلم کے خلاف لڑتے ہیں۔ کبھی جیت جاتے ہیں کبھی ہار جاتے ہیں۔ لیکن ہارنے پر بھی اپنی لڑائی جاری رکھتے ہیں۔ ہاورڈ فاسٹ اس سنہرے ملمع کا ادیب نہیں ہے جو امریکی زندگی کے اوپر چڑھا کر ہمارے سامنے لایا جاتا ہے۔ وہ ملمع کو کھرچ کر اصلی امریکی زندگی ہمارے لئے اس طرح پیش کرتا ہے کہ امریکی کردار ہمیں ہندوستان کے کردار ہی معلوم ہوتے ہیں۔ کہ جب اُن امریکی کردارو

کی زندگی میں تکلیفیں پیش آتی ہیں تو ہمارے دل بھی درد اور ہمدردی کی شدت سے بیتاب ہو کے زور زور سے دھڑکنے لگتے ہیں۔ اور جب وہ تکلیفوں پر قابو پا کر فتح کی شادمانی سے سرشار ہوتے ہیں تو اس فتح کی چمک خود ہمارے رخساروں پر دوڑنے لگتی ہے۔ ہاورڈ فاسٹ کے کردار ان غلیظ امریکی کرداروں کی طرح نہیں ہیں جن کی نظر ہمیشہ عورت کی ناف کے نیچے رہتی ہے۔ ان کے کرداروں کی محبت کی نظر میں ایک ایسی پاکیزگی اور عفت ہے، ایک ایسا احساس یگانگت ہے ایک ایسی برابری اور رفاقت کی لئے ہے کہ محبت کرتا ہوا انسان، جنسی لذت سے بولایا ہوا کتا نہیں، انسان معلوم ہوتا ہے۔ ایک بلند پیکر جس کی سیمیں چھاؤں میں عورت اور مرد کے جنسی جذبات، چشمے کے نتھرے ہوئے پانیوں کی طرح گنگناتے ہوئے بہتے ہیں۔

"آزادی کے بعد" میں آپ کو غریب امریکی عوام کی ایک ایسی ہی خوبصورت تصویر ملے گی ان عوام میں گورے بھی ہیں اور کالے بھی، پڑھے لکھے بھی ہیں اور جاہل بھی ایسے لوگ ہیں جو سرمایہ پرستوں اور جاگیرداروں کے بہکانے میں آجاتے ہیں اور ایسے لوگ بھی جو مرتے دم تک ایک خوبصورت دنیا کے تخیل کے لئے لڑتے رہتے ہیں۔ ہاورڈ فاسٹ نے اس ناول میں امریکی خانہ جنگی کے بعد کی تاریخ کا ایک سنہری لیکن بڑا ہی پیچیدہ اور دردناک دَور لیا ہے۔ جب حبشی جنوبی امریکہ میں آزاد کر دیئے گئے تھے، اور سفید فام جاگیرداروں کی زمینیں نیلام کر دی گئی تھیں۔ اس وقت کیسے حبشی غلاموں نے غریب گوروں کے ساتھ مل کے نئی زندگی کی تخلیق کی تھی۔ کنوئیں، سرائیں اور اسکول تعمیر کئے تھے وہ زمانہ جب جیفتے اندھی آنکھوں سے محبت کی تھی۔ تاکہ ان میں روشنی آجائے۔ اور گڈن کے سیاہ فام ہاتھوں کی محنت کپاس کے سفید پھول بن کے کھل اٹھی تھی اور پھر کس طرح کلاں والوں نے سرمایہ پرستوں اور جاگیرداروں کی شہ پر اس خوبصورت دنیا کے تباہ کرنے کے ارادے کئے یہ ناول ان تمام واقعات کا ڈرامائی پس منظر اس کے متحرک کرداروں سمیت پیش کرتا ہے۔ اس قدر دلچسپ اور انسانی ہمدردی سے معمور کہ ظالموں کے لئے نفرت کی شدت کے باوجود جو قومی احساس ناول کے پڑھنے کے بعد انسان کے دل میں اُبھرتا ہے۔ وہ ہے انسان کا علم اور تجربہ اس کی نرمی اور مہربانی اور عظمت اور ظلم پر فتح پانے کا پائندہ احساس ... جیف گڈن حبشی کا بیٹا جو ابھی ابھی ڈاکٹری کا امتحان پاس کر کے آیا ہے اس طرح سوچتا ہے۔

"پندرہ برس کے بچے کی مٹی لوچدار ہوا کرتی ہے۔ اور اس کے بعد ۹ سال کے عرصے میں یہ مٹی پھیلتی گئی۔ لیکن ٹوٹی نہیں۔ اس نے علم حاصل کیا، پڑھا، پھیلا، زخم کھائے

اور خود ہی زخموں کو مندمل کر لیا ـــــ سائنس میں اس کو خلا مل گیا تھا۔ اور اس نے خوردبین سے دیکھا تھا کہ آدمی کی جلد ایک ہی رنگ کی نہیں ہوتی، وہ تو کئی ذرّوں سے مل کر بنی ہے، جو اس کمال کے ساتھ ایک دوسرے سے جوڑ دئے گئے کہ انسان بن گیا ہے، ساری دنیا قرینِ عقل ہے۔

ڈاروِن نامی ایک آدمی نے اُن پردوں کو ہٹا دیا ہے جو انسان کے وجود سے پہلے کی تاریخ پر پڑے ہوئے تھے۔ ٹوٹے ہوئے پاؤں کو جوڑنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور جلد کے گورے یا کالے ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ـــــ ایک سنسان جھونپڑی میں اس نے ایک گوری زچہ کے بچے کی ولادت کرائی تھی اور ولادت کی عجیب و غریب تکلیف سے بچے کو روتے ہوئے سنا تھا۔ دنیا ایک سمجھ میں آنے والی جگہ ہے یہ ایک سیارہ ہے جو خلا میں گھوم رہا ہے اور جس پر کرۂ باد کا حفاظتی خول چڑھا ہوا ہے۔ لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے بُرے کام کرتے ہیں۔ لیکن جو آدمی اپنی زندگی علم اور سائنس کے لئے وقف کر دے، اس کو کسی بھی چیز سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔"

اور جیف کا باپ گڈن جو خود حبشی ہوتے ہوئے بھی اپنی کالونی میں گوروں اور کالوں کا رہنما مانا جاتا ہے، اپنے لوگوں کے بارے میں اس طرح سوچتا ہے جس طرح ہمارے بہت سے لیڈر کبھی نہیں سوچتے۔

"میں واپس جا رہا ہوں" ـــــ گڈن نے آہستگی اور نرمی کیساتھ بولتے ہوئے اپنا مطلب واضح کیا۔ میں واپس جا رہا ہوں کیونکہ میں اس زمین سے تعلق رکھتا ہوں ـــــ جیف، میرے بیٹے، میرے وجود کی فطرت اور وہ سب کچھ جو کہ میں ہوں، میرے لوگوں میں موجود ہے، انھوں نے مجھکو پیدا کیا ہے اور انھیں سے میں نے اپنی طاقت حاصل کی ہے۔ مجھے سیکھنے میں بہت وقت لگا، میرے اندر فطری صلاحیت تھی اور اس لئے میں سیکھ سکا۔ بول سکا اور سمجھ سکا۔ لیکن اس کے باوجود میرے اندر کوئی ایک بھی چیز ایسی نہیں ہے جس میں میرے لوگوں کا خلاصہ نہ ہو۔ میں ان کے پاس واپس جانا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے اس سے بہت زیادہ خوشی حاصل ہوگی۔۔ اور جیف! خوشی کی تلاش کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔"

اور جب ظلم کے خلاف لڑتے لڑتے گڈن کی آخری گھڑی آجاتی ہے اور وہ اپنے سامنے اپنے

عزیزوں کی لاشیں دیکھتا ہے اور اپنا گھر جلتا ہوا دیکھتا ہے، اس وقت بھی اس کے اندر جو جذبات پیدا ہوتے ہیں وہ ایسے ہوتے ہیں جن پر دنیا کے ہر ملک کا آدمی ناز کر سکتا ہے۔

"گڈن کے ذہن کی آخری یاد، ابتدائی زمانہ سے شروع ہوئی ———
لوگ کس طرح سے غلام بنائے جاتے تھے؟ انھیں کس طرح مویشیوں کی طرح بیچا، اور خریدا جاتا تھا؟ کس طرح ان کی اس حالت کا خراب اثر ان لوگوں پر بھی پڑا تھا جن کا رنگ کالا نہیں تھا۔ مگر جو اپنے ہاتھوں سے محنت مزدوری کرتے تھے ——— ؟ کس طرح حالات کی تاریکی نے امید کی ہر کرن کو ختم کر دیا تھا؟ لیکن اس کے باوجود کس طرح لوگوں نے امید کا دامن اپنے ہاتھوں سے نہیں چھوڑا؟
جب گولہ گرا، پھٹا، اور اس نے گڈن جیکسن کے ذہن کی یادوں کو ختم کر دیا تو اس کے ذہن میں آخری یاد اپنے وطن کے کالے اور گورے عوام کی طاقت کا عکس تھی ——— وہ طاقت جس نے ایک جنگ کے بعد فتح حاصل کی تھی جس نے بربادی کے باوجود انھیں تخلیق اور تعمیر کرنے کے قابل بنایا تھا، جس نے ان سے ایک روشن مستقبل کا وعدہ کیا تھا ——— اور یہ وعدہ ایک لحاظ سے دنیا کے تمام دوسرے وعدوں پر فوقیت رکھتا تھا، اس طاقت کے عجیب و غریب لیکن سادہ اجزاء عوام تھے ——— اس کا بیٹا مارکس تھا، اس کا لڑکا جیف تھا، اسکی بیوی ریچل تھی، اس کی لڑکی جینی تھی۔ وہ بوڑھا آدمی تھا جس کو لوگ پیٹر بھائی کے نام سے پکارتے تھے ——— وہ دراز قد اور سرخ بالوں والا گورا آدمی تھا جس کو سب ابنر لیسیٹ کہتے تھے اور وہ پستہ قد دانشمند۔ کالا آدمی تھا جو ہینی بال واشنگٹن کہلاتا تھا ——— یہ اجزا لاتعداد تھے، ان کے رنگ ان گنت اور قسمیں بےشمار تھیں ——— کچھ طاقتور کچھ کمزور، کچھ عقلمند کچھ بے وقوف ——— لیکن اس سب کو ملا کر وہ پوری چیز بنتی تھی جو گڈن کے ذہن میں آخری یاد بن کر آئی تھی ——— وہ چیز جس کی ٹھیک ٹھیک تعریف کرنا ناممکن ہے اور جس پر دنیا کی کوئی طاقت فتح نہیں پا سکتی۔"

اسی طاقت کا عکس آپ کو "آزادی کے بعد" میں ملیگا۔ اسی طاقت سے ڈر کر آج امریکی حکومت نے ہاورڈ فاسٹ کو جیل میں بند کر دیا ہے لیکن اچھے خیال کی طاقت کو کس نے جیل میں

بند کیا ہے۔ ہاورڈ فاسٹ کے خیالات لاکھوں کروڑوں آدمیوں تک پہونچ رہے ہیں اور انھیں اپنا ہمنوا بنا رہے ہیں۔ احسن علی خاں ہماری مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس خوا بصورتی سے اس ناول کا ترجمہ کیا ہے کہ ہاورڈ فاسٹ کے سادہ جذبات کی بھرپور شاعری اور ڈرامیت کھنچ کر اس ترجمے میں آگئی ہے۔

بمبئی
۶ فروری سنہ ۱۹۵۱

کرشن چندر

پہلا حصّہ

چناؤ

تمہید

جنگ ختم ہو گئی اور نیلی وردیاں پہنے ہوئے سپاہی اپنے گھروں کو واپس ہوئے ۔ یہ اپنے وقت کی طویل اور خونی جدوجہد اور ایک سب سے بڑی عوامی جنگ تھی ۔ زخمی اور وحشت زدہ سپاہیوں نے حیرت سے ادھر اُدھر نگاہ دوڑائی اور اپنے بنجر کھیتوں کو دیکھ کر وہ یہ سمجھ گئے کہ جنگ کے نتائج کیا ہوتے ہیں ۔

جنرل لی نے اپومیٹاکس کے کورٹ ہاؤس میں ہتھیار ڈال دیئے اور پھر سارا معاملہ ختم ہو گیا ـــــ اور دکن کے گرم علاقوں میں رہنے والے بیالیس لاکھ سیاہ فام حبشی غلام آزاد کر دیئے گئے ۔ یہ آزادی کتنی قیمتی تھی ؟ اس کا اندازہ تو جنگ کی مصیبتوں اور قربانیوں سے ہی لگایا جا سکتا ہے

ایک آزاد انسان گزرے ہوئے اور آنے والے کل کو اپنی زندگی کے دنوں میں شمار کر سکتا ہے کیونکہ وہ ان کا مالک ہے۔ اگر ہم بھوکے ہوں تو ہم کو ایسا کوئی آقا نہیں ملتا جو ایک وقت کا کھانا اٹھا دے۔ لیکن اگر ہم اپنے کام میں تیزی اختیار کر لیں، تو ہمارا مالک ہم سے یہ کبھی نہیں کہتا کہ ذرا آہستہ کام کرو۔

جنگ کے خاتمہ پر جمہوریہ کے سپاہیوں میں سیاہ فام حبشیوں کی تعداد دو لاکھ تک پہونچ چکی تھی اور یہ لوگ اپنے ہاتھوں میں فوجی بندوقیں لئے ہوئے اپنے گھروں کو واپس ہوئے تھے ان میں سے ایک گڈن جیکسن بھی تھا ـــــــ ایک دراز قد اور مضبوط جسم کا آدمی۔ وہ آج کرولینا کی سرزمین پر کاروبل کے کھیت میں اپنے گھر واپس آیا ہے۔ اس کے جسم پر تھکاوٹ کے آثار ہیں۔ ہاتھ میں ایک بندوق ہے اور نیلی وردی کا رنگ پھیکا پڑ چکا ہے۔ سفید دیواروں کی بڑی عمارت بالکل اسی صورت میں اس کے سامنے ہے جو اس کے ذہن میں محفوظ تھی جنگ نے اس کو تباہ نہیں کیا۔ لیکن باغ اور کھیت اب وہ نہیں ہیں۔ ان کی جگہ جنگل اور خس و خاشاک کے میدان نظر آتے ہیں۔ کاروبل کے کے بڑے کاشتکار کا خاندان معلوم نہیں کہاں چلا گیا۔ نو آزاد لوگوں نے واپسی پر پرانے غلاموں کی کینوں یا جھونپڑیوں میں بود و باش اختیار کر لی اور ان لوگوں کے ساتھ رہنے سہنے لگے۔ جو کبھی کاروبل کو چھوڑ کر کہیں گئے ہی نہیں تھے۔

جیسے جیسے دن گزرتے گئے نو آزاد لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمال کے سرد علاقوں سے آنے لگے جہاں وہ آزادی کی تلاش میں گئے تھے۔ یونین کی فوج نے ان کو سبکدوش کر دیا اور وہ جنگلوں اور ویران دلدلی علاقوں میں اپنی کمین گاہوں سے نکل نکل کر کاروبل کی کاشتکاری میں آباد ہونے لگے اور انھوں نے اپنی نئی زندگی اس عجیب و غریب احساس کے ساتھ شروع کر دی کہ اب ہم آزاد ہیں۔

۱

نومبر کے مہینہ کی ایک سرد صبح کو راچیل کوڈی کے شور سے جلد ہی جاگ اٹھی۔ لیکن وہ اپنی گردن سے ایک کپڑا لپیٹے بستر پر پڑی ہوئی کوؤں کے گیت سنتی رہی۔ جیبی اس کے سینے سے لگی سو رہی تھی۔ جس سے راچیل کے بدن کا یہ حصہ نسبتاً گرم ہو گیا تھا۔ دور سے کوؤں کے بولنے کی آواز آ رہی تھی ——— کائیں، کائیں، کائیں ——— یہ ایک المیہ آواز سہی لیکن بالکل ناخوشگوار نہیں ہے اور خصوصاً راچیل جیسی ہستی کے لئے تو بالکل ہی ناخوشگوار نہیں تھی۔ وہ اس آواز کو اکثر سورج نکلنے تک سنتی رہتی تھی۔ دن چاہے اچھا ہو یا بُرا ——— لیکن کوؤں کو اس سے کیا؟ ——— ان کے لئے تو سب کچھ یکساں ہے۔

اس کے سینے سے لگی ہوئی بچی کنمنائی اور راچیل نے آہستہ سے کہا "لیٹی رہو! ——— چپ چاپ ——— دیکھو بوڑھے کوّے کتنا اچھا گاتے ہیں۔"

لیکن اب دن چڑھ چکا تھا اور اجالے کی آمد کو کوئی نہیں روک سکتا۔ بھوسہ کا گدا گرم ہو گیا۔ لیکن راچیل اب بھی اس پر لیٹے رہنا چاہتی تھی۔ مگر مشکل یہ تھی کہ جب سورج کی کرنیں کھڑکی کے پردوں کو ہٹا دیتی تھیں تو ساری کیبن میں دھوپ ہی دھوپ ہو جاتی تھی۔ جیف نے اپنے پاؤں پھیلائے اور فرش پر ایڑیاں پٹکنے لگا۔ جیبی اپنی ماں کے سینے سے جدا ہو گئی اور راس کے بدن کے اس گرم حصے میں بھی سردی سرایت کرنے لگی۔ مارکس شور مچانے لگا۔ جیف نے ایک دھپ رسید کیا اور دونوں بھائی فرش پر گتھم گتھا ہو گئے۔

راچیل نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور ان تمام آوازوں کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی جن سے مل کر صبح کا وقت بنتا ہے۔ اس نے اپنے آپ سے شاید سینکڑوں بار تو یہ سوال پوچھا ہو گا کہ آخر

لوگ کس طرح اتنی جلد جاگ کر اپنے بستر کو یکایک چھوڑ دیتے ہیں - وہ ایک لمحہ اور اپنے بستر پر لیٹے رہنے کے بعد اُٹھ بیٹھی اور بیچ بچاؤ کرنے لگی -

"جیف ! چھوڑ اس کو"

جیف نے مارکس کے پیٹ کو اپنی ٹانگوں سے گھٹ لیا تھا - اس کی عمر ۱۵ سال تھی اور اس کا جسم گڈن جیسا تھا - یہ لڑکا آدمی بننے سے پہلے ہی ایک دیو بن گیا تھا - اس کا قد ۶ فیٹ اور رنگ راچیل کی طرح سیاہی مائل زرد تھا، اور گڈن تو بالکل ہی کالا تھا - لیکن وہ گڈن کی ہی طرح شاندار اور خوبصورت تھا - اس کا چہرہ بھی کتابی تھا - اور وہ ایک ایسا مرد تھا - جس کی خوبصورتی عورتوں کو گناہ کی ترغیب دیتی ہے - مارکس ۱۲ سال کا - چھوٹا قد اور کھال ہڈیوں سے لگی ہوئی - راچیل خفا ہو گئی اور اس نے جیف کو ڈانٹا -

"اپنے پاؤں اس کے پیٹ سے ہٹا !! بیوقوف کہیں کا -"

جینی سات سال کی تھی، وہ اُٹھتے ہی دروازے سے نکل کے بھاگی، ہر صبح اس کا پہلا کام یہی ہوتا تھا کہ روشنی کی تلاش میں گھر سے باہر چلی جائے - دروازے پر اس کو ایک کتا ملا جو احمقوں کی طرح بھونک رہا تھا -

جیف کھڑا ہو گیا اور مارکس نے بکنا شروع کر دیا - جیف گڈن کی ہی طرح متحمل تھا لیکن اس میں وہ لوہا نہیں تھا - جس نے گڈن کو ایک شخصیت بخشی تھی - جیف کو بہت کم غصہ آتا تھا - لیکن جب آتا تھا - تو آگ کے شعلے بھڑکنے لگتے تھے - مگر گڈن کا غصہ ہمیشہ اس کے دل میں ہی رہتا تھا -

"نکل جاؤ تم دونوں یہاں سے" راچیل نے کہا "چلے جاؤ ! میں کہتی ہوں جاؤ یہاں سے -"

لیکن اس غصّے سے پہلے ہی اس کو ہنسی آنے لگی تھی - وہ خود بہت چھوٹی سی تھی اور اکثر یہ سوچ کر اس کو بڑا تعجب ہوتا تھا کہ یہ کالے گوشت کے بڑے بڑے لوتھڑے اس کے ہیں - اس کے چھوٹے سے جسم نے ان کو پیدا کیا ہے اور اس کے پیٹ کی چھوٹی سی تھیلی سے نکلے ہیں - لیکن اس کا مرد ایک جسیم آدمی تھا ——— یہ گڈن کے بچے تھے ——— اور وہ بڑا ناز کرتی تھی اس بات پر -

دن چڑھ چکا تھا اور دروازہ اندر کی طرف کھلا - اور جیف یکایک داخل ہوا - اس کا سر کوٹھی میں بھرے برساتی پانی سے بھیگا ہوا تھا - راچیل بھی پانی کی کوٹھی کے قریب گئی - ہاتھ منہ اور سر کو دھویا اور جینی کو پکارنے لگی -

"آؤ منہ دھو لو - آجاؤ اب"

جینی کو پانی سے نفرت تھی۔ اس کے گھونگھریالے سر کو ہاتھوں سے پکڑ کر پانی میں بھگونے سے پہلے راچیل کم از کم پانچ بار جینی کو آواز دیتی تھی اور جینی اس طرح روتی چیختی تھی کہ جیسے ٹھنڈا پانی اس کو مار ہی تو ڈالے گا۔

جب راچیل کیبن میں واپس آئی تو جیف آگ جلا چکا تھا۔ اس نے لکڑی کا پیالہ اٹھایا اور اس میں کھانے کا مسالہ ہلانے لگی، جیف کوئلے پھونکتا رہا۔ کتا آکر آگ کے سامنے لیٹ گیا ـــــ ایسی سردی میں آگ کی گرمی سے کتے بھی کیوں محروم رہیں۔ ؟

بہت دن پہلے اپنے عروج کے زمانے میں کارویل کی کاشتکاری جنوبی کیرولینا کی بہترین زمین کے بائیس ہزار ایکڑ پر پھیلی ہوئی تھی۔ یہ حصہ ساحل سے ۱۰۰ میل اندر کی طرف اس جگہ پر تھا جہاں ہموار ساحلی میدان اور کوہستانی علاقہ کی سرحدیں ملتی ہیں۔ اس وقت یہاں روئی کا راج تھا کھیتوں سے فی ایکڑ روئی کی ڈیڑھ گانٹھ ملتی تھی۔ اور جب کپاس کی پھلیاں چٹکتی تھیں۔ تو حد نظر تک ایک سفید سمندر موجیں مارتا ہوا نظر آتا تھا۔

بڑے کاشتکار کا مکان اس نظارے کی جان تھا۔ یہ ایک چار منزلہ عمارت تھی جس میں بائیس کمرے تھے اور جس کے ستون یونانی مندروں کی طرز پر بنائے گئے تھے۔ وہ ایک اونچی پہاڑی پر جغرافیائی اعتبار سے اس علاقے کے تقریباً وسط میں واقع تھا۔ راستہ کے دونوں طرف بید کے درختوں کی قطاریں تھیں۔ شاہ بلوط کے درخت فصیل کا کام کرتے تھے۔ مکان سے آدھے میل کے فاصلے پر واقع غلاموں کی کیبنوں سے اگر اس بڑی عمارت کو دیکھا جائے تو مندر سے اس کی مشابہت بڑھ جایا کرتی تھی۔ اور جب اس کے پیچھے آسمان میں سفید بادل تیرتے تھے تو یہ عمارت ملک کا ایک حسین ترین منظر پیش کرتی تھی۔

یہ تو پرانے زمانے کی بات ہے۔ لیکن اس سال ۱۸۶۷ء میں کارویل کے کھیتوں پر کپاس نہیں بوئی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ ڈڈلی کارویل نے چارلسٹن کے شہر میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ لیکن کسی کو ٹھیک نہیں معلوم کہ اب وہ کہاں رہتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے، کارویل کے دونوں لڑکے جنگ میں مارے گئے ہیں۔ قرض اور لگان کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے بہت سی بڑی بڑی کاشتیں ایک تعطل کے ایام میں تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ اب کارویل کی کاشت پر حکومت نے قبضہ کر لیا ہے اور کارویل کے ہر غلام کو چالیس ایکڑ زمین اور ایک گھوڑا دیا جائے گا۔ اس قسم کی باتیں آگ کی طرح پھیل گئیں۔ لیکن وہ ابھی ٹھیک نہیں بتا سکتا تھا کہ واقعی کیا ہونے والا ہے ؟ ۔ کئی بار گورے آدمی کولمبیا سے آئے! لوٹ مار کی اور چلے گئے۔

اس عرصے میں آزاد شدہ غلام گزر بسر کرتے رہے۔ ان کی ایک بڑی تعداد جنگ کے زمانے میں بھی اسی جگہ ٹھہری رہی۔ انھوں نے کھیتوں میں فصلیں بوئیں اور وہ اس علاقہ کی دیکھ بھال کرتے رہے باقی لوگ جن میں گڈن بھی شامل تھا یونین کی فوج میں بھرتی ہو گئے کچھ ایسے بھی تھے جو بھاگ کھڑے ہوئے اور کہیں جاکر چھپ گئے لیکن آزادی کے بعد بھی ان کی اکثریت اسی جگہ پر ٹھہری رہی۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ بھاگنے کی سزا سے ڈرتے تھے بلکہ اس لئے کہ ان کی نظر میں کوئی دوسری ایسی جگہ ہی نہیں تھی جہاں وہ بھاگ کر پناہ لے سکتے۔ یہی ان کا گھر تھا یہی زمین تھی، یہی وطن تھا ——— اور یہی سب کچھ تھا ان کے لئے ہمیشہ سے۔

کارویل کی اولاد نے زیادہ تر چارلسٹن میں رہنا شروع کر دیا۔ اور کاشتکاری کا کام ان کے کارندے سنبھالتے رہے۔ جنگ کے تیسرے سال ڈڈلی کارویل صرف ایکبار یہاں آیا اور مکان میں تالا ڈال کر ملازموں کو اپنے ساتھ لے گیا۔ آخری کارندہ ۱۸۶۵ء میں چلا گیا اور اس کے بعد بیچارے غلام اکیلے رہ گئے۔ اب وہ کپاس نہیں بوتے تھے۔ اس فصل کے تباہ لے میں روپیہ حائل تھا اور اس لئے یہ نقد لین دین کی فصل کہلاتی تھی اور انھیں نہ تو نقد فصلوں کی ضرورت تھی اور نہ ہی وہ اس کے لین دین کو سمجھتے تھے اور اس لئے وہ کاشتکاری کے نشیبی خطوں میں گیہوں اور چاول کی کھیتی کرنے لگے۔ انھوں نے باغوں میں سبزی، ترکاریاں بوئیں وہ سور اور مرغیاں بھی پالنے لگے اور اس طرح ان کی زندگی بسر ہونے لگی۔

وہ کئی آزاد لوگوں سے زیادہ خوش قسمت تھے۔ تین بار بڑی بڑی فوجیں اس راستہ سے گذریں ان کے کھیتوں کو صاف کر گئیں لیکن وہ قحط کے اس زمانے کو بھی برداشت کر گئے شکست سے جھنجلائے ہوئے فوجیوں نے ان میں سے صرف چار کو اپنی بندوقوں کا نشانہ بنایا تھا۔ لیکن یہ تباہی ان مقامات کی بہ نسبت بہت کم تھی جہاں آزاد لوگ رہتے تھے۔

اور اب کہیں دور دراز مقام سے 'کانگریس جیسی کسی چیز نے' آزاد لوگوں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ انتخابات میں اپنی رائے دیں اور یقین کرو کہ اس بات پر کارویل کے آزاد شدہ لوگ بڑے متعجب تھے۔

مارکس نے سب سے پہلے گڈن کو دوٹ دیکر واپس آتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور یہ بات کئی دن تک اس کے ذہن میں محفوظ رہی تھی۔ وہ ایکسل کرانسٹ، اور کچھ دوسرے لڑکے کھیلتے ہوئے بڑے کاشتکار کے مکان کی طرف جا رہے تھے۔ پہاڑی کے قریب سے وہ سڑک کو دو میل کے فاصلے تک دیکھ سکتے تھے۔ یہ سڑک شاید کہیں بھی نہیں جاتی۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ اگر اس پر بہت دور تک

چلے جاؤ تو یہ کولمبیا تک پہونچا دیتی ہے۔ لیکن یہ تو ایک سنی سنائی بات تھی اور دنیا سنی سنائی باتوں سے بھری پڑی ہے۔ مارکس اور اس کے دوستوں کے نزدیک تو یہ سڑک بس ایک سڑک تھی اور اس کے لئے کوئی ضروری نہیں تھا کہ وہ کسی منزل پر پہونچے۔

چار دن پہلے گڈن اور پیٹر بھائی نے ۲۱ سال کی عمر اور اس سے زیادہ کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا تھا۔ زیادہ تر اندازہ سے ہی کام چلایا گیا۔ کیونکہ اکثر لوگ نہیں جانتے تھے کہ ان کی عمر ۲۰ سال ہے، اکیس ہے یا بائیس ہے یا کیا ہے؟ عمر پر ہی آخری فیصلہ منحصر نہیں ہوتا لیکن اندازہ کے لئے کوئی معیار مقرر کرنا ہی پڑتا ہے۔ پیٹر بھائی نے سر کو کھجا کر اپنے حافظہ پر زور ڈالا اور کم عمر کالی پیداوار کو سب سے الگ کر دیا، اور آخر کار تمام شور و شغب کے باوجود اپنی اصطلاح میں بیلوں اور بچھڑوں کو علحدہ علحدہ کھڑا کر دیا۔ اور کُل ملا کر ۲۷ لوگ ووٹ دینے کے حقدار تسلیم کئے گئے۔

"اب ووٹنگ کیسے ہوگی؟" ان سب نے گڈن سے پوچھا

مارکس کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ انھیں اس قسم کے سوال گڈن سے ہی پوچھنا چاہیئے موت اور خدا کے متعلق پیٹر بھائی سے سوالات کئے جاتے تھے لیکن دوسری تمام باتیں مثلاً بیماری کاشتکاری وغیرہ کی باتیں وہ گڈن سے پوچھا کرتے تھے۔

اور اب وہ ووٹ دے کر واپس آ رہے تھے۔ غبار آلود سڑک پر ڈو میل دور، مارکس نے آدمیوں کے ایک گروہ کو آتے ہوئے دیکھا۔ وہ سب آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ مارکس چلاتا ہوا پہاڑی سے نیچے دوڑا "آگئے، آگئے۔ آ بابا"

دوسرے لڑکے اس کے پیچھے بھاگے اور سب کے سب اس قدر زور سے چلائے کہ ان کی آواز ایک میل کے فاصلے تک سنائی دینے لگی۔ بستی کے لوگ اپنی جھونپڑیوں سے یہ دیکھنے کے لئے باہر آ گئے کہ کیا ہوگیا ہے۔ راچیل نے سوچا کہ شاید قتل ہوگیا ہے اور اس کو مارکس کے سر پر یہ سمجھانے کے لئے دو دھپ رسید کرنے پڑے کہ وہ اپنی گفتگو میں کوئی معنی پیدا کرے

"کون آ گئے؟"

"بابا"

"گڈن؟" بہن میری نے پوچھا اور کسی نے یہ کہہ کر کہ "خدا کا شکر ہے" سب کے جذبات کی ترجمانی کی۔ یہ ووٹنگ بھی کوئی غیبی رمز ہے۔ اس میں ضرور کوئی شگون پوشیدہ ہے۔ سارے مرد چلے گئے اور بستی پر انتظار کا سکوت چھایا ہوا تھا اور کسی کو بھی یہ نہیں معلوم تھا کہ ووٹنگ

کیا ہوتی ہے! اب ہر ایک نے اپنی آنکھوں کے اوپر ہاتھ رکھ کر سڑک کی طرف دیکھا۔ یقیناً ایک ہی مرد واپس آرہے تھے ـــــ آہستہ آہستہ ـــــ تھکے ہوئے ـــــ لیکن وہ واپس آرہے تھے۔ ان میں سے جن کو گنتی آتی تھی اس نے گننا شروع کر دیا اور بتایا کہ سب ہی واپس آرہے ہیں۔ راچیل نے دور سے ہی گڈن کو پہچان لیا۔ اس کا بڑا جسم سب سے ہی علیحدہ نظر آرہا تھا۔

گڈن آدمیوں کا ایک مجموعہ تھا جیسے کوئی سانڈ ہو۔ اس کے شانے وزنی کمر پتلی اور پاؤں دُبلے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ایسی جسامت کا آدمی اس سانڈ کی طرح ہوتا ہے جسکے نتھنوں میں لوگوں کے سر ہوتے ہیں۔ لیکن گڈن ایسا آدمی نہیں تھا جس پر کوئی بھی کہاوت صادق آتی ہو۔ گڈن تو گڈن ہی تھا اور اس کی بھی ایک وجہ تھی کہ لوگ کیوں اس سے رجوع کرتے تھے؟ یہ صحیح تھا کہ اسکا جسم اور دماغ دونوں ہی آہستہ چلتے تھے لیکن ضرورت کے وقت انھیں تیز رفتار بھی کر سکتا تھا۔ جب اس کے دماغ میں کوئی نئی بات آتی تو وہ ان پر بار بار غور کرتا تھا، اور آخر کار جب وہ فیصلہ کر لیتا تو پھر وہ اس کی بات ہوتی تھی۔

وہ سب سے آگے تھا۔ راچیل نے اسکو پہچان لیا، اس کے جھکے ہوئے شانوں اور آہستہ آہستہ چلنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کئی میل پیچھے چھوڑ کر یہاں تک پہونچا ہے، وہ اپنی بندوق کو اس طریقہ سے پیچھے لٹکائے ہوئے تھا جو اس نے فوج میں سیکھا تھا۔ اس کے شانے سے ایک تھیلی لٹکی ہوئی تھی جس میں بچوں کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ ہوگا۔ اس کے ایک طرف اس کا پیر بھائی چل رہے تھے ـــــ لانبے، لاغر اور غیر مسلح ـــــ بالکل ویسے ہی جیسے کہ ایک خدا پرست آدمی کو ہونا چاہیئے۔ دونوں جیفرسن بھائی اپنی رائفلیں لئے ہوئے ان کے پیچھے تھے۔ ہبی بال واشنگٹن بھی آرہا تھا۔ جیس امنڈر، افرڈیننڈ، الگزنڈر، ہیرالڈ، باکسٹر اور ٹڈ پر ـــــ یہ لوگ ایسے تھے کہ جن کا کوئی خاندانی نام ہی نہیں تھا۔ رفتہ رفتہ ان کے دماغ میں ایک خیال آئے گا اور وہ یہ نام بھی رکھ لیں گے لیکن خاندان کا نام سوچنے اور سمجھنے کی چیز ہے اور اس سے کوئی آدمی آسانی کے ساتھ مطمئن نہیں ہوتے ہیں۔

جیف اپنے والوں سے ملنے کے لئے سڑک پر دوڑ پڑا اور فوراً ہی لڑکوں لڑکیوں اور عورتوں کا ہجوم اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔ راچیل ٹھہری رہی اس نے مارکس کو بھی گردن پکڑ کر ٹھہرا لیا اور اس سے کہا کہ وہ کنوئیں سے پانی کھینچنے میں اس کی مدد کرے تاکہ گڈن اپنی پیاس بجھا سکے اس کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ ناسمجھ بچوں کی طرح گڈن کے پاس دوڑی ہوئی جائے

کیونکہ وہ ایک دوسرے کو ایسی چھوٹی موٹی باتوں کے ذریعے نہیں سمجھتے تھے۔
آخر نومبر کی یہ سہ پہر نسبتاً گرم تھی۔ جب گڈن اور اس کے ساتھی بستی میں آ گئے تو اُن کے کالے چہروں سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔

راچیل اُن کی ضرورتوں کو سمجھتی تھی جس کے نتیجے میں انھوں نے سرد اور شفاف پانی پیا اور لکڑی کے پیالے انکے سامنے بڑھانے لگے۔ ہر ایک کے دل میں کوئی نہ کوئی سوال پیدا ہو رہا تھا اور یکایک برسات کی سی تیزی کے ساتھ ہر طرف سے سوالوں کا حملہ ہو گیا

"یہ ووٹنگ کیا ہوتی ہے؟"

"تم خالی ہاتھ ہی واپس آ گئے۔ ووٹنگ کو اپنے ساتھ کیوں نہیں لائے؟"

"اچھا، تم نے ووٹنگ کو خرید لیا ہے نا:"

"خرید کر اس کے دام بھی چکا دیے ہوں گے؟"

"گورے لوگوں میں تم کو کتنی ووٹنگ ملی تھی؟"

"وہ کتنی بڑی ہوتی ہے؟"

"ان کی تعداد کیا ہے؟"

یہ سوالات شاید جاری رہتے اگر بیر بھائی پریشان ہو کر یہ اعلان نہ کرتے کہ "میری بہنو، اور بچو! ذرا امن رکھو، ذرا خاموش رہو۔ اور ہم تمھارے سب سوالوں کا جواب دے دیں گے۔"

مردوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو پیار کیے۔ گڈن نے بھی راچیل کو اپنے بازوؤں میں لیکر بڑی محنت سے پیار کیا۔ ان میں سے کچھ لوگوں کے پاس میٹھی مصری تھی جس کو انھوں نے بانٹنا شروع کر دیا۔ انھوں نے اپنی تھیلیاں کھولیں۔ گڈن جینی کے لئے ایک گلاب کا پھول لایا تھا جس میں سے گلاب کے پھول کی خوشبو بھی آتی تھی۔ گفتگو بڑی گرما گرمی سے ہونے لگی لیکن ووٹنگ کے متعلق کوئی بھی کچھ نہیں بتا رہا تھا کتنے دیوانہ وار ادھر سے اُدھر بھاگ رہے تھے کیونکہ وہ کہتے تھے اس نئے محبت اور خلوص کا ایک بڑا حصہ چاہتے تھے۔ آخر کار بیر بھائی اپنے ہاتھ پھیلا کر خاموش رہنے کی التجا کرنے لگے۔ اور سب خاموش ہو گئے۔ مرد پالتی مارے بیٹھے ہوئے تھے۔ بچے گھاس پر بیٹھ گئے یا لیٹ گئے۔ عورتیں بھی بیٹھ گئیں یا اپنے بازو باندھ کر کھڑی ہو گئیں۔

بیر بھائی نے کہا "بھائی گڈن تم کو بتائیں گے کہ ووٹنگ کیا ہوتی ہے؟ کیسی کی شادی ہے یا بڑے دن کا جشن ہے کہ جس میں سب ہی شریک ہو سکتے ہیں؟ خدا کے فرشتے جبریل

کی طرح حکومت اپنا مضبوط ہاتھ آگے بڑھا کر کہتی ہے کہ "اعلان کرو تم کس طرف ہو؟" اور ہم نے یہ اعلان کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی حکومت کہتی ہے کہ پانچ سو کالوں اور گوروں کی مقررہ تعداد میں سے اپنا نمائندہ چن لو اور ہم نے گڈن کو چن لیا ہے۔"

گڈن آہستہ سے اٹھا اور لوگ اس کی طرف متوقع نظروں سے دیکھنے لگے۔ راحیل سمجھ گئی کہ وہ جھجک رہا ہے، وہ گڈن کی رگ رگ سے واقف تھی، اس کو چن لیا گیا ہے۔ اس کا کیا مطلب تھا؟ اور یہ نمائندہ کیا ہوتا ہے؟

"ہم گئے اور ہم نے ووٹ دیئے" گڈن نے کہا۔ اس کی آواز نرم تھی اور وہ رک رک کر بول رہا تھا کیونکہ وہ الٹ پھیر کے بعد چیزوں کو ایک ترتیب سے جمانا چاہتا تھا۔

"ووٹنگ ـــــــ" گڈن نے کہا۔

گڈن کو یاد تھا کہ کس طرح چند روز پہلے اس کی بستی کے لوگ شہر میں ووٹنگ کے لئے گئے تھے۔ خود اس کے گروہ میں اس بات پر شبہہ تھا کہ ووٹنگ کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ اور گڈن اور پیٹر بھائی نے یہ سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ اس کا مطلب ہوتا ہے اپنی قسمت کو آپ طے کرنا۔ وہ آزاد تھے اور اب ان کی بھی ایک آواز تھی اور اس لئے اب ان کو یہ حق تھا کہ جب کبھی بھی ان کی زندگی سے متعلق کوئی سوال پیدا ہو تو وہ اپنی اس آواز کو استعمال کر سکیں اور اسی کا نام ووٹنگ تھا۔ لیکن یہ سب چیزیں مثالی اور خیالی تھیں۔ وہ ایسی چیزوں سے گھبراتے تھے اور اس لئے انھوں نے طے کیا تھا کہ وہ صبر کریں اور دیکھیں کہ اس کی عملی شکل کیا ہوگی؟

جب وہ شہر پہونچ گئے تو گڈن نے دیکھا کہ دنیا کے گورے اور کالے دونوں ہی قسم کے لوگ جمع ہو گئے ہیں۔ سڑکیں، عمارتیں، غرضکہ ہر جگہ ان سے بھری پڑی ہے اور وہ سب کے سب ووٹنگ کے لئے چلا رہے ہیں۔ ان میں سے آدھے گورے اور کالے لوگ اپنے ہاتھوں میں بندوقیں لئے ہوئے ہیں۔ یونین کے سپاہیوں کی ایک کمپنی بھی ہے جو انتظام کرنے کے لئے بھیجی گئی ہے۔ گڈن نے یہ دیکھکر خدا کا شکر ادا کیا۔ کیونکہ اس بڑے ہجوم میں بہت سوں کے پاس بندوقیں تھیں، اور ان میں سے کتنے لوگ ایسے بھی تھے جن کا دماغ ہمیشہ گرم رہا کرتا ہے۔

بہت سے حبشی یہ سوچ کر اپنے ساتھ ایک ایک گھوڑا لیتے آئے تھے کہ ووٹنگ کا کھیت کم از کم چالیس ایکڑ کے برابر تو ہوگا۔ بعض یہ سوچتے تھے کہ ووٹنگ ان کو مالدار بنا دیگی ـــــ

اور ووٹنگ کے بعد کئی لوگ۔ یہ دیکھکر ناراض تھے کہ انھیں کچھ بھی نہیں ملا اور وہ خالی ہاتھ واپس جائیں گے۔

اب گڈن نے اپنے سُننے والوں کو یہ بتایا کہ جب اس کی باری آئی تو اس نے کیا دیکھا وہ عدالت کی پرانی عمارت کے گندے اور شکستہ اندرونی حصّے میں گیا۔ چاروں طرف لانبی لانبی میزوں پر بڑے بڑے رجسٹر کھولے ہوئے رجسٹرار بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی پشت پر دھاریوں اور ستاروں دار پرچم سجائے گئے تھے اور آدھی درجن کے قریب سپاہی ووٹ ڈالنے کے صندوقوں پر پہرہ دے رہے تھے، پھر اس نے یہ بتایا کہ کس طرح اس کو ایک پرچہ دیا گیا جس پر لکھا ہوا تھا "دستور ساز مجلس کے لئے" اور پھر اسکے نیچے لکھا تھا "دستور ساز مجلس کے خلاف" اور سب نیچے لکھا تھا" × کا نشان لگاکر کسی ایک کے لئے اپنی رائے ظاہر کرو"

دن بھر یانکی اور حبشی سڑکوں پر آپس میں یہ باتیں کرتے رہے کہ کیوں ہر حبشی کو دستور ساز مجلس کی موافقت میں رائے دینی چاہیئے۔ یہ سمجھ لینا کوئی مشکل بات نہ تھی کہ مجلس ایک نئی دنیا تعمیر کرے گی۔ یا پھر یہ صرف باتیں ہی باتیں تھیں جب گڈن نے ووٹ کے پرچہ کو دیکھا تو رجسٹرار نے تھکے ہوئے لہجہ میں کہا" مجلس کے خلاف ہو یا موافق ؟ اپنا نشان لگادو۔ پرچہ کو تہ کرلو اور بوتھ پر چلے جاؤ۔"

دوسرے رجسٹرار نے کہا" گاف کی فہرست میں گڈن جیکسن" میز پر بیٹھے ہوئے آدمیوں نے اپنے رجسٹروں کے ورق اُلٹنے شروع کردیے اور ان میں سے ایک نے کہا،

"یہاں دستخط کردو یا انگوٹھے کا نشان لگادو"

گڈن نے قلم پکڑا اور مشکل سے آڑے ٹیڑھے حرفوں میں لکھا" گڈن جیکسن" اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور وہ خوف زدہ تھا لیکن وہ خدا کا احسان مند تھا کہ اسے کم ازکم دستخط کرنا تو آتا تھا اور وہ انگوٹھے کا نشان لگانے کی شرمندگی سے بچ گیا۔ اس کے بعد وہ ووٹ کا پرچہ لے کر صندوق کے قریب گیا اور نشان لگانے سے پہلے اس کو پڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ یہ کہہ سکتا تھا کہ اُسے تھوڑا بہت پڑھ بھی لیا لیکن "دستور ساز مجلس" جیسے الفاظ اس کے لئے منکرتے کے الفاظ تھے۔

جہاں "کے لئے" لکھا تھا وہاں اس نے نشان لگادیا۔ کیونکہ کم ازکم یہ لفظ تو اس نے پڑھ کر سمجھ بھی گیا تھا لیکن اس کے باوجود اسکو دل ہی دل میں اتنی شرمندگی ہوئی کہ جسے وہ ایک عرصہ تک نہیں بھول سکا اور اب اس نے اپنے سننے والوں کو بتایا۔

تھے اور ہم بچوں کی طرح واپس آگئے ہیں —— جاہل اور بے خبر —— پیٹر بھائی دعا کرو کہ خدا ہم کو صحیح راستے پر چلنے کی توفیق دے"

"ہاں بے تو۔ جاہ"[1] ان میں سے بعض نے آہستہ سے کہا

"ایک یانکی[2] نے ہم سے گفتگو کی" گڈن نے اپنی بات جاری رکھی" اور ہم کو بھیڑوں کے گلوں کی طرح ٹکڑیوں میں بانٹ دیا۔ یہ ٹکڑیاں پانچ پانچ سو کی تھیں ہم سب جاہلوں کی طرح اس کی طرف دیکھنے لگے۔ اس نے ہم سے کہا کہ "اپنا ایک نمائندہ چن لو" اور پھر اس نے ہم کو ووٹ کے پرچے دے دیئے اور اسکے بعد ایک حبشی نے تقریر کی، ایک اور حبشی بولا اور ایک گورے یانکی نے بھی تقریر کی، اور آخر میں پیٹر بھائی نے کھڑے ہو کر کہا کہ "گڈن ہی وہ آدمی ہو سکتا ہے"۔

گڈن اس سے آگے اور کچھ نہیں کہہ سکا، اور اب یہ بات سب کی سمجھ میں آگئی کہ کس طرح گڈن کو نمائندہ منتخب کر لیا گیا ہے اور ان سب کے سر فخر سے اونچے ہو گئے۔ ان کو اس قسم کے فخر کا احساس اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ گو وہ یہ ساری باتیں پوری طرح نہیں سمجھتے تھے پھر بھی ان کے دل میں یہ احساس پیدا ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ اب پیٹر بھائی کھڑے ہو گئے اور انھوں نے بتایا کہ کس طرح گڈن چارلسٹن جا کر مجلس کی کارروائی میں حصہ لے گا۔

راحیل رونے لگی۔ گڈن کی نگاہیں زمین پر جمی رہیں، اور وہ اپنے پیروں سے گھاس کو کریدنے لگا۔ مارکس اور جیف نے اپنے سینے تان لئے۔

"خدا کی تعریف ہو" پیٹر بھائی نے کہا:

"ہاں لو جاہ" لوگوں نے جواب دیا

اور وہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹ کر بیٹھ گئے کیونکہ ہر ایک کو اپنی آپ بیتی بھی سنانی تھی۔

آج رات راحیل کا گڈن اس کے پاس واپس آگیا تھا۔ وہ دونوں بھوسہ کے گدّے پر لیٹ گئے اور اپنے بچوں کے خراٹوں کی آواز سننے لگے۔ قریب کے تالاب سے مینڈکوں کی ٹر ٹر سنائی دے رہی تھی اور رات کے پرندے بھی چہچہا رہے تھے

"اب نہ روؤ" گڈن نے التجا کی۔

---

[1] خوشی کا نعرہ [2] شمالی امریکہ کے گورے لوگ "یانکی" کہلاتے ہیں۔

"مجھے ڈر لگتا ہے"

"کس چیز سے؟"

"تم چلے جاتے ہو اور میری زندگی دوبھر ہو جاتی ہے۔"

"لیکن اب تو میں واپس آگیا ہوں۔"

"اور تم چارلسٹن بھی تو جاؤ گے" راچیل نے عقبی کے ایک روایتی مقام کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں واپس آجاؤں گا" گڈن نے نرمی سے کہا۔ "یہ خوشی کا وقت ہے اور تم روتی ہو۔ اس سے پہلے کسی بھی کالے آدمی کو یہ موقع نصیب نہیں ہوا تھا۔ یہ تو 'ہائے توجاہ' کا وقت ہے۔ میری ننھی! ذرا اور قریب ہو جاؤ۔ دیکھو، سورج نکلنے والا ہے اور مجھے ڈر لگتا ہے لیکن میں اپنی بیوی اور بچوں کی وجہ سے خوفزدہ نہیں ہوں۔

"تمھیں کس چیز کا خوف ہے؟"

"میں ایک بیوقوف کالا حبشی ہوں" گڈن نے دکھ بھرے لہجے میں کہا "میں تو کالا حبشی ہوں۔ مجھے آتا ہی کیا ہے۔ نہ میں پڑھ سکتا ہوں اور نہ ہی سوائے اپنے نام کے اور کچھ لکھ سکتا ہوں۔"

"پیٹر بھائی تو بیوقوف نہیں ہیں"

"کس طرح؟"

"انھوں نے ہی کہا تھا کہ یہ ہے وہ آدمی جو ہمارا نمائندہ ہو سکتا ہے۔ اچھا اگر تم بیوقوف ہو تو پھر حبشیوں نے تم کو اپنا نمائندہ کیوں چن لیا ہے۔"

"معلوم نہیں۔"

راچیل خوش تھی، لیکن وہ دھیرے دھیرے سسکیوں سے رونے لگی۔ اچھے اور خوشی کے موقعوں پر بھی اس کو رونا آنے لگتا تھا۔

اس نے اپنے شوہر سے کہا "گڈن، پیارے گڈن تمھیں وہ وقت یاد ہے جب تم یانکی سپاہیوں کی فوج میں ملنے کے لئے جا رہے تھے، اور اس وقت جب میں رونے لگی تھی تو تم نے کہا تھا کہ مردوں کے یہی طریقے ہیں اور انھیں ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ میرا خیال ہے کہ اب یہ وقت بھی اس وقت سے کسی طرح مختلف نہیں ہے۔"

"یہ کیسے؟"

راحیل نے اپنا منہ گڈن کے کانوں سے لگا دیا اور چپکے سے کہنے لگی۔ "ایک حبشی جو کھیت میں روئی چُن رہا ہے ـــــ روئی چن رہا ہے اور اُس لڑکی کے خیال میں مگن ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے ـــــ"

اور یہ وہ بات تھی جسے سن کر گڈن کو نیند آگئی۔ یہ بات اور امیدیں اور خوف ـــ

۲

دوسرے دن صبح کے وقت سارا خاندان ناشتہ کرنے بیٹھا۔ اس وقت گڈن نے بڑے فخر کے ساتھ یہ سوچا کہ بہت کم لوگوں کو یہ سب چیزیں نصیب ہوتی ہیں ـــــ راحیل جیسی بیوی۔ دو تندرست لڑکے اور جینی جیسی خوبصورت ننھی لڑکی۔ لڑکے جنگلی اور ضدی تھے لیکن وہ بھی اپنے بچپن میں ایسا ہی تھا۔ اس کی پیٹھ پر کوڑوں کے سو نشان تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کس قدر ضدی ہو گا۔

انھوں نے ابھی مکئی کے بھٹوں پر شیرہ مل کر کھانا شروع کیا ہی تھا کہ پیٹر بھائی نے دروازے سے اپنا سر نکال کر کہا:

"بھائی، بہن اور بچو! صبح بخیر!"

پیٹر بھائی کو ناشتے میں شریک کرنے کے لئے انھیں زیادہ اصرار نہیں کرنا پڑا۔ ساری کیبن میں بھنے ہوئے بھٹوں کی سوندھی خوشبو پھیلی ہوئی تھی اور کھانے سے پہلے ہی منہ میں پانی آ رہا تھا۔ پیٹر بھائی نے ناشتے کی تعریف بھی پیٹ بھر کر ڈالی اور اپنے بچوں کے لئے کچھ مٹھائی بھی جیبوں میں بھر لی۔ راحیل ہمیشہ اس آدمی کی بہت خاطر کرتی تھی جو اُس کے پکائے ہوئے کھانوں کی تعریف کرتا تھا۔ کیونکہ خدا کے بہت سے بندے اکثر سرکے کی طرح ترش اور تلخ ہوا کرتے ہیں۔

ناشتے کے بعد پیٹر بھائی نے جیف سے پوچھا۔ "بیٹے! کیا تم گڈن کے کھیتوں کو سنبھال سکتے ہو؟"

"ضرور" جیف نے سر ہلا کر کہا۔

گڈن اور پیٹر بھائی گیہوں کے بنڈلوں کے قریب گئے اور ایک بنڈلے کی دیوار کے

سہارے پاؤں پھیلا کر بیٹھ گئے۔ یہاں دھوپ بھی اور وادی سے صبح کی سرد ہوائیں آ رہی تھیں کتا آیا اور ان کے نزدیک ہی لیٹ گیا۔ انھوں نے گھاس کے تنکے اٹھا کر انھیں چبانا شروع کر دیا

"تم کب روانہ ہو جاؤ گے گڈن ؟" پیٹر بھائی نے پوچھا۔

"کہاں، چارلسٹن ؟"

"ہاں ہاں"

جب گڈن نے کافی دیر تک کوئی جواب نہیں دیا تو پیٹر بھائی نے کہا: "تمھیں کس بات کا ڈر ہے ؟"

"تمھیں کیسے معلوم کہ میں ڈر رہا ہوں ؟"

"مجھے اور تمھارے دل کی بات نہ معلوم ہو سکے۔ ادھر دیکھو گڈن ! تم اور میں ـــ ـــ ۔ ہم ایک دوسرے کو ایک عرصے سے جانتے ہیں اور اب تم خدا کے فضل سے ۳۶ برس کے ہونے والے ہو۔ مجھے وہ بچپن کا واقعہ کتنی اچھی طرح سے یاد ہے جبکہ تمھاری ماں کا وقت آگیا تھا اور وہ تمھیں اپنے پیٹ میں لئے ہوئے بستر پر پڑے پڑے دعائیں مانگتی تھی کہ "اے عیسیٰ مسیح ! میرے چھوٹے بچے کو بچاؤ۔ میرا وقت آگیا ہے۔ اس وقت میری عمر چودہ سال کی تھی۔ تمھارے باپ نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ "پیٹر، دوڑ کر آقا کو خبر کردو کہ صوفیہ مرنے والی ہے۔" میں دوڑ گیا، اور آقا کے کارندے جم بلیک نے کہا کہ "کبھی کوئی حبشی عورت اپنا وقت آجانے پر مرنے سے بچ بھی سکتی ہے ؟ ـ مجھے تو یاد نہیں پڑتا" اور پھر اس نے مجھ سے پوچھا۔ "کیا ڈاکٹر آگیا ہے ؟"

"نہیں تو" میں نے جواب دیا۔

"بوڑھی دایہ ـ انا تین دن تک موت کے فرشتے سے لڑتی رہی اور تیسرے دن جب تم پیدا ہوئے تو تمھاری ماں کا انتقال ہو گیا۔ تب بوڑھے کارندے جم بلیک نے درّے مار کر میری کھال گرا دی اور مسٹر کارویل کے سامنے جھوٹی قسم کھائی کہ "میں نے تو اس کو کچھ بتایا ہی نہیں اور اسی لئے مجھے تمھاری پیدائش کا دن یاد ہے۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہیں جب ہم چلچلاتی دھوپ میں کپاس کے کھیتوں میں کام کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ہم کس طرح اس موضوع پر بحث کرتے تھے کہ ایک حبشی کی زندگی کا کیا مقصد ہے اور تم کہا کرتے تھے کہ میں اپنی زندگی دے کر بھی میٹھی نیند لینے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ میں ایک حبشی ہوں اور خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ جو ہم کو اپنے بھیانک گناہوں سے آگاہ کرتا ہے اور تم بار بار پوچھتے تھے کہ ہمیں جنگ میں باغی لوگوں کی مدد کرنے سے کیا ملے گا ؟"

"ہم نے اس کے نتیجے میں تم کو پایا ہے" گڈن نے کہا

"نہیں، تم نے راچیل اور تین بچوں کو پایا ہے۔ تمہیں ان کی دیکھ بھال کرنی چاہیئے۔"

"وہ تو ہیں کرنا ہی ہے۔"

"اور اب میرے اس کہنے پر کہ تم ڈرتے ہو، تم ایک گھوڑے کی طرح کان کھڑے کر کے پیچھے ہٹنے لگتے ہو۔"

"تم یہی چاہتے ہو نا کہ میں چارلسٹن چلا جاؤں" گڈن نے آہستہ سے کہا "میں وہ حبشی ہوں جو نہ پڑھ سکتا ہے نہ لکھ سکتا ہے اور نہ ہی اپنے نام کی ہجے کر سکتا ہے اور پھر تم مجھ سے یہ کہتے ہو کہ میں چارلسٹن جا کر مجلس میں شرکت کروں۔ ایک ایسے شہر میں چلا جاؤں جہاں سامنے والے بڑے مکان کی طرح ہزاروں مکان بنے ہوئے ہیں، جہاں گورے لوگ رہتے ہیں جو مجھ جیسے سادہ لوح اور بیوقوف حبشی کا مذاق اڑائیں گے۔"

سامنے پڑی ہوئی ریت پر انگلی سے نشانات بناتے ہوئے پیٹر بھائی نے پوچھا "تم چارلسٹن پہلی بار کس طرح گئے گڈن؟"

"میں یانکی لوگوں کے ساتھ گیا تھا" گڈن نے یاد کرتے ہوئے بتایا۔ "ہم نیلی وردیاں پہنے تھے۔ میرے ہاتھ میں ایک بندوق تھی۔ میرے ساتھ دس ہزار سپاہی چل رہے تھے اور ہم سب "ہالے لوجاہ" کا گیت گا رہے تھے۔"

"تم اس وقت خوفزدہ نہیں تھے، شاید اکیلے جانے سے ڈرتے ہو۔ اس وقت تمہارے پاس نیلی وردی نہیں ہے۔ ہاتھوں میں بندوق نہیں ہے اور "ہالے لوجاہ" کا گیت بھی نہیں ہے لیکن اس وقت ہمارے پاس قانون کا یہ حکم ضرور ہے کہ "اے میرے حبشی بچے! آج سے تم آزاد ہو۔"

گڈن نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور پیٹر بھائی نے نرمی سے کہا "مقدس کتاب میں موسیٰ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بہت ڈرپوک آدمی تھے لیکن خدا نے انکو حکم دیا تھا کہ میرے بندوں کی رہنمائی کرو۔"

"میں موسیٰ نہیں ہوں۔"

"لوگوں کو ایک رہنما کی ضرورت ہے گڈن! میں نے ووٹ دیتے وقت اپنے دل سے کہا تھا کہ قانون کی رو سے آج حبشی غلام آزاد ہیں انہیں ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔ انہیں غلامی سے نجات مل چکی ہے اور وہ اپنی زندگی کو آپ بنا سکتے ہیں۔ حبشی پڑھ نہیں سکتے، لکھ نہیں سکتے، اور سوچ بھی نہیں سکتے۔ سوچنے کے جرم میں غلامیاں پر کوڑے پڑتے ہیں، اور انہیں بیچ دیا جاتا ہے۔ پڑھنا سیکھ

لینے کے جرم میں ایک غلام کو تین سو دُرّے مارے گئے تھے۔ حبشی ان عمر رسیدہ کتوں کی طرح ہیں جنھیں باہر نکال کر بھوکا مرنے کے لئے آزاد کر دیا گیا ہو۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ان لوگوں کی رہنمائی کون کرے گا؟ بڑے بڑے کام کرنے والے ہوں یا اونچی اونچی باتیں کہنے والے، سبھی ڈرپوک ہیں رہنمائی کا بیڑا کوئی کبھی نہیں اٹھاتا۔"

"تم نے مجھ کو کیوں چن لیا؟" گڈن نے پوچھا "تم خود سامنے کیوں نہیں آئے؟"

"لوگوں نے تم کو چنا ہے" پیٹر بھائی نے کہا "اور اب تم کو اس راستے چلنا پڑے گا۔"

پیٹر بھائی نے تھوڑا جھک کر اپنا دُبلا ہاتھ گڈن کے گھٹنے پر رکھ دیا اور بولے "اچھا، سمجھو۔ ای گڈن، ... تم کہتے ہو کہ تمھیں پڑھنا نہیں آتا لیکن کیا لوگ ماں کے پیٹ سے ہی پڑھنا لکھنا سیکھ کر پیدا ہوتے ہیں؟ کیا تم کچھ بھی نہیں سیکھ سکتے؟ تم پڑھنا سیکھ سکتے ہو، لکھنا سیکھ سکتے ہو مجھے دیکھو، میں بہت کم لکھنا جانتا ہوں۔ شاید پندرہ بیس الفاظ یاد ہیں مجھ کو، پھر بھی میں ان کو لکھ دوں گا اور تم ان سے اپنی تعلیم شروع کر سکتے ہو۔"

گڈن نے بے بس ہو کر اپنا سر ہلانا شروع کر دیا

"گفتگو کا مسئلہ ہی لے لو" پیٹر بھائی نے کہا۔ "الفاظ کو مناسب کے ساتھ ایک دوسرے سے جوڑنے کو گورے لوگ علم نحو کہتے ہیں جس آدمی کے شانے پر سر ہوتا ہے وہ الفاظ کو بھی صحیح طریقہ سے ادا کر سکتا ہے۔ مجھ جیسے بوڑھے حبشی ایسا نہیں کرتے۔ لیکن تم اس علم کو کس طرح سے سیکھو گے؟"

"خدا معلوم" گڈن نے کہا۔

"خدا تو عالم الغیب ہے۔ یہ میں بھی جانتا ہوں۔ تمھارا کام تو صرف سننے کا ہے۔ تمھیں چاہیئے کہ گورے لوگوں کی گفتگو غور سے سنو۔ سنو اور سننے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو اور پھر تم خود ہی سیکھ جاؤ گے اور اس کے بعد ایک وقت ایسا بھی آئے گا جبکہ تم کتابیں بھی پڑھ سکو گے اور کتابوں میں سب کچھ موجود ہے ـــــ خدا کا کلام، سچائی اور ...."

"اگر ایک آدمی اپنے دل و دماغ کو کھیتی میں لگا دے اور اس کام میں اس کا دن بھر صرف ہو جائے تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ تعلیم بھی حاصل کرے؟" گڈن نے کہا۔

"جب ہم چلتے چلتے سامنے والے پل کے نزدیک پہنچ جائیں گے تو آگے بڑھنے کے لئے اُسے بھی پار کرنا ہی ہوگا۔ ... عرصہ میں جیسے کھیتی کر سکتا ہے۔ مارکس بھی اچھا لڑکا ہے۔ عیسیٰ مسیح ہر لحاظ سے تم پر مہربان ہیں۔ تمھیں ایک نئی دنیا بنانا چاہیئے گڈن۔ ایک روشن اور نئی دنیا!" پیٹر بھائی مسکرائے اور کیبنوں کی طرف جانے لگے۔ "چھوڑو ان باتوں کو" اور پھر اپنے لانبے اور دُبلے

ہاتھوں کو باندھتے ہوئے سر جھکا کر کہا " خدا کی تعریف کرو "
گڈن نے کہا " اور مجلس کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے ؟ "
" مجلس قانون بناتی ہے ۔ ملک کا دستور انجیل کی مقدس کتاب کے برابر ہوتا ہے ۔ اب ایسی دنیا زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتی جس میں حبشی لوگ جنگلی سوروں کی طرح ادھر سے ادھر بھاگتے پھریں ۔ گورے لوگ حبشیوں سے نفرت کرتے ہیں اور حبشی گوروں سے ڈرتے ہیں ۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے ۔ "

" میں اچھے قانون اور برے قانون میں کیسے امتیاز کرونگا ؟ "
" تم اچھے آدمی اور برے آدمی میں کیسے امتیاز کرتے ہو ؟ تم باعصمت اور بدچلن لوگوں کو کیسے پہچانتے ہو ؟ "

" اس کے لئے ہمارے پاس ایک کسوٹی ہے ؟ "
" بس ، پھر اس کے لئے بھی ایک کسوٹی ہے " بیٹر بھائی نے کہا " ایسا کیوں ہے کہ تم نہ پڑھنا لکھ سکتے نہ لکھنا ؟ یہ اس لئے ہے کہ حبشیوں کے لئے کبھی کوئی مدرسہ ہی نہیں کھولا گیا ۔ حبشی تو کیا غریب گوروں کے بچوں کے لئے بھی آج تک کوئی مدرسہ نہیں کھولا گیا ۔ اب اگر تم چاہو تو ہمیں سے ابتدا کر سکتے ہو کہ غریب بچوں کی تعلیم کے انتظام کے لئے ایک قانون بنا دیا جائے ۔ یہ ایک اچھا قانون ہوگا ۔ کارویل کی زمینداری کے کھیتوں کو ہی لیلو ۔ یہ زمین بیس ہزار ایکڑ کے لگ بھگ ہوگی ۔ اب اس زمین کا مالک کون ہے ؟ کیا یہ مسٹر کارویل کی ملکیت ہے ۔ حکومت کی ہے ؟ یا کالے اور گورے عوام کی ہے ؟ حبشی زمین چاہتے ہیں ۔ اسی طرح گورے بھی زمین مانگتے ہیں اور زمین بھی سب کے لئے کافی ہے ، لیکن اس کو کس طریقہ سے آپس میں بانٹا جائے ؟ "

" یہ طریقہ کیسے معلوم ہو ؟ "
" ذرا صبر کرو گڈن ! "
" نمائندہ تو تم کو بننا چاہیئے تھا ۔ آخر ، تم نمائندہ کیوں نہیں بنجاتے ؟ " گڈن نے پوچھا ۔
" لیکن لوگ مجھ کو کیوں ووٹ نہیں دیتے ؟ سوچنے اور سمجھنے کا ایک طریقہ ہوا ہے گڈن میں ایک بوڑھا حبشی ہوں ۔ میں کام میں تمھاری طرح چست و چالاک نہیں رہ سکتا ۔ ایک دن وہ آئیگا گڈن کہ تم بھی میری طرف دیکھ کر کہنے لگو گے کہ .. بوڑھا کسی کے کیا کام آ سکتا ہے ۔ یہ بوڑھا اور جاہل حبشی ! "
" میں ہرگز ایسا نہیں کہونگا ۔ "

"خدا کی رحمت ہو تم پر۔ ممکن ہے کہ تم ایسا نہ کہو گڈن! لیکن کیا تم بالکل ہی دودھ پیتے بچے ہو؟ سب کچھ تیار ہے تمھارا کام تو صرف اتنا ہے کہ اپنے آپ کو بھر لو۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ خالی برتن کنوئیں کے پانی سے بھر جاتا ہے۔ ذرا صبر کرو اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہے؟"

گڈن نے سر ہلا کر کہا "میں کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس بات پر یقین ہو جائے کہ ——"

"پرواہ مت کرو تمھیں اس پر یقین ہو یا نہ ہو لیکن وہ بات تو ہو کر رہے گی اور کنوئیں کے چرس میں ٹھنڈا اور صاف پانی کھنچ کر آئے گا۔"

"فرض کرو کہ وہ لوگ اس حبشی کی باتوں کو مذاق میں ہی اُڑا دیں۔!"

"اچھا تو وہ لوگ مذاق کریں گے گڈن۔ میرے بیٹے! ہم اس وقت کتنا ہنسیں گے جبکہ دلدل سے نکل کر ایک غریب حبشی ہم سے یہ پوچھے گا کہ میرا آقا کہاں ہے؟ ہم اس کو بتائیں گے کہ تم آزاد ہو لیکن جب وہ حبشی آزاد انسان اور کتے کے درمیان کوئی امتیاز نہ کر سکے گا تو قدرتی طور پر ہم کو اس پر ہنسی آجائے گی لیکن تمھیں ہنسی نہیں بلکہ نفرت کا مقابلہ کرنا ہے۔ وہ تمھیں نمایندگی کی تنخواہ دیں گے جیسا کہ یانکی لوگوں نے ہم کو بتایا تھا۔ ممکن ہے یہ تنخواہ ایک ڈالر روزانہ مقرر ہو جائے۔ تم اس ڈالر سے ایک کتاب خرید لینا۔ ایک چراغ بھی خرید لینا اور پھر پڑھائی شروع کر دینا۔"

گڈن نے سر ہلایا۔ جتنا زیادہ پیٹر بھائی بولتے تھے اتنا ہی زیادہ گڈن چارلسٹن کی مجلس کا خیال کر کے خوفزدہ ہوتا جاتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے اندر وہ عجیب وغریب جھرجھری محسوس کی جو یونین کی فوج میں شرکت کے وقت اس کی رگوں میں سما گئی تھی۔"

"پہلے کس قسم کی کتاب خریدنی چاہیے؟"

مجھ جیسے واعظ کو تو انجیل کا نام لینا چاہیے۔ لیکن انجیل آسان نہیں ہے اس لئے سب سے پہلے زبان کی کتابیں خریدنا، پھر ہجے کی کتابیں اور اس کے بعد حساب کی کتابیں۔ اور پھر تم خود سمجھنے لگو گے کہ اب مجھے کون سی کتاب خریدنی چاہیے۔"

"ٹھیک ہے" گڈن نے کہا۔

"لیکن کتابوں ہی میں سب کچھ نہیں ہے" پیٹر بھائی نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہا کہ اب کچھ خاص باتیں کہنے کا وقت آگیا ہے۔

"کیوں؟"

"کتابیں اس وقت تک نہیں لکھی جاتیں جبتک کہ کوئی خاص چیز واقع نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر اس سے پہلے کبھی بھی حبشی اس طریقہ سے آزاد نہیں کئے گئے تھے۔ شاید ایسی چیز اس وقت سے

آج تک کبھی بھی رفع نہیں ہوئی۔ جبکہ موسے اپنے بچوں کو مصر سے باہر نکال کر لائے تھے۔ موسیٰ، محمد کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی۔ انھوں نے خدا کو مخاطب کر کے یہ پوچھا تھا کہ وہ کیا اچھی باتیں ہیں جن پر انسان کو عمل کرنا چاہئے۔"

"میں ان اچھی باتوں کو کیسے جانوں گا؟"

"گڈن! اپنے دل کو محبت سے بھر لو۔ اپنے دل میں رواداری اور دانشمندی کو جگہ دو۔"

"میرا میلان غصے کی طرف ہے۔" گڈن نے اعتراف کیا۔

"اور غصہ کس کو نہیں آتا؟ ہم تو پیدائشی گنہگار ہیں بھائی گڈن! تمہارے خیال میں دنیا کا سب سے زیادہ دانشمند آدمی کون ہے؟"

"زندہ لوگوں میں سے بتاؤں یا مرے ہوؤں میں سے؟" گڈن نے سوچتے ہوئے پوچھا۔

"کسی میں سے بھی بتاؤ۔"

"میرے خیال میں بزرگ ایبؔ ہے۔"

"اچھا! ایب کی سمجھ میں یہ سب باتیں کیونکر آگئی تھیں؟ ایب کے دماغ میں یہ بات کیوں آئی تھی کہ وہ تمام حبشیوں کو یہ پیغام دے کہ تم آزاد ہو۔"

"اس لئے کہ وہ اس بات کو سچ سمجھتا تھا۔"

"ممکن ہے گڈن۔ اس سے زیادہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔ اسکا دل محبت اور رحم سے بھرا ہوا تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے صنوبر کے جنگلوں میں پرورش پائی تھی اور وہ ہم سے مختلف نہیں تھا لیکن اس کا دل سامنے والے بڑے مکان سے بھی وسیع تھا۔"

"واقعی بہت بڑا دل تھا" گڈن نے اعتراف کیا۔

"اب فیصلے کا وقت ہے گڈن! دو آدمی آکر شہادت دیتے ہیں۔ ایک شہر کا بڑا آدمی ہے جو یہ کہتا ہے کہ ہوا ساکت ہے۔ دوسرا گندہ اور بھدا آدمی ہے۔ اسکا کہنا یہ ہے کہ ہوا چل رہی ہے اور تمہیں فیصلہ کرنا ہے کہ آیا ہوا ساکت ہے یا چل رہی ہے۔ تم یہ فیصلہ کس طریقے سے کرو گے؟"

"میں خود اپنے ہاتھوں سے محسوس کروں گا کہ ہوا ساکت ہے یا چل رہی ہے۔"

۱۔ ایبؔ ابراہیم لنکن، امریکہ کا صدر، جس نے حبشیوں کی آزادی کے لئے شمال و جنوب کی باہمی یا سول کے خلاف جنگ کی تھی۔

"ٹھیک ہے لیکن اگر تم خود یہ تجربہ نہ کر سکو؟ پھر لوگوں سے پوچھو گے۔ دس گیارہ آدمیوں سے گواہی طلب کرو گے اور کسی کی گواہی کو محض اس بنیاد پر تسلیم نہیں کرو گے کہ وہ مورد کی طرح ناچتا ہے یا نرم لہجے میں بولتا ہے۔ ممکن ہے کہ گورے لوگوں کے لئے تمھارے دل میں کوئی جگہ نہ ہو کیونکہ اُنکے دُروں کے نشانات ابتک تمھاری پیٹھ پر ہیں اور ان کی طرف سے تمھارا دل سیاہ پڑ چکا ہے۔ تم نے بڑی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن یاد رکھو کہ اب تم کالے اور گورے میں کوئی امتیاز نہ کرو گے۔ اچھے اور بُرے آدمی کالوں میں بھی ہوتے ہیں اور گوروں میں بھی۔"

"میں سمجھتا ہوں"

"اب مجھے اور کچھ نہیں کہنا ہے" پیٹر بھائی نے سوچتے ہوئے کہا "خدا کی رحمت ہو تم پر۔ خدا ہمیشہ تمھارے ساتھ رہے گڈن۔"

"آمین" گڈن نے کہا۔

۳

دن گذرتے گئے اور کوئی خاص بات واقع نہیں ہوئی۔ مجلس کی ممبری کے لئے گڈن کے چناؤ کی بات بھی ذہنوں سے مٹنے لگی اور کبھی کبھی تو گڈن کو بھی دو دو تین تین دن تک اسکا خیال نہیں آتا تھا۔ دراصل اس کے پاس اسکا کیا ثبوت تھا کہ وہ واقعی مجلس کا ممبر ہو گیا ہے؟ ووٹنگ پر پیٹر بھائی کی طویل تقریر کے بعد پہلے پہلے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب لوگ متفقہ طور پر گڈن کے حق میں ہیں اور بعد میں بھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں نے گڈن کے خلاف ووٹ دیا ہے اور گڈن اور پیٹر بھائی قدرتی طور پر یہ سمجھنے لگے کہ گڈن مجلس میں ان کا نمائندہ ہے لیکن ووٹنگ خفیہ پرچوں کے ذریعے ہوئی تھی اور بعد میں انکو بتایا گیا تھا کہ ان پرچوں کو شمار کرنے کے بعد نتیجہ سے مطلع کر دیا جائیگا۔ نتیجہ سے مطلع کیا گیا لیکن دو ہفتے گذرنے کے بعد؛ اور اس عرصہ میں امید و بیم کے عالم میں گڈن نے اکثر اپنے آپ سے یہ سوال پوچھا کہ پانچ یا چھ سو ووٹ شمار کرنے میں کتنا وقت لگتا ہوگا۔ آخر آخر میں تو اس نے اس بات پر سوچنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ شاید کوئی بھی ہوشمند یا کوئی بیوقوف حبشیوں کو مجلس کا نمائندہ کہنا پسند نہ کرے گا۔

سردیوں کا موسم نزدیک آگیا اور اب مصروف رہنے کے لئے گڈن کے سامنے بہتیرے کام تھے،

گرمیوں میں زندگی آسان اور خوشگوار تھی، لیکن اب لوگوں کو سردی کے موسم کی فکر ہوگئی۔ پورے ایک ہفتہ گڈن نے اپنے آدمیوں کو نشیبی علاقہ کے جنگل کاٹنے میں مصروف رکھا، پہلے اس علاقہ کے لئے ایک اوورسیر کارندہ مقرر تھا اور درختوں کو دو فیٹ چھوڑکر کاٹا جاتا تھا گڈن نے اسکے متعلق سوچا اور یہ تجویز پیش کی کہ اس سال درختوں کو جڑ سے اکھاڑ لیا جائے۔

اس پر لوگوں نے کہا کہ "ہم کو دگنی محنت پڑ جائے گی۔ تم ایسا کس لئے چاہتے ہو؟ اور گڈن نے جواب دیا کہ" درخت کو تنے کے ساتھ اکھاڑ لینا آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ تنے کو درخت کے بغیر کاٹ لیا جائے۔"

"درختوں کے تنوں کو کون اکھڑوانا چاہتا ہے؟"

"یہ ہم نہیں جانتے" گڈن نے کہا "معلوم نہیں کہ اب یہ زمین کس کی ہے؛ ہو سکتا ہے کہ ایکدن میں اور تم اس کے مالک ہو جائیں"

"ہمیں اس وقت کا بےچینی سے انتظار ہے۔"

شاید وہ اس بحث میں پورا دن صرف کر دیتے اگر گڈن کے دماغ میں یہ خیال نہ آتا کہ اس معاملہ پر ووٹ لے لیا جائے۔ جب اس نے یہ تجویز پیش کی تو اس کو پورا یقین نہیں تھا کہ اسکو عملی جامہ پہنایا جا سکے گا اور اس عجیب وغریب اصول کے ذریعے ان کے روزمرہ کے مسائل اتنی آسانی کے ساتھ حل ہو جایا کریں گے۔ لیکن یہ تجویز لوگوں کو پسند آئی اور خاموشی طاری ہوگئی۔ اور اس خاموشی میں گڈن نے "ہاں" اور "نہیں" کے طریقے کو استعمال کرنیکا اعلان کر دیا۔ گو اس سے پہلے لوگ مجلس کے قیام کے لئے ووٹ دیچکے تھے لیکن اس مرتبہ یہ بات ایک نئی اور انقلابی چیز بن کے سامنے آئی اور انھوں نے کسی نتیجے پر پہونچنے کے لئے اس بات پر بحث کی کہ ایک آدمی صرف "ہاں" کہہ سکتا ہے، صرف "نہیں" کہہ سکتا ہے، یا پھر "ہاں" اور "نہیں" دونوں کہہ سکتا ہے۔ اور آخر کار ووٹ کے اصول کو عملی جامہ پہنایا گیا اور گڈن کی یہ تجویز بڑی اکثریت سے پاس کر لیگئی کہ درختوں کو جڑ سے اکھاڑ لیا جائے

گڈن نے ایکبار پھر ووٹ لینے جبکہ تڑوپرتے جوکہ ایک سانڈ کی طرح جسیم اور طاقتور تھا یہ اعتراض کیا کہ وہ تو آرے سے تین گنا لکڑی چیر سکتا ہے جبکہ ہیمی بال واشنگٹن جیسا کمزور اور چھوٹا سا آدمی اس کا صرف آدھا کام کر سکتا ہے ـــــ گڈن نے دوبارہ ووٹ لئے لیکن اس مرتبہ ایک اور نئی بات کی گئی اور وہ یہ کہ سب نے اپنے اوزار رکھدیے اور مل جل کر کام کرنے کی اہمیت پر بحث کرنے لگے۔ بڑے کاشتکار کے کارندوں اور اورسیروں کے زمانے میں ساتھ مل کر کام کرنا ان کی

فطرت ثانیہ بن چکا تھا اور کیا اب جبکہ ان میں آزادی کا شعور پیدا ہو چکا ہے۔ وہ تعاون کے اس اصول پر اعتراض کریں گے؟ ایک آدمی اپنے سارے کام خود ہی کیوں نہیں کر لیتا؟ اگر آزادی کا مطلب یہ نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟"

اس مرتبہ کی ووٹنگ میں پیٹر بھائی نے جو نئی بات پیدا کی وہ یہ تھی کہ جس سوال پر ووٹ لئے جا رہے ہیں۔ اس پر پہلے ہر لحاظ سے بحث کر لی جانے اور اس کے بعد .... ووٹ لئے جائیں۔ ہینی بال واشنگٹن کا چھوٹا اور جھریوں دار چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا اور اس نے اسی عالم میں ٹڑوپر سے کہا:

" اِدھر دیکھو! اگر تم طاقتور ہو اور تمہارے دم میں دم ہے تو اکیلے ہی جا کر سارے جنگل کو کاٹ ڈالو۔ میں کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں برابری کے کام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جنگل میں تو سبھی مل کر کام کریں گے ــــ تو میری توہین کیوں کرتا ہے؟......... تو...... تو..... جنگلی کوؤں کے گوشت کا بڑا سا ڈھیر ہے ـــــ کیا اس لئے؟"

ٹڑوپر نے اپنی کلھاڑی اٹھالی۔ گڈن اور دوسرے لوگ دونوں کے بیچ میں آگئے۔ پیٹر بھائی نے چلا کر کہا" شرم! شرم!! تمہیں شرم نہیں آتی کہ اتنی اتنی سی باتوں پر ایک دوسرے کا خون بہانے کے لئے تیار ہو جاتے ہو۔"

ایک گھنٹہ تک بڑے زور و شور کے ساتھ بحث ہوتی رہی اور اس مرتبہ بہت تھوڑی اکثریت سے تجویز پاس ہوئی۔ ووٹنگ کے بعد گڈن نے پیٹر بھائی سے کہا "ہم آزاد ہو کر تو یہ خواہ مخواہ کی مصیبتیں مول نہیں لیں گے۔"

"اور انسان کیا کرتا ہے؟"

"کچھ بھی کرتا ہو، میرا سر دُکھ رہا ہے ـــ یہ لوگ تو بچوں کی طرح سے روتے اور چلاتے ہیں۔"

"گڈن! وہ نہیں جانتے کہ ساتھ کام کرنے اور الگ کام کرنے میں کیا فرق ہے۔ وہ تو ابھی بچے ہیں۔ تم ان حبشیوں سے بڑی بڑی باتوں کی توقع کیسے کر سکتے ہو جن کو آزاد ہوئے ابھی دو دن بھی نہیں گذرے ہیں۔ وقت کی رفتار اتنی تیز بھی نہیں ہوتی۔"

لیکن وقت ہی تو مصیبتیں لاتا ہے۔ ووٹنگ کا سورج تیز اور چمکدار روشنی کے ساتھ نکلا لیکن اسکے بعد کچھ بھی نہیں ہوا اور زندگی پہلے کی مانند ہی بسر ہونے لگی۔ گڈن نے دیکھا کہ اب کس طرح لوگ اکثر بڑے کاشتکار کے مکان کی کھڑکیوں سے اندر کی طرف جھانکا کرتے ہیں۔ اب اس

مکان میں بہت سی اچھی چیزیں بھر دی گئی تھیں اور لوگ ان چیزوں کے متعلق اکثر بات چیت کرتے تھے اور اس بات چیت میں گڈن کے خلاف بھی ایک جذبہ پایا جاتا تھا ــــ اس واقعہ کو ایک سال گزر چکا تھا جبکہ جنوبی کیرولینا کے سپاہی اس مکان کے دروازوں کو توڑ کر اس میں گھس گئے تھے اور انھوں نے جو چاہا اپنے ساتھ لے گئے تھے اور باقی چیزوں کو ادھر ادھر پھیلا دیا۔ اور پھر گڈن نے حکم دیا تھا کہ پھیلی ہوئی چیزوں کو سلیقہ سے جما کر مکان کو دوبارہ مقفل کر دیا جائے۔ اور جب لوگوں نے اس سے پوچھا کہ "کس لئے؟" تو اس نے جواب دیا کہ "اس مکان کی کوئی چیز ہماری نہیں ہے۔" اور اس کے بعد جب انھوں نے یہ سوال کیا کہ "وہ ہمارے پہننے کے کپڑوں اور رہنے کے مکانوں سے کس طرح مختلف ہیں؟" تو اس نے کہا کہ "ایک ضرورت مند ہے اور دوسرے کو ضرورت نہیں ہے۔"

اور اب گڈن نے دیکھا کہ مارکس کے پاس چاندی کا وہ چمچہ ہے جو بڑے مکان کے علاوہ کسی اور جگہ سے نہیں مل سکتا لیکن یہ کیونکر ہوا؟ کیا مارکس بڑے مکان کا تالا توڑ کر اس کے اندر گیا تھا؟ ــــ یہ ایک بہت بڑا مکان تھا جس میں ہزاروں دروازے تھے اور اس کے کسی بھی دروازے کو توڑ کر اندر داخل ہو جانا کوئی مشکل کام نہ تھا۔ لیکن پہلی بار گڈن کے دماغ میں یہ الجھن پیدا ہوئی کہ اپنے بچوں کو کس طرح سے قابو میں رکھا جائے۔ اور جب اس مسئلہ پر اس نے سوچا تو ایسا محسوس ہونے لگا کہ جیسے اس کو اب تک یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ بچوں کی تربیت کیسے کی جاتی ہے۔ اور وہ اپنی اس لاعلمی کو محسوس کر کے ڈر گیا۔ روزانہ رات کو وہ انگیٹھی کے پاس اپنے سامنے ان الفاظ کی فہرست رکھ کر بیٹھ جاتا جو پیٹر بھائی نے لکھ کر دیے تھے۔ الفاظ تھے جیسے آدمی، بال، تم، لڑکی، عورت وغیرہ وغیرہ گویا حقائق کا ایک انبار تھا جس سے گڈن کو ڈر لگتا تھا۔ اب اس کے نزدیک "صحیح اور غلط" دونوں ہی ابدی نہیں تھے اور ان میں لوچ پیدا ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے مارکس کو سخت سزا دینے کے بجائے ایک مشکوک انداز میں پوچھا۔

"مارکس! تم بڑے مکان میں کیوں گئے تھے؟"

"میں کب گیا تھا؟"

اور اس طرح مارکس نے جھوٹ بولا لیکن گڈن نے سوچا کہ "یہ ایک اچھا لڑکا ہے" ــــ معمے اور مسئلے شمار کی حدوں سے نکلے جا رہے تھے۔

"وہ چمچہ تم نے کہاں سے پایا تھا؟" گڈن نے پوچھا

"پڑا ہوا ملا تھا۔"

"مارکس، وہ تم کو پڑا ہوا نہیں ملا، بہتری اسی میں ہے کہ تم مجھ کو سچ بتادو۔"

"پڑا ہوا ملا تھا۔"

"تو کہاں ملا تھا؟"

اس نے مارکس کو بے خبری میں یکایک جھنجھوڑ ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے سچ بات معلوم ہوگئی —— وہ باورچی خانے کی کھڑکی سے بڑے مکان میں داخل ہوئے تھے اور لڑکوں نے ریشمی کپڑوں اور چاندی کی چیزوں کو لیکر چھپا دیا تھا۔ گڈن مارکس کو دُرّوں کی سزا نہ دے سکا۔ اس نے اپنے بچوں پر کبھی ہاتھ نہ اٹھایا تھا۔ اس کے ہمسائے بھی اپنے بچوں کو نہیں مارتے تھے۔ دُرّے مارنے کا دل گردہ تو گورے لوگوں ہی نے پایا ہے۔ اس کو اچھی طرح احساس تھا کہ پیٹھ پر دُرّوں کی ضرب کیسی لگتی ہے اس نے لوگوں کو ایک جلسے میں جمع کیا اور ان کے سامنے مارکس کو کھڑا کر کے بتایا کہ اس کے بیٹے نے کیا کیا ہے۔ اس کے الفاظ مارکس کے دل پر نشتر کا کام کر رہے تھے۔

اسٹیفان بھائی نے پوچھا "بھائی گڈن! یہ بڑا مکان اپنی جگہ پر کب تک قائم رہیگا؟ اگر ممکن ہوا تو شاید قیامت تک۔"

"بے چارے حبشی تو گندی جھونپڑیوں میں رہتے ہیں۔ لیکن یہ کمبخت بڑا مکان! اس میں کوئی بھی نہیں رہتا۔"

"ایک دن اس کا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔" گڈن نے سخت لہجے میں کہا

اور اسی رات راچیل نے سسکیاں بھرتے ہوئے گڈن سے کہا "گڈن! تم کو یہ سلوک تولڑکے کے ساتھ نہ کرنا تھا۔"

"میں نے وہی کیا جو کرنا چاہیئے تھا۔"

"تم نے سب کے سامنے اس کو ذلیل کیا۔"

"اس نے ایک بُرا کام کیا تھا۔"

"معلوم ہوتا ہے کہ ووٹنگ کے نتیجے میں ہم کو برائی کے سوا اور کچھ بھی نہیں ملا ہے۔"

"کیا —— ؟"

"چارلسٹن مت جاؤ اور ان حبشیوں کو اپنے حال پر ہی چیختا کراہتا چھوڑ دو۔ تمھیں کیا پڑی ہے کہ خواہ مخواہ کی مصیبت اٹھاؤ اور ان کے معاملے طے کرتے پھرو۔"

گڈن نے سونے کا بہانہ کر کے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ راچیل نے بولنا بند کر دیا اور گڈن دیر تک سسکیوں سے رونے کی آواز سنتا رہا۔

جیت پندرہ سال کا ہو گیا۔ اب وہ اپنی حدوں سے باہر نکلا جا رہا تھا۔ وہ تند مزاج، ضدی اور ایک جنگلی درندے کی طرح تندرست تھا۔ اس کے مقابلے میں پیٹر بھائی اور گڈن ضعیف تھے، بوڑھے تھے، انھوں نے اس کے آس پاس دنیا کا جال پھیلایا اور کوشش کرنے لگے کہ جیت اس جال میں پھنس کر اپنے ہاتھ پاؤں بھی نہ چلا سکے۔ اسے قید کر دیا گیا لیکن وہ سارے بندھن توڑ کر آزاد ہونا چاہتا تھا۔ اس چھوٹے سے سماج کی بستی میں، جہاں نہ کوئی پڑھ سکتا تھا، نہ لکھ سکتا تھا، جہاں کوئی اخبار تک نہ آتا تھا ـــــ اس بستی میں وقت کی کوئی قیمت نہ تھی۔ وہ ربر کی طرح لوچدار تھا اور اس میں کوئی نئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی۔ اس بستی میں گھڑی تک نہ تھی۔ سروں پر سورج چمکتا تھا اور وہ اس کو ایک بڑی نارنگی جیسی گھڑی سمجھتے تھے۔ موسم آہستہ آہستہ بدلتے تھے اور یہ تبدیلی بھی کیلنڈر کا کام کرتی تھی۔ اب جیت پندرہ سال کا ہو گیا تھا اور جنگ سے پہلے کے زمانے کی یاد، اس کے دماغ میں مدھم پڑتی جا رہی تھی۔ غلامی اور آزادی کے درمیان فرق پر لگاتار بحث چلتی رہتی تھی لیکن اس نے بھی جیت کے دماغ پر کوئی خاص نقش نہیں چھوڑا، اور کیونکہ وہ انقلابی انتشار کے زمانے میں پیدا ہوا تھا اس لئے اس کا لڑکپن بھی شروع سے آخیر تک انتشار ہی انتشار تھا۔

لڑکپن کی عمر میں ہی وہ ایک دیو پیکر جوان نظر آتا تھا۔ اسکو بہت برا لگتا تھا جب لوگ اسے گھر پر ہی چھوڑ کر ووٹ دینے چلے جاتے تھے۔ سڑکیں گیت گا کر اس کو اپنی طرف بلاتی تھیں اور وہ سوچتا تھا کہ ایک دن میں کسی ایک سڑک پر الیا جاؤں گا کہ پھر کبھی واپس نہ آؤں گا۔ کبھی کبھی تو گڈن کو بھی جیت کی دبی ہوئی خواہشات کا احساس ہوتا تھا۔ اسی لئے اس کو نیشمبی، دلدلی علاقہ میں تنہا شکار پر جانے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ اور جیت دلدلی علاقہ میں گیت گاتا ہوا گھنٹوں گھوما کرتا تھا۔ اس کے گیتوں میں الفاظ نہیں ہوتے تھے۔ وہ تو صرف آوازیں تھے ـــ جنگلی انسان کے احساسات کی آواز۔ شکار کے علاوہ اور کسی چیز سے اس کے اضطراب کی تسکین نہیں ہوتی تھی۔ اگر وہ کسی پانی کے گڈھے کے نزدیک پہونچ جاتا تو اس کے چاروں طرف گھومتا اور اس وقت اسے یہ بتانے والا کوئی بھی نہ ہوتا کہ آیا اس پر ہرن پانی پینے آتے ہیں یا نہیں؟ وہ اس کے کنارے لیٹ جاتا اور اس طرح لیٹے لیٹے کبھی کبھی تو دس دس گھنٹے گذر جاتے لیکن وہ صبر کے ساتھ کسی ہرن کا بچھی کی آمد کا انتظار کرتا رہتا۔ اور انتظار کی ان طویل اور ساکت ساعتوں میں سوچتا رہتا اور ایسے خواب دیکھتا جن کی نہ ابتدا ہوتی ہے نہ انتہا، اور جو کوئی حقیقی شکل نہیں رکھتے۔ وہ اپنے خوابوں میں ایسے شہر دیکھتا تھا جو اس نے کبھی نہیں دیکھے تھے، اور اکثر ایسے پرستان میں پہونچ جاتا تھا۔ جس کی بنیاد محض الفاظ پر رکھی گئی ہو، اس کے خوابوں میں بھی جو نظر بھی آتے تھے۔ ان کی بھی خدا کی طرح کائی مستقل نہیں تھی۔ اور وہ اکثر ہائے لوجاہ کا

گیت گاتے نظر آتے تھے۔ کبھی کبھی وہ یہ خواب بھی دیکھتا تھا کہ اس کے اندر نامعلوم اور غیر شعوری آرزو کی، ایک ٹیس اُٹھ رہی ہے جس نے اس کے دل کو ابر کی طرح سے پھیلا دیا ہے۔

ایک بار اس دلدلی علاقہ میں اس کا مقابلہ دو گورے آدمیوں سے ہو گیا۔ اس نے یہ بات گڈن کو نہیں بتائی۔ وہ سپاہی تھے۔ ان کی وردیاں داغدار اور پھٹی ہوئی تھیں۔ انھوں نے جیف کو دیکھ کر اُسے گالیاں دیں اور اس کو اپنا نشانہ بنانے کے لئے بندوقیں اٹھالیں۔ جیف نے جست کر کے ایک درخت کی آڑ لے لی۔ دونوں بندوقیں چل پڑیں اور ان کی گونج سے ایسا معلوم ہونے لگا کہ جیسے اس دلدلی علاقہ میں جنگ ہو رہی ہے۔ اگر وہ ان کا نشانہ بن جاتا تو بے گناہ مرنے والے حبشیوں کی تعداد میں صرف ایک کا ہی اضافہ ہوتا۔ اس کی لاش پانی پر منہ کے بل پڑی رہتی۔ رفتہ رفتہ کیچڑ اور پتیاں اس کو ڈھانک لیتیں اور پھر یاد کی دنیا میں بھی اس کا کوئی وجود باقی نہ رہتا۔ اگر جیف کی جوانی اور مردانگی میں کوئی چیز غیر معمولی تھی تو وہ یہ کہ اس نے ان گورے سپاہیوں کو اپنی بندوق کا نشانہ نہیں بنایا، حالانکہ اگر وہ چاہتا تو ان کو آسانی سے مار سکتا تھا، کیونکہ وہ اس کی طرف اپنی پیٹھ کر کے دلدل میں بھاگنے لگے تھے۔ لیکن جیف تعجب سے بغیر کسی خوف کے ان کی طرف دیکھتا رہا اور اس رمز کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا کہ بغیر کسی وجہ کے، اتنی جلدی اور اس بے رحمی کے ساتھ ان لوگوں کے دل میں اسکو مار ڈالنے کی خواہش کیوں پیدا ہوئی؟

اس نے اس واقعہ کا تذکرہ کسی سے بھی نہیں کیا۔

بڑے کاشتکار کے کارندوں کا زمانہ ختم ہونے کے بعد آج پہلی بار کارویل میں ایک خط آیا تھا دوٹنگ کو ہفتے گزر چکے تھے اور اس لئے کسی نے بھی ان دو غیر معمولی باتوں کا سلسلہ ایک دوسرے سے نہیں جوڑا۔ شروع سہ پہر کو ایک بگی کولمبیا ناک میں آئی اور اس میں سے بوڑھا پوسٹ ماسٹر کیپ ہولسٹن، اسی سستی کے ساتھ اترا جس سے کہ وہ نوآزاد لوگوں کے کام کیا کرتا تھا۔ جنگ کے زمانہ میں بھی کیپ ہولسٹن پوسٹ ماسٹر تھا، پہلے وہ باغیوں کا نوکر تھا، پھر یانکیوں کا ملازم ہو گیا۔ پھر باغیوں کے زیر اثر آگیا اور پھر یانکیوں کا ملازم ہو گیا۔

کیپ ہولسٹن اپنے عہدے پر قائم رہا اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ جمہوری حکومت کا وفادار تھا، بلکہ یہ ممتا کو کھانے والا اور ممتا کو ٹھوکنے والا آدمی جمہوری دستور کا ایک ناپاک دشمن تھا۔ وہ دستور کو صبح سے لے کر شام تک گالیاں دیتا تھا اور اس نے کبھی بھی یونین کے پرچم کی تعظیم نہیں کی۔ لیکن وہی ایک ایسا آدمی تھا جو یہ جانتا تھا کہ کون جنگ کے زمانہ میں کہاں تھا اور اب کہاں رہتا ہے اسکو معلوم تھا کہ کون زندہ ہے اور کون مر چکا ہے، کون اپنے وطن میں رہتا ہے اور کون چارلسٹن،

کولمبیا، اٹلانٹا، یا شمالی علاقوں میں چلا گیا ہے اور وہی ایک ایسا شخص تھا جو دیہات میں آزاد شدہ غلاموں سے واقف تھا۔ اسی لئے اس کے باوجود کہ وہ جمہوری فوج کے سپاہی کو گالیاں دیتا تھا اور قسمیں کھا کر کہتا تھا کہ میں اپنے ہاتھوں سے ایک جمہوریت پسند کا گلا گھونٹنے تک تو ضرور ہی زندہ رہوں گا۔ فوج کے افسروں نے اس کو اپنے عہدے پر برقرار رکھا تھا۔ کارویل کی بستی میں پہنچتے ہی اس نے للکار کر کہا:۔

"او، حبشی حرامی بچو!

یہ حقیقت تھی کہ اس وقت وہ کسی بھی چلتے پھرتے شخص سے خائف نہیں تھا۔ لوگ، مرد، عورتیں، بچے اور لڑکیاں دوڑ کر اس کے پاس آئے اور آس پاس جمع ہو گئے۔ اس نے مٹا کو ٹھوکی اور پھر اپنی جیب سے ایک لانبا اور پیلا لفافہ نکال کر کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا

"تم چور بدمعاشوں میں گڈن جیکسن کس کا نام ہے؟"

گڈن اس بوسنے بوڑھے پر مسکرا رہا تھا۔ کیپ میں کچھ ایسی بات تھی جس کو وہ پسند کرتا تھا۔ نہ جانے کیا بات تھی وہ؟ پیٹر بھائی نے اس کا اظہار کچھ اس طریقے سے کیا تھا کہ "کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے لئے دعائیں بھی لاحاصل ہیں۔"

گڈن آگے بڑھا اور کیپ نے اس سے واقف ہونے کے باوجود سر سے پاؤں تک دیکھ کر پوچھا۔

"گڈن جیکسن؟"

"ہاں"

"یہاں دستخط کر دے۔"

"اچھا جناب"

ہوسٹن نے پنسل کا ایک ٹکڑا نکالا ——— "کیا تو لکھ سکتا ہے؟ اگر نہیں تو یہاں اپنے حبشی انگوٹھے کا نشان لگا دے۔"

"میں لکھ سکتا ہوں" گڈن نے کہا۔ وہ اپنا نام تو کسی نہ کسی طرح لکھ ہی سکتا تھا۔ جب اس نے کیپ کی چبھتی ہوئی نگاہوں کے سامنے اپنا نام لکھا تو لوگ اتنے نزدیک جمع ہو گئے کہ اس کو سانس لینا بھی دشوار ہو گیا۔ اس سے پہلے اس نے سب کے سامنے اس طرح کبھی نہیں لکھا تھا۔ لوگوں نے دبی زبان میں اس کی لیاقت پر تبصرے شروع کر دیئے۔ اس کے بعد بوڑھا آدمی اپنی بگی میں واپس چلا گیا۔ اس کا رخ موڑ لیا اور بگی جس سے آئی تھی اسی طرف کو چلی گئی۔

گڈن نے آہستہ آہستہ لفافہ کو پلٹ کر دیکھا۔ اس کے اوپری بائیں کونے پر چھپا ہوا تھا "اگر دس دن کے اندر پتہ پر نہ پہونچ سکے تو جنرل۔ ای۔ آر۔ ایس۔ کین۔ بی۔ یو۔ ایس ایم۔ او۔ الیف۔ کولمبیا۔ ایس۔ سی۔ ایس۔ ایم۔ ڈی کو واپس کر دیا جائے"۔

پتہ کا زیادہ تر حصہ اس نے پڑھ لیا۔ گو وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ حروف کی یہ لا یعنی فہرست کن الفاظ کے بجائے استعمال کی گئی ہے۔ پیٹر بھائی پیچھے سے اس کے شانے پر منہ رکھ کر خط کو دیکھتے رہے اور آخر میں بولے "جنرل کین بی نئی روشنی کا بانی ہے۔ وہی انتظام کر رہا ہے۔ وہ جو ایس۔ سی لکھا ہے نا۔ اس کا مطلب ہے ساوتھ کیرولینا اور شاید ایس۔ ایم۔ ڈی۔ کو مطلب ہے سکنڈ ملٹری ڈسٹرکٹ۔ ردوڈننگ کے خط میں بھی یہی حروف لکھے ہوئے تھے۔ دوسرے حرفوں کا مطلب خدا معلوم کیا ہے۔"

دوسرے کونے پر لکھا تھا

"بکار سرکار"

"ڈاک کی ادائیگی کے بغیر استعمال کا ہرجانہ دس ہزار ڈالر۔"

اس کا مطلب نہ تو پیٹر بھائی سمجھ سکے اور نہ کوئی اور۔ لفافہ کے وسط میں پتہ لکھا تھا

"گڈن جیکسن اسکوائر (صاحب)"

کاروبل کا شنکاری

کاروبل۔ ایس۔ سی۔ ایس۔ ایم۔ ڈی۔"

پیٹر بھائی نے گڈن کا نام تو زور سے پڑھ لیا لیکن اسکوائر کے لفظ پر رک گئے۔ انھوں نے اس لفظ کو پہلے کبھی نہیں پڑھا تھا۔ وہ اس کے معنی بھی نہیں جانتے تھے اور انھیں اس کا تلفظ بھی نہیں آتا تھا لیکن انھوں نے کوشش ضرور کی اور خاموشی سے اپنے ہونٹ ہلانے لگے۔ ہینی بال واشنگٹن بھی کچھ الفاظ پڑھ سکتا تھا۔ اس نے بھی کوشش کر دیکھی۔ میرین جیفرسن نے بھی ایسا ہی کیا۔ جب وہ یونین کی فوج میں تھا تو اس نے بھی چند الفاظ پڑھنا سیکھ لیا تھا ـــــ لیکن یہاں آکر اس گروہ کی تعلیمی لیاقت ختم ہو گئی۔ اور وہ خاموشی کے ساتھ اس لفظ کو دیکھتے رہے۔

آخر کار گڈن نے کہا "پیٹر بھائی، یہ لفظ بھی تمھاری سمجھ میں آیا کہ نہیں؟" پیٹر بھائی نے اپنا سر ہلا دیا اور ہینی بال واشنگٹن نے اندازہ سے کہا "اس کا مطلب مسٹر یا کرنل یا ایسا ہی کچھ ہوگا۔"

تو پھر یہ گڈن کے نام سے پہلے کیوں نہیں آیا۔ اس کے بعد کس لئے لکھا گیا ہے؟"

پھر خاموشی چھا گئی۔ اور اس سکوت کو پیٹر بھائی نے ان الفاظ سے توڑا "گڈن لفافہ کھول

گڈن نے آہستہ آہستہ لفافہ کھولا۔ اس میں کاغذات بھرے ہوئے تھے۔ سب کاغذوں کے بیچ میں ایک خط تھا جس کے اوپر گڈن کا پتہ لفافہ کے پتے جیسا ہی لکھا ہوا تھا۔

خط کا متن تھا :-

"اطلاع دیجاتی ہے کہ آپ جنوبی کیرولینا کے ضلع کارویل سنگرٹن سے ریاست کی دستور ساز مجلس کے نمایندے منتخب ہوئے ہیں جو ۱۴ جنوری ۱۸۶۸ء کو چارلسٹن ایس۔ سی۔ ایس۔ ایم۔ ڈی میں منعقد ہوگی۔ خط کے ساتھ ہی ہدایات اور سند کے کاغذات بھی ملفوف کئے جارہے ہیں۔ چارلسٹن میں میجر ایلن جیمس کو آپ کے انتخاب اور منظوری کی اطلاع دیجارہی ہے اور ہدایت کی جارہی ہے کہ وہ آپ کی سند کو قبول کرلیں، ممالک متحدہ امریکہ کی حکومت کو اعتماد ہے کہ آپ ایمانداری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں گے اور ممالک متحدہ کی کانگریس درخواست کرتی ہے کہ آپ خلوص اور وفاداری کیساتھ جنوبی کیرولینا کی تعمیر میں حصہ لیں گے۔"

دستخط ـــــ

جنرل۔ ای۔ آر۔ ایس۔ کین بی

یو۔ ایس۔ ایم۔ ایف۔ ایس۔ ایم۔ ڈی۔'

یہ تھا وہ خط۔ لیکن انھیں اس کے صرف ایک حصہ کا مطلب سمجھنے میں ہی کئی گھنٹے لگ گئے، مگر سب سے بڑھ کر گڈن کے نزدیک اسکا یہ انتخاب ایک ایسی سخت گیر چیز کا خاکہ تھا جو ان کی تمام خوبیوں اور نئی آزادی کا مذاق اڑارہی تھی جہالت کے سیاہ پردوں نے سب کچھ چھپالیا تھا۔ اُف یہ سیاہی! ـــــ سیاہی، جو اسکی جلد اور رات کی تاریکی سے مشابہ تھی۔ یہ بھی کوئی کرشمہ تھا ـــــ ان خوابوں جیسا کرشمہ۔ جو وہ آزادی کے اس دور میں تقریباً روزانہ رات کو دیکھا کرتا تھا ـــــ خواب ـــــ جن میں اس کے شانوں پر کوڑے مارے جاتے تھے۔ خواب ـــــ جن میں وہ چلچلاتی دھوپ کے اندر کپاس کے کھیتوں میں کام کرتا تھا۔ خواب ـــــ جو حقیقت سے اس قدر نزدیک معلوم ہوتے تھے کہ کبھی کبھی تو وہ اپنے بستر سے رینگ کر دروازے سے باہر اس خبر کی تصدیق خود اپنی آنکھوں سے کرنے کے لئے نکل جاتا تھا کہ کہیں کھیتوں میں کپاس تو نہیں بو دیا گیا ہے۔ شاید اب اس کی بیداری بھی خواب تھی اور وہ چاہتا تھا کہ بھاگ کر کہیں چھپ جائے پیٹر بھائی اور ہمینی بال واشنگٹن خلا سے الجھتے رہے۔ لوگوں کی دلچسپی ختم ہوگئی اور سورج

غروب ہوگیا۔ وہ گڈن کی کیبن میں جاکر انگیٹھی کی روشنی میں کاغذوں کو دیکھنے لگے۔

ہینی بال واشنگٹن نے کہا "کیوں نہ ہم ان کاغذوں کو شہر میں کسی پاگلی سے پڑھوالیں۔"

" نہیں " گڈن نے گرج کر کہا اور سب کی حیرت زدہ نگاہیں اسکی طرف اٹھ گئیں۔ مارکس اور جیف نے کبھی اپنے باپ کو اس حالت میں نہیں دیکھا تھا، وہ خاموش بیٹھے رہے۔ لیکن جیف کے نزدیک یہ کسی پیز کی ابتدا تھی۔ اس نے دیکھا کہ تین طاقتور آدمی جن کی طرف سارے سماج کی نگاہیں لگی رہتی ہیں، جو ٹھوس اور خدا ترس ہیں۔ جن کو فصلوں اور موسموں کے راز معلوم ہیں جو گایوں، بچھڑوں اور سوروں کو ذبح کرنا جانتے ہیں اور جن کو ان کے علاوہ بھی کئی چیزیں معلوم ہیں —— ایسے تین آدمیوں کو آج کاغذ کے چند پرزوں نے بے بس کر دیا ہے۔ شاید ان کاغذوں میں بہت زیادہ طاقت تھی۔ جیف کے سوچنے کا طریقہ تصوراتی تھا۔ اس نے اپنے تصور میں دیکھا کہ چھپے ہوئے الفاظ اپنی بے پناہ طاقت، خاموش مقاصد اور ارادوں کے ساتھ اس کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ اس کو معلوم تھا کہ وہ لکھنا پڑھنا سیکھے گا۔ اور اسی لئے آج پہلی بار اس نے یہ محسوس کیا کہ وہ گڈن سے برتر ہے اور پہلی بار اسکے دل میں گڈن کے لئے ایک خاص حقارت کا جذبہ بھی پیدا ہوا —— کیونکہ اس نے یہ محسوس کیا کہ اگر میں گڈن کی جگہ پر ہوتا تو ان پڑھ ہونے کی وجہ سے غصہ اور چڑچڑے پن کا اظہار نہ کرتا۔ راچیل جیف کے ان احساسات کو سمجھ گئی کیونکہ وہ ایک اچھے ربط کا ایسا تار تھی جس پر ان لوگوں کے جذبات زخمہ کا کام کرتے تھے اور اسی لئے وہ اس وقت سب سے زیادہ بےچین تھی —— گذشتہ رات راچیل نے اپنا پس انداز کیا ہوا ایک تانبے کا سکہ بوڑھی ممی کرسی کو دیا تھا۔ جس کے بدلے میں اس نے قسمت کی ایک خیالی تصویر بنا کر راچیل کو دی جو اس نے کیبن میں حفاظت سے رکھ لی تھی۔ اگر گڈن کو یہ بات معلوم ہو جاتی تو وہ سچ مچ ناراض ہو جاتا۔ کیونکہ وہ اوہام پرستی سے نفرت کرتا تھا اور جب کبھی بھی اسکو موقع ملتا تھا تو وہ صدیوں کی طرح بدقسمتی کے خلاف جدوجہد شروع کر دیتا تھا اور پیر بھائی اس قسم کی باتوں کو غیر مذہبی اور ملحدانہ حرکتوں سے تعبیر کرتے تھے۔

آخر کار یہ تینوں مل کر قریب قریب پورے خط کا مطلب سمجھ گئے۔ "تعمیر" اور "پائیداری" جیسے الفاظ کو صرف ذرا سی معنی پہنائے گئے۔ دوسرے الفاظ کی تشریح بھی غلط کی گئی، لیکن وہ خط کے نفس مضمون کو صحیح سمجھے۔ گڈن کو چارلسٹن جانا ہوگا۔ یہ وہ جانتے تھے۔ مجلس کی دھندلی شکل دور و دراز کے مستقبل میں تھی۔ ممکن ہے یہ کوئی مستقل شے ہو یا ہو سکتا ہے کہ نہ ہو۔ گڈن کو انھوں نے دے دیا تھا۔ وہ اب ان میں سے نہیں تھا۔ لفافہ کے دوسرے کاغذوں کو وہ تعجب سے دیکھ کر رہ گئے ان کاغذوں کو گڈن اپنے ساتھ لے جائیگا اور بعد میں ان کے معنی بھی معلوم ہو جائیں گے۔

گڈن نے تاریخ کے متعلق پوچھا۔ ہوا کے سرد جھونکے کیبن کی دیوار کے سوراخوں سے اندر آنے لگے کیا ۱۴ جنوری پہلے سے ہی مقرر کر دی گئی ہے لیکن پیٹر بھائی کو لفافہ پر ڈاکخانہ کی مہر کا خیال آگیا۔ اور انھوں نے بتایا کہ مہر پر جنوری کی دوسری تاریخ درج ہے، ددا ہینی بال واشنگٹن نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا "چارلسٹن جانے میں کئی دن صرف ہو جائیں گے"۔ اور یہ چھوٹے قد کا آدمی گڈن کو رشک سے دیکھنے لگا۔

"اس حالت سے تو نہیں جانا چاہیئے" گڈن نے اپنے پھٹے ہوئے سوتی پتلون، پرانی فوجی قمیص اور فوجی جوتوں کی طرف حقارت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، یہ مناسب نہ ہوگا" پیٹر بھائی نے اتفاق کیا "میرے پاس ایک سیاہ کوٹ ہے اسکی ایک آستین پھٹی ہوئی ہے۔ لیکن راچیل رفو کر دے گی شاید تمھارے بدن پر تھوڑا سا تنگ ہو لیکن برا نہیں معلوم ہوگا۔"

فرڈینینڈ کے پاس دو بڑے اچھے پتلون ہیں۔"

ڈوپر کی کیبن میں جو پرانا ہیٹ رکھا ہے وہ بھی لے لو۔ ذرا سا پھٹ گیا ہے۔ لیکن بہت اچھا ہیٹ ہے۔ بہت ہی اچھا ہیٹ ہے۔"

"پیارے گڈن میں تمھاری قمیص دھو کر اسے رفو کر دونگی" راچیل نے کہا۔

ہینی بال واشنگٹن نے اپنی فیاضی کا مظاہرہ اس طریقہ سے کیا "ایک یانکی فوجی نے جو گھڑی مجھ کو دی تھی وہ بھی تم لے سکتے ہو گڈن۔" یہ اس کی سب سے زیادہ عزیز چیز تھی۔ گڈن کے دل میں ان لوگوں کے لئے جو اس سے اتنا پیار کرتے تھے خلوص کی گرمی پیدا ہو گئی۔

"ایک دستی بھی لیتے جانا" پیٹر بھائی نے کہا۔ "حبشیوں کے پسینہ سے تر، میلی دستی کام نہ دیگی۔ اوپر کی جیب کے لئے صاف دستی چاہیئے، جیسی کہ گورے لوگ رکھتے ہیں۔ کیلیکو کا ایک سرخ اور سفید دھاریوں والا ٹکڑا راچیل کو دیدینا، وہ اس کی دستی بنادیگی"

اور اس طرح تیار ہو کر گڈن جیکسن شہر چارلسٹن کے لمبے سفر پر پیدل روانہ ہو گیا۔ دو دن پہلے ایک سنہری صبح کو وہ کارویل سے روانہ ہوا۔ اور اس کو میلوں پیچھے چھوڑ دیا۔ اور اب وہ دھول سے اٹی ہوئی سڑک پر چل رہا ہے۔ اس کا ہیٹ سر پر جھک رہا ہے اور وہ موٹی سریلی آواز میں فوج کا ترانہ گا رہا ہے:۔

گھاس نہیں ہے پاؤں تلے
آزادی کی راہوں پر

گھاس نہیں ہے پاؤں تلے
آزادی کی راہوں پر
بوڑھے دادا جان براؤن
جاتے ہیں ہم جاتے ہیں
آزادی کی راہوں پر
آزادی کی راہوں پر

—— ایک باغی ترانہ۔ جنوبی کیرولینا کی سڑک پر اس گیت کے گانے کی قیمت ایک آدمی کی زندگی ہو سکتی تھی۔ لیکن اس وقت گڈن کے احساسات بالکل وہی تھے جن کا اظہار اس گیت میں کیا گیا ہے چارلسٹن تک پہنچنے کے لئے اس کو سو میل سے زیادہ کا سفر طے کرنا تھا —— پختہ اور کھلی ہوئی سڑک کے سو میل —— اور پیدل سفر۔

اب فرد اس کے نام نکل آیا تھا۔ وہ اپنے اندر خوشی اور ہلکا پن محسوس کر رہا تھا۔ بالکل ایسے بچے کی طرح جو کسی ممنوعہ دریا میں مچھلیاں پکڑنے جا رہا ہو۔ کبھی کبھی پرانے شبہات اور خدشات بھی ذہن میں واپس آجاتے تھے۔ لیکن ایک آبائی غلام کے دل میں اس طویل اور پیدل سفر سے صرف مسرت ہی پیدا ہو سکتی ہے۔

گڈن کی روانگی سے پہلے یہ گفتگو بھی ہوئی تھی کہ متوقع خطروں کے پیش نظر اس کو اپنے ساتھ ایک بندوق بھی رکھ لینی چاہئے لیکن اس نے پیٹر بھائی کے اس خیال سے اتفاق کیا تھا کہ بندوق کو اپنے ہاتھ میں رکھ کر مجلس میں شرکت کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ اس سے پیٹر بھائی نے کہا تھا کہ اپنے ساتھ امن، خوشحالی اور محبت لے کر واپس آنا —— اور محبت کا دامن تمھارے ہاتھوں سے نہ چھوٹنے پائے۔"

چاہے کچھ بھی ہو لیکن اس کو اطمینان تھا کہ سینے والی جیب میں امریکی حکومت کی دی ہوئی سند رکھی ہے اور اس لئے کسی میں اتنی جرأت نہ ہوگی کہ اس پر ہاتھ ڈال سکے۔ حنائی لفافے پر لکھا تھا۔

"بکار سرکار ——" اس کے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ اس کی امیدیں اوپر نیچے جھول رہی تھیں، کبھی وہ خوفزدہ ہو جاتا اور کبھی اس کا دل خوشی سے پھولا نہ سماتا۔ جب وہ روٹی اور گوشت کی پوٹلی کو اپنے بازو میں دبائے گاتا ہوا جا رہا تھا۔ تو جنگل سے ہوا کا ایک سرد جھونکا آیا اور اس نے سوچنا شروع کر دیا کہ اس مجلس کا حاصل کیا ہوگا۔ انوکھی بات یہ تھی کہ جتنا زیادہ اس نے اس مسئلہ پر سوچا اس کے دماغ میں ریاست اور مجلس کے بعد کی زندگی کے تصورات اتنے ہی زیادہ واضح ہوتے گئے اور یہ بات

کافی تھی گڈن کے دل میں ڈر اور فخر کے جذبات پیدا کرنے کے لیئے۔

اس کے سامنے صنوبر کے درخت کم سے کم ہوتے جا رہے تھے۔ قریب ہی ایک جھونپڑی تھی اور تقریباً دس ایکڑ چٹیل زمین نظر آ رہی تھی۔ یہ ایمز لیٹ کی معافی کی زمین تھی۔ گو ایمز لیٹ اور اسکے آبا اور اجداد کارویل کے بٹائی دار تھے لیکن اسکے باوجود یہ زمین معافی کی زمین کہلاتی تھی۔ لیٹ ایک دراز قد دبلا اور سرخ بالوں والا گورا آدمی تھا۔ وہ آہستہ بات کرتا اور ہر چیز کو مشکوک نظروں سے دیکھتا تھا۔ اسکو چاروں طرف سے مصیبتیں گھیرے ہوئے تھیں۔ جنگ سے پہلے وہ بمشکل اپنی روزی پیدا کرتا تھا جب اچھی فصل ہوتی تو اس کو کارویل کا بڑا کاشتکار لے جاتا، اور خراب فصل ہونے پر اس کے قرض میں اضافہ ہو جایا کرتا تھا۔ جنگ شروع ہونے پر وہ دڈلی کارویل کے فوجی رسالہ میں بھرتی ہو گیا۔ سارھے تین سال کے عرصہ میں اس کو کئی لڑائیوں میں حصہ لینا پڑا، وہ چار دفعہ زخمی ہوا اور جنگ ختم ہونے تک یانکیوں نے اس کو قید رکھا۔ اس عرصہ میں اس کی بیوی اور چار بچوں نے کس طرح دن کاٹے یہ اس کو نہیں معلوم، اور اب اس کی بیوی کو بھی وہ زمانہ یاد نہیں تھا۔ اب وہ واپس آگیا تھا اور اس نے دو فصلیں بو کر کاٹ لی تھیں۔ زمانہ برا تھا لیکن پہلے کی طرح تو برا نہیں تھا۔ کم از کم کارویل کے بڑے کاشتکار کی مصیبت تو دور ہو گئی تھی۔ وہ اناج بوتا، سؤر اور مرغیاں پالتا اور اب کم از کم اتنا تو مل جاتا تھا کہ اس کے خاندان کا پیٹ بھر سکے۔

ایمز لیٹ کالے آدمیوں سے وہی رسمی نفرت کرتا تھا جو اس کو ورثہ میں ملی تھی۔ اور یہ کوئی غیر متوقع بات بھی نہ تھی۔ کارویل کے کالے کسانوں سے اس کی نفرت بالوجہ اور درست تھی۔ گڈن اور اس کے درمیان ایک شریفانہ دشمنی قائم تھی۔ جب گڈن نزدیک آیا تو اس نے لیٹ کو احاطہ کے قریب ایک بیلچہ کے سہارے کھڑا ہوا پایا۔

"صبح بخیر مسٹر لیٹ" گڈن نے کہا۔

"یہ گیت جو تم گا رہے ہو ایک حبشی کو زیب نہیں دیتا"

"جب میرے پاؤں سڑک پر چلتے ہیں تو میری زبان پر کوئی نہ کوئی گیت ضرور ہوتا ہے" گڈن نے مسکرا کر کہا۔ "جب میں یانکیوں کی فوج میں تھا تو ہم لوگ یہ گیت گایا کرتے تھے"

"خدا انھیں جہنم رسید کرے" ایمز نے جماہی لیتے ہوئے کہا۔ لیکن یہ صبح غصہ کے لیئے سازگار نہیں تھی۔ اس کے دونوں لڑکے پیٹر اور جمی شرماتے ہوئے احاطے کے قریب آگئے۔

"اگر تم ان مردود یانکیوں کے ساتھ مجھ کو نظر آجاتے تو میں تمھارے جسم میں یہ جو کالا کوٹ تم پہنے ہوئے ہو نا، اس سے بھی زیادہ سوراخ کر دیتا ——— اچھا، یہ تم ادھر کیسے بندروں کی

طرح اُچکتے کودتے چلے آرہے ہو۔"

"مجلس میں شرکت کے لئے چارلسٹن جا رہا ہوں۔"

"مجلس، خدا کا قہر نازل ہو ان سب چیزوں پر۔"

"... ٹنگ میں مجھ کو منتخب کر لیا گیا۔"

ایبنر نے سیٹی بجا کر کہا۔ حبشی... چارلسٹن کی مجلس میں شریک ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے گڈن؟ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمہاری زبان کھلنے سے پہلے ہی تم کو سنگسار کر دینگے۔"

"ممکن ہے۔" گڈن نے سر ہلا کر کہا "لیکن میری جیب میں حکومت کی تحریر ہے۔ کیا تم نے بھی ووٹنگ میں حصہ لیا تھا؟"

"ہاں، لیکن میں نے کسی حبشی کو ووٹ نہیں دیا۔"

وہ ذرا دیر تک کھڑے رہے۔ لیٹ کا ایک بچہ ہنستا ہوا گڈن کے قریب آکر کھڑا ہو گیا اور گڈن پیار سے اس کے پیلے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کو رخصتی سلام کر کے اس نے اپنا راستہ پکڑا۔ ابینر لیٹ دیر تک اس کو جاتا ہوا دیکھتا رہا۔ اور پھر بڑبڑا کر کہنے لگا۔ "چارلسٹن جا رہا ہے یا عیسیٰ مسیح! دیکھو کہ ایک حبشی مجلس میں شرکت کے لئے چارلسٹن جا رہا ہے۔"

گڈن چلتا رہا۔ یہاں تک کہ سورج اس کے سر پر آگیا۔ اور وہ سڑک کے کنارے ایک مقام پر ٹھہر گیا۔ خشک ٹہنیاں جمع کر کے آگ جلائی۔ کھانا کھایا اور لیٹ کر تقریباً آدھے گھنٹے آرام کیا۔ اب پہلے سے زیادہ گرمی تھی۔ پرندے چہچہا رہے تھے۔ اور قریب ہی سے ایک چشمے کے بہنے کی آواز آ رہی تھی، جو اس سے کہہ رہی تھی کہ وہ اگر چاہے تو اپنی پیاس بجھا سکتا ہے۔ وہ اس وقت بہت خوش تھا۔

جب شام ہو گئی تو گڈن نے رات کو سونے کی جگہ تلاش کرنے کے لئے اپنی نگاہ چاروں طرف دوڑائی۔ اگر ضرورت پڑتی تو وہ صنوبر کے درختوں کے نیچے آگ جلا لیتا اور چنائی پتوں کے نرم بستر پر سو جاتا۔ اکثر تو اس سے بھی زیادہ خراب مقامات پر رات بسر کرنی ہوتی تھی لیکن گڈن کے لئے ایسی شام دوبھر ہو جاتی تھی جو انسانوں کے ہنسنے اور بولنے سے محروم ہو وہ تنہائی پسند نہیں تھا۔ دن بھر چلتے رہنے سے وہ تھک چکا تھا۔ شاید اس نے پچیس یا تیس میل کا سفر طے کر لیا تھا، اور ایک شہر سے گزر کر، اس کو میلوں پیچھے چھوڑ چکا تھا۔ وہ بیری کی جھاڑیوں کے ایک دلدلی راستے سے بھی گذر ا تھا اور اب اس کے سامنے زرخیز اور ہموار زمین دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ آسمان پر شام کا دُھندلکا چھا گیا اور سرد ہوا کے جھونکے جسم میں چبھنے لگے۔

اُسنے یہ دیکھ کر کہ سامنے کے ہموار قطعہ پر ایک کیبن بنی ہوئی ہے اطمینان کی سانس لی۔ اب اس کی چمنی سے دھواں نکل رہا تھا اور دروازے کے سامنے تین کالے بچے ریت میں کھیل رہے تھے۔ جب وہ کھیت پار کر کے نزدیک آیا تو گھر کا مالک اس سے ملاقات کے لئے باہر آ گیا۔ وہ ایک بوڑھا حبشی تھا۔ اس کی عمر پینسٹھ یا ستر سال کے قریب ہو گی لیکن اس کے قویٰ مضبوط تھے۔ وہ تندرست تھا۔ اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

"میں سلام عرض کرتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"اور میں بھی" گڈن نے سر ہلا کر کہا۔ اور یہ سوچنے لگا کہ بچے ہر جگہ یکساں ہی ہوا کرتے ہیں ــــــ شرمیلے، چنچل، اور اجنبیوں کے سامنے بوکھلا جانے والے۔

"میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں ؟" بوڑھے آدمی نے پوچھا۔

"میرا نام گڈن جیکسن ہے جناب۔ میں کارویل سے پیدل آ رہا ہوں، اور چارلسٹن تک جانا ہے۔ میں کوئی آوارہ اور بھکاری حبشی نہیں ہوں۔ میرے پاس اپنا کھانا موجود ہے۔ میری جیب میں حکومت کے کاغذ ہیں۔"

بوڑھا آدمی مسکرا رہا تھا۔ گڈن کہتے کہتے رُک گیا۔ کھنکارنے لگا اور چارلسٹن کی مجلس کے متعلق اس کی زبان پر جو الفاظ آنے والے تھے انھیں واپس اپنے حلق میں نگل گیا۔

بوڑھے آدمی نے کہا "میں ہر اجنبی کو اپنے گھر اور دسترخوان پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ گھر ــــــ تو جانوروں کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ ہمارے پاس کوئی فالتو بستر نہیں ہے۔ لیکن انگیٹھی کے قریب سونے کے لئے ایک کمبل ضرور مل جائے گا۔ اگر اس سے آپ کی ضرورت پوری ہو سکے تو خوشی سے لے سکتے ہیں۔ میں کسی بھی آدمی سے اس کا پتہ نشان اور چال چلن دریافت نہیں کرتا۔ میرا نام جیمس ایلن بی ہے۔"

"مسٹر ایلن بی! آپ کی مہربانی کا شکریہ" گڈن نے کہا۔

بوڑھے آدمی کی مسکراہٹ نے اسکے تکلف کو کم کر دیا۔ ایلن بی اس کو گھر میں لے گیا۔ اس جھونپڑی کی بناوٹ میں لکڑی استعمال کی گئی تھی۔ اس میں کھڑکیاں اور دروازے تھے جو عموماً غلاموں کی جھونپڑیوں میں نہیں ہوتے اور اس لئے معلوم ہوتا تھا کہ شاید کسی زمانہ میں یہ جھونپڑی کسی آزاد گورے نے بنائی ہو گی۔ انگیٹھی کے قریب ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ جو ایک برتن میں کوئی چیز حل کر رہی تھی۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے وہ لڑکی کھڑی ہو گئی۔ وہ دراز قامت تھی۔ اس کے اعضاء سڈول اور رنگ سانولا تھا۔ وہ غیر معمولی طور پر حسین تھی۔ اس کا سر اونچا اور گردن سیدھی

رہتی تھی۔ گویا کہ وہ پانی سے بھری ہوئی صراحی رکھے ہوئے ہو۔ اس کی آنکھیں بڑی اور چمکدار تھیں اور ان کی یہ خوبی شام کے دُھندھلکے میں بھی گڈن کو نظر آ سکتی تھی۔ لیکن یہ آنکھیں کچھ عجیب سی تھیں کیونکہ وہ کبھی بھی گڈن کے چہرے پر پڑتی تھیں۔ ایلین بی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا" میری بچی! آج شام ہمارے یہاں ایک میہمان آئے ہیں۔ ان کا نام گڈن جیکسن ہے۔ وہ چارلسٹن جا رہے ہیں اور میں نے آج کی رات انھیں اپنے گھر ٹھہرا لیا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ بہت ہی شریف اور اچھے آدمی ہیں۔"

بوڑھے آدمی کی اس گفتگو اور اس دوران میں لڑکی کے ایک ہی طرف دیکھتے رہنے سے گڈن کو اس بات کا پتہ چل گیا، جو وہ اتنی دیر سے معلوم کرنا چاہتا تھا اور اس کا دل ایک لمحہ کے لئے خوف سے دھڑکنے لگا۔ ـــــ یہ لڑکی اندھی ہے! کس قدر دل خراش تھی یہ بات! لیکن اس کو یقین نہیں آیا۔ اور اس نے اپنے اس شبہ کی مزید تصدیق کی۔ لڑکی سے، چھوٹے ہوئے بچوں کے برتاؤ سے، برتن سے آتی ہوئی خوشبو سے اور جھونپڑی کے صاف لیکن مخلص ماحول سے۔ شاید وہ بوڑھے آدمی کی لڑکی تھی۔ اور اس کی کم عمر دیکھ کر یہ سوچنا غلط تھا کہ وہ بچوں کی ماں ہو سکتی ہے۔ لیکن اس وقت کوئی بات دریافت کرنے کا موقع نہ تھا۔ " میں آپ کو خوش آمدید کہتی ہوں جناب " اس نے کہا اور وہ انگیٹھی کے قریب واپس چلی گئی۔ گڈن صنوبر کی شاخوں سے بنی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور ایلین بی نے میز پر چمچے اور ٹین کی رکابیاں جمانی شروع کر دیں۔ گڈن بچوں سے بہت محبت کرتا تھا۔ ان میں سے ایک اس کی گود میں آگیا۔ اور دو گھٹنوں کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔

" یہ گیتوں کے بہت شوقین ہیں " بوڑھے آدمی نے کہا۔

اور گڈن نے گانا شروع کر دیا۔

خرگوش بھائی رہتے
جنگل کی جھاڑیوں میں
سقفِ فلک کے نیچے
اور بھولس کے یہ چھپّر
خاطر میں بھی نہ لاتے

گڈن نے ووٹنگ اور اپنے نمائندہ منتخب ہونے کی داستان بھی سنا دی۔ رات کافی گزر گئی اور انگیٹھی کے دہکتے ہوئے انگارے ٹھنڈے کوئلوں میں تبدیل ہو گئے۔ لڑکی ایلین جونس

اوپر جاکر اولبی کے نیچے سوگئی۔ ایک بچہ اس کے ساتھ سوگیا۔ اور باقی دو بچے ہیم اور جیب بیاں کے ایک بستر پر سو گئے۔ بوڑھا آدمی گڈن کے ساتھ انگیٹھی کے قریب بیٹھا رہا۔

"تو اب تم چارلسٹن جارہے ہو؟" بوڑھے نے کہا۔ "نور کا ترڈ کا بڑی مشکلوں سے اور بہت دیر میں ہوتا ہے۔ مجھے تم پر رشک آتا ہے گڈن جیکسن! خدا میری مدد کرے۔ مجھے تم پر کتنا رشک آتا ہے۔ لیکن یہ بھی ٹھیک ہی ہے کہ میں تمھاری جگہ پر نہیں ہوں کیونکہ یہ کام جوان، طاقتور، اور مضبوط ارادوں کے لوگ ہی انجام دے سکتے ہیں۔ یہ تم جیسے لوگوں کا ہی حصہ ہے۔"

"یہ ہم سب کا کام ہے" گڈن نے کہا۔

"ہاں! شاید۔ گڈن۔ تمھارے خیال میں میری عمر کیا ہوگی؟"

"غالباً ۶۵ سال"

"نہیں ۷۷ سال۔ میں نے ۱۸۱۲ء میں برطانیہ کے خلاف جنگ میں حصہ لیا تھا۔ ہاں اس وقت ملک کی آزادی کے لئے ہم کو جنگ میں شرکت کی اجازت دیدی گئی تھی۔ میں یہ باتیں جل کر کہہ رہا ہوں۔ اس وقت لوگ یہ سمجھتے تھے کہ غلامی اپنی موت سے آپ مرجائے گی یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب کہ کپاس کو نقد روپے کی فصل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت غلاموں کو زیادہ تر سر کا بوجھ سمجھا جاتا تھا۔ انھوں نے مجھ کو تعلیم تک دی اور پھر مجھ سے ایک استاد کا کام لینے لگے۔ اس وقت وہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ تعلیم بھی ایک بیماری ہوتی ہے۔ شاید انھیں معلوم نہیں تھا کہ تعلیم پالینے کے بعد آدمی غلامی کے کام کا نہیں رہتا اور وہ آزادی کی بیماری دوسروں کو بھی لگا دیتا ہے۔"

"مجھ سے میرا دل تھوڑی سی تعلیم کے بدلے میں خرید لو۔" گڈن نے کہا۔

"تعلیم اور آزادی —— صبر کرو گڈن۔ یہ دونوں ہمیشہ ساتھ ہی رہتی ہیں۔ مجھے معلوم ہے۔ جب برطانیہ کے خلاف جنگ ختم ہوگئی تو میرے آقا کی نظر اس بات پر پڑنے لگی کہ میں نے دوسرے غلاموں کو بھی پڑھانا شروع کر دیا ہے۔ میں کیوں پڑھاتا ہوں؟ وہ اس کا سبب معلوم کرنا چاہتا تھا۔ لیکن میں کیوں نہ پڑھاؤں؟ اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ میرے آقا کے پاس۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس نے بیچ دیا۔ بیچ دیا۔ جیسے کہ بے جان چیزیں بیچی جاتی ہیں گڈن۔ میں جہاں بھی گیا، میرا تعلیمی شوق میرے ساتھ تھا۔ انجیل کی آیتیں پڑھنا۔ الفاظ کی ہجے یاد کرنا اور لوگوں کے محبوبوں اور دوستوں کو خط لکھنا۔ یہی میرے مشغلے تھے اور اس کی پاداش میں مجھ کو پھر بیچا گیا، دُرّے مارے گئے۔ اور دھمکیاں دی گئیں۔ لیکن کیا ان طریقوں سے کسی بیماری کا

علاج ہو سکتا ہے؟ "میں نے وائیٹبر ٹپین، جیفرسن اور شکسپیر تک کا مطالعہ کیا۔ تم نے شکسپیر کا نام اس سے پہلے کبھی نہ سنا ہوگا گڈن۔ اس کی نقرئی آواز تمھارے کانوں تک نہ پہونچی ہوگی۔ لیکن تم اس کو سنو گے اور اس کی آواز تمھارے کانوں تک بھی آئے گی۔ اور کیا میں یہ سب پڑھ کر خاموش رہ سکتا تھا؟"

گڈن نے گونگوں کی طرح سے اپنا سر ہلا دیا۔

"میری تین بیویاں تھیں گڈن۔ اور میں۔ اور سب سے محبت کرتا تھا لیکن تینوں بار مجھے بیچ کر اپنی بیویوں سے جدا کر دیا گیا۔ میرے بچے بھی تھے گڈن۔ لیکن ان میں کا کون اب کہاں ہے؟ مجھے نہیں معلوم۔ میں چار دفعہ فرار ہوا اور ہر بار پکڑ لیا گیا۔ مجھے دُرّے مارے گئے مگر زندہ رہنے کی اجازت ضرور دی گئی۔ کیونکہ میں اپنے آقاؤں کی دولت تھا۔ ایک مردہ بھیڑیے کی بھی قیمت ہوتی ہے۔ لیکن اگر ہم مر جائیں تو ہماری کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ میں ہمیشہ اس قسم کی گفتگو نہیں کرتا۔ لیکن میں یہ باتیں تم کو اس لئے بتا رہا ہوں کہ ہمارے ماضی کو یاد رکھنا تمھارے لئے بہت ضروری ہے۔ وہ ماضی جو ہماری مصیبتوں کی ایک لرزہ خیز داستان ہے۔ میں دیکھتا ہوں گڈن کہ تمھارے اندر شرافت، قوت اور جوش ہے۔ تم ہمارے عوام کے ایک بڑے رہنما بن جاؤ گے۔ لیکن اگر تم نے اپنے عوام کو بھلا دیا تو تمھاری کوئی قیمت نہ ہوگی۔ تمھیں اس اندھی لڑکی اور ان تین بچوں کو دیکھ کر بڑا تعجب ہو رہا ہوگا۔ لاؤ انکی کہانی بھی میں تم کو سنا دوں۔"

"اگر آپ چاہیں تو۔" گڈن نے کہا۔

"ہاں! میں چاہتا ہوں گڈن۔ یہ تینوں بچے میں نے اِدھر اُدھر سے پائے ہیں۔ ہم غریبوں کا یہ جنوبی علاقہ، یتیم، آوارہ اور گم شدہ بچوں سے بھرا پڑا ہے۔ یہ وہ کالے بھیڑیے ہیں جن کو اپنے والدین کا پتہ نہیں ہے۔ وہ مویشی ہیں۔ جن کو لوگ رات میں آگ لگنے پر بے یار و مددگار چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جنگ شروع ہونے پر میں البامامیں غلام تھا۔ اور جب آزادی ملی تو میں یانکیوں کے شمالی علاقے میں نہیں گیا بلکہ شمال مشرق کی طرف چلا آیا۔ مجھے جنوبی علاقے سے محبت ہے۔ لیکن انتہائی جنوبی علاقے سے میں ہرگز محبت نہیں کر سکتا۔ وہاں میرے جسم پر بڑی بے رحمی کیساتھ دُرّے مارے گئے تھے۔ میرا خیال تھا کہ کیرولینا یا ورجینیا میں کوئی جگہ ایسی ضرور ہوگی جہاں ایک استاد کی خدمات درکار ہوں گی۔ اور راستے میں مجھ کو یہ بچے مل گئے۔ کس طرح؟ واقعہ یہ تھا گڈن۔ اور شاید ایسا واقعہ تم کو بھی پیش آئے۔ مجھے یہ لڑکی بھی مل گئی۔ لیکن اب ۱۶ سال کی ہو گئی ہے۔ اسکا باپ اٹلانٹا میں ایک آزاد حبشی اور ڈاکٹر تھا۔ یہ ایک دوسری کہانی ہے۔ وہ اب مر چکا ہے

شرنان کے چلے جانے پر کچھ خوفناک واقعات پیش آئے۔ میں کسی کو بھی قصوروار نہیں ٹھہراتا۔ ہر فوج میں اچھے اور بُرے سبھی قسم کے لوگ ہوتے ہیں جو ہماری فوج میں بھی تھے۔ فوج کے کچھ باغی سپاہیوں نے اس لڑکی کی آنکھوں کے سامنے اسکے باپ کو مار ڈالا۔ اس کے جسم کو سنگینوں سے چھلنی کر دیا اور اس کی آنکھیں باہر نکال لیں۔ اور کس لئے تم سمجھے؟ اس لئے کہ اس نے یانکیوں کی مدد کی تھی۔ گڈن۔ میں یہ باتیں تمھارے دل میں نفرت پیدا کرنے کے لئے نہیں بلکہ معاملات کو حقیقت کی روشنی میں سمجھنے کے لئے بتا رہا ہوں۔ تم چارلسٹن جا رہے ہو ـــــــ ایک دستور، ایک نئی ریاست، ایک نئی دنیا اور ایک نئی زندگی کی تعمیر کرنے کے لئے۔ اور اس لئے تم کو سمجھنا چاہئیے کہ کس طرح سے سادہ لوح لوگ اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے شیطانی کام کر بیٹھتے ہیں۔ لڑکی کے باپ کو مارنے کے بعد انھوں نے اس پر بھی حملہ کیا اور وہ اندھی ہو گئی۔ مجھے نہیں معلوم کہ آیا اس صدمے کی وجہ سے اس کی بصارت جاتی رہی یا وہ پہلے سے ہی آنکھوں کی مریض تھی لیکن جب میں نے اس کو پایا تو وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھی۔ اس کو خود اپنے متعلق نہیں معلوم تھا کہ وہ کون ہے؟ وہ جنگلوں میں ایک وحشی جانور کی طرح سے رہتی تھی۔ وہ وحشی جانوروں کی ہی طرح ڈرپوک بھی تھی۔ اور لوگوں سے دور بھاگتی تھی لیکن جانے کیوں، اس نے مجھ پر بھروسہ کر لیا اور اسی طرح میرے ننھے بچوں کے گروہ میں ایک کا اضافہ ہو گیا۔"

وہ رُک گیا۔ گڈن ٹھنڈے کوئلوں کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ وہ کبھی اپنے ہاتھ باندھ لیتا اور کبھی کھول لیتا تھا۔

"گڈن" بوڑھے آدمی نے نرمی سے مخاطب کیا۔

"جناب؟"

"گڈن، حکومت کے ان کاغذوں کو اپنی جیب میں رکھکر تم محض ایک شخص نہیں رہتے بلکہ ایک خادم بھی ہو جاتے ہو۔ ایک شخص اپنے نفرت کے جذبے کی تسکین کر سکتا ہے۔ وہ بھی تمھاری ہی طرح اپنا بدلہ لینے کے لئے قتل و غارتگری کی خواہش رکھ سکتا ہے۔ لیکن ایک خادم ایسا نہیں کر سکتا۔ تمھارے عوام، تمھارے آقا ہیں گڈن۔ میری طرف دیکھو میں تم کو باقی سب باتیں بتا دونگا۔"

"میں سن رہا ہوں" گڈن نے کہا۔

"مجھ کو یہ خالی جھونپڑی رہنے کے لئے مل گئی۔ خدا معلوم اسکا بنانے والا کہاں ہے؟ شاید جنگ میں مارا گیا۔ ہمارے اس جنوبی علاقے میں ایسی ہزاروں ہی جھونپڑیاں ہونگی۔ میں یہاں ۲ دو سال سے رہ رہا ہوں۔ میں تھوڑی سی کاشت کر لیتا ہوں۔ جو ہمارے لئے کافی ہوتی ہے۔ کچھ مرغیاں بھی پال

رکھی ہیں۔ جنگلی سوروں کا ایک چھوٹا سا گلہ بھی ہے جب سے ہم یہاں ہیں کسی نے ہم کو نہیں ستایا۔ ریلن اب تندرست اور ہوش وحواس میں ہے گو وہ اندھی ہے۔ میں چار بچوں کو تعلیم وتربیت دیتا ہوں۔ اور میرے لئے یہ کوئی خراب زندگی نہیں ہے۔ میں گاؤں میں جاکر مزدوری بھی کرتا ہوں۔ مجھے جوتے بنانا چھالنا اور خط لکھنا آتا ہے۔ ان کاموں سے مجھ کو اتنا مل جاتا ہے کہ میں کپڑے اور کتابیں خرید لیتا ہوں"

بوڑھا آدمی یہاں آکر خاموش ہوگیا اور تھوڑی دیر تک گڈن نے کچھ بھی نہیں کہا۔

"اور تمھارا وقت کب آئے گا؟"

"میں نے اپنی موت کے متعلق سوچا ہے۔ میں ابھی غم اور ڈر سے آزاد نہیں ہوں" ایلن بی نے جواب دیا۔

"یا فرض کرو کہ تم بیمار ہوجاؤ! یا مان لو کہ شریف یہاں آجائے اور اس جھونپڑی کو جلاکر خاکستر کردے۔"

"مجھے اس کا بھی خیال ہے گڈن"۔

"اب میری بات سنو" گڈن نے بے چینی کے ساتھ کہا۔ "تم جیسا آدمی۔ تم جیسا پڑھا لکھا آدمی جو بوڑھا ہوچکا ہے اور جس کی عمر ۷۷ سال ہے۔ لیکن تم ایک پرانے ناریل کی طرح سخت اور مضبوط ہو۔ پھر بھی ہوسکتا ہے کہ تم کل ہی مرجاؤ یا ممکن ہے کہ دس پندرہ سال تک اور زندہ رہو۔ بوڑھے آدمیوں کو کیا معلوم کہ خدا نے ان کی قسمت میں کیا لکھ رکھا ہے۔"

"تمھارا مطلب کیا ہے گڈن؟"

"میں نے ایک تجویز سوچی ہے۔ مجھے دیکھو۔ میں ایک کالا آدمی ہوں جس کو آزاد کردیا گیا ہے اور میں مجلس کی نمائندگی سے طاؤس کی طرح مغرور ہوکر چارلسٹن پیدل جا رہا ہوں۔ لیکن میں نہ پڑھ سکتا ہوں نہ لکھ سکتا ہوں۔ میرے آس پاس جہالت ہی جہالت ہے۔ اس جنوبی علاقے میں شاید چالیس لاکھ حبشی ہوں گے۔ یہ سب بیچارے علم کی روشنی تلاش کر رہے ہیں۔ ہم کو آزادی تو مل گئی ہے لیکن یہ آزادی ایک سریلے اور معنی خیز گیت کی طرح بہت بلند ہے۔ اور ایسے لوگ اس سے مستفید نہیں ہوسکتے جن کے سر جہالت کے بوجھ سے دبے ہوئے ہوں۔ تم تین چھوٹے بچوں کو پڑھاتے ہو۔ یہ اچھی بات ہے لیکن ہمارے کارولینا میں ہمارے عوام رہتے ہیں۔ ان کی حالت بھی ٹھیک تمھاری ہی طرح ہے۔ وہ بھی عام حبشیوں کی طرح ہر کمی کو محسوس کرتے ہیں۔ لیکن انھیں یہ نہیں معلوم کہ اُن کا کیا ہے! وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کا کیا نہیں ہے۔ انھیں یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ زمین ان کی ہے یا کسی اور کی! یہ غلاموں کی بوسیدہ جھونپڑیاں ان کی زمین یا کسی اور کی! اور یہ باتیں وہ اس وقت تک نہیں جان سکیں گے

علہ گوتوال

جب تک کہ ان میں پڑھے لکھے لوگ نہ پیدا ہو جائیں گے۔"

گڈن خاموش ہو گیا۔ منہ میں آیا ہوا تھوک حلق میں اتار لیا اور پھر انگلی اٹھا کر ہر لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا۔

"تم وہاں چلے جاؤ ـــــــ اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی لے جاؤ اور وہاں لوگوں سے جا کر یہ کہو کہ مجھے گڈن نے بھیجا ہے۔ پیٹر بھائی سے جا کر لو۔ وہ ہمارے پادری ہیں۔ ان سے کہو کہ تم لوگوں کو پڑھاؤ گے؟ انھیں تعلیم دو گے؟ اور وہ تمھارا سب انتظام کر دیں گے۔"

ایلن بی نے اپنا سر ہلایا "میں نے بھی ایک بار ایسا ہی سوچا تھا گڈن۔ لیکن میں بہت زیادہ بوڑھا ہو گیا ہوں اور..... مجھے ڈر بھی لگتا ہے۔ میں تو یہیں اچھا ہوں۔ ادھر تو آزاد لوگوں کی ایک کمیٹی بھی تو ہے جو ایسی باتوں کی دیکھ بھال کرتی ہے۔"

"اچھا تو پھر تم قیامت کے دن تک تو آزاد لوگوں کی آزادی کا انتظار ہی کرتے رہو۔ تمھیں ڈر کیوں لگتا ہے؟ سیدھے اس سڑک پر چلے جاؤ اور کسی سے بھی پوچھ لو کہ کارڈل کہاں ہے، ہو سکتا ہے کہ ایک صبح یہ چھوٹے بچے جاگنے پر تمھیں مردہ پائیں۔ اس وقت تمھاری تجہیز و تکفین کون کرے گا؟ کیا یہ بیچاری اندھی لڑکی کرے گی؟"

اب بھی بوڑھے آدمی کو اعتراض تھا۔ لیکن گڈن سختی کے ساتھ اصرار کرتا رہا۔ اور آخر میں جب آگ بالکل ہی ٹھنڈی پڑ گئی تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور اقرار کر لیا کہ وہ کارڈل چلا جائے گا وہ بجھتے ہوئے کوئلوں پر سر جھکائے بیٹھا رہا۔ گویا کہ تاریکی میں یقین کی روشنی تلاش کر رہا تھا۔ اور پھر اس نے پوچھا۔

"کیا یہ آزادی کبھی تم کو بھی خواب و خیال جیسی بات معلوم ہوتی ہے۔"

"یہ خواب و خیال نہیں ہے۔ میں نے یانکیوں کے ساتھ جنگ میں حصہ لیا ہے۔ اس آزادی کے تانے بانے میں نے خود اپنے ہاتھوں سے بُنے ہیں۔ یہ کوئی خواب نہیں ہے۔"

دوسرے دن کی چیزیں ایسی ہوئیں جنھوں نے گڈن کو پہلے کی طرح سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے سوچا کہ کھلی سڑک پر سفر کے چند گھنٹے دیہاتی کھیتوں پر سفر کے ایک مہینے کے برابر ہوتے ہیں۔ راستے میں اس نے ایک لڑکے کو اپنے اڑیل گھوڑے کے چلانے میں مدد دی اور اس کی گاڑی میں بیٹھ کر دو میل تک گیا ایک بوڑھی عورت انڈوں کی ٹوکری لئے ہوئے گاؤں میں ہاٹ کرنے جا رہی تھی۔ گڈن نے پندرہ منٹ تک اس سے گفتگو کی۔ جہاں تک ان کا راستہ ایک تھا، وہ ساتھ رہے اور گڈن اس کی ٹوکری اٹھائے چلتا رہا۔

ایک گوری عورت نے لکڑیاں کاٹنے کے بدلے میں گڈن کو دعوت دی۔ اور اس کے شوہر نے دودھ دوہنے کے بعد کہا کہ اس نے ایسے حبشی کو نہیں دیکھا جو اس طرح سے لکڑیوں کی چندیاں اڑا سکتا ہو۔ گوری عورت نے اسکو بہت اچھی دعوت دی اور گڈن نے تمیز کو اپنی طاقت کا بہتر رخ سمجھ کر مجلس کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ دن کے آخر حصہ میں اس کا گزر ایک بڑی کاشتکاری کے علاقے سے ہوا۔ ایک گورا کارندہ کالے آدمیوں سے کام لے رہا تھا۔ وہ سخت زمین میں آبپاشی کے لئے نالیاں کھود رہے تھے۔ گڈن نے پوچھا کہ "کتنی اُجرت پر کام کر رہے ہو؟" اور کالے آدمیوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

لیکن کارندے نے للکار کر کہا "او کالے حرامی بچے، دور ہو دوزخی۔"

آخر سہ پہر کے وقت بارش ہونے لگی۔ اور گڈن نے بھوسے کے ایک بنڈے میں پناہ لی۔ ایک گائے وہاں پہلے ہی سے بیٹھی ہوئی تھی۔ گڈن اس کے گرم جسم سے لگ کر لیٹ گیا اور آپ ہی آپ گنگنانے لگا۔

"چھوٹے سفید بچھڑے
ساروں میں گھیر لاؤ
اے میری پیاری امی
ساروں میں گھیر لاؤ۔"

اس حرکت سے اس کا سیاہ کوٹ خراب ہو گیا۔ گڈن نے اپنے کپڑوں سے چپکا ہوا بھوسہ دور کرنا شروع کر دیا۔ لیکن اونی ہیٹ سے بھوسے کے تنکے دور نہ ہو سکے۔ ہیٹ کی کلغی الگ ہو گئی اور وہ اس سوال پر غور کرنے لگا کہ آیا اس ہیٹ کو پہننا بھی چاہیئے یا نہیں۔ اس نے محسوس کیا کہ بغیر کلغی کے اس ہیٹ کو پہننا مناسب نہ ہو گا۔ لیکن وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ اس کو راستے میں پھینک دے اور اس نے ہیٹ کو اپنے ساتھ رکھ لیا۔ راستے میں ایک بوڑھا کالا آدمی ملا جس کو گڈن نے یہ ہیٹ دو سیبوں کے بدلے میں دیدیا۔

اس رات وہ آسمانی تاروں کے سائے میں سویا۔ اس نے سیلی ہوئی زمین پر صنوبر کی شاخوں کا بستر بنایا اور اس پر لیٹ رہا۔ یہ بستر زیادہ آرام دہ نہیں تھا۔ مگر اس وقت وہ خیالی دنیا میں گھوم رہا تھا اور اپنی زندگی کے مقصد سے متعلق خیالات اسکے دماغ میں گردش کر رہے تھے۔

دوسرے دن گڈن نشیبی ساحل کے علاقے سے گزرا اور چوتھے دن چارلسٹن کے مکانوں کی جھلکیں اس کے سامنے تھیں۔

۴

چارلسٹن میں داخل ہونے کے بعد ہی گڈن پر جو گھبراہٹ چھا گئی وہ بے بنیاد نہ تھی۔ یہ گورے آدمی کا وہ خوف تھا جو اس کے دل کی گہرائیوں میں اب بھی کروٹیں لے رہا تھا۔ یہ بچپن کے ان لمحوں کی یاد تھی جو بڑے مکان کے برآمدے میں گزرے تھے۔

"یہ ہے لڑکے" شاید تیس سال پہلے کسی نے یہ الفاظ اس کی طرف پھینکتے ہوئے ادا کئے تھے۔ اس وقت عورتیں اور مرد برآمدے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مرد جوتے پہنے تھے اور ان کے لباس چست تھے۔ اور عورتوں کے لباس شوخ رنگ اور خوبصورت تھے۔ صرف اتنا ہی اس کو یاد تھا۔ ایک عورت کے جوتوں پر کیچڑ لگی ہوئی تھی۔ ایک مرد نے کہا "لڑکے ادھر آؤ" وہ کانپتا ہوا نزدیک پہنچا اور جوتوں سے کیچڑ صاف کر دی۔ اور اس مرد نے چاندی کا ایک سکہ اس کی طرف پھینکدیا۔ سکہ کیچڑ میں لڑھکنے لگا۔ وہ اس کو پکڑنے کے لئے دوڑا۔ اٹھالیا اور اپنی مٹھی مضبوطی سے بند کرلی۔ اور پھر جب اس نے ان عورتوں اور مردوں پر سوالیہ نگاہیں ڈالیں تو وہ قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔ اس وقت خود اسکو بھی یہ احساس ہونے لگا کہ وہ ایک ننھا سا کالا جانور ہے۔ اور اب بھی جبکہ وہ ساٹھ سال کا بچّہ ہو گیا تھا، یہ خوف اتنا ہی شدید تھا۔ وہ اب بھی کانپ اٹھتا تھا۔ اب بھی یہ احساس باقی تھا کہ اسکا کوئی سرپرست نہیں ہے، وہ اک ہی امید اور توقع کے اس عنصر سے محروم تھا جو ہر جاندار چیز کا ایک ضروری جزو ہوتی ہے۔ گورا آدمی اس کے نزدیک ایک مقفل دروازہ تھا۔ گو وہ اب اس دروازے کے نزدیک آ پہنچا تھا لیکن ابھی تک اس کو کھولنے نہیں پایا تھا۔ تاہم اس کا ہاتھ اب دروازے پر تھا۔ اس مرتبہ وہ چارلسٹن میں فوج کے ساتھ ایک بندوق اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے داخل نہیں ہوا تھا۔ اب وہ اکیلا اور خوف زدہ تھا۔

گڈن شہر سے گزرا۔ اس کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ وہ تھکا ہوا اور بھوکا تھا۔ اور اب اسے یہ احساس بھی ہونے لگا تھا کہ میرے کپڑے بالکل ہی خراب اور گندے ہو چکے ہیں۔ اب اس وردی کی جیب چوخانہ دار دستی بھی اچھی نہیں معلوم ہوتی تھی۔

اس نے خود سے یہ سوال کیا کہ وہ اپنا گھر چھوڑ کر یہاں آیا ہی کیوں؟ وہ کیوں آگیا بیر بھائی کی باتوں میں؟

وہ اس طرح تو مجلس میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اچھا، تو پھر کیا ہو؟ کیا وہ گھر چلا جائے؟ فرض

کرو کہ وہ گھر چلا جائے اور لوگ اس سے مجلس کے متعلق پوچھیں تو وہ کیا جواب دیگا۔؟ وہ کیا جواب دے سکتا ہے؟ کیا وہ جھوٹ بولے گا؟ اپنے عوام سے، پیٹر بھائی سے اور راچیل سے؟ اور حبیب کا سامنا کس طرح سے کرے گا جو اس کے چہرے کو دیکھکر ہی سب کچھ سمجھ لیتا ہے۔ اور وہ یہ کس طرح معلوم کرے کہ مجلس میں شرکت نہ کرنے والے نمائندوں کے لئے کوئی سخت سزا مقرر کر دی گئی ہے؟ فرض کرو کہ وہ اکدم غائب ہو جائے لیکن یہ تو ایک طفلانہ خیال ہے ــــــــ یہ خیال کہ وہ راچیل، اپنے بچوں اور عوام کو چھوڑ دے اور انھیں بردہ فروشی اور غلامی کا شکار بنا دے کہیں اس کا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ہے؟

اس کے قدم آگے بڑھتے رہے۔ وہ ان گندی اور کیچڑ سے بھری ہوئی گلیوں سے گزرا جہاں حبشی رہتے تھے۔ ان جھونپڑیوں کو دیکھا جو جنگ کے بعد ہی جلدی میں بنائی گئی تھیں اور کچھ ایسے بڑے مکانوں کو بھی دیکھا جو گورے لوگ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اس نے ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سنا " دیکھنا کتنا موٹا گوشت ہے اے آدمی۔ کہاں جاتے ہو؟ " اس کو خود نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟ وہ شہر کے پرانے حصے سے گزرا۔ اچھے اچھے سفید مکان بنے ہوئے تھے۔ جن کی محرابیں یونانی طرز کی تھیں۔ لوہے کے پھاٹک تھے اور وسیع بالاخانے بنے ہوئے تھے۔ کسی نے اسکی طرف مہربانی سے نہیں دیکھا کسی نے ہمدردی کا ایک لفظ تک نہیں کہا جیسے کہ یہ شہر کا شہر اس بات پر ناراض تھا کہ گڈن جیسے آدمیوں نے اس کے اندر مجلس کے انعقاد کا اعلان کر کے اس کی توہین کر دی ہے ــــــــ اور اس وقت اسکے احساسات وہی تھے جو ایک ولی نفرت کی لرزتی ہوئی دیوار کے ہو سکتے ہیں۔

ایک بار شام کے وقت گڈن نے ایک عمارت کو دیکھا جس کے دروازے پر بڑے بڑے حرفوں میں لکھا تھا۔ " مجلس۔ " اور باقی الفاظ کے ذریعہ وہ بمشکل سمجھ پایا کہ یہ ہے وہ مقام جہاں مجلس بیٹھے گی۔ عمارت کے سامنے ایک درجن یانکی سنتری اپنی رائفلوں کے سہارے کھڑے ہوئے تمبا کو چبا رہے تھے، قریب ہی لاتعداد گورے اور کالے لوگوں کے چھوٹے چھوٹے گروہ کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ ان کی آوازیں کبھی کبھی تو بہت ہی بلند ہو جایا کرتی تھیں۔ گڈن یہ دیکھکر شرمایا کہ ان میں سے کچھ لوگوں کے لباس بہت ہی اچھے تھے۔ ایک شخص بھورکدار خاکی پتلون اور جھولدار کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اس کے گلے میں ایک سبز رنگ کا خوبصورت گلوبند بھی تھا۔ ایک دوسرا آدمی، کالا جیسے یاد جوتے اور سفید پتلون پہنے تھا۔ ایک اور آدمی سر سے پاؤں تک صاف اور سادہ کپڑوں میں ملبوس تھا۔ اس نے ایسے کپڑے دیکھے جن کو کبھی خود پہننے کا خیال تک اس کے دماغ میں نہیں آ سکتا تھا۔ اور وہ یہ دیکھ کر ذرا بھی خوش نہیں ہوا کہ بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جن کے لباس اس کے کپڑوں سے کسی طرح بھی بہتر نہیں تھے بعض کے کپڑے تو اس کے لباس سے بھی زیادہ خراب تھے۔ وہی بدشکل دیہاتی کپڑے جن میں زہریت شامل

شامل تھا اور نہ گلوبند۔

وہ چلتا رہا۔ ایک چوراہے سے ہوکر توپخانے تک اور توپخانے سے مشرقی توپخانے کی طرف چلا گیا۔ اس زمانے میں چارلسٹن کا شہر جس کو جنگ کے دوران میں بہت زیادہ نقصان پہونچا تھا۔ نئی تعمیر کے دور میں ایک اہم بندرگاہ بنتا جارہا تھا۔ جہاز بندرگاہ پر کھڑے رہتے تھے۔ اور ایسٹ بے اسٹریٹ کی گودیوں میں جہازوں کے مستول ایک ٹوٹے ہوئے کنگھے کے دانتوں کی طرح نظر آتے تھے۔

سورج قریب قریب ڈوب چکا تھا۔ اور جب گڈن توپ خانے کے نزدیک سے گزرا تو سرخ اور سنہری رنگ کی موجیں ابل رہی تھیں۔ سمٹر کا پرانا قلعہ پرستان کا زردی مائل خول معلوم ہوتا تھا۔ اور توپ خانے کے اوپر سمندری قازیں چیختی ہوئی اڑ رہی تھیں۔ لیکن یہ سب چیزیں گڈن کی مایوسی میں اضافہ ہی کر رہی تھیں۔ وہ بھوکا تھا۔ اور اس کو سردی لگ رہی تھی۔ اس کی جیب میں پیسے نہیں تھے اور نہ ہی سونے کے لئے کوئی جگہ تھی۔ مشرقی خلیج کی سڑک پر ایک احاطے میں روئی کی گانٹھوں کے اونچے اونچے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ تین گانٹھوں نے مل کر ایک قسم کی غار سی بنا دی تھی۔ گڈن اس غار کے اندر گھس کر لیٹ گیا۔ وہ اسوقت اپنی مایوسی دور کرنے کے لئے کوئی گیت بھی نہیں گنگنا سکا۔ اور اس جگہ مایوسی کے عالم میں گھنٹوں کروٹیں بدلتا رہا۔ یہانتک کہ اسکو نیند آگئی۔

دوسرے دن علی الصباح گڈن کی ملاقات کالے جہازی قلیوں کے ایک گروہ سے ہوگئی وہ گودی کے نزدیک سے گذرا جہاں یہ قلی بیٹھے ہوئے جہاز کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ انھوں نے اسکے لابنے کالے کوٹ کو دیکھ کر کہا "دیکھنا، یہ کوئی پادری معلوم ہوتا ہے۔"

"پادری کا چیلا تو ضرور ہی ہوگا۔"

"کوٹ کو تو دیکھو شاید روئی میں لوٹ لگا کر آیا ہے۔"

ان کی نیم مزاحیہ پھبتیوں کا گڈن پر کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ خاموشی سے انھیں اپنے ناشتے کی روٹیاں۔ گھر کا نکالا ہوا پنیر اور پیاز کھاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس کی مایوسی اس قدر نمایاں اور مکمل تھی کہ انھوں نے مذاق کرنا بند کردیا اور ان میں سے ایک نے پوچھا "روٹی کھاؤگے پادری کے چیلے ؟"

گڈن نے سر ہلا کر انکار کردیا

"روزگار سے لگے ہوئے ہو ؟"

گڈن نے پھر اپنا سر ہلا دیا۔

"گورا مالک پچاس سینٹ کے بدلے میں دن بھر کام لیتا ہے"

گڈن نے اثبات میں سر ہلا کر رضامندی ظاہر کی۔ کام کرو ورنہ مر جاؤ۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ گو ہر مندر مزدور نہ تھا اور اس کو بہت سے کام نہیں آتے تھے لیکن اسکے بازوؤں میں طاقت تھی اور اس کی پیٹھ ایک سانڈ کی طرح مضبوط تھی۔ اور کچھ نہیں تو وہ کم از کم روئی کی گانٹھوں کو تو اپنی پیٹھ پر لاد کر لے جا سکتا تھا۔ موجودہ حالات میں پچاس سینٹ روزانہ کی مزدوری ہی اسکے لئے کافی تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی۔ دن بھر اس نے کام کیا اور وہ سب کچھ بھول گیا۔ اس کی پیشانی پسینے سے تر تھی اور بازوؤں کی مچھلیاں کھنچکر اُبھر آئی تھیں۔ اس نے اتنی محنت سے کام کیا کہ کچھ ساتھی اس کی طرف رشک اور تعریف کی نگاہیں ڈالتے ہوئے بول اُٹھے "یہ تو دریا کے نشیبی علاقہ کا جنگلی ہرن ہے"۔ "یہ تو سچ مچ روئی ڈھونے والا آدمی ہے۔"

اس نے اپنا کوٹ ایک طرف رکھ دیا۔ لیکن حکومت کے کاغذوں کو وہ جدا نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے ان کو اس نے پتلون کی جیب میں رکھ لیا۔ اور ان کاغذوں کی سختی کو محسوس کر کے اسکو بڑا اطمینان ہوتا تھا۔

کم از کم اس وقت تو گڈن کے لئے مستقبل کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اور اسی لئے اب وہ ذرا بے فکر تھا۔ دوپہر کے وقت بھی انھوں نے گڈن کو کھانے کی دعوت دی۔ لیکن اپنی خودداری سے مجبور ہو کر اس نے انکار کر دیا۔ جب دن ختم ہوا تو وہ ایک ریچھ کی طرح تھکا ہوا اور بھوکا تھا۔ مگر اب اس کی جیب میں پچاس سینٹ بھی تھے۔ اپنے دو ساتھی قلیوں تو اور ہار کو کے ساتھ وہ کمبرلینڈ سڑک پر ایک بوڑھی کالی عورت کے مکان پر گیا۔ یہ عورت چاول اور دوسری چیزیں بھی ایک ہی ہنڈی میں پکایا کرتی تھی۔ دس سینٹ کے عوض میں ایک رکابی اچھی طرح سے دیتی تھی اور رکابی کے اندر دو پچیاں کھڑی کر کے لگا دیتی تھی جو مقدار کی ناپ کا کام کرتی تھیں۔ گڈن نے سیر ہو کر کھایا۔ یہ کتنی اچھی بات ہے کہ پیٹ بھر کھانے کے لئے جیب میں پیسے ہوں اور جب جیب میں پیسے ہوتے ہیں تو دل کو کتنا اطمینان اور سکون رہتا ہے۔ تو کے پاس ایک حرافہ اور شہوت پرست عورت تھی۔ اس نے گڈن سے کہا کہ وہ بھی چل کر اس عورت سے ملے۔ لیکن گڈن نے سر ہلا کر انکار کر دیا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا حقیقت کی دنیا میں واپس پہونچ گیا۔ اسکی آنکھوں کے سامنے راچیل کی تصویر آگئی اور اسکو یاد آیا کہ کس طرح بیٹر بھائی سے گفتگو کرتے وقت انھوں نے تعجب کے ساتھ ایک دوسرے سے پوچھا تھا کہ یہ اجنبی سڑک ان کو کس منزل پر لیجائے گی۔

آج شام گڈن نے اپنے خوف کی حقیقت اور اس سادگی اور فطری طریقہ کو سمجھ لیا جس سے

اس نے میجر ایلن جمیس کے سامنے جاکر اپنی سند پیش کی تھی۔ ایک عرصہ بعد وہ کوشش کر کے یاد کرے گا کہ یہ تبدیلی اس میں کس طرح پیدا ہوئی تھی۔ وہ کیا چیز تھی جس نے یہ تبدیلی پیدا کی ——— وہ اخبار جو اس نے پانچ سینٹ میں خرید کر فخر کے ساتھ اپنی بغل میں دبالیا تھا۔ وہ مکان جس میں سکو سونے کے لئے ایک بستر مل گیا تھا ——— مسٹر جیکب کارٹر کا گھر ——— آخر ان میں سے وہ کون سی چیز تھی جس نے اس شام گڈن کے اندر ایک تبدیلی پیدا کر دی تھی ؟

جیکب کارٹر ایک موچی تھا ——— جنگ سے پہلے بھی اسکا شمار آزاد حبشیوں میں ہوتا تھا۔ وہ ایک محنتی اور معزز کالا آدمی تھا۔ جس نے سالہا سال سے کچھ نہ کچھ پس انداز کر کے اپنی آزادی خرید لی تھی۔ چارلسٹن کے ایک کنارے پر اسکا مکان واقع تھا جس میں چار کمرے تھے۔ اور باہر ایک تختی پر لکھا تھا "مجلس کے نمایندوں کی قیامگاہ" جس آدمی نے گڈن کو اخبار بھیجا تھا اسی نے یہ بھی بتایا تھا کہ یہ مکان کہاں واقع ہے۔ اس نے صرف شاید اخبار خریدنے کی وجہ سے گڈن کو "جناب" کہکر مخاطب کیا تھا۔ اس کی وجہ خواہ کچھ بھی ہو لیکن اس سے گڈن کی مایوسی قدرے دور ہو گئی اور اس پر بہت ہی اچھا اثر پڑا۔

کارٹر کے مکان پر پہونچنے تک تاریکی پھیل چکی تھی۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلا اور اندر ایک ذرا روشنی اسکو نظر آئی۔ ایک عورت سامنے آکر کھڑی ہو گئی جو اس کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا چاہتے ہیں آپ ؟"

"میں رات بسر کرنے کے لئے کوئی جگہ چاہتا ہوں۔ تختی پر بھی یہی لکھا ہوا ہے۔ کارٹر کا مکان یہی ہے نا ؟"

"جی ہاں۔ آپ کون ہیں ؟"

عقب سے ایک آدمی برآمد ہوا۔ سامنے آنے کے لئے اس نے دروازے کے پٹ ذرا اور کھول دیئے اور کچھ کم مشکوک نگاہوں سے گڈن کی طرف دیکھنے لگا۔

"میرا نام گڈن جیکسن ہے جناب، میں ایک نمایندہ ہوں۔"

"نمایندہ ؟"

"جی ہاں"

گڈن کو اپنے گندے اور پھٹے ہوئے لباس کا احساس ہوا۔ "کپڑے پرانے ہو گئے ہیں۔ مجھے شہر کی چیزیں خریدنے کا موقع نہیں ملا۔ میں سیدھا یہاں سے آ رہا ہوں۔"

کارٹر نے مسکرا کر کہا "اندر آیئے"

کارٹر شہر کا وہ پہلا آدمی تھا جب کے مکان میں پہلی بار داخل ہوا۔ اور شاید یہی وجہ تھی کہ اسکا خوف ذرا کم ہو گیا۔ اسکو ایک چھوٹا مگر صاف کمرہ اور روئی کا ایک بستر دیا گیا۔ روئی کا بستر اور مٹی کے تیل کا چراغ ——— یہ چیزیں اس کو پہلی بار میسر آئی تھیں۔ یہ سب چیزیں اور دو وقت کا کھانا جن کے لئے بچارا گو فی ہفتہ دو ڈالر ادا کرنے پڑتے تھے۔ جب اس نے کارٹر کے گھر میں بیٹھکر یہ کہا کہ ممکن ہے مجلس سے اُسے دو ڈالر فی ہفتہ نہ مل سکیں تو وہ سب اسکی سادگی پر مسکرا دیے اور انھوں نے اسکو یقین دلایا کہ حکومت ہر نمایندے کو پانچ ڈالر فی ہفتہ تو ضرور ادا کرے گی اور ممکن ہے کہ دس ڈالر تک بھی ادا کیے جائیں۔

کارٹر اور اس کی بیوی ادھیڑ ہو چکے تھے لیکن اب تک انکا کوئی بچہ نہ تھا۔ جنگ کے بھیانک دور اور اس کے بعد دو سال تک سیاہ قوانین کے زمانے میں بھی وہ دلیری کے ساتھ آزاد حبشیوں کی حیثیت سے اپنے وقار کو قائم رکھنے کے لئے جد و جہد کرتے رہے۔ لیکن جبکہ دوسرے آزاد حبشی دیہات کے جاہل حبشیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ کارٹر کے گھرانے میں اب بھی سادگی تھی اور وہ گڈین جیسے لوگوں سے دوستانہ برتاؤ کرتے تھے۔

اسی رات اپنے کمرے میں بیٹھکر چراغ کی زرد روشنی میں گڈن نے اخبار سے مغز مارنا شروع کر دیا اس نے یوں تو پہلے بھی اخبار دیکھے تھے لیکن پڑھنے کے لئے وہ آج پہلی بار ہی بیٹھا تھا۔ اخبار کا ٹائپ چھوٹا تھا جس کی وجہ سے پڑھنے میں بڑی مشکل ہو گئی۔ اور وہ پہلے سے بھی زیادہ رک رک کر پڑھنے لگا۔ ہر لفظ کے نیچے انگلی رکھکر وہ پہلے اسکے حروف کا تجزیہ کرتا، پھر اسکو سمجھتا، یا اندازہ سے اس کے معنے نکالتا۔ جو کچھ بھی اس نے پڑھا اس کے زیادہ حصّے کے مطلب میں خیال کا کوئی تسلسل نہیں تھا بہت سے الفاظ کا مطلب اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔ کئی الفاظ تو بہت لانبے تھے اور کہیں کہیں جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ پھر بھی اس نے مجلس پر ایک اڈیٹوریل کو پڑھ لیا۔ اس میں حبشیوں کا مذاق اڑاتے ہوئے انھیں بندروں سے تشبیہہ دی گئی تھی۔ اور ہونے والی مجلس کو سرکس، چڑیا خانے کی نمائش اور احمقوں کے اجتماع سے تعبیر کیا گیا تھا۔ وہ ایک جہاز کی تباہی کی خبر پڑھکر کھو سا گیا۔ جس میں ریاست کے حبشیوں کی زیادتیاں بتائی گئی تھیں۔ لیکن اس کو تعجب تھا کہ حبشیوں کی ایسی زیادتیاں اس نے اپنی آنکھوں سے کبھی نہیں دیکھیں۔

بہت زیادہ گزر گئی اور اخبار پر نظر جمائے رکھنے سے اس کی آنکھیں بھی تھک گئیں۔ اس نے کپڑے اتار دیئے اور آرام وہ نرم بستر پر لیٹ گیا۔ پلنگ میں لوہے کے اسپرنگ لگے ہوئے تھے ان کا مزہ لینے کے لئے لیٹے لیٹے اچھلنے لگا۔ اور اس کو ایسا محسوس ہوا جیسے کہ وہ ہوا میں تیر رہا ہے۔

سو گیا۔ اس نے اپنی خوش قسمتی کا شکریہ ادا کیا اور خوابوں کی ایک ایسی دنیا بنائی جس میں وہ راچیل کے ساتھ ایک ایسے ہی بستر پر سو رہا تھا۔

اور دوسرے ہی دن کسی خیال اور جھجک کے بغیر وہ میجر جمیس کے پاس چلا گیا۔ مسز کارٹر نے اس کا کوٹ صاف کر کے رفو کر دیا اور اس پر استری کر دی۔ جیکب کارٹر نے گڈن کے بائیں پیر والا جوتہ درست کر دیا اور دونوں جوتوں پر پالش کر دی۔ کارٹر نے اس کو یہ بھی بتایا کہ جو تھیلے وار دستی اوپری جیب کی بہ نسبت پتلون کی جیب میں زیادہ مناسب رہے گی۔ اور کافی سمجھانے کے بعد اس نے گڈن کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اتوار کے دن کی سفید قمیض پہن لے۔ کارٹر کے پاس صرف دو سفید قمیضیں تھیں جن کو وہ برسوں سے صرف اتوار کے دن پہنا کرتا تھا۔ کارٹر اور اس کی بیوی کو گڈن بہت پسند آیا۔ اور وہ اس کو اپنا بیٹا سمجھ کر شفقت کا برتاؤ کرنے لگے۔

وہ گرم پانی کا ایک ٹب گڈن کے کمرے میں لائے۔ گڈن نہاتے ہوئے اپنی پیٹھ پر دُروں کے نشانات کی تاریخ بیان کرنے لگا اور کارٹر بیٹھ کر دلچسپی سے سُننے لگا۔ اس کے بعد کارٹر نے چارلسٹن کے حالات سنائے اور بتایا کہ جب سے مجلس کی بیٹھک کا اعلان ہوا ہے کس طرح کالوں اور گوروں میں ایک خاص قسم کی تناتنی پائی جاتی ہے۔

"معلوم ہوتا ہے کہ ہر گورے نمائندے پر دو کالے نمائندے مجلس میں آئے ہیں" کارٹر نے کہا۔ "گورے نمائندے زیادہ تر اسکالو اگز کے علاقہ سے آئے ہیں اور یونین کے آدمی ہیں۔ زمانہ خراب ہے معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی زمانہ خراب ہی رہے گا۔ تم نے شاید غور کیا ہو کہ آج تک ہر جگہ یانکی سپاہی کیوں رکھے گئے ہیں۔"

"میں نے غور کیا ہے۔"

"لیکن میں — میں یانکی سپاہیوں کے بھروسے پر نہیں رہتا۔ بالکل نہیں" کارٹر نے کہا۔

"کس لئے؟"

"میں پوچھتا ہوں کہ آخر اب ان کا کام ہی کیا رہ گیا ہے جو وہ یہاں پڑے ہوئے ہیں میرا خیال ہے کہ اب انھیں واپس اپنے وطن کو چلا جانا چاہیئے۔"

"اگر ایسا ہوا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس جنگ میں سوائے یانکیوں کے اور کوئی بھی آزاد نہیں ہوا۔ اور پھر یہ مجلس بھی نہیں ہوگی۔" گڈن نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

کارٹر نے اس بات پر زیادہ بحث نہیں کی۔ گڈن کو معلوم نہیں تھا کہ کارٹر ہر بات کو

بڑی گہرائی سے سوچتا ہے لیکن یہ وہ اچھی طرح سے سمجھ گیا تھا اس بستر فدر موجی کی فیاضی ہر لحاظ سے مکمل اور بے لوث ہے۔ وہ ایک مذہبی آدمی تھا۔ اور اس کی دو تہائی گفتگو کلیسا کے متعلق ہوتی تھی۔

تیار ہو کر گھر سے باہر نکلا تو گرجن بڑا جچ رہا تھا۔ کالا کوٹ، کالی ٹائی اور سفید قمیض جو ذرا تنگ ہونے پر بھی کام چلا رہی تھی۔ جب لوگوں کی نگاہیں اس پر پڑنے لگیں اور وہ اس کے قدو قامت چوڑے شانوں اور واضح خدوخال کو دیکھنے لگے تو اسکو یقین ہو گیا کہ وہ اس کی سفید قمیض اور کالی ٹائی کو تعریف کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔

میجر جمیس پریشان معلوم ہوتا تھا۔ نہ صرف دستوری مجلس ایک غیر منظم سی چیز معلوم ہوتی تھی بلکہ چارلسٹن ایک بارود بھری توپ سے مشابہ ہوتا جا رہا تھا۔ جس میں فتیلہ لگانے کی دیر تھی۔

میجر جمیس اشاروں اور علامتوں کو سمجھ لینے کا عادی ہو چکا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس طویل اور شدید جنگ کے دوران میں اس نے کوئی آدھے درجن کے قریب شہر دیکھے تھے جن کو یانکی سپاہیوں نے فتح کر لیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایک شہر کسی جاندار شئے کی طرح ہوتا ہے ——— ایک جاندار شئے جس کا دل ہوتا ہے۔ مزاج ہوتا ہے اور خراب اور اچھی کیفیات ہوتی ہیں۔ کسی شہر پر ردعمل کے طریقوں کو سمجھ کر یہ اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے کہ آیا وہ خطرناک ہے یا نہیں۔ میجر ایلن جمیس ایسے کسی بھی شہر سے نہیں گھبراتا تھا جو ایک سطحی اور غصہ اور آدمی کی طرح ابلنے لگے۔ لیکن وہ چارلسٹن جیسے خاموش اور بدشگون شہر سے ضرور گھبرا گیا تھا۔ بہت سی چھتنیاں بند تھیں۔ اور شہر کے اکثر سربرآوردہ لوگ کئی دن نہیں بلکہ کئی ہفتوں سے باہر نہیں نکلے تھے۔ اور وہ لوگ جو بہ پاد یا کسی اور وجہ سے باہر نکلتے۔ سڑکوں پر تیزی کے ساتھ منہ اٹھائے ہوئے چلے جاتے اور ایک دوسرے سے بہت کم گفتگو کرتے تھے۔

یہ سب باتیں میجر جمیس کے خیال میں اچھی نہیں تھیں۔ ان بند دروازوں کے اندر نہ جانے کیا ہو رہا تھا۔ نہ جانے چارلسٹن میں کتنی بندوقیں تھیں اور کتنے پستول کارتوسوں سے بھرے ہوئے تھے۔ میجر جمیس کے افسر، کرنل فینٹن گریس نے ایک بار یوں ہی کہہ دیا تھا کہ جو کچھ ہونے والا ہے اسکو سامنے آنے دو۔ جب وہ سامنے آئے گا تو اس کے دبانے میں ہم کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ ہم کتنے پانی میں ہیں۔ فکر کیوں کرتے ہو؟ معلوم ہوتا ہے کہ تم جتنا زیادہ پیتے ہو اتنا ہی زیادہ سوچتے بھی ہو۔ اس بات کا جواب ایک ایسے فوجی کو کیا دینا چاہیئے تھا کہ جس کو ایک پُرامن مجلس کی آرزو نہیں تھی پھر بھی میجر جمیس چاہتا تھا کہ مجلس کی کارروائی پُرامن ہو اور فوجی نظام کے بجائے جمہوری حکومت

قائم ہو جائے تاکہ اس کی ترقی کا امکان پیدا ہو اور چھ مہینے کی رخصت مل جائے۔

میجر جمیس جنوبی علاقے کو پسند نہیں کرتا تھا کیونکہ یہ دشمن کی سرزمین تھی۔ اس کو گوروں پر عتماد تھا نہ کالوں پر اور نہ ہی وہ ان دونوں کی فطرت سے واقف تھا۔ اسکو حبشیوں سے کوئی محبت نہیں تھی کیونکہ وہ انہیں جنگ کا ذمہ دار ٹھہراتا تھا۔ اس کو بوربون گوروں سے بھی محبت نہیں تھی۔ کیونکہ وہ اوہیو کے متوسط طبقے سے تھا اور اس لئے ان سے اس کو جبلی طور پر نفرت تھی۔ اور جہاں تک جنوبی علاقے کے عام اور غریب گوروں کا تعلق ہے، یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے اس کے ساتھیوں کو مارا تھا ـــــــ خدا کا قہر نازل ہو ان باغیوں پر۔

لیکن جب سے نمایندوں نے ایک ایک کر کے اس کو اپنی سندیں پیش کرنا شروع کیں وہ مجلس کی کامیابی سے مایوس ہو گیا۔ کیسے لوگ تھے یہ۔ کتنے وحشی، جاہل، گندے، اور بدہیئت لوگ تھے! یہ کس قسم کا احمقانہ اور دیوانہ کن تماشہ تھا جس کو یانکی انتہا پسندوں، سمنر، اسٹیونوں اور دوسرے لوگوں نے جنوبی علاقے پر مسلط کر دیا تھا۔ کاشتکار اور کھیت مزدور جو سو دو سو میل پیدل چل کر آئے تھے اور جن کو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ ملک میں ریلیں چلی ہوئی ہیں اور نمایندوں کی حیثیت سے ہمیں ریلوں کے ذریعے سفر کرنے کا حق حاصل ہے۔ سبکدوش کیے ہوئے حبشی سپاہی بھی تھے جو خود کو میجر جمیس کا ہم رتبہ خیال کرتے تھے۔ کیونکہ کبھی انھوں نے بھی یونین کی نیلی وردی پہن کر اپنے ہاتھوں میں بندوق رکھی تھی ـــــــ آدمی جو نہ پڑھ سکتے تھے اور نہ لکھ سکتے تھے۔ قوی الجثہ اور جاہل پہاڑی گورے بھی تھے جنھوں نے یونین کی حمایت اس لئے کی تھی کہ وہ بردہ فروشوں اور غلاموں کے آقاؤں سے نفرت کرتے تھے۔ کالے رنگ کے مدرس بھی تھے جو محض لکھ سکنے اور ریاضی کے سوال حل کر لینے کی بنیاد پر اپنے آپ کو بڑا قابل سمجھتے تھے ـــــــ

ـــــــ یقیناً یہ کوئی تعجب خیز بات نہ تھی کہ چارلسٹن اینگل دبے ہوئے غم و غصہ سے دہک رہا تھا۔ میجر جمیس کو بھی باغیوں کی اس بات میں تھوڑی بہت سچائی نظر آنے لگی تھی کہ حبشی ایک ایسا وحشی ہوتا ہے جس کا ذہنی ارتقا بچپن کی منزل سے آگے نہیں بڑھتا۔ اور اس خیال کی تصدیق اسوقت ہوئی جبکہ ایک بڑے قد و قامت کا حبشی ایک سیاہ لمبا کوٹ۔ ایک اس قدر تنگ قمیص کہ جس کی سیون اُدھڑی جا رہی تھی اور ایک پیوند لگا پتلون پہنے ہوئے کارویل سنکرٹن ضلع کے نمایندے کی حیثیت سے اس کے سامنے آیا۔ اس حبشی کا نام گڈن جیکسن تھا اور وہ چارلسٹن تک پیدل ہی آیا تھا۔ اس کو صرف اپنا نام ہی لکھنا آتا تھا۔ اور کیا وہ پڑھ سکتا تھا؟ ہاں، تھوڑا بہت۔ زیادہ سے زیادہ سو الفاظ۔ اور اتنے پر بھی اس کو بڑا ناز تھا۔ کیا نمایندے کی حیثیت سے

اس کو اپنے فرائض معلوم تھے ؟ فرائض ؟ یا اگر دوسرے الفاظ میں یہی بات کہی جائے تو کیا وہ مجلس کا مطلب سمجھتا تھا۔

مطلب ؟ نہیں ۔ اس کو تو اس لفظ کے معنی تک نہیں معلوم تھے۔ صرف اس ایک چھوٹے سے لفظ کے معنی سمجھانے کے لئے کئی درجات طے کرنے پڑتے تب کہیں اس کی سمجھ میں آتا کہ ریاست کی نئی تعمیر کو شروع کرنے کے لئے دستور بنایا جائے گا۔ لیکن یہ تک وہ نہ سمجھا سکا۔ اور آخر کار پریشان ہو کر اس نے کرنل گریس کے پاس جا کر پوچھا" جناب ، کیا ہم ایسے لوگوں کو مجلس میں بٹھائیں گے؟"

" ہاں ، بشرطیکہ وہ قانوناً منتخب کئے گئے ہوں ۔"

" اس کے پاس کاغذات ہیں۔ اور اگر یہی قانونی انتخاب ہے تو وہ ثابت کرتے ہیں کہ اس کو قانوناً منتخب کیا گیا ہے ۔"

کرنل گریس نے سرد مہری سے جواب دیا " ہمیں انتخاب کی قانونی حیثیت سے بحث نہیں ہے ۔ مہربانی کر کے یہ نہ بھولئے کہ مشکل اور ضرورت کے وقت ان حبشیوں نے ہمارا ساتھ دیا تھا۔"

" ان دونوں فوجیوں کے درمیان اچھے تعلقات نہیں تھے۔ گریس نے اپنی خوشی اور خدمت کے جذبے کے ساتھ فوجی ملازمت اختیار کی تھی ۔ وہ بردہ فروشی کے مخالفین میں سے ایک تھا۔

" میں آپ کو خبردار کرتا ہوں ـــــ جناب کہ یہ شہر دیہاتی گنواروں کی مجلس کے اقتدار کو ہرگز ہرگز برداشت نہیں کرے گا۔"

" میں آپ سے کہتا ہوں جناب " کرنل گریس نے سنجیدگی سے کہا " اس شہر کو ہماری حکومت کے احکام کی پابندی کرنی ہوگی ۔"

" وہ لوگ بھی خوددار ہیں ۔"

" لیکن اُن کی خودداری وہ غرور ہے جو پانچ لاکھ انسانوں کو زندہ دفن کر دینا چاہتا ہے"۔ کرنل نے کہا۔

میجر جیمس واپس چلا گیا اور گڈن کی سند پر یہ تصدیق کر دی کہ اسکو جنوبی کیرولینا کی دستور ساز مجلس میں نمائندے کی حیثیت سے بیٹھنے کا حق ہے۔

جب گڈن فوجی دفتر سے واپس ہونے لگا تو ایک خوش لباس اور سانولے رنگ کے حبشی نے اس کو راستے میں روک کر خود کو فرانسس ۔ ایل ۔ کارڈوزو کے نام سے متعارف کرایا اور اس سے پوچھا کہ " کیا آپ مجلس کے ممبر ہیں ؟ "

" جی ہاں ۔"

"اگر میں آپ کے ساتھ چلوں تو کیا کوئی حرج ہے ... ... ؟"

"معلوم نہیں کہ کیا حرج ہوگا۔" گڈن نے گھبرا کر جواب دیا۔ اس خوش لباس اور مہذب آدمی نے کس آسانی اور جرأت کے ساتھ گڈن کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ اور اسی چیز سے گڈن گھبرا گیا تھا۔

وہ دونوں سڑک پر چلتے رہے۔ گڈن اس کو بار بار نگاہیں چرا کر دیکھتا تھا۔ آخر کارڈوزو نے اپنا سر ہلا کر پوچھا:۔

"اور جناب ـــــــ کیا میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں ؟"

"گڈن جیکسن!"

کارڈوزو نے بتایا کہ میں چارلسٹن کے ضلعے سے مجلس کا ممبر ہوں اور اس نے گڈن سے پوچھا کہ کیا وہ مجلس کے کچھ دوسرے ممبروں سے ملاقات کرنا پسند کرے گا؟ اگر وہ ملنا چاہے تو یہ ممبران سہ پہر کو تین بجے کے قریب کارڈوزو کے مکان پر مجلس سے متعلق مختلف مسائل پر گفتگو کرنے آئیں گے۔ آخر میں کارڈوزو نے دریافت کیا کہ کیا وہ کسی اور ممبر سے ملا ہے۔؟"

"میرا خیال ہے کہ نہیں۔" گڈن نے جواب دیا۔

"مجلس کی کارروائی شروع ہونے کی دیر ہے۔ پھر تو سب ہی سے آپ کی ملاقات ہو جائے گی لیکن آج کی ملاقات سے بعض باتیں صاف ہو جائیں گی۔ مسٹر جیکسن! ـــــــ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اچھے لوگ ہیں۔"

"میں ضرور آؤں گا" گڈن نے کہا۔

"ضرور آیئے گا۔ میں آپ کو اپنا پتہ لکھ کر دیے دیتا ہوں۔" اور اس نے ایک پرچے پر اپنا پتہ لکھ کر گڈن کو دیدیا۔

انھوں نے گرم جوشی کے ساتھ مصافحہ کیا اور وہ جدا ہو گئے۔ گڈن کے کانوں میں دیر تک کارڈوزو کا "حسنی سلام اور "مسٹر جیکسن" کے الفاظ کی نرم آواز گونجتی رہی۔ کلیسا میں حمد و ثنا کے گیت کی طرح مسرت بخش واقعات گڈن کو پیش آئے۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ اپنے کاغذات پیش کرتے ہوئے ڈر رہا تھا۔ کل سے مجلس شروع ہو جائے گی۔ اب گڈن کے دل کی غیر معمولی دھڑکن کم ہو گئی تھی۔ اور وہ تیزی کے ساتھ اپنے دل سے یہ باتیں کرتا ہوا جا رہا تھا۔"

"ساری دنیا پر سورج کی کرنیں پڑ رہی ہیں۔ عیسیٰ مسیح کی آمد آمد ہے۔ میں ایک غلام کی حیثیت سے پیدا ہوا۔ اور شاید کل تک میں غلام ہی تھا۔ میرے چھوٹے بچے بھی غلام ہی پیدا ہوئے تھے۔

لیکن اب ـــــ دیکھو کہ کیا سے کیا ہو گیا ہے "

ایک گورا آدمی یکایک گڈن کے نزدیک اس یقین کے ساتھ آیا کہ وہ اس پر غالب آجائیگا گڈن کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے وہ اپنے آپ میں سمایا جارہا ہے۔ اور آس پاس کی دنیا کا کوئی وجود نہیں ہے۔ وہ آدمی اس قدر نزدیک آگیا کہ اسکا سر گڈن سے ٹکرا جاتا۔ اگر وہ خود ہی ایک طرف نہ ہٹ جاتا۔ وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا اور پوری قوت کے ساتھ گڈن کی پیٹھ پر تازیانے کی ایک ضرب لگائی۔ گڈن کو جیسے ہوش آگیا۔ وہ رک گیا۔ تعجب، شرم، درد ـــــ پیٹھ پر جلتا ہوا تازیانے کا نشان ـــــ اور جھپٹ کر گورے آدمی کو توڑ مروڑ دینے کی خواہش ـــــ لیکن ـــــ کوئی خیال! جس نے اسکو روک لیا ـــــ روکے رکھا ـــــ یہاں تک کہ وہ گورا آدمی ایک گلی میں گھس کر غائب ہو گیا۔

گڈن چلتا رہا۔ اور وہ دنیا اس کی نگاہوں کے سامنے واپس آگئی جس میں جگہ جگہ پیوند لگانے کی ضرورت تھی ـــــ جو ابھی تک مکمل نہیں ہوئی تھی۔ گڈن نے اپنے آپ سے پوچھا " آخر اس شخص نے یہ کیوں کیا؟ "

گڈن کی جیب میں ابتک ۲۵ سینٹ پڑے ہوئے تھے۔ روپیہ ایک پیچیدہ راستہ طے کرتا ہے۔ روپیہ۔ چاول، آلو، یا زمین سے پیدا ہونے والی کسی اور فصل کی طرح نہیں ہوتا کہ جسکا سیدھا سیدھا حساب لگایا جائے ـــــ جیسے روزانہ اتنا کھایا۔ اور آخر کار سارا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ روپیہ میں ایک لوچ ہوتا ہے۔ اس کو استعمال کرنے والے ہر چیز کے لئے استعمال کر سکتے ہیں اور جو استعمال نہیں کر سکتے، وہ کسی بھی چیز کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔ سرد موسم کی وجہ سے اس کو بھوک لگنے لگی۔ وہ ایک دکان پر رک گیا۔ جہاں چاول اور پیاز کی ایک گرم قاب ۵ سینٹ میں ملتی تھی۔

کھانا کھانے کے بعد اس نے ایک اور اخبار خریدا۔ گودیوں میں جاکر روئی کی ایک گانٹھ پر بیٹھ گیا۔ اور اخبار کو اپنے سامنے پھیلا لیا۔ پیٹھ پر تازیانے کی ضرب کا درد اب تقریباً مٹ چکا تھا۔ حرفوں کی چھپائی کو دیکھ کر ایک بار پھر اسکے دماغ میں تعجب کی لہر دوڑ گئی اس کی جلد سکڑنے لگی۔ اور اس نے ایک جھر جھری لے کر پڑھنا شروع کیا۔

" ہار جیا کی خبروں سے مزید استحکام کے آثار"! ـــــ " استحکام " ـــــ یہ ایک ایسا لفظ تھا کہ جس کے معنی اس کو معلوم کرنا تھے۔ .... اس حت .... استخ .... کم .... " وہ ابھی یہ پڑھ ہی رہا تھا کہ اس کی نگاہیں ایک دوسری

تیز تیز سرخی پر دوڑ گئیں۔ " نیو یارک کے بازار میں روئی کا مستقبل!" ــــــ "بازار"۔
یعنی اس کو معلوم تھے ــــــ وہ جگہ جہاں چیزیں بکتی ہیں۔ یہ تو ایک گھریلو لفظ ہے لیکن نیو یارک میں وہ اس قسم کا بازار ہے جہاں روئی اپنی شکل بدل کر "روئی کا مستقبل" بن جاتی ہے اس کی آنکھیں درد کرنے لگیں۔ اور وہ اونگھنے لگا۔ یہ ایک گرم سہ پہر تھی۔ وہ تھوڑی دیر تک اونگھتا رہا۔ ہر آواز پر اس کی آنکھ کھل جاتی۔ اور وہ اخبار کی طرف دیکھنے لگتا، ادھر ادھر کے الفاظ اس کی آنکھوں میں سما جاتے۔ "کانگو کے کلبلے وحشی" ــــــ جہازوں کے قلی سامان اتارتے ہوئے شور کر رہے تھے ــــــ گا رہے تھے۔ کانگو کا مقام کیرولینا میں ہے، یا جارجیا میں؟ وحشی کا لفظ جانا پہچانا تھا ــــــ ــــــ جیسے ایک حبشی کو جنگلی سرخ ہندستانی کو لیا جائے۔ سامنے کی خلیج میں ایک بھرا ہوا جہاز آگے پیچھے ہٹ رہا تھا۔ اور قازوں کے پرے کے پرے اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ گڈن نے نگاہیں اٹھا کر سورج کی طرف دیکھا اور اندازہ لگایا کہ اب تین بجنے کے قریب ہیں۔

صفائی سے تہ کئے اخبار کو بغل میں دبائے ہوئے وہ کارڈوزو کے مکان میں داخل ہوا۔ مسٹر ناش، مسٹر رائٹ، اور مسٹر ڈیلینی سے جب اس کا تعارف کرایا گیا تو اس نے بڑی تعظیم کے ساتھ جھک کر اس سے مصافحہ کیا۔ یہ سب کے سب چارلسٹن کے باشندے اور ادھیڑ عمر کے حبشی تھے۔ گڈن کے کپڑوں اور اس کی دیہاتی زبان کو سن کر سب کی پیشانی پر بل آگئے۔ گڈن ان سے بہت متاثر اور مرعوب ہو گیا۔ یہ لوگ مہذب اور تعلیم یافتہ تھے۔ ان کے سیاہ لباس بھی بہت اچھے تھے۔ اب اس کی سمجھ میں یہ بات آنے لگی تھی کہ کچھ حلقوں میں سیاہ کپڑے زیادہ پسند کئے جاتے ہیں۔ اور بعض حلقے شوخ رنگ کپڑوں کو اچھا سمجھتے ہیں۔

مسٹر ناش نے کہا۔ " مسٹر جیکسن، میرا خیال ہے کہ آپ اپنے ضلعے کے لوگوں سے کچھ ہدایات لے کر آئے ہوں گے؟"

"مجھے نہیں معلوم۔" گڈن آہستہ سے بولا۔

"ہمیں ایک سوچے سمجھے پروگرام کی ضرورت ہے۔" مسٹر ڈیلینی نے کہا

کارڈوزو ان سب سے سمجھدار تھا۔ اس نے مسکرا کر کہا " مسٹر جیکسن، ــــــ یہ ذرا اونچے قسم کی گفتگو ہے۔ قانون ساز بننے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے دماغ کا آدھا حصہ پتلون کی جیب میں چھوڑ دے۔ اور بقیہ آدھے حصے کو استعمال کرے۔ اور یہ حصہ وہ ہو کہ جسکو اس نے کبھی استعمال نہ کیا ہو۔ اور جس کے متعلق اسے یہ بھی نہ معلوم ہو کہ آیا وہ اس کا اپنا دماغ ہے"

گڈن نے جواب میں سر ہلا دیا۔ شاید اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنا منہ بند رکھ کر ان کی باتیں غور سے سنتا رہے گا۔ مسٹر رائٹ مستقبل سے بہت مایوس تھے۔ انھوں نے کارڈوزو سے کہا۔

"لیکن فرانسس! ـــــ حقیقت تو یہ ہے کہ کم از کم تیس نمائندے پڑھے لکھے نہیں ہیں۔"

گڈن اپنی بغل میں اخبار دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ وہ اس کے متعلق کیا سوچتے ہیں؟ اور انھوں نے اس کو یہاں کس لئے بلایا ہے؟

"یہ بھی ٹھیک ہی ہے" کارڈوزو نے سر ہلا کر کہا۔

"لیکن مہربانی کر کے مطلب کی بات کیجئے۔"

"مجھے فرانسس سے اتفاق ہے"۔ ناش نے کہا "اس دنیا کے لکھے پڑھے لوگوں نے ہی کہاں کا تیر مار لیا ہے"۔

"تم تو کج بحثی کرنے لگے۔ ہمارے سامنے ان دیہاتی کھیت مزدوروں کا مسئلہ ہے۔ جو دستور بنانے میں حصہ لے رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے گوری آبادی میں جو غم و غصہ پایا جاتا ہے، اسکا تو ذکر ہی کیا۔ بلکہ اسوقت ہمارے سامنے خود ان کسانوں کا سوال ہے کہ یہ آخر کریں گے کیا؟"

ـــــ "ان کو چلایا جا سکتا ہے؟"

کارڈوزو نے مسخرے کہا "مسٹر جکیسن! کیا تمھیں چلایا جا سکتا ہے؟"

"جناب!" ـــــ گڈن نے محسوس کیا کہ اسکا مذاق اُڑایا جا رہا ہے اور اب اسکی گھبراہٹ غصہ میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔

"ناراض نہ ہو۔ مسٹر جکیسن"۔ کارڈوزو نے کہا۔ "دیکھئے نا۔ کیا آپ غلام نہیں تھے؟"

"ہاں ـــــ میں تھا۔"

"اور کھیت مزدور بھی؟"

"ٹھیک ہے۔"

"لیکن اب یہ جو دستور بنانے کا کام آ پڑا ہے آپ اُسکو کیسے کریں گے؟ دیکھئے میں اسوقت بالکل سنجیدہ ہوں۔ میرا مطلب ہے کہ جس دستور کے بنانے میں آپ کا بھی حصہ ہو اس میں آپ کیا کیا باتیں شامل کرنا چاہیں گے؟"

گڈن نے اپنی نگاہیں اٹھا کر ان سب کی طرف دیکھا ـــــ ناش موٹا تھا۔ کارڈوزو دُبلا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ کسی بادشاہ کا درباری ہے۔ اور رائٹ ایک پیٹ بھرے خانساماں کی طرح گول مول ہو رہا تھا۔ اس نے کمرے میں چاروں طرف اپنی نگاہیں دوڑائیں۔ گڈن نے ایسا اچھا

آراستہ کمرہ اپنی عمر میں اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اونچی اونچی کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔ دیوار پر ایک بھوسے سے بھری ہوئی گلہری سجائی گئی تھی۔ فرش پر ایک طرف پایوش دان رکھا ہوا تھا اور دیوار پر تین تصویریں آویزاں تھیں۔ ایک سیاہ فام حبشی کو یہ سب کچھ کیونکر نصیب ہو گیا؟ کیا یہ چیزیں اس کے لئے مناسب ہیں؟ ——— اور دوسرے نمائندے بھی تو ہیں جو ریاست کے ضلعوں سے پھٹے پرانے جوتے پہنکر پیدل چل کر آئے ہیں۔

"برا نہ مانیئے مسٹر جیکسن۔" کارڈوزو نے پھر کہا۔

گڈن نے نفی میں سر ہلا کر جواب دیا۔ "میں برا نہیں مانتا۔ میرا خیال ہے کہ آپ مجھ سے میرا جواب چاہتے ہیں۔ ابھی ابھی آپ ایک ایسے آدمی کا تذکرہ کر رہے تھے جو نہ پڑھ سکتا ہے، نہ لکھ سکتا ہے ——— وہ ایک بوڑھا حبشی ہے۔ بیچارہ ——— جو روئی کے کھیتوں سے پیدل چلکر یہاں آیا ہے ——— اور وہ آدمی، وہ حبشی ——— میں ہوں ——— اور میں اس دستہ سے کیا چاہتا ہوں؟ ——— ممکن ہے کہ میں وہ نہ چاہوں جو آپ لوگ چاہتے ہیں۔ میں تعلیم چاہتا ہوں۔ کالوں کے لئے ——— گوروں کے لئے ——— سب کے لئے ——— میں ایسی آزادی چاہتا ہوں، جو لوہے کے ستون کی طرح مضبوط اور یقینی ہو ——— میں چاہتا ہوں کہ کسی شخص کو یہ حق نہ ہو کہ وہ مجھے دھوکا دیکر خود آگے بڑھ جائے ——— میں ایک چھوٹا سا کھیت چاہتا ہوں ——— ایک چھوٹا سا کھیت، جو ایک حبشی اور اس کے بچوں کی گذر بسر کے لئے کافی ہو۔ اور ——— اور بس! ——— میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں چاہتا۔"

خاموشی سی چھا گئی۔ اور گڈن نے محسوس کیا کہ وہ بوکھلا گیا ہے ——— مُستقِل ہے۔ ——— بلند ہے ——— طاقتور ہے ——— اور بغیر کسی وجہ کے۔ اس نے کہا تو بہت کچھ لیکن شاید اسکا کوئی مطلب نہ تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد سب نے ایک دوسرے سے رخصت چاہی لیکن جب گڈن بھی جانے کے لئے اٹھا تو کارڈوزو نے آستین پکڑ کر اس کو ٹھہرا لیا۔ اور سب کے چلے جانے پر اس نے گڈن سے کہا "پہلے تھوڑی سی چائے پی لو۔ پھر ہم بات کریں گے۔ میں نے ان لوگوں سے تم کو ملا کر اچھا نہیں کیا ——— ہے نا؟"

"یہ بھی ٹھیک ہی ہوا۔" گڈن نے اپنا سر ہلا کر کہا۔ اور وہ جانا چاہتا تھا لیکن اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کس طریقہ سے رخصت کی اجازت چاہے۔

کارڈوزو کی بیوی کمرے میں داخل ہوئی، وہ ایک پستہ قد، خوبصورت اور سانولے رنگ کی عورت تھی۔ گڈن اس کے مقابلہ میں ایک دیو معلوم ہوتا تھا۔

"کیا وہ سب پہاڑی باشندوں کی طرح بڑے قد وقامت کے ہیں؟" اس نے گفتگو کا سلسلہ چھیڑنے کی غرض سے پوچھا، اور گڈن نے جو اس بات پر ناراض ہو سکتا تھا جواب دیا۔ "میں پہاڑی باشندہ نہیں ہوں خاتون، میں تو ملک کے وسطی علاقے کا رہنے والا ہوں۔"

کیا آپ ٹھہریں گے نہیں؟ ہم کو ابھی بہت سی باتیں کرنی ہیں۔" کارڈوزو نے کہا۔

گڈن نے اثبات میں سر ہلایا

"تو پھر اس سوال پر اس طریقہ سے بھی غور کیجئے" کارڈوزو نے کہا

"ہم میں سے چند لوگ ہی آزاد حبشی ہیں اور ممکن ہے کہ ہم اپنے عوام سے اسقدر نزدیک نہ ہوں جتنا کہ ہونا چاہیئے۔ چالیس لاکھ حبشیوں میں سے ہم صرف چند ہی لوگ تو ہیں۔ ہمارے سامنے کتابیں کھلی ہوئی ہیں اور ہم نے تھوڑی بہت تعلیم بھی حاصل کر لی ہے۔ لیکن یقین کیجئے کہ ایک لحاظ سے ہم آپ سے بھی زیادہ غلام رہے ہیں اور اب ایک ایسی عجیب وغریب صورت حال پیدا ہو گئی ہے، اور اس کے اثرات اتنے گہرے مرتب ہونگے کہ جس کا مکمل احساس اس وقت کسی کو بھی نہیں ہے۔ یونین کی حکومت نے اپنی فوجی طاقت کے زعم میں جنوب کے کالے اور گورے عوام سے کہا ہے کہ وہ ایک نئی زندگی تعمیر کریں اور ہر چیز کو از سر نو مرتب کیا جائے۔ نیا دستور ہو، نئے قانون ہوں اور ایک نیا سماج ہو۔ گورے امیر کسان اس کے مخالف ہیں۔ لیکن جنگ میں انھیں شکست ہو گئی ہے۔ انھوں نے انتخاب میں شرکت نہیں کی جس کے نتیجے میں زیادہ تر کالے عوام کے نمائندے ہی مجلس میں شرکت کے لئے آئے ہیں۔ تمھیں شاید معلوم نہ ہو گڈن! ——— کہ مجلس میں ہم کالوں کی اکثریت ہے اور ایک سو چوبیس نمائندوں میں سے ۷۶ نمائندے حبشی ہیں اور ان میں پچاس کے اوپر ایسے نمائندے ہیں جو جنگ سے پہلے غلام تھے۔ یہ ۱۸۶۷ء کا سال ہے۔ اور ہماری غلامی کے بندھنوں کو ٹوٹے ہوئے کے دن گزرے ہیں؟ ——— بنی اسرائیل کی اولاد تو پورے چالیس سال تک جنگلوں میں بھٹکی تھی"

ایک لمحے کے بعد ہی گڈن نے دھیمی آواز میں کہا "جب میں خوف زدہ ہوتا ہوں تو آسمانی کتابوں کے حوالے نہیں دیتا۔ پھر بھی میں خداترس آدمی ہوں لیکن جب اس خوف و دہشت کا پانی میرے سر سے اونچا ہو گیا تھا تو مجھے یاد ہے کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں بندوق لیکر آزادی کے لئے ایک خوفناک جنگ کی تھی۔

"لیکن عدالتوں میں یہ کھیت مزدور کیا کام کر سکتے ہیں۔؟"

"وہ کیا نہیں کر سکتے؟ اخباروں نے ان کو کالے وحشیوں کے نام سے پکارا ہے۔ مگر وہ وحشی نہیں ہیں۔ اُن کے بیوی بچے ہیں اور ان کے دلوں میں محبت ہے۔ وہ تو وہی بات کہتے ہیں جو میرے، عورتوں اور بچوں کے لئے اچھی ہے اور اسی بات کے لئے انھوں نے ووٹ دیے ہیں ـــــ وہ تعلیم کے بھوکے ہیں۔ اور اس بھوک کو مٹانے کے لئے انھوں نے ووٹ دیے ہیں ـــــ انھیں معلوم ہے کہ غلامی کیا ہوتی ہے؟ اور انھوں نے ووٹ دیے ہیں آزادی کے لئے ـــــ وہ جنگلی اور اڑیل نہیں ہیں۔ رہنماؤں کے لئے ان کا ہاتھ پکڑنے کی دیر ہے ـــــ اور قسم خدا کی۔ وہ تمھارے پیچھے چلے آئیں گے۔ اب پیٹھ پر دُرّے مارنے سے کچھ بھی نہیں ہونے کا۔ ـــــ اب تو وہ آزادی کا مزہ چکھ چکے ہیں۔"

"کارڈوزو نے سوچتے ہوئے کہا: "بڑی ہمت کی ضرورت ہے گڈن!" ـــــ ہمت! ـــــ اگر اس مجلس کے لئے تمھارے پاس ہمت نہ ہو تو مجھ سے لے لو"

"ہاں! ـــــ میرا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن تم نے اپنے متعلق کچھ بھی نہیں بتایا۔"

گڈن نے آہستہ اور رک رک کر اپنی کہانی سنائی۔ اور جب اسکا قصہ ختم ہوا تو رات کی تاریکی چھا چکی تھی۔ وہ خشکی اور تھکاوٹ محسوس کرنے لگا۔ جانے سے پہلے کارڈوزو نے اس کو دو کتابیں دیں۔ ایک کا نام تھا "گولڈن کی بنیادی ہجے"۔ اور دوسری کے سرورق پر لکھا تھا "انگریزی زبان کا استعمال" از فرزوری اور جیمس"۔ گڈن کو پہلی بار یہ سچ مچ کی دو کتابیں ملی تھیں۔ اس نے اتنی احتیاط سے ان دو کتابوں کو اپنے بڑے بڑے ہاتھوں میں رکھا گویا وہ انڈوں کے خول کی طرح نازک تھیں۔ اپنے حافظے پر زور دیتے ہوئے ایک نام کو یاد کر کے اس نے پوچھا

"کیا تمھارے پاس شکسپیر کی کتاب بھی ہے؟"

کارڈوزو نے ایک لمحہ تک پس و پیش کیا اور پھر مسکرائے بغیر اس نے کتابوں کی الماری میں سے "اوتھیلو" کی کتاب نکال کر گڈن کے ہاتھ میں دے دی۔

"شکریہ!" گڈن نے کہا

کارڈوزو نے سر ہلایا اور گڈن کے چلے جانے پر وہ اپنی بیوی سے کہنے لگا "اگر مجھکو ہنسی آجاتی ـــــ ہاں! میں ہنس دیتا تو ـــــ خدا رحم کرے۔ وہ تو بس ہونٹوں تک ہی آکر رہ گئی ـــــ ہم بھی کیا جانور ہیں؟"

گڈن نے کارڈوزو کے متعلق کارٹر سے پوچھا۔ ایک لحاظ سے۔ یعنی بالکل سماجی اعتبار سے گڈن ابتک اس بات کو بالکل نہیں سمجھ سکا کہ کارڈوزو کے مکان پر اس کے جانے کی خبر سن کر کارٹر کیوں متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔

" وہ یہودی ہے " کارٹر نے کہا۔ " اور اس نام سے مشہور ہے۔ وہ ایک مغرور حبشی ہے۔"

گڈن نے اس سے پہلے کبھی یہودی کو نہیں دیکھا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس نے پوچھا "لیکن وہ تو عام حبشیوں کی طرح کالا ہی ہے۔"

"لیکن وہ بڑا آدمی ہے " کارٹر نے کہا۔

کارٹر نے گڈن سے کہا کہ وہ چراغ استعمال کر سکتا ہے اور مہینے کے آخر میں جبکہ نمایندوں کو مجلس سے کچھ نہ کچھ ملجائے گا۔ تیل کی قیمت ادا ہو سکتی ہے۔ گڈن آدھی رات تک لیٹا ہوا ہجے کی کتاب پڑھتا رہا۔ اس نے اخبار کے حاشیے پر الفاظ لکھے اور انھیں زور سے پڑھکر یہ معلوم کرنا چاہا کہ کہیں وہ اس کے منہ سے برے تو نہیں معلوم ہوتے۔

اس کے لگاتار پڑھنے کی آواز کو بیماروں کی کراہ سمجھکر کارٹر نے دروازے پر آگر پوچھا۔

"کیا بیمار ہو ؟"

" نہیں تو ——— ذرا پڑھ رہا ہوں۔"

گڈن کے لہجے میں معذرت تھی۔

ہجے کی کتاب بہت اچھی تھی۔ لیکن اس میں الفاظ کے معنی نہیں تھے۔ اور وہ سوچتا تھا کہ آیا کوئی ایسی کتاب بھی ہے جس میں الفاظ کے معنی لکھے ہوں۔ کتاب میں الفاظ کے عام استعمال پر بھی ایک باب تھا اس میں ایک پیراگراف پر گڈن کی نظر پڑ گئی۔ وہ پیراگراف یہ تھا۔

" مجموعی طور پر سارے محذوفات قواعد کے رو سے غلط ہوتے ہیں لیکن " کا ہے " تمام محذوفات سے زیادہ خراب ہے۔ اس سے ذات اور طبقہ کا پتہ چل جاتا ہے اور یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ آیا اسکو استعمال کرنے والا اپنے آپ کو شریفوں میں شمار کرنا چاہتا ہے یا نہیں۔ شریف لوگ حتی الامکان محذوفات سے گریز کرتے ہیں۔ اور " کا ہے " تو کسی بھی حالت میں استعمال نہیں کرتے اس حذف کی خرابی اس کے ابہام سے ہی ظاہر ہے۔ کوئی بھی مہذب آدمی ایک ایسا لفظ استعمال نہیں کرے گا جس کا مطلب بیک وقت " کیا ہے " " کیوں " اور " کس لئے " ہو سکتا ہو۔ مہذب لوگوں کی عادتیں اور خیالات جس طرح صاف اور درست ہوتے ہیں اسی طرح ان کی زبان بھی ہونی چاہئیے۔"

گڈن نے طے کر لیا کہ وہ " کا ہے " بولنے سے اتنا ہی گریز کرے گا جتنا کہ پنجاب کی بھاڑی

سے کیا جاتا ہے۔ الفاظ کے استعمال کے متعلق جتنا زیادہ پڑھتا گیا اتنا زیادہ ہی اسکا خوف بڑھتا گیا۔ اور پڑھنے لکھنے کا مسئلہ ایک خوفناک پہاڑ بن کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نے امید کی ایک ہلکی سی کرن کا سہارا لے کر "اوتھیلو" کو اٹھا لیا۔ لیکن یہ کرن بھی فنا ہو گئی جب اُس نے پڑھا:۔

آئیگو ——— میں یہ کر کے چھوڑونگا۔ دراصل میری تدبیر اسی طرح میرے دماغ سے نکلتی ہے جس طرح پرندونکو زیر دام لانیکا دانہ کھیتوں سے ملتا ہے۔"

اس کے سر میں درد ہونے لگا۔ اور مایوسی چھا گئی ——— اور وہ سو گیا۔

کارڈوزو گڈن سے بھی زیادہ رات گئے تک جاگتا رہا۔ الماری سے تین کتابیں نکالنے سے جو خلا پیدا ہو گیا تھا ——— وہ گویا ایک خلا تھا اُس کی زندگی میں ——— انسانی تاریخ میں اور انسانوں کی تنگیتی اور کراہتی ہوئی زندگی میں۔ وہ گڈن جیکسن تک کیونکر پہونچا؟ ——— یہ بڑے ڈیل ڈول کا آہستہ خرام اور آہستہ گو آدمی جو ابھی ابھی آزاد ہوا ہے اور جس نے ابھی ابھی تاریکی سے باہر قدم رکھا ہے ——— آخر ایسی کون سی صفات کا حامل تھا کہ کارڈوزو اسکے سامنے اپنے آپ کو اتنا چھوٹا محسوس کرتا تھا؟ ——— آدمی کو ناپنے کا پیمانہ کیا ہے؟ ——— کارڈوزو آزاد پیدا ہوا تھا۔ گلاسکو یونیورسٹی میں تعلیم کا زمانہ اور لندن کے باغوں میں پارٹیوں کی یادیں۔ اس کے ذہن میں ابتک تازہ تھیں۔ اس نے ایک بڑے جلسے میں تین ہزار انگریزوں کے سامنے تقریر کی تھی۔ اور وہاں اس کی بڑی تعظیم کی گئی تھی۔ اس نے سمندر پار کے ملک دیکھے تھے۔ اور وہ بڑے بڑے لوگوں کے یہاں مہمان ٹھہرا تھا۔ وہ نیو ہیون میں وزیر تھا اور بردہ فروشوں کے مخالفوں نے اسکے گھر میں جلسہ کر کے اپنا پروگرام طے کیا تھا۔ اسکی رگوں میں سفید اور کالا خون دوڑ رہا تھا۔ حبشی، ہندستانی، یہودی اور کافر غرضکہ سبھی اس کے اندر موجود تھے۔ چارلسٹن کے گورے لوگ بھی اس کی عزت کرتے تھے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود ایک تاریک طوائف الملوکی سے نجات کا ذریعہ اس کو گڈن کی ذات میں نظر آیا۔ اس جاہل سیاہ فام آدمی کو وہ روشنی نظر آرہی تھی جس سے کارڈوزو محروم تھا۔ کارڈوزو کو نیند نہیں آسکی کیونکہ خطرات کا ڈر بہت گہرا تھا۔ اور اس کی تمناؤں کو مایوسی نے بے بس کر دیا تھا۔ وہ جاگتا رہا۔ اور اس آزاد شدہ غلام پر رشک کرنے لگا۔

آخر کار مجلس کے انعقاد کا دن بھی آہی گیا اور گڈن نمایندوں میں جا کر ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ اُسوقت اسکو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے لمحات چلتے چلتے ٹھہر گئے ہیں۔ آج سے ۲۰۰ سال

پہلے وہ پیدا ہوا۔ ——— ایک چیختا ہوا کالا بچہ جس نے زچہ کی زندگی کو ختم کر دیا تھا اور جب سے اُس نے پاؤں چلنا سیکھا، اس کا شمار ایسے مویشیوں میں ہونے لگا جن کی قیمت کا اندازہ لگایا جاتا ہے .... اور اب وہ ایک نئی دنیا بنانے والے لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ——— ساکت، خاموش اور بے حس و حرکت ——— جیسے دنیا اپنے خالق کے قریب تھی۔

گڈن نے اپنے ہاتھ باندھ کر زانو پر رکھ لئے گھٹنوں کو ایک دوسرے سے چپکا لیا اور اپنے دل کی دھڑکنیں سننے لگا۔ اس وقت جس میں سانس لینے کی جرأت بھی نہیں تھی۔ لیکن سانس لینا دشوار بھی تھا۔ سارا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کرسیوں کی قطاریں کی قطاریں لگی ہوئی تھیں۔ کالے اور گورے ادمیوں کے چہرے ہی چہرے نظر آ رہے تھے ——— آدمی جو دیہاتی، شہری، بڑھیا اور گھٹیا کپڑے پہنے تھے، آدمی جو موٹے کپڑے کی سیاہ قبائیں پہنے تھے۔ اور آدمی جو فوج کی پرانی قمیض زیب تن کئے تھے۔ بوڑھے اور جوان، پیدائشی غلام اور پیدائشی آزاد آدمی، اسکال واگن کے باشندے، قالین بُننے والے، اور دوار قد اور تنگڑے، یونین کے وفادار پہاڑی لوگ ——— اور ایسے لوگ بھی جو باغیوں کے ساتھی تھے آج ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے جنھوں نے یانکیوں کا ساتھ دیا تھا ——— واقعی اس وقت سانس لینا بہت ہی دشوار تھا۔

اور جیسے یہ مجمع بھی ناکافی تھا۔ اس لئے خصوصاً آج چارلسٹن کے لوگ کالے منہ کے بندروں کا تماشہ دیکھنے کے لئے اپنے گھروں کے باہر نکل آئے تھے پیرس کے نمائندوں میں نہ صرف مقامی بلکہ جارجیا، لوزانا، البانا، اور دوسری جنوبی ریاستوں کے خبر رساں بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جو اس پاگل پن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رسوا کرنا چاہتے تھے۔ نیو یارک کے اخباری نمائندے بھی تھے۔ یہ لوگ مہذب تھے۔ انھیں صرف ایسی مقامی چیزوں کی تلاش تھی جن کو پڑھ کر بڑے بڑے شہروں کے لوگ متاثر ہو سکیں۔ بوسٹن کے خبر رساں بھی موجود تھے۔ نیو انگلینڈ کے بردہ فروشی کے خلاف ایڈیٹوریل لکھنے والے بھی آئے تھے۔ واشنگٹن کے اخباری نمائندوں کا دھیان خصوصاً ایسی چیزوں پر تھا جن سے دارالحکومت میں ایک سنسنی پھیل سکتی ہو۔ ہال کے آس پاس کھڑے ہوئے یانکی سپاہیوں کا اضافہ کرنے کے بعد اس مجمع کی گنتی پوری ہو جاتی تھی۔ سارے خطروں کے باوجود اجلاس کا پہلا دن بخیر و خوبی گزر گیا۔ ممبروں کی حاضری لی گئی۔ گڈن بیماروں کی طرح خوفزدہ بیٹھا رہا۔ اس کی یہ کیفیت اس وقت تک رہی جب تک کہ اس کا نام نہیں پکارا گیا۔ آخر اس کی بھی باری آئی اور وہ بول اٹھا کہ "یہاں" ——— اور اجلاس کا صدر دوسرے نام پکارنے لگا۔ گڈن کی آواز کو سب نے سنا لیکن ایسا معلوم ہوا کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

حاضری کے بعد جنوبی کیرولینا کے سابق گورنر ۔ آر ۔ مجلس کا افتتاح کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ۔ انکو خاص طور پر مدعو کرنے کے نمایندوں نے یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ عوام سے دور رہ کر کام کرنا نہیں چاہتے تھے ۔ سارے ہال میں خاموشی چھا گئی اور گڈن نے اس لئے اپنی گردن کو آگے بڑھا دیا کہ وہ تقریر کا ایک لفظ بھی سننے سے محروم نہ رہ سکے ۔ پہلے پہلے تو گڈن بہت خوش ہوا ۔ کیونکہ آر نے سابق غلاموں کی تعلیم و تربیت کی ضرورت پر زور دیا تھا ۔ لیکن اس کے بعد ـــــــ آر نے صاف اور واضح الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ یہ لوگ ریاست کے تعلیم یافتہ لوگوں اور سرمایہ دار طبقہ کے نمایندے نہیں ہیں ۔ اور ان کا بالغ حق رائے دہی کے متعلق گفتگو کرنا محض خواب و خیال کے مترادف ہے ۔

تقریر کا بیشتر حصہ گڈن کی سمجھ میں نہیں آیا ۔ اس کو اپنے آپ پر سخت غصہ آرہا تھا ۔ مبہم الفاظ میں ادا کئے ہوئے خیالات اسکی سمجھ میں نہیں آتے تھے ۔ اور ہر تیسرے یا چوتھے لفظ کے وہ معنی نہیں جانتا تھا ۔ کیا آر ۔ ان کا مذاق اڑا رہا تھا ؟ اُن کی تحقیر کر رہا تھا ؟ ـــــــ ان پر حملہ کر رہا تھا ؟

جب آر ۔ نے تقریر ختم کی تو تالیوں میں پہلی سی گرمی نہیں تھی ۔ لیکن اجلاس میں نظم و ضبط ضرور پیدا ہو گیا تھا ۔ دوسرے دن کے لئے کارروائی کا ایجنڈا مرتب کیا گیا ۔ اور اس کے بعد دوسری صبح تک کے لئے اجلاس کے التوا کا اعلان کر دیا گیا ۔

اجلاس کے بعد سڑک پر کچھ نمایندے کھڑے ہو کر بحث کرنے لگے ۔ اور گڈن ان کی باتیں غور سے سننے لگا ۔ یہ لوگ دیہاتی تھے ۔ ان کے بنے ہوئے جسم، مضبوط بازوؤں اور چوڑے شانوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ انھوں نے ہل چلاتے ہوئے اپنی زندگیاں گذاری ہیں ۔ ان میں کا ایک، جس کی عمر سب سے زیادہ تھی، تارکول جیسا رنگ، کتابی چہرہ اور تیز آنکھیں تھیں ؛ دوسروں سے کہہ رہا تھا " ہم بے پڑھے لکھے ہیں ـــــــ لیکن ریاست بھر میں پڑھا لکھا کون ہے ؟ کسی بھی ضلع میں اسکول نہیں ہیں ۔ بڑے لوگوں کو اس کی پرواہ نہیں ہے ۔ وہ اپنے بچوں کو تو گھر پر استاد رکھکر یا انھیں یورپ بھیجکر تعلیم دلواتے ہیں ۔ اور انھیں لوگوں کو آر نے تعلیم یافتہ کہا ہے ۔ اس کی مراد اسی قسم کے پڑھے لکھے لوگوں سے ہے ـــــــ مگر ہم کب تک اس حال میں رہیں گے ؟ آزادی ملے دو سال گزر گئے، اور مجلس کا صرف ایک ہی دن گزرا ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ آر ہم کو کس لئے برباد کرنا چاہتا ہے ؟ "

ایک دراز قد گورا آدمی آگے بڑھا ۔ اس کی ہڈیاں کھچی ہی تھیں ۔ وہ پہاڑی لوگوں کی طرح آہستہ اور رک رک کر بولتا تھا ۔ اس نے اس گروہ کے قریب آکر کہا ۔

"چچا! ـــــــ اس کے کئی اسباب ہیں۔"

"وہ کیا؟"

چچا! ـــــــ آخر تم حبشیوں کی آنکھیں کیوں نہیں کھلتی ہیں؟ ـــــــ اگر تم خود برتن کو اپنے کاندھوں پر نہیں اٹھاؤ گے تو مساوات کا پانی چھلک کر بہ جائے گا۔ بحث میں تو وہ دونوں کو ہی ہرا دیں گے۔ تم حبشی ہو۔ اور میں ایک غریب گورا ہوں۔ غریب گوروں نے مجھے، اور حبشیوں نے تم کو اپنا نمائندہ منتخب کر کے اس مجلس میں بھیجا ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ چند حبشیوں نے مجھ کو اور کچھ غریب نے تم کو اپنے ووٹ دیے ہوں مجھے حبشیوں سے کوئی خداداد محبت نہیں ہے۔ لیکن مجھے سوچنے کا وہ طریقہ پسند ہے جسکے ذریعہ سے دو کو دو میں جوڑو تو چار ہو جاتے ہیں۔ اور سوچنے کا یہ طریقہ مجھ کو بتاتا ہے کہ اگر ہم اپنے ہوش وحواس کو قائم رکھیں تو ضرور کچھ کر سکتے ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے خاموش رہنے پر وہ لوگ ہم کو جانوروں کے ناموں سے مخاطب کرنا چھوڑ دیں گے۔"

"اچھا تو گورے آدمی! ـــــــ تم کیا کرنا چاہتے ہو؟" کسی نے پوچھا۔

"تمھیں میرے سر کی قسم ہے کہ تم اس مجلس سے اسکولوں اور ووٹ دینے کے حقوق لیکر اٹھو۔ مجھے معلوم ہے کہ ہمارے دشمن کیا کہنے والے ہیں۔؟"

"وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں کیا انکو کہنے دیا جائے؟"

"کیوں نہیں، ـــــــ لیکن پھر ہم بھی تو اپنی بات کہیں گے۔"

"اور زمین کا معاملہ ـــــــ اگر ہمارے پاس فصل اگانے کا ذریعہ نہ ہو تو کیا ہم اسکولوں اور ووٹنگ کو لے کر چاٹیں گے؟"

"زمین!" ـــــــ گورا آدمی اس لفظ کو چباتے ہوئے بولا "میرے بھائی، ـــــــ تم ان سے زمین کا مطالبہ کروگے تو وہ تمھاری زبان کھینچ لیں گے۔ اس مجلس کے نتیجہ میں ہم کو زمین نہیں ملے گی۔ اگر ہم زمیں چاہتے ہیں تو ہمیں دن رات اپنا خون پسینہ ایک کر کے اس کو خریدنا ہوگا۔"

"کیا تقریباً سو سال سے ہم اس زمین پر کام نہیں کرتے رہے ہیں۔؟ ـــــــ کیا ہم نے زمین نہیں جوتی؟ ـــــــ کیا ہم نے فصلیں نہیں کاٹیں؟ ـــــــ اور جب ہم کام کر لیتے ہیں تو ہماری فصلیں کی فصلیں تباہ کردی جاتیں ـــــــ زمین کا حقدار ہم سے بڑھکر اور کون ہوسکتا ہے؟"

"چچا ـــــــ یہ حق کا نہیں بلکہ جائداد کا سوال ہے میں آسمان کے تاروں کا نشانہ

نہیں باندھ رہا۔ میں تو سامنے کی پہاڑ کی چوٹی کی شست لے رہا ہوں "

بحث چلتی رہی اور اس کی گرمی بڑھتی گئی۔ اور جب گڈن نے دیکھا کہ گورا آدمی بحث سے الگ ہو کر جا رہا ہے تو اس نے آگے بڑھ کر اس کی آستین پکڑ کے کہا۔

"مسٹر ؟ ———"

"گورا آدمی رک گیا۔ اس نے اپنی ٹھنڈی نیلی آنکھوں سے گڈن کی طرف دیکھا اور وہ دونوں ساتھ چلنے لگے۔ گڈن نے محسوس کیا کہ اس کے اندر خیالات کی ایک کش مکش جاری ہے۔ وہ جنوبی علاقہ کا باشندہ تھا۔ بردہ فروشی اور غلامی کے نظام سے اس کو نفرت تھی کیونکہ اس نظام نے ہی اس کو اپنی زمین چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ لیکن اس کو حبشیوں سے بھی نفرت تھی۔ صرف اس لئے کہ معاشی بدحالی نے اس کو حبشیوں کا ہم رتبہ بنا دیا تھا۔ شرافت اور عزت کا اگر کوئی نشان باقی تھا تو وہ صرف اس کی گوری جلد تھی۔

"جناب! ——— میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں ——— میرا نام گڈن جیکسن ہے" گڈن نے کہا۔

"میرا نام ہے اینڈرسن کلے" ——— آدمی نے چلتے ہوئے کہا۔

گڈن اس کے ساتھ ہی چل رہا تھا۔

"میرا مطلب کوئی بحث چھیڑنے کا نہیں ہے! ———" گڈن نے کہا۔ "میں باتوں سے رعب گانٹھنا نہیں چاہتا لیکن زمین کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا وہ میں نے سنا ہے۔ یہ سوال میرے نزدیک بہت اہم ہے۔ ہم لوگوں کے پاس زمین ہے۔ لیکن آپ نے بتایا ہے کہ وہ ہم کو زمین کی ملکیت کا حق نہیں دیں گے۔"

"ہرگز نہیں دیں گے"

"تو پھر ہم زندہ کیونکر رہیں گے ؟"

"حبشی دوست! میں اس بات پہ کبھی ... نہ ا ہے"

گڈن تھوڑی دیر تک خاموش چلتے رہنے کے بعد بولا۔ "کیا ہم پھر بھی اس مسئلہ پر گفتگو کر سکتے ہیں ؟"

"ہاں! ———"

"مجھے فخر ہے کہ آپ سے ملاقات ہو گئی۔"

تھوڑے ہی دن بعد گڈن نے اپنی بیوی کو خط لکھا ـــــــ پہلا خط جو اس نے اپنی زندگی میں لکھا تھا۔ وہ خط کے ہر ہر لفظ کو پڑھ کر بڑا متعجب ہوتا تھا ـــــــ اس میں لکھا۔

" پیاری بیوی راچیل!

تمہاری یاد سے ایک لمحہ بھی خالی نہیں رہتا۔ میری نگاہوں کے سامنے تمہاری تصویر رہتی ہے۔ اور میں ہمیشہ یہی سوچتا ہوں کہ تم کتنی حسین ہو ٹھیک اسی طرح جبکہ میں باغی لوگوں کے ساتھ جنگ کے محاذ پر تھا ـــــــ اسوقت بھی تمہاری جدائی سے مجھ کو دکھ ہو رہا ہے۔ میں نے کتابوں سے پڑھنا اور لکھنا سیکھ لیا ہے۔ اور میں اچھے قانون بنانے کے لئے مجلس کا ممبر ہوں۔ میری تنخواہ بہت زیادہ ہے روزانہ تین ڈالر ملتے ہیں۔ جس میں سے بہت کچھ بچا لیتا ہوں۔ رات کو سونے سے پہلے ہمیشہ مجھے تمہارا اور بچوں کا خیال آتا ہے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تم پر مہربان رہے۔ اگر میں نے کتابوں سے سیکھا نہ ہوتا تو تم کو اتنا اچھا خط نہ لکھ سکتا۔ میں نے مجلس میں نمائندوں کی تنخواہ کے سوال پر ایک بار تقریر کی تھی۔ مجھے کتنا ڈر لگ رہا تھا۔ مجلس کی تقریروں کو بحث کہتے ہیں۔ اگر جیمس المین بھی تمہارے پاس آئے تو اس سے اچھا برتاؤ کرنا۔ خدا کی رحمت ہو تم پر ـــــــ میں دوسرا خط جلد ہی لکھوں گا۔ "

یہ تھا گڈن کا پہلا خط۔ اس خط کو لکھنے میں اس نے رات کی تنہائی کے کئی گھنٹے صرف کئے تھے۔ ہر لفظ کی صحت کو جانچ کر اس نے اپنی کاپی میں بڑی ہوشیاری کے ساتھ نقل کیا تھا۔ اس خط کو لکھنے سے اس کے اندر اپنی راچیل اور کارولینا کے عوام سے قربت کا گرم احساس پیدا ہو گیا تھا۔ وہ لوگ جب یہ سنیں گے کہ میں نے مجلس کی بحث میں حصہ لیا ہے تو کیا محسوس کریں گے؟ وہ کوئی اہم موضوع نہیں تھا۔ اور نہ ہی وہ تقریر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا ـــــــ لیکن نہ جانے کس طرح ـــــــ اس کو ٹھیک ٹھیک یاد بھی نہیں کہ کس طرح ـــــــ وہ ایک دم کھڑا ہو گیا۔ اور بولنے لگا۔ " یہ وہ اجلاس تھا جس میں نمائندوں کی تنخواہ کے سوال پر بحث ہو رہی تھی۔ بحث شروع کرتے ہوئے مسٹر لانگلی نے کہا کہ ۱۲ ڈالر یومیہ ایک جنت مندبہ ہے۔ "

" یقیناً ـــــــ اس مجلس کے نمائندے اتنی تنخواہ کے حقدار ہیں۔ "

اخباری نمائندے تیزی سے رپورٹ لکھ رہے تھے۔

رائٹ نام کے ایک حبشی نمائندے نے کھڑے ہو کر کہا کہ دس ڈالر کافی ہوں گے

"اس سے نمائندے اپنے مرتبے کے اعزاز کی ضرورتیں پوری کر سکتے ہیں۔"

بالائی نشست گاہ پر بیٹھے ہوئے لوگ آوازے کسنے لگے۔ ——— اور صدر صاحب "خاموش" "خاموش" چلّانے لگے۔

پارکر ——— ایک گورے نمائندے نے کہا کہ گیارہ ڈالر یومیہ تنخواہ ملنی چاہیئے۔ یہ ایک بہت بڑی رقم تھی۔ مجلس کے بجٹ کا تقریباً نوّے فیصدی اس پر خرچ ہو جاتا

وہ لوگ زیادہ تر اپنے ہاتھوں سے کام کرنے کے عادی تھے۔ اور ان میں سابق غلام، بٹائی دار کسان، اور ایسے لوگ شامل تھے جنھوں نے سالوں سے چاندی کی چمک بھی نہیں دیکھی تھی۔ اسکال واگز کے تین نمایندوں اور دو قالین بُننے والوں نے ایک حبشی نمائندے، مسٹر لیزلی کی پرزور تائید کی۔ جب اُس نے کہا کہ ———

"میں اپنی خدمات کے صلے میں تین ڈالر لینے کو تیار ہوں۔ میں ایک کالے آدمی کی حیثیت سے اس بات کو نوٹ کراتا ہوں کہ میری خدمات کی قیمت اس سے زیادہ نہیں ہے۔ نمایندو! ——— میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اگر تم کسی ایسی ہی جماعت کا خرچ اپنی جیب سے اُٹھاتے تو تم کتنی رقم دینے کو تیار ہوتے؟ ——— کیا اس وقت صرف ایک ڈالر اور پچاس سینٹ ہی کافی نہ سمجھ لئے جاتے! یہ آٹھ، نو، اور دس ڈالر کی کیا سودے بازی لگا رکھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ دھوکا ہی دھوکا ہے!"

ایک مسٹر میل روز اٹھے اور کونوں میں بیٹھے ہوئے بعض لوگوں نے تھوڑی بہت تالیاں بجادیں۔ انھوں نے کہا ——— "مجلس کے ممبران کے لئے ایک ڈالر پچاس سینٹ کی تنخواہ کا خیال پیش کرنا ان کی سخت توہین ہے۔"

یہ تھا وہ موقع جبکہ گڈن اپنے خوف اور پس و پیش کو فراموش کرکے یکایک کھڑا ہو گیا۔ اور اس کی گہری اور موٹی آواز سے سارا ہال گونجنے لگا۔

"میں یہ سب باتیں سُن رہا ہوں! ——— دس ڈالر یومیہ اور گیارہ ڈالر! ——— اور جب میں اخباروں میں دیکھتا ہوں کہ ہم کو ڈاکوؤں کے لقب سے مخاطب کیا جا رہا ہے تو میرا غصہ پاگل پن کی حد تک پہونچ جاتا ہے۔ ہم ڈاکو نہیں ہیں ——— لیکن ایسا کیوں ہوتا ہے؟"

یہاں تک پہونچ کر اس نے یکایک محسوس کیا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اس کے جسم میں سرد و گرم لہریں دوڑنے لگیں۔ اور الفاظ رک رک کر نکلنے لگے ——— "میں چارلسٹن آیا ہوں ———

چند ہی سال پہلے یانکیوں کی نوج میں تھا ـــــــ اس وقت مجھ کو کیا تنخواہ ملتی تھی ؟ ـــ ـــــ شاید بس سینٹ یومیہ ! لیکن میں آزادی کے لئے لڑتا رہا ـــــ اور جب میں غلام تھا تو مجھ کو سرے سے تنخواہ ہی نہیں ملتی تھی ـــــ مجلس میں شرکت کے لئے چارسٹن سے میں آیا تھا۔ یہاں میں کھاتا ہوں اور کام کرتا ہوں۔ سمندر کے کنارے گودیوں میں قلیوں کے ساتھ کام کرتا ہوں اور مجھ کو پچاس سینٹ یومیہ اُجرت مل جاتی ہے ـــــ کافی تنخواہ ہے ـــــ لیکن اب میری قیمت دس ڈالر یومیہ کس طرح ہوجائے گی ؟ "

اب اس کی جھجک کسی نہ کسی طرح دور ہوگئی اور اس نے واضح الفاظ اور جمی ہوئی آواز میں کہا:۔

" ممکن ہے کہ دوسرے نمائندوں کی نظر میں اعزاز کی بنیاد پر قیمت بھی بڑھ جاتی ہو۔ اگر یہ صحیح ہے تو اعزاز کے لئے تین ڈالر کافی ہیں۔ اس سے ایک نمائندے اور گودی والے قلی کی حیثیتوں میں ایک فرق بھی پیدا ہوجاتا ہے۔ گوکہ یہ فرق بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا لیکن کم از کم میں تو دس ڈالر یومیہ کا مستحق نہیں ہوں۔ "

اس طرح گڈن نے مجلس میں پہلی بار تقریر کی اور اپنی تجویز کو پاس کرالیا۔

۵

جیسے جیسے اجلاس کے دن ہفتوں، اور ہفتے مہینوں میں تبدیل ہوتے گئے، گڈن کی جھجک بھی اسی نسبت سے دور ہوتی گئی۔ زندگی میں پیش آنے والے دوسرے واقعات کی طرح غیر معمولی باتیں معمولی اور اجنبی چیزیں جانی پہچانی ہوتی گئیں۔ اپنے اندر ایک داخلی تبدیلی کا اسکو پورا پورا شعور نہیں تھا۔ وہ کسی جگہ نہیں رکا۔ اور اس نے کبھی غور نہیں کیا کہ وہ اب وہی آدمی نہیں ہے، جو کچھ عرصہ پہلے تھا، وہ جو چیز بھی کرتا ـ اسمیں مشاق ہوجاتا۔ پیٹر بھائی نے ایکبار اس سے کہا تھا کہ جب کوئی بولا کرے تو غور سے سنا کرو۔ کیونکہ باتوں سے بھی آدمی کو پرکھا جاتا ہے۔ اور تیس، پچاس اور نوّے دن تک مجلس کے ہال میں بیٹھکر وہ لوگوں کی باتیں سنتا رہا ـــــ اور یہ بات اب اسکو زیادہ عجیب نہیں معلوم ہوتی تھی کہ جب کبھی وہ بولتا تھا تو لوگ زیادہ غور سے سنتے تھے۔

کام کا پھل ملتا ہے ـــــ کارٹر کے گھر میں اس کی تین کتابیں بڑھکر ایک درجن اور پھر دو درجن کی تعداد تک پہونچ گئیں۔ روزانہ رات کو کھانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں بند ہوکر بیٹھ جاتا۔

اور چراغ روشن کرکے چھوٹی سی میز پر کتابیں پھیلا لیتا۔ بہت کم ایسا ہوتا کہ وہ تین گھنٹے سے کم پڑھتا۔ کبھی کبھی پانچ گھنٹے اور کبھی تو ساری رات ہی گذر جاتی۔ یہ پہلا ناول تھا جو اُس نے پڑھا۔ جب مجلس کے ایک کالے ممبر مسٹر ڈیلارج نے اسکو یہ کتاب دی تھی۔ کہ اس کتاب کی برکت سے ہی آج تم اس مجلس میں نمایندے کی حیثیت سے بیٹھے ہو۔"

"کتاب کی برکت سے؟ ——————"

"جب اس کتاب کی مصنفہ مسز اسٹوو سے بزرگ ابراہیم لنکن نے ملاقات کی تو انھوں نے کہا کہ 'کیا یہی وہ معمولی عورت ہے جس نے ایک بڑی قوم کے لوگوں میں خانہ جنگی کرا دی'۔"

گڈن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ جنگ کے دوسرے اسباب بھی ہوں گے۔"

"لیکن تم اس کتاب کو ضرور پڑھو!"

گڈن اس کتاب کو گھر لے آیا۔ لیکن ہفتوں بعد اسکو پڑھنے کا موقع ملا۔ اور ایک نئی دنیا کے دروازے اسکی نگاہوں کے سامنے کھل گئے اور کارٹر نے اس سے کہا کہ اگر وہ پوری نیند نہیں لیگا تو اس کی صحت تباہ ہو جائے گی —————— کتاب کے کچھ حصے اس نے نقل کر لئے —————— ان حصوں میں اُن مسائل کا حل تھا جو اسکو پریشان کئے ہوئے تھے —————— لیکن اب وہ ان کو اچھی طرح سے سمجھ گیا تھا —————— نقل کئے ہوئے اُن اقتباسات میں سے ایک یہ بھی تھا:۔

"اشرافیہ کے طبقہ کا ایک فرد اپنی ہمدردیاں سماج کے ایک خاص طبقے تک ہی محدود رکھتا ہے۔ اس تخصیص کی بنیادیں، انگلینڈ، برما، اور امریکہ میں مختلف ہیں۔ مگر یہ بات ہر جگہ مشترک ہے کہ ان کی نیکیاں اپنے طبقے تک ہی محدود رہتی ہیں۔ وہ اپنے طبقے کے افراد کے لئے جس چیز کو سختی، مصیبت اور بے انصافی سمجھتے ہیں وہی چیز پست طبقات کے لوگوں کے لئے ایک رسمی اور معمولی بات ہو جاتی ہے۔ میرے والد طبقوں کی تقسیم رنگ کی بنیاد پر کرتے تھے۔ ان کے ہم طبقہ اور ہم رتبہ لوگوں میں کوئی ایک بھی ان کے برابر منصف اور فیاض نہیں تھا۔ لیکن وہ رنگ کے تمام امکانی درجات کی بنیاد پر حبشیوں کو انسانوں اور حیوانوں کے درمیان ایک کڑی سمجھتے تھے۔ اور اسی خیال پر ان کے انصاف اور فیاضی سے متعلق تمام تصورات مبنی تھے۔"

ایک اور اقتباس تھا:۔

"الفریڈ ایک مطلق العنان بادشاہ کی طرح مصمم ارادے کا آدمی ہے۔ وہ کھلے ہوئے

پر بردہ فروشی اور غلامی کی حمایت ہی نہیں کرتا بلکہ "حق : بروست" کے قدیم اور قابلِ تعظیم فلسفہ کی تبلیغ بھی کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ اور میرے خیال میں ٹھیک ہی کہتا ہے کہ "امریکی کاشتکار۔" ایک دوسری شکل میں وہی کر رہا ہے جو انگلش شرفاء اور سرمایہ دار طبقہ کے لوگ پست طبقوں کے ساتھ کر رہے ہیں" ——— یعنی استحصال! ——— یا کمزور لوگوں کے جسموں، ہڈیوں، طاقت اور روح کو اپنے منشاء کے مطابق اپنے فائدے کے لئے استعمال کرنا ——— وہ دونوں ہی باتوں کی حمایت کرتا ہے۔ اور میرے خیال میں اس کی دلیلیں معقولیت سے خالی نہیں ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ عوام الناس کو غلام بنائے بغیر تہذیب کی اعلیٰ قدریں حاصل ہونا غیر ممکن ہے۔ اب ان قدروں کا حقیقی یا نام نہاد ہونا اور بات ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ——— سماج میں ایک نچلے طبقے کا ہونا ازحد ضروری ہے۔ جس کے سپرد جسمانی اور حیوانی قسم کے کام ہونے چاہئیں۔ تاکہ اونچے طبقے کو اپنے علم اور ذہانت میں ترقی کے لئے فرصت اور دولت نصیب ہو۔ اور وہ صحیح معنوں میں نچلے طبقہ کا حکومت کرنے والا "دماغ" بن جائے۔ یہ ہیں اس کی دلیلیں! ——— کیونکہ وہ اشرافیہ کے طبقہ میں پیدا ہوا ہے۔ لیکن میں اس کی باتوں کو نہیں مانتا ——— کیونکہ میں ایک پیدائشی جمہوریت پسند ہوں!"

گڈن نے اقتباسات نقل کئے۔ اور ان کو سمجھا۔ اور مسٹر ڈیلارج سے جب ملاقات ہوئی تو اس نے کہا "میں وہ کتاب پڑھ رہا ہوں"۔

"اور تعلیم؟"

"میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ تعلیم حاصل کرتا ہی رہتا ہوں" گڈن مسکرایا۔ "کیا یہ کتاب بھی انگلینڈ میں چھپی تھی؟"

"ہاں! ——— اور اس کا ترجمہ جرمنی، روس، ہنگری، فرانسیسی، ہسپانوی اور تقریباً ایک درجن دوسری زبانوں میں ہو چکا ہے۔ یورپ کے مزدور تو اس کو اپنی "انجیل" کہتے ہیں۔"

"ایک کالے غلام پر لکھی ہوئی کتاب کو؟"

"کالے غلام پر! غلاموں پر! گڈن۔"

کام کا اثر پڑا۔ اور زندگی میں پہلی بار گڈن کو اپنی آنکھوں میں درد سا محسوس ہوا۔ ایک بار

کم ہوگیا۔ وہ کمزور دکھائی دینے لگا۔ اور گھگادٹ اس وقت سے کہیں زیادہ تھی جبکہ وہ ہل چلاتا تھا۔ یا فوج کے ساتھ تیس تیس میل پیدل چلا کرتا تھا اب تک وہ سمجھتا تھا کہ زندگی میں ہر کام کے لئے وقت مل سکتا ہے سورج کے طلوع و غروب کے ساتھ دن آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں

کپاس کے کھیتوں میں وقت کا تاگہ آہستہ آہستہ تکلے پر چلتا ہے۔ ہمیشہ کی چیزیں جیسے صنوبر کے سحر علاقے، تاریک دلدلی خطے، اور مزدوروں کے درد بھرے گیت۔ یہ سب آج بھی اسی طرح پائی جاتی ہیں ——— لیکن شہر کی دنیا تو متواتر تبدیلیوں کی دنیا تھی۔ کوئی چیز ساکت نہیں تھی۔ اور ہر دن اور ہر ساعت کا شمار ہوتا تھا۔ ——— اس نے ایک لغت خریدی۔ جس میں پچاس ہزار الفاظ تھے ——— اور اب الفاظ ہی وہ اوزار تھے جن کے ذریعے گڈن کام کرتا تھا۔ علم کی کوئی حد نہیں ہے اور وہ اکثر یہ سوچکر مایوس ہو جاتا تھا کہ میں تو ابھی کنارے پر ہی کھڑا ہوا ہوں۔ جمع، تفریق، اور ضرب کے قاعدے سیکھنے میں ایک پورا ہفتہ صرف ہوگیا۔ ایک پوری رات صرف ہوئی ——— اس ایک صفحے کی تقریر کی تیاری میں جو وہ تعلیم کے موضوع پر دوسرے ہی دن مجلس کے سامنے کرنے والا تھا ——— اور وہ ایک تصور میں کھو گیا۔ ——— یہ تصور کہ گڈن جیکسن نے ہال میں کھڑے ہو کر کہا ہے۔

"میں نے پچھلے دنوں اپنے ساتھی نمائندوں کو یہ دلیل پیش کرتے ہوئے سنا ہے کہ تعلیم کو ایک قانون کی حیثیت سے رائج کرنا چاہیئے۔ اور اس کے برخلاف میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہے کہ تعلیم کے جبری نفاذ کی توقع کرنا دانشمندی اور معقولیت سے بعید ہے ——— مجھے اس خیال سے اختلاف ہے۔ ممکن ہے کہ اگر کپڑے پہننے کا قانون نہیں بنایا جاتا تو لوگ سڑکوں پر ننگے پھرا کرتے۔ انھیں کپڑے پہننا پڑے۔ ——— کیونکہ وہ قانون کے ہاتھوں مجبور تھے اور پھر جلد ہی وہ اس پابندی کے عادی ہو گئے۔ ——— اس لئے میرا خیال ہے کہ پانچ، یا دس سال کے عرصے میں لوگ اس حقیقت کو عادتاً تسلیم کرنے لگیں گے۔ کہ انھیں اسکول تو جانا ہی پڑے گا غلاموں کے آقا تم یہ معلوم ہونے پر کہ ان کا کوئی غلام تعلیم یافتہ ہے، اس کو فوراً بیچ دیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ——— صرف اس لئے کہ جاہل اور ان پڑھ لوگ ہی غلام رہ سکتے ہیں جمہوریت اور مساوات کے تصورات بالکل ہی جاہل اور ان پڑھ مردوں اور عورتوں کی سمجھ میں کیونکر آسکتے ہیں؟ ——— تعلیم کے بغیر آزادی کا قائم رہنا غیر ممکن ہے۔ اتنا سا لکھنے میں ساری رات صرف ہوگئی اور اس کے بعد بھی یہ احساس باقی رہا کہ کس قدر نامکمل ہے یہ تقریر ——— فقرے چست نہیں ہیں اور اس کے خیالات بھی اچھی طرح ادا نہیں ہو سکتے ہیں لیکن اسکی ان خامیوں کے باوجود کارڈوزو اسکے پاس آیا اور پوچھنے لگا۔

"گڈن! ـــــــ ان دنوں تم کہاں چھپے بیٹھے تھے؟"

"چھپا بیٹھا تھا؟"

"میرا مطلب ہے کہ تم ہر اجلاس کے بعد غائب ہو جاتے ہو۔"

"میں پڑھتا ہوں۔" گڈن نے کہا۔

"روزانہ رات کو؟"

"روزانہ رات کو!"

"نہ آرام ـــــــ نہ کھیل تفریح ـــــــ" کارڈوزو نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم کسی سے ملتے بھی نہیں؟ ـــــ ہے نا؟ ـــــــ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔"

"میں اجلاس میں تو آتا ہوں۔"

"ہاں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ کالے اور گورے لوگوں سے ملتے رہا کرو گورے لوگوں سے میل جول رکھنا بہت ضروری ہے ـــــــ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کیا سوچتے ہیں؟ کیا کہتے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ ـــــــ ہمیں گورے لوگوں کے ساتھ اور انکے قریب رہ کر ہی کام کرنا ہے گڈن!"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" گڈن نے سر ہلایا۔

"کل میرے گھر پر ہی کھانا کھاؤ گے نا؟"

"کھانا؟" گڈن جھجکا ـــــــ لیکن کارڈوزو اصرار کرتا رہا۔

"گڈن! دیکھو، انکار نہ کرو۔"

"اچھا۔ اچھا۔"

"لیکن میں کچھ اور کہنا چاہتا تھا۔ جبری تعلیم کے متعلق تمھاری تقریر سے میں بہت متاثر ہوا۔ مجھے اس مسئلے سے بہت زیادہ دلچسپی ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم اس مسئلہ میں ناکام رہے تو یہ ساری مجلس ہی ناکام ہو جائے گی۔ دوسرے ہفتہ یہ مسئلہ ایک کمیٹی کے سامنے رکھا جائے گا کیا تم بھی اس کمیٹی میں شامل ہونا چاہتے ہو؟"

گڈن نے تعجب سے کارڈوزو کی طرف دیکھا لیکن اسکی آنکھوں میں تمسخر کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ گڈن نے اس کی رائے سے اتفاق کیا۔ اور کارڈوزو نے کہا۔ "میں خوش ہوں!"

کچھ دن پہلے گڈن نے طے کیا تھا کہ وہ کپڑوں کا ایک جوڑا بنوائے گا۔ مسز کارٹر کے سینے پرونے اور پیوند لگانے کے باوجود اسکا پتلون پھٹتا جا رہا تھا۔ شاید ہی کوئی دن ایسا جاتا، جو جبکہ اسکا تنگ کوٹ

کہیں نہ کہیں سے ادھڑنہ جاتا ہو۔ جیکب کارٹر نے گڈن کو جوتوں کا ایک اچھا جوڑا دو ڈالر میں خرید کر دیدیا تھا لیکن کپڑوں کا معاملہ کھٹائی میں پڑگیا تھا ——— مسز کارٹر نے تو ایک بار یہ تک کہہ دیا کہ پھٹے چیتھڑے پہن کر مجلس میں شریک ہونے سے ایک نمایندے کو شرم آنی چاہیئے۔

"کپڑے۔" گڈن نے کہا۔ "کپڑوں میں روپیہ صرف ہوتا ہے۔ اور میں دوسری بہتر چیزوں پر روپیہ صرف کررہا ہوں"

"کپڑے اس آدمی کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ جو ان کے اندر لپٹا ہوتا ہے۔" مسز کارٹر نے جواب دیا۔

گڈن نے یہ بات یاد رکھی اور وہ فوراً ہی بوڑھے چچا بیدی کے پاس چلا گیا۔ جن کی جھونپڑی "رٹ لیج ایونیو" پر ہینری کے مکان کے عقب میں واقع تھی۔ ہینری کا مکان بہت بڑا تھا۔ جنگ سے پہلے اور اس کے دوران میں چچا بیدی ہینری خاندان کے غلام تھے۔ انکی عمر ۷۵ سال یا غالباً ۸۰ سال ہوگی۔ انھیں درزی کا کام سکھایا گیا تھا اور انھوں نے سالہا سال تک جھونپڑی میں بیٹھکر اپنے آقاؤں کے اچھے اچھے کپڑے سیئے تھے۔ جب آزادی آئی تو انھوں نے اپنی جھونپڑی کو نہیں چھوڑا۔ ہینری خاندان کے لوگوں نے بھی ان کو جھونپڑی چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا کیونکہ وہ اب بھی ان کے کپڑے سیتے تھے اور کچھ دن سے وہ دوسرے لوگوں کے کپڑے بھی اجرت پر سینے لگے تھے۔ کارٹر نے چچا بیدی کے پاس گڈن کو بھیجا۔ ——— بوڑھے آدمی نے سر سے پاؤں تک گڈن کو دیکھا۔ اور آنکھیں مچکا کر کہا "سچ مچ تمھارا کوئی سراپا ہی نہیں ہے۔ تمھاری جسامت کے جسم کو ڈھانکنے کے لیئے اتنا ڈھیر سا کپڑا آئے گا کہاں سے؟"

"زیادہ کپڑا تو نہیں لگے گا بس پہننے کے لائق ہی تو چاہیئے" گڈن نے کہا۔

"زیادہ کپڑا نہیں لگے گا کیا مطلب ہے تمھارا۔؟ میں چالیس پچاس سال سے کپڑے سی رہا ہوں اور تم مجھے سکھاتے ہو"

گڈن نے معذرت کرلی۔ اور دو ہفتہ بعد اس کے کپڑے سل کر تیار ہوگئے۔ صرف دس ڈالر کے بدلے میں ایک اچھا سلا ہوا سیاہ رنگ کے کپڑے کا سوٹ مل گیا۔

گڈن نے اسی دن راچیل کو لکھا۔

پیاری بیوی ——— راچیل!

میں نے کپڑوں کا ایک نیا جوڑا سلوایا ہے۔ پرانے کپڑے اب استعمال کے لائق نہیں رہے ہیں۔ دس ڈالر کی قیمت خرچ ہوئی جس میں زیادہ تر کپڑے کی قیمت شامل ہے۔ میں شرمندہ ہوں

کہ یہ ایک بڑی رقم ہے لیکن یہاں چارلسٹن میں قدم قدم پر بہت زیادہ روپیہ صرف ہوتا ہے۔ مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ گھر پر ہر طرح سے خیریت ہے اور مسٹر امین بی بچوں کو پڑھا رہے ہیں —— مسٹر امین بی کے خط میں یہ خبر پڑھ کر بڑا رنج ہوا کہ مزاجی لوگوں نے جو ہم سے نفرت کرتے ہیں اور دہشت پسند ہیں سنکر بٹ کے ضلع میں نو حبشیوں کو قتل کر دیا ہے۔ —— لیکن دستور بن جانے پر یہ برائی دور ہو جائے گی اور نئی حکومت ہمارے خوبصورت کیرولینا کو ایک اچھی سرزمین بنا دے گی۔ میں اچھے لوگوں سے ملتا ہوں اور میرا خیال یہ ہے کہ سب کچھ اچھا ہی ہوگا۔ لیکن تم صبر سے کام لو۔ اور میری طرف سے بچوں کو پیار —— میں تمہارے اور بچوں کے لئے دعا کرتا ہوں۔"

اس نے لفافہ کے اندر ایک ڈالر بھی رکھ دیا۔ وہ روزانہ ایک ڈالر بچا کر گھر بھیجا کرتا تھا اور اسے روزانہ ہی کچھ نہ کچھ راحیل کو لکھنا ہوتا تھا۔

کارڈوزو کے مکان پر دعوت میں شریک ہونے کے لئے گڈن نے اپنے نئے کپڑے پہن لئے۔ ۱۸۶۸ء میں کارڈوزو کے مکان پر دعوت ایسی تھی جیسے کہ تاریخ کا دھارا چلتے چلتے ٹھہر گیا ہو ایک طریقے سے مجلس کا قیام ہی ایک ٹھہراؤ تھا۔ —— ایک خلا تھا —— ایک بند تھا جس نے امریکہ میں نفرت کے چڑھتے ہوئے سیلاب کو طاقت کے ذریعے روک دیا تھا۔ چارلسٹن —— وہ جنوبی علاقے کا شاندار شہر جس کے دامن پر کھجور کے درختوں کی جھالر لگی ہوئی تھی۔ اور جو پریوں کی طرح خوبصورت تھا —— آج جنگ کی وجہ سے بے رونق اور نیم جان تھا۔ شاندار چارجیائی مکانوں میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس کے اندر موت اور اقتصادی بدحالی کے قدم نہ پہونچے ہوں۔ ——

ایک بے حد و حساب دولت نے اس شہر میں اتنی شاندار عمارتیں تعمیر کی تھیں کہ اس کا ثانی امریکہ میں کہیں اور نہیں ملتا تھا —— اور یہ دولت کالے غلاموں کی محنت سے پیدا کی گئی تھی محنت ہی دولت کا منبع ہوتی ہے۔ اور یہاں نہ صرف "محنت" غلام تھی بلکہ محنت کش لوگ بجائے خود سرمایہ تھے۔ —— جنوبی علاقہ کے سرمایہ داروں کا سب سے اہم سرمایہ —— ان کے غلاموں پر ہی مشتمل تھا۔ جو ایک لحاظ سے ابتدائی زمانے کے سرمایہ پیدا کرنے والے آلات تھے۔ جن کو خریدا جاتا، پرورش کیا جاتا، اور پھر بیچ دیا جاتا تھا۔ اور ان کے لین دین پر ہی جنوبی منڈی کے بازار کی معاشیات منحصر تھی۔ لیکن ایک تباہ کن جنگ ہوئی —— ایک ایسی جنگ جس نے جنوب کے معیار زر کو ختم کر دیا —— گاہکوں کی ناکہ بندی کر ڈالی۔ جس میں چارلسٹن بھی شامل تھا۔ اور چار سال تک فوجیں اس علاقے میں ادھر سے ادھر گزرتی رہیں۔ اور جب یہ جنگ ختم ہوئی،

اس کے نتیجے میں غلاموں کو آزاد کر دیا گیا۔ ——— وہ آزاد ہو گئے۔ اس فرمان کے ذریعے جس پر ابراہیم اور درماندہ ہستی نے وہائٹ ہاؤس میں بیٹھ کر دستخط کئے تھے۔ یہ وہ آزادی تھی جس کو یونین کی فوج نے اپنی عسکری قوت سے حاصل کیا تھا۔

جنگ کے فوراً بعد کے زمانے میں تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے جنوبی علاقہ زخمی اور بیمار ہے شمالی علاقے سے ۲ لاکھ غلاموں نے وردیاں اور ہتھیار لے کر اپنی آزادی کے لئے ایک خوفناک جنگ میں حصہ لیا تھا۔ جنوبی علاقہ کی فوجیں منتشر ہو گئیں ——— اور جنوبی علاقے کے رہنما مایوس ہو کر بیٹھ رہے۔ انھیں فوجوں کے انتشار پر حیرت تھی ——— بالکل۔ جیسے ریت کا گھروندا یکایک گر پڑتا ہے۔

کھیتوں کے بادشاہ اس جنگ کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ در اصل انھوں نے ہی یہ جنگ شروع کی تھی۔ وہی اس کے ذمہ دار تھے اور انھوں نے اپنے ہاتھ کہنیوں تک صرف اس لئے خون میں رنگ لئے تھے کہ روئی، چاول، شکر، اور تمباکو کی بڑی بڑی جاگیروں پر قابض رہ سکیں لیکن انھوں نے ناممکن کو ممکن ہوتے دیکھا ——— غلام آزاد ہو گئے اور ان کے کروڑوں ڈالر کا سرمایہ دیکھتے ہی دیکھتے گرد و غبار میں شامل ہو گیا۔

شاید دنیا کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی بھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ کسی قوم کا ایک پورے کا پورا حکمران طبقہ اتنی حیرت ناک تیزی کے ساتھ اپنی جائداد سے محروم کر دیا گیا ہو۔ بڑے کاشتکاروں کے جانے پر اس واقعے کا پہلا ردعمل ایک سکوت، اور مریضانہ بے بسی کی صورت میں ظاہر ہوا ——— اس ردعمل کے دور میں وہ اپنی بربادی پر غور کرتے رہے اور انھوں نے سوچا کہ کیا سے کیا ہو گیا ہے ؟ وہ بغاوت نہیں کر سکے کیونکہ ان کے پاس بغاوت کے وسائل نہیں تھے وہ کوئی تدبیر بھی نہیں سوچ سکے کیونکہ انھوں نے غلاموں سے قطع نظر کر کے کبھی اپنے مستقبل کو سوچا ہی نہیں تھا۔ ان میں سے بعض نے غلاموں کے خسارے کی تلافی قرض لے کر کر لی تھی اور جب غلامی کا دستور ختم ہو گیا تو اس کے ساتھ ہی ان کی جاگیریں بھی ختم ہو گئیں ——— بڑے بڑے کھیت ویران پڑے ہوئے تھے۔ کہیں کہیں ان کو حبشیوں نے آباد کر لیا تھا کیونکہ انکی گذر بسر کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ دوسرے مزارع قرض یا ادائیگی کے بقایا کی وصولی کے لئے نیلام کر دیے گئے کھیت کے کھیت ویران ہو گئے۔ کپاس کی کاشت دم توڑ رہی تھی اور کئی قوموں میں تو بالکل ہی ختم ہو چکی تھی۔

صدمے کے پہلے اثرات سے گذرنے کے بعد گورے کاشتکاروں میں حرکت پیدا ہوئی

اور انھوں نے سوچا کہ وہ آزادی کے اس ڈھونگ کو نہیں چلنے دیں گے ——— غلام بجز غلام بنائے جا سکتے ہیں۔

حبشی آخر حبشی ہی ہوتا ہے یہ ابتدا تھی اور اس کی انتہا بھی ہونا تھی۔ واشنگٹن میں جو کچھ ہو رہا تھا وہ جنوبی علاقے کی عملی ضروریات سے بالکل مختلف تھا۔ نئے قوانین، یا سیاہ قوانین کے نفاذ میں پاگلوں کی جیسی جلدبازی سے کام لیا گیا۔ ان قوانین نے حبشیوں کو دوبارہ اسی گڈھے میں لاکر پٹک دیا جس میں کہ وہ جنگ سے پہلے پڑے ہوئے تھے۔ پہلے پہل تو کوئی مشکل پیش نہیں آئی کیونکہ اب وائٹ ہاؤس میں ایک ایسا صدر تھا جو گورے کاشتکاروں کے ہاتھ میں کھیل رہا تھا اور جس کی طرف سے ان کی دہشت زدگی کو ڈھیل دے دی گئی تھی۔ وہ ایک دوسرے سے مسکرا کر کہتے تھے، "جانسن استعمال ہو سکتا ہے" ——— اور اسی طرح اس آدمی سے نفرت کرنے کے باوجود اس کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے رہے۔ اور اس طرح ایک بار پھر گورے کاشتکاروں کو ایک شاندار مستقبل نظر آنے لگا۔ وہی مستقبل جس کو وہ ہمیشہ سے دیکھتے رہے تھے، آج پھر چالیس لاکھ سیاہ فام غلاموں کو اپنے قدموں کے نیچے دباتے ہوئے ان کے سامنے مسکرا رہا تھا۔

لیکن جلد ہی یہ ریت کا گھروندا ایک بار پھر گر پڑا۔ تندمزاج اور خوفناک کانگرس نے طے کیا کہ جنگ میں بہایا ہوا خون رائگاں نہیں جائے گا۔ غصے کی شدت میں کانگرس کے نمایندوں نے اپنے صدر پر استغاثہ دائر کر دیا۔ جنوبی علاقے میں ایک بار پھر فوجیں بھیجی گئیں اور اسی طرح متولیوں کی دہشت زدگی کو ختم کر دیا گیا۔ انھوں نے قانون کے ذریعے باغی ریاستوں کے فوجی نظام کو ختم کر کے اعلان کر دیا کہ عوام دستورساز مجلسوں میں اپنے نمایندے چن کر بھیجیں یہ مجلسیں ریاستوں کے لئے نئے دستور وضع کرنے اور جنوبی علاقے میں ایک ایسا جمہوری نظام قائم کرنے کے لئے بلائی گئی تھیں، جس کی تعمیر کالے اور گورے آدمیوں نے مل کر کی ہو۔

جنوبی کیرولینا میں کالی آبادی کی اکثریت تھی۔ یونین کی اس دوسری ضرب سے تلملا کر گورے کاشتکاروں نے جو راستہ اختیار کیا وہ یہ تھا کہ انتخابات کا بائیکاٹ کر کے اپنی نفرت کا اظہار کیا جائے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر صرف جاہل حبشی اور غریب گورے انتخابات میں حصہ لیں گے تو نتیجے میں کانگرس کی یہ اسکیم ناکام ہو جائے گی اور ان کی توقع کے مطابق نتیجے میں حبشی ہی ایک بھاری اکثریت سے مجلس کے نمائندے منتخب ہو گئے۔ لیکن جس چیز نے ان کی توقعات پر پانی پھیر دیا؟ یہ تھی کہ حبشیوں اور غریب گوروں کی یہ مجلس ایک خالی پیلی ڈھونگ اور تماشہ بننے کے بجائے ہم آہنگی اور مشکل سے لیکن یقینی طور پر ایک اچھی دستورساز جماعت کی حیثیت سے کام کرنے لگی۔

—— اور ایک نیا جمہوری دستور وجود میں آنے لگا۔

اور اس عرصہ میں جبکہ یہ سب کچھ ہو رہا تھا، چارلسٹن کے گورے جاگیردار اور اشرافیہ کے لوگ اپنے دروازے بند کئے ایک مناسب موقع کی تلاش میں بیٹھے رہے۔ سڑکوں پر گشت کرنے والے یانکی سپاہیوں کی سنگینوں نے اس وقت ان کو بے بس کر رکھا تھا۔ اس لمحہ نہ تو کوئی ماضی تھا، نہ مستقبل! —— تاریخ کے بہتے ہوئے دریا میں ایک خلا پیدا ہو گیا تھا اور اس خلا کے اندر ہی اندر ایک کھچڑی سی پک رہی تھی —— اس خلے کے اندر ہی اندر فرانسس کارڈوزو کے مکان پر دعوت کا انتظام کیا گیا تھا —— اور یہی وہ خلا تھا جس میں گڈن جیکسن اپنے نئے بیاد بیٹے سمیت داخل ہو گیا تھا۔

اور وہ گورے کاشتکار —— موقع کی تلاش میں تھے۔ یہ دعوت عجیب طریقے سے اس بڑے تماشے میں بدل گئی جس کے لئے گڈن کو معزز مہمان کی حیثیت سے بلایا گیا تھا۔ کارڈوزو کے مکان پر دعوت میں اسٹیفان ہومز کو بھی بلایا گیا تھا۔ مجلس کا یہ نمائندہ جنگ سے پہلے غلاموں کا ایک بڑا آقا تھا۔ رسمی طور پر تو ہومز ایک اسکال واگز تھا —— اسکال واگز جنوبی علاقے کے وہ گورے لوگ کہلاتے تھے جنھوں نے جنگ میں آزاد شدہ غلاموں اور یانکیوں کا ساتھ دیا تھا لیکن درحقیقت ہومز ان میں سے نہیں تھا۔ اسکال واگز، زیادہ تر غریب گورے تھے لیکن ہومز اب بھی مالدار تھا۔ صرف اس نے ہی گورے کاشتکاروں کے اس فیصلے کی خلاف ورزی کی تھی کہ انھیں اس انقلاب کی ہر چیز کا بائیکاٹ کرنا چاہئے —— اس نے مجلس کا نمائندہ منتخب ہونے کے لئے اپنے سابق غلاموں کے ووٹ حاصل کر لئے تھے لیکن وہ مجلس میں ایک تماشائی کی طرح بیٹھا رہا۔ اس نے دیکھا اور سنا مگر کہا کچھ بھی نہیں۔ گورے آدمیوں اور کالے حبشیوں سے وہ ایک ہی طریقے سے بڑے ادب کے ساتھ پیش آتا تھا۔ لیکن کارڈوزو کے نزدیک وہ ایک پہیلی تھا اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس پہیلی کو بوجھ کر ہی چھوڑے گا۔

بظاہر تو اس کی زندگی میں کوئی خاص راز کی باتیں نہیں تھیں۔ وہ جنوبی کیرولینا کے ایک اچھے خاندان کا آخری فرد تھا۔ جنگ میں اسکا بھائی اور ایک لڑکا مارا گیا تھا۔ ہومز فوج میں میجر تھا۔ اس نے حبشیوں کی طرف سے جنگ میں حصہ لیا۔ لیکن اسکو کوئی اختیار اور شہرت نہ مل سکی۔ یہ بھی جانتے تھے کہ اس کو جنگ کی تجویز سے اتفاق نہیں تھا۔ اور وہ شروع ہی سے جنوبی ریاستوں کی یونین کی علاحدگی کو ایک احمقانہ فعل سمجھتا تھا۔ کولمبیا کے نزدیک کنگاری ندی کے کنارے سی زمانے میں اس کی بہت بڑی کاشت تھی لیکن اب وہ چارلسٹن کے مکان میں اپنی ماں کے ساتھ

رہتا تھا۔ اور یہ بات تسلیم کرلی گئی تھی کہ دیہاتی جائداد قرضہ یا لگان کے معاوضہ میں ضبط ہو گئی ہوگی
وہ خوبصورت تھا ——— چہرے پر زردی، اور برتاؤ میں انکسار ———
معدے کی خرابی کے باعث اس کی جلد میلی پڑ گئی تھی۔ ہلکا رنگ، کتابی چہرہ، سر پر گھنے بال،
غیر معمولی طور پر دراز قد، نقل و حرکت میں نزاکت، شعوری طور پر شریف آدمی، اور آہستہ گفتگو
کرنے والا ——— یہ تھا ہومز ——— اس نے دوستی کے لیے کارڈوزو کو چن لیا تھا۔
کئی بار اس سے گفتگو کی۔ تعلیم اور زمین کے مسئلہ سے اپنی دلچسپی کا اظہار کیا اور بڑی خوشی کے ساتھ اس
دعوت کو قبول کر لیا، جس کا اذن کارڈوزو نے جھجکتے ہوئے دیا تھا۔
یہ اذن اور یہ قبولیت ——— دونوں ہی کارڈوزو کو پریشان کیے ہوئے تھے۔ چارلسٹن
کے شہر میں جب گورے لوگ کالے آدمیوں کے ساتھ کسی دعوت میں شریک ہو جاتے تھے تو دنیا کا رواں
رواں خوف سے کانپنے لگتا تھا۔ اور یہی خوف کارڈوزو کے دل میں اس وقت کار فرما تھا، جبکہ
اس نے ایک سابق غلام، گڈن جیکسن کا تعارف ایک سابق آقا، اسٹیفان ہومز سے کرایا۔ اور
ہومز نے کہا۔ " شرف ملاقات کا شکریہ! ——— مسٹر جیکسن۔ " ——— اس نے
یہ الفاظ مسکراتے ہوئے نرمی اور آہستگی کے ساتھ ادا کیے۔ جیسے کہ یہ روزمرہ کی بات تھی۔ وہ گڈن کی
طرف قدر کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اور گڈن تھا بھی قدر کے قابل ——— اس کے کپڑے
اچھے تھے، اسکا چوڑا سینہ اور شانے سیاہ کوٹ میں نمایاں نظر آرہے تھے۔ وہ سفید قمیض پہنے تھا
گلے میں کالی دھاریوں کی ٹائی تھی۔ اس کے گھونگروالے بال چمکتے ہوئے تھے۔ داڑھی اور مونچھیں
صاف اور نمایاں خدوخال۔ لیکن اب وہ اس قدر دبلا تھا کہ جتنا وہ کبھی اپنی زندگی میں نہیں ہوا تھا
پھر بھی ہومز اسکو دیکھکر یہ سوچنے لگا کہ " اگر اس آدمی کو نیلام کیا جاتا تو قریب قریب ایک فساد برپا
ہو جاتا۔ بولیاں تیزی کے ساتھ حیران کن بلندی پر پہونچ جاتیں اور نیلام کرنے والا چلا چلا کر کہتا
" میرے دوستو! ——— اگر تم نسل کی قدر، اور پرکھ جانتے ہو تو ادھر دیکھو۔ اتنا اچھا سانڈ
گھوڑا کیا کبھی دیکھا ہے تم نے؟ "
" مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ جناب! " گڈن نے کہا۔
کارڈوزو کی دعوت میں آنے والا چوتھا آدمی ٹاکر این۔ ڈولٹن تھا۔ مجلس کا یہ نمایندہ
ایک چھوٹے قد کا سانولی رنگت والا آدمی تھا۔ اس کو تیزی سے بولنے کی عادت تھی، ہومز کی موجودگی
سے وہ کارڈوزو اور گڈن سے بھی زیادہ گھبرا گیا اور اس کی زبان لکنت کرنے لگی۔ کھانے کی میز پر مسز
کارڈوزو ہی ایک عورت تھی! وہ مہمانوں کی خاطر میں لگی ہوئی تھی۔ ہومز اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور وہ

دونوں ہزلاد ییے سے شاندار نظر آنے لگے۔ گڈن نے حیران ہو کر اپنے آپ سے پوچھا "یہ آدمی کیا ہے!" "کیوں ہے؟" "کس طرح ہے؟" اور کون ہے؟" ــــــــ ابھی زندگی میں پہلی بار اس نے ہومز کی ذات کے ایک آدمی سے مصافحہ کیا۔ پہلی بار اس سے گفتگو کی اور پہلی بار ایک گورے آدمی کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا۔ کارڈوزو کے لئے یہ پہلا موقع نہیں تھا لیکن این ڈولف کے لئے ضرور تھا۔ وہ خوف زدہ تھا۔ گڈن نے اپنی میزبان کے پیچھے طاق میں ایک روئی سے بھری ہوئی تیتر کی کھال کو کانچ کے ایک خول میں رکھے ہوئے دیکھا۔ دیواروں پر نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ کارڈوزو دنیا کو جانتا تھا لیکن گڈن صرف اتنا جان سکا کہ وہ کس ہوشیاری کیساتھ ہومز سے پیش آرہا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"جناب والا! تعلیم ایک ضروری چیز ہے"۔

"ضروری چیز؟ ــــــــ" ہومز نے پوچھا۔

ہومز بالکل ہی غیر جانبدار ہو کر بیٹھا تھا۔ وہ خود کچھ بھی نہ کہتا مگر دوسروں سے سوالات ضرور کر لیتا۔ اب تک بحث سے علیحدہ رہ کر ہی وہ دوسروں کو متاثر اور متوجہ کر رہا تھا۔

"صرف اس حقیقت کو بیان کر دینا ہی کافی ہے کہ چالیس لاکھ جاہل غلام رہ سکتے ہیں لیکن چالیس لاکھ جاہل آزاد حبشیوں کا اپنی حالت پر ہی قائم رہنا، ظاہر ہے کہ ناممکن ہے۔"

"یہ تو نیا زاویۂ نگاہ ہے"۔ ہومز نے اعتراف کیا۔ "آپ کا کیا خیال ہے مسٹر حبکنس؟"

"میرے خیال میں تعلیم ایک بندوق ہے"۔ گڈن نے کہا۔

"بندوق ہے؟"

کارڈوزو گھورنے لگا اور این ڈولف کھانے کی چھری سے کھیلتا رہا۔ ہومز مسکرانے لگا۔ ہومز کے تبسم میں ایک بات تھی جس کو گڈن سمجھ گیا۔ اس میں صفاتی تبدیلیوں کا ایک توازن تھا۔ اور یہ وہ صفات تھیں جن میں سے کچھ گڈن میں اور کچھ ہومز میں پائی جاتی تھیں۔ وہ تبسم مختلف قوتوں کے ایک دوسرے پر عمل اور ردعمل کی تصویر تھا۔ اس نے یکایک ہومز کو سمجھنے کی کوشش چھوڑ دی۔ شاید وہ اس کو کبھی بھی نہیں سمجھ سکے گا۔

"ہاں تعلیم ایک بندوق کی مانند ہے"۔ گڈن نے کہا۔ "ممکن ہے کہ وہ اس سے بھی بہتر ہو۔ فرض کرو کہ ایک آدمی کے پاس بندوق ہے تم اسکو غلام بنانا چاہتے ہو۔ اس لئے سب سے پہلے تم کو اس سے وہ بندوق چھیننا ہوگی۔ تمھیں اپنے موقع کی تلاش میں رہنا ہوگا ہوسکتا ہے کہ وہ تم کو مار ڈالے لیکن غلام بنانے کے لئے بندوق کا چھیننا سب سے پہلی شرط ہے

——— اور کیوں ہے ؟ "

"ظاہر ہے کہ کیوں ؟ "

" نہیں یہ بات واضح بھی نہیں ہے ۔" گڈن نے آہستہ سے کہا ۔ وہ مناسب الفاظ کی تلاش میں تھا ۔ ہاتھ مل رہا تھا ——— اور اس کے ہاتھ میز کے کنارے پر رکھے ہوئے تھے ۔

" یہ بات کہ ایک شخص جس کے پاس بندوق نہیں ہے ——— غلام ہے کہ نہیں کئی اور باتوں پر بھی منحصر ہے ۔ ——— ایک بندوق والا آدمی اگر صرف بندوق پر ہی بھروسا کرتا ہے تو یقیناً وہ غلام نہیں ہے اس لئے ایسے آدمی سے صرف بندوق کا چھین لینا ہی کافی رہیگا ——— لیکن تعلیم ! ——— ایک تعلیم یافتہ آدمی سے اس کے علم کو نہیں چھینا جا سکتا ۔ اور میرا عقیدہ ہے کہ ایک صحیح معنوں میں تعلیم یافتہ آدمی ہرگز ہرگز غلام نہیں رہ سکتا اس لئے ایک لحاظ سے تعلیم ایک بندوق کی مانند ہے اور دوسرے لحاظ سے وہ بندوق سے بھی بڑھ کر ہے ۔ "

" میں اسی خیال کو بالکل اس طریقہ سے پیش نہیں کرونگا ۔" کارڈوزو نے مسکرا کر کہا ۔

" ہاں ، آپ اس طریقے سے نہیں کہیں گے ۔" ہومز نے لاپرواہی سے کہا ۔" پھر بھی مسٹر جیکسن کا تجزیہ بہت دلچسپ ہے کیونکہ وہ تعلیم کے مسئلہ پر آزادی اور غلامی کی اصطلاحوں میں غور کرتے ہیں اور میرے خیال میں آپ غلام تھے نا ؟ ——— مسٹر جیکسن ! "

" جی ہاں ! "

" لیکن غلامی کا خاتمہ ہو چکا ہے ۔ "

گڈن نے آہستہ سے سر ہلایا ۔

" لیکن کیا تمھارا خیال ہے کہ غلامی واپس آ جائے گی ؟ " ہومز نے نرمی سے پوچھا ۔

" واپس آ سکتی ہے " ——— گڈن نے جب یہ الفاظ کہے تو اتفاق سے اس کی نظر مسز کارڈوزو پر پڑ گئی اور اس نے دیکھا کہ اس عورت کی آنکھوں میں حیوانی خوف کی جھلک پیدا ہو گئی ہے ۔

دعوت جلد ہی ختم ہو گئی ——— لیکن اس دعوت کا شاخسانہ اس سے کچھ مختلف تھا ایک ہفتہ بعد مجلس سے باہر آ کر ہومز نے گڈن سے کہا ۔

" مسٹر جیکسن ! ——— میں نے کچھ لوگوں کو اپنے مکان پر بلایا ہے ۔ کیا آپ بھی آئینگے ؟ "

گڈن نے بیس و پیش کیا۔ اور موزز نے کہا "میں چاہتا ہوں کہ آپ ضرور اُن کے یقین کیجئے ——— دیکھئے نا ——— اگر ہم کو مل کر کام کرنا ہے تو ———"

گڈن نے اقرار کر لیا۔

مجلس کی کارروائی جاری رہی۔ ابتدائی انتشار کے بعد قانون پر قانون پاس ہوتے گئے۔ پہلے چھوٹی چھوٹی باتیں طے ہوئیں اور بعد میں بڑی بڑی چیزیں ——— چھوٹی چھوٹی باتوں پر سب نے اتفاق کر لیا۔ ——— لڑائی کے ذریعہ انصاف کا طریقہ ختم کیا گیا۔ اور عدم ادائیگی قرض کے جرم میں جیل خانے کی سزا کے خاتمے کو ایک بڑی اکثریت سے منظور کر لیا گیا۔ نمائندوں کی ایک بڑی اکثریت سادہ لوح تھی اور سادگی ہی نے انھیں قانون بنانے کا ایک انوکھا راستہ بنایا تھا۔ ان کے ذہنی پس منظر میں، وائسی قانون کا رعب و داب نہیں تھا۔ زوائد، رسم و رواج اور فریب نہیں تھے۔ ناقابل حل چیزیں واضح تھیں اور اکثر واضح چیزیں ناقابل حل ہو جاتی تھیں، اسی لئے جب ان لوگوں نے سماج میں عورت و مرد کے تعلقات پر بحث کی تو سالہا سال کی کھڑی ہوئی دیواروں کو ڈھا دیا۔ دلدلی علاقے کے ایک گورے نمائندے نے کہا۔

"میں نے چار سال تک، یانکیوں کے خلاف جنگ کی۔ اس عرصہ میں میری بیوی گھر کے سارے کام کرتی رہی۔ بچوں کو کھلایا، انھیں کپڑے پہنائے، زمین جوتی، فصل بوئی اور اس کو کاٹ بھی لیا۔ اس لئے میں اب اُن شریف نمائندوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ مجھے ووٹ کا حق دے کر میری بیوی کو اس سے محروم کر دیں گے؟"

گڈن بھی کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے کہا۔ "میری شادی غلامی کے دور میں ہوئی تھی۔ ہم نے چھپ کر شادی کی تھی کیونکہ ہمارا آقا غلاموں کو شادی کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ ہمارا رتبہ اسکی نظر میں حیوانوں سے زیادہ نہیں تھا۔ ہم لوگ کام میں ایک دوسرے کے برابر تھے۔ اور ہم لوگوں کو ایک ہی طرح سے کپاس کے کھیتوں میں کام کرتے کرتے غش آ جاتا تھا۔ یقیناً ہماری حیثیتیں ایک دوسرے کے برابر ہی تھیں اور اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اس مجلس کی نظر میں میری بیوی کو میرا ہم رتبہ ہونا چاہیئے۔"

وہ عام بالغ رائے دہی کے بالکل ہی نزدیک آ گئے۔ ——— اتنا نزدیک جتنا کہ کوئی ترقی یافتہ ملک ہو سکتا ہے۔ ——— لیکن انھوں نے عام بالغ رائے دہی کی تجویز کو اس خیال سے منظور نہیں کیا کہ یہ ایک بہت آگے بڑھا ہوا قدم ہو جاتا تھا انھیں ڈر تھا کہ کہیں وہ واشنگٹن کی کانگرس کے دیئے ہوئے اختیارات غلط طریقے سے استعمال نہ کرنے لگیں۔ تاہم اس کی بحث کے

نتیجے میں جنوبی کیرولینا کی تاریخ میں پہلی بار طلاق کا قانون پاس کیا گیا۔ یہ ایک معقول اور سادہ قانون تھا۔ لیکن جنوبی علاقہ کے تمام اخبارات چیخ اٹھے کہ کالے وحشیوں نے ہمارے وطن کو ذلیل اور بدنام کر دیا ہے۔ ان کی بحث کے نتیجے میں بیوی کی جائداد کو فروخت کر کے شوہر کے قرض کی ادائگی قانون کی رو سے ممنوع قرار دے دی گئی ——— اور جنوبی کیرولینا میں یہ بھی اپنا نوعیت کا پہلا قانون تھا۔ حق رائے دہی کے موضوع پر ——— ایک طویل اور معقول بحث ہوئی اس بحث کی وجہ سے گڈن نے امریکہ کے دستور کا اتنا مطالعہ کیا کہ وہ اس کو حفظ یاد ہو گیا۔ اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس نے انتخابات میں کالوں اور گوروں میں امتیاز اور ناجائز مراعات اور فرقِ مراتب کے خاتمے کے لئے جد و جہد کی ——— اور اس کی یہ تجویز بھی منظور ہو گئی۔

مارچ کا مہینہ تھا ——— بہار کے موسم کی آمد آمد تھی چارلسٹن کا آسمان دنیا کے دوسرے حصوں کی بہ نسبت زیادہ نیلا تھا۔ خلیج پر قازیں اُڑ رہی تھیں۔ کہرے کی طرح بارش کی پھوہار پڑنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے آسمان دھل گیا ہے۔ ایک نمائندے نے تجویز پیش کی " اس سال کو "شاندار سال" کا نام دینا چاہیئے۔ اور سب نے ہنس کر اس تجویز کو نامنظور کر دیا تاہم ہم لوگ جانتے تھے کہ یہ سال دوسرے سالوں کی طرح نہیں ہے اور اسی لئے اخبار " نیویارک ہیرالڈ " کے نامہ نگار نے لکھا تھا۔

" چارلسٹن میں ایک انوکھا اور امید افزا لیکن اس کے باوجود تاریخ عالم میں سب سے زیادہ ناقابلِ یقین تجربہ کیا جا رہا ہے۔ "

" چارلس کیور ، ایک بوڑھے کالے نمائندے پر تین سابق فوجیوں نے حملہ کیا اور اسکو بری طرح سے زدوکوب کیا لیکن چارلسٹن میں متوقع آتش فشاں نہ پھوٹ سکا۔ کھجوروں میں نئی نئی ٹہنیاں پھوٹ رہی تھیں۔ سمندر کے کنارے کی ہوا ہلکی اور ٹھنڈی تھی ——— اور گڈن بندری پر کھڑا ہوا سفید سفید بادبان کھولے ہوئے جہازوں کو خلیج کے ادھر اُدھر آتا جاتا دیکھ رہا تھا۔ اسکے پاس " گھاس کے پتے " نامی ایک کتاب تھی۔ جس میں لکھا ہوا تھا ———

" اے زمین ! ——— تم میرے ہاتھوں میں کسی چیز کو تلاش کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہو ؟ اچھا تم بتاؤ کہ تمھیں کیا چاہیے ؟ "

" تمھیں کیا چاہیئے ؟ " اس کے دماغ میں یہ بات گھوم رہی تھی۔ اس کو ساری دنیا چاہیئے اور دنیا اس کے سامنے پھیلی ہوئی تھی۔ گودی والے مزدور ادھر اُدھر گاتے ہوئے گھوم رہے تھے

انھیں بھی معلوم تھا کہ یہ ایک ہائے تو جاہ کا سال ہے ـــــــ تعلیم حاصل کرنے میں اب گڈن اکیلا نہیں تھا۔ آٹھ اور نمائندے اس کے ساتھ ہو گئے تھے۔ یہ لوگ ہفتہ میں تین بار کارڈوزو کے گھر پر امریکی تاریخ اور اقتصادیات کا مطالعہ کرتے تھے اور ان میں سے دو نمائندے گورے ہی تھے ـــــــ ایک دن مجلس سے باہر آنے پر اینڈرسن کلے بل گیا۔

"جیکسن، ذرا ٹھہرو!" اس نے کہا۔

گڈن ٹھہر گیا۔ اور وہ دونوں ساتھ چلنے لگے۔ کلے، گڈن سے بھی زیادہ لمبا تھا، دھوپ میں اس کے سیدھے اور لمبے بال پیتل کی طرح چمک رہے تھے ـــــــ کلے نے ایک دم بولنا شروع کر دیا۔

"میں ان دنوں یہ سوچ رہا ہوں تم ہمارے خلاف نہیں، بلکہ ہمارے ساتھ مل کر کام کرو گے"

"وہ کس طرح؟"

"گذشتہ ہفتوں میں حبشیوں سے بھرے ہوئے اس ہال کے اندر بیٹھ کر میں نے جس قدر کوؤں کی کائیں کائیں سنی ہے، اس سے پہلے میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں سنی تھی۔ ابتدا میں تو میرا یہ خیال بھی تھا کہ اس سے بہتر تو یہ ہو گا کہ میں وطن جا کر حبشیوں کی بستیوں میں رہنے لگوں، تاکہ ایک فساد برپا ہو جائے۔"

"تمھیں اس طرح تو نہیں سوچنا چاہیئے" گڈن نے نرمی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن میں نے اب یہ سوچنا شروع کر دیا ہے کہ کیا کالے آدمی اور گورے لوگ ساتھ مل کر نہیں رہ سکتے؟ کیا یہ نہیں ہو سکتا؟ ـــــــ نہ جانے کیا اس مسئلہ پر گفتگو کرو گے؟"

"کیوں نہیں؟" گڈن نے کہا۔

"تھوڑی دیر تک وہ دونوں خاموشی کے ساتھ چلتے رہے۔ ان میں سے کوئی بھی پوری طرح سے اس اونچی دیوار کو ہٹانے کے قابل نہیں معلوم ہوتا تھا، جو ایک عرصے سے ان کے درمیان حائل تھی۔

وہ چارلسٹن کی تنگ گلیوں میں سے گذرے جن کے دونوں طرف سفید دیواریں تھیں یہ وہ دیواریں تھیں جنھوں نے دنیا کو مکانوں کی شکل میں بانٹ دیا تھا۔ اور آخر کار کلے نے کہا

"نئی دنیا کے پیدا ہونے پر تم کیا کرو گے؟ تم اسکا کوئی نمونہ بناؤ گے؟ یا اس کو برباد کر دو گے؟ میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اس دنیا کو برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں"۔

گڈن ان دنوں بہت کم سوتا تھا ـــــــــ تعلیمی کمیٹی میں شرکت کی وجہ سے وہ کارڈوزو کے زیادہ نزدیک آگیا۔ اور اس کو یہ بات بھی بُری نہیں لگی۔ کہ یہ چالاک اور مہذب حبشی اس کو اپنے نقیب کی حیثیت سے استعمال کر رہا ہے۔ ان دونوں میں سے ایک تعلیم کی پیداوار تھا اور دوسرا ایک ایسا شخص تھا جو تعلیم کا مزا چکھتے ہی سرشار ہو گیا تھا ـــــــــ ایک ہی مقصد کے لئے وہ دونوں سر سے سر ملا کر بیٹھے تھے۔ ان کا یہ مقصد ایک لحاظ سے نئے دستور کی بنیاد تھا ـــــــــ اور یہ بنیاد تھی عام جبری تعلیم! ـــــــــ

اس تجویز کی زوردار حمایت کی گئی، مخالفت بھی ہوئی۔ مخالفین کی دلیلیں یہ تھیں۔

"سمجھوتہ ـــــــــ مصالحت ـــــــــ تم جاہلوں کی پوری کی پوری آبادی پر تعلیم مسلط نہیں کر سکتے۔"

"کیوں"

"وہ اس کی حمایت نہیں کریں گے۔"

"اسی لئے تو ہم اس کو قانونی شکل دے رہے ہیں۔"

"اگر تم پوری آبادی کو تعلیم دے کر وکیل بنا دو گے۔ تو پھر کھیت مزدور کہاں سے ملیں گے؟"

"نیو انگلینڈ میں بھی یہاں تعلیم کا اوسط سب سے زیادہ ہے، سبھی لوگ وکیل نہیں ہیں کھیتوں میں بے پڑھے لکھے لوگوں کی طرح تعلیم یافتہ لوگ بھی کام کر سکتے ہیں۔"

"گورے لوگ مدرسوں میں کالے آدمیوں کے ساتھ بیٹھ کر نہیں پڑھیں گے۔"

"اگر ایسا ہو گا تو ہم علیحدہ پڑھنے والوں کے لئے، ان کی خواہش پر علیحدہ اسکول بنوا دیں گے لیکن کالے گورے سبھی بچوں کو اسکول جانا ہو گا۔"

"یہ پاگل پن ہے ـــــــــ اس سے پہلے کبھی بھی اس ملک میں ایسا قانون نافذ نہیں کیا گیا۔"

"ہم اسے نافذ کریں گے۔ کبھی نہ کبھی سے تو ابتدا ہو گی ہی۔"

"تو کیا کیرولینا کے حبشی وہ کام کر سکتے ہیں؟ جو دنیا کی سب سے زیادہ ہوشیار قوموں نے بھی نہیں کیا ہے۔"

"ہم کم از کم کوشش تو کر سکتے ہیں۔"

آخر کار کمیٹی نے قانون کا مسودہ ایوان کے سامنے پیش کر دیا اور کئی گھنٹے تک گرما گرم بحث چلتی رہی۔ اور گڈن نے دیکھا کہ جن لوگوں سے حمایت کی بہت کم توقع تھی، وہی لوگ اس

تجویز کی پُر زور کوشش کر رہے تھے۔

یہ لوگ نئے جنوبی علاقے کے گورے نمائندے۔ وہ غریب گورے، جن کو سماج کی تلچھٹ سمجھا جاتا تھا، ان بیچاروں کو اخبارات نے حبشیوں سے بھی زیادہ گالیاں دیں۔ یہ حقیر اسکال واگز ——— دراز قد، دُبلے، آہستہ بولنے والے اور تنکوں جیسے بالوں والے لوگ جن کو دلدلی علاقوں اور صنوبر کے ویران جنگلوں میں رہنے والے غریب اور زمین سے محروم اور بچھڑے ہوئے لوگوں نے اپنا نمائندہ منتخب کر کے اس مجلس میں بھیجا تھا۔

انڈرسن گلے نے گرج کر کہا ——— "ہاں ایسا ہی ہوگا ——— اگر ہماری تجارت اسی میں ہے کہ گورے اور کالے بچے ساتھ بیٹھکر اسکولوں میں پڑھیں تو یقیناً میں اسکولوں کا حامی ہوں۔ اگر میں حبشیوں کے ساتھ مجلس کے اس حال میں بیٹھ سکتا ہوں تو میرے بچے بھی اسکول میں کالے بچوں کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں۔"

اور پی۔ ڈی کے دلدلی علاقہ کے نمائندے کلیبرون نے کہا" میں نے اس جنگ میں حصہ لیا ——— تین سال تک لڑتا رہا مجھے اس سے پہلے اخبار یا کتاب کا ایک حرف بھی پڑھنا نہیں آتا تھا۔ میرے دو بھائی جنگ میں مارے گئے میں پوچھتا ہوں کس لئے؟ ——— کیا صرف اس لئے کہ چند مٹھی بھر مرد و زن غلاموں کو آزاد کر دیا جائے؟ ——— ہمیں نہیں معلوم تھا۔ اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہمیں معلوم ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ خیر گولی مارو ان باتوں کو ——— مگر تعلیم دو۔ میں کہتا ہوں کہ تعلیم دو ——— اور جہنم میں جائیں اسکے نتیجے ——— جو بھی ہو گا ——— دیکھا جائے گا۔ ہم یہاں اپنی ریاست کے عوام کے منتخبہ نمائندوں کی حیثیت سے بیٹھے ہیں۔ کیا ہمیں اپنے کہے ہوئے ہر لفظ کے نتیجوں کو سوچ کر اپنی انگلیوں کے ناخن ہی کاٹتے رہنا چاہیئے؟"

گڈن بھی بولا مگر بہت کم۔ اس نے کہا "کوئی شخص بھی آزاد نہیں رہ سکتا ——— میں تھوڑی بہت تاریخ جانتا ہوں اور اس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ بھی ہماری آزادی کی جدوجہد کا ایک حصہ ہے۔ آزادی قائم رکھنے کے لئے ایک بہت بڑی بندوق کی ضرورت ہے ——— اور وہ بندوق ہے تعلیم۔ میں کہتا ہوں کہ اپنے آپ کو مسلح کر لو۔"

دوسرے دن تبصرہ کرتے ہوئے کارڈوزو نے کہا "کل چند نمائندوں نے تھوڑی معقولیت کے ساتھ یہ دلیل پیش کی تھی کہ ہمیں دستور میں وہ تمام چیزیں شامل کرنے کی امکانی کوشش کرنی چاہیئے جنکے ذریعہ ہم اپنے مخالفین سے سمجھوتہ کر سکیں۔ سمجھوتے کے لئے مجھ سے زیادہ آگے

بڑھنے والا اور کوئی نہ ہوگا لیکن ہمیں بڑی ہوشیاری سے یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم کس بنیاد پر سمجھوتہ کر رہے ہیں۔ ہمارے مخالفین میں ایک طبقہ ایسے لوگوں کا ہے جو ہمارے کاموں کا نہیں، بلکہ ہمارا مخالف ہے۔ ان لوگوں سے ہرگز سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ انھیں دستور کی بنیاد پر ہم سے اتنا اختلاف نہیں جتنا کہ اس بات پر ہے کہ ہم اس مجلس میں ان کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کا یہ اعتراض اس قدر بنیادی ہے کہ دستور میں انھیں خوش کرنے کی انھیں ہر کوشش ناکام ثابت ہوگی ——— دوسرے وہ لوگ ہیں کہ جو ہمارے دشمنوں کو خوش کرنے کے لئے دستور میں کچھ باتیں شامل کرانا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم ایسا کرلیں تو وہ ہماری طرف آجائیں گے ——— مخالفین کی ایک تیسری قسم بھی ہے۔ یہ یہ لوگ خلوص اور ایمانداری کے ساتھ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آیا ہم دستور بنانے کی اہلیت رکھتے بھی ہیں یا نہیں؟ ——— میں ایسے لوگوں کی عزت کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اگر ہم نے ان کے اعتراضات کا خیال رکھا، اور اپنے اصول کو جمہوری اصولوں پر بنایا تو اس قسم کے قابل لوگوں سے ہمارا سمجھوتہ ہو سکتا ہے ——— اصل موضوع پر بحث کرنے سے پہلے میں اس سوال کو ان تمام خیالی مفروضات سے علیحدہ کرکے دیکھنا چاہتا ہوں جن کو کچھ لوگوں نے لفظ "جبری" کا لازمی نتیجہ بنا کر پیش کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے گورے اور کالے بچوں کو ایک اسکول میں پڑھنے کے لئے مجبور ہونا پڑے گا۔ لیکن اس قانون میں کوئی بھی چیز اس قسم کی نہیں ہے۔ اس میں تو صرف اتنا ہے کہ سب بچوں کو تعلیم دینا چاہیئے لیکن کس طرح؟ اس سوال کو والدین کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے ——— یہ بات والدین کی مرضی پر چھوڑی گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو عام اسکول میں تعلیم دلوانا چاہتے ہیں، یا خاص اسکول میں؟ گورے اور کالے بچوں کے لئے الگ الگ اسکول قائم کئے جا سکتے ہیں۔ اس کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے کہ اگر کوئی کالا بچہ گورے بچوں کے کسی اسکول میں جانا چاہے تو وہ ایسا کر سکے۔ مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ زیادہ تر مقامات پر خود کالے لوگ اپنے بچوں کے لئے علیحدہ اسکول قائم کرانا بخصوصا اس وقت تک پسند کریں گے، جب تک کہ ان کی نسل کے خلاف تعصب ختم نہیں ہو جاتا ہے۔"

ہال کے چاروں طرف نظریں دوڑا کر گڈن نے منہمک چہروں کی قطاریں دیکھیں کالے اور گورے چہرے، مجسموں کی طرح ساکت وجامد نظر آرہے تھے ——— ایسے چہرے جو قانون ساز مجلس کے بالاخانے پر اس وقت سے آج تک نہیں دیکھے گئے تھے، جب کسان اور کاریگر انقلاب کے زمانے میں ووٹ دینے کے لئے جمع ہوئے تھے ——— ایسے چہرے جو غیر شعوری طور پر کارڈوزو کے الفاظ کی تائید کرتے ہوئے معلوم ہوتے تھے، خلوص کی گہری طاقت

بھائی چارہ، ـــــــ گڈن کا دل چاہتا تھا کہ وہ اپنے بازوؤں پر سر رکھ کر خوب روئے۔ اس نے اپنے دل سے کہا کہ کالا آدمی ایک یتیم بچے کی طرح ہوتا ہے۔ اس کا کوئی ملک نہیں ہے۔ زمین کا کوئی ایسا ٹکڑا نہیں ہے جس کو وہ اپنا کہہ سکے۔ لیکن اب وہ ایک ملک بنا رہے تھے۔ صدر کی مسند پر سرخ، سفید، اور نیلے رنگ کا کپڑا بچھا ہوا تھا، اور اس کے پیچھے یونین کے دو پرچم نصب کئے گئے تھے۔ گڈن ان کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اس کے کانوں میں این ڈولف کی کانپتی ہوئی آواز آنے لگی۔

"ہم دستخط کنندگان، جو کہ جنوبی کیرولینا کی مجلس میں نمائندوں کی حیثیت سے جمع ہوئے ہیں یہ سفارش کرتے ہیں کہ پناہ گزینوں، آزاد شدہ لوگوں اور ویران زمینوں سے متعلق دفاتر، حکومت کے قائم ہونے تک باقی رکھے جائیں اور ایک دفتر تعلیمات کا قیام عمل میں لایا جائے۔ تاکہ مدرسوں کا مناسب انتظام قائم کر کے ان کا معقول انتظام کیا جا سکے۔"

گڈن کے نزدیک ہی ایک بوڑھا حبشی بیٹھا ہوا رو رہا تھا۔ اسکا سر ایک دھیمی اور قدیم دھن پر ہل رہا تھا۔ ہال میں تالیاں بج رہی تھیں۔ اور نامہ نگار دروازے سے باہر اس قسم کی خبریں مرتب کرنے جا رہے تھے۔ جیسی کہ دوسرے دن روزنامہ "آب زر و ر" میں شایع ہوئی تھی :-

"ناسمجھ حبشیوں کی مذموم تحریک !"

کل بغیر کسی خوف و لحاظ کے اس سرکس نے جس کو اس کے بازیگر مجلس کے نام سے یاد کرتے ہیں، ایک ایسی تجویز پیش کی ہے جو اس ریاست کی دوالیہ حالت اور تباہی کو پایۂ تکمیل تک پہونچا دی گئی۔ ہر طبقے کے کالے اور گورے بچوں کو ایک ہی اسکول میں بھیڑ دیا جائے گا ـــــ جنوبی علاقہ کی لڑکیوں کے لئے بیس سال سے پہلے ہی آوارگی کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور ان کی عزتیں لوٹی جائیں گی۔ ایماندار شہری، فاقہ کشی کا شکار ہوں گے۔ اور مدرسوں کے ایک گندے نظام کا بار ان کے کندھوں پر ڈالا جائے گا۔ ـــــ اور ـــــ وغیرہ وغیرہ۔"

گڈن اب اخباروں میں اس قسم کی باتیں پڑھتے رہنے کا عادی ہو چکا تھا۔ یہ باتیں ہر اجلاس کے بعد شایع ہوتی رہتی تھیں۔ یہ پروپگینڈا اسی نسبت سے نفرت انگیز ہوتا گیا جس نسبت سے کہ مجلس میں دستور کے خد و خال واضح ہوتے گئے۔ عدالتی نظام میں اصلاح کی گئی اور طے کیا گیا کہ ججوں کا تقرر انتخاب کے ذریعہ کیا جائے گا۔ نسل و رنگ کی بنیاد پر تمام امتیازوں کو ختم کر دیا گیا۔ تقریر کی آزادی کا تحفظ کیا گیا اور یہ تجویز بھی منظور کی گئی کہ بڑی بڑی

قابل کاشت زمین کی ملکیتوں کی خرید اور تقسیم کے لئے حکومت درخواستیں قبول کر سکتی ہے۔ ایک تجویز یہ بھی تھی کہ وفاقی حکومت بڑی بڑی کھیتیوں اور زمینداریوں کو ختم کر دے لیکن یہ بات توقع سے زیادہ تھی۔ تاہم اصولی طور پر اس تجویز کو بھی منظور کر لیا گیا۔

اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس دن کو ایک مدت گذر چکی ہے۔ جبکہ گڈن پہلی بار کارٹر کے مکان پر آیا تھا۔ کھانے کی میز پر وہ بیٹھا ہوا وہ بوڑھے اور اس کی بیوی کے مستقبل کا نقشہ اپنے ذہن میں بنا رہا تھا۔ اب یہ بات ان کے لئے فخر کے قابل ہو گئی تھی کہ مجلس کا نمائندہ گڈن جیکسن ان کے ساتھ رہتا ہے۔

اسٹیفان ہومز نے اپنی ماں کو بتایا کہ "کل رات دعوت میں ایک حبشی بھی شریک ہوگا۔" اور اس نے کہدیا کہ "ظاہر ہے اسٹیفان!" ——— وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ ہومز کا مطلب گھر کے نوکروں سے ہے۔

"آپ شاید سمجھتی نہیں۔ میرا مطلب ہے کہ کھانے کی میز پر ایک حبشی میرا مہمان ہوگا۔"

"ایسا نہ کہو، اسٹیفان! ——— تم ایسی باتیں کہتے ہو کہ ———"

"میں سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں ماں! ——— میری بات تو سنو۔ میں نے کل کی دعوت میں ایک حبشی کو معزز مہمان کی حیثیت سے بلایا ہے۔"

وہ کرسی پر بیٹھکر اس کی طرف حیرت سے دیکھنے لگا اور وہ اپنا منھ اونچا کر کے کھڑکی میں سے سمندر کے قلعہ کی عمارت کو دیکھنے لگا۔ اس کی طرف دیکھکر ماں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ قطعی فیصلہ کر چکا ہے بحث ہو سکتی ہے لیکن وہ کر گیا اپنے من کی ہی ——— اس کی قوت ماں کی سمجھ سے بالاتر تھی۔ وہ خطرناک حد تک ذہنی صلاحیتوں کا مالک تھا۔ جب کبھی بھی لوگ اس کی ماں کے سامنے اسٹیفان کی تعریف یا برائی کرتے تو وہ ہمیشہ اس کی طرفداری میں یہی کہتی کہ تم نہیں سمجھتے۔ میرا اسٹیفان ایسے کام کرتا ہے کہ ...."

مرتھا ہومز کی عمر ۶۰ کے لگ بھگ ہو گی، وہ اب تھکی تھکی سی نظر آیا کرتی تھی ——— وہ اس بات کو بھی ماننے کو تیار تھی کہ دنیا کا ایک حصہ خون کے ایک بڑے دریا میں غرق ہو چکا ہے اور جو کچھ رہ گیا ہے ہمیں اس پر ہی قناعت کرنا چاہیئے۔ لیکن اسٹیفان اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھا کہ بغیر معاوضہ کے کوئی بھی نقصان ہو سکتا ہے ——— اور وہ بچے ہوئے پر قناعت کرنے کے لئے بھی تیار نہیں تھا۔

اس نے اپنی ماں کو بتایا " میں مجلس میں اس لئے جاتا ہوں کہ جو کچھ بھی ہو چکا ہے اس کا بدلہ لینے کے لئے ضروری ہے کہ اسے سمجھا جائے۔ اور سمجھنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہم اس کا ایک جز بن جانے کی حد تک اس کے نزدیک پہونچ جائیں۔"

اور اس نے یہ بات سمجھنے کی کوشش کی لیکن اس کی سمجھ میں خاک بھی نہ آیا اور وہ اسٹیفان کی یہ بات بھی نہ سمجھ سکی کہ " دعوت میں ایک حبشی کی شرکت ضروری ہے۔ اور میں جس چیز کو ضروری کہتا ہوں، سمجھ لو کہ وہ ضروری ہے۔

مگر کیوں؟ —— آخر کوئی وجہ بھی تو ہو! —— ؟؟"

جب کئی معقول وجوہ ہیں —— اور وہ میں سمجھا دوں گا۔"

اسٹیفان! میں یہ نہیں کر سکتی۔"

"مگر آپ کر سکتی ہیں —— اور کریں گی۔"

" اسٹیفان! —— تم خود چاہے گنوار، اسکال واگز بدھو، یا جو کچھ بھی ہو جاؤ لیکن مقیس کم از کم میرے احساسات کا تو خیال کرنا چاہیئے۔"

"پیاری ماں! " —— ہومز نے کہا۔ "تم سے زیادہ اور مجھے کس کا خیال ہو سکتا ہے"۔

" اور لوگ کیا کہیں گے؟"

" وہ کچھ بھی نہیں کہیں گے —— کرنل فنیٹن، مسز فنیٹن، سنیٹل، رابرٹ، جین ڈیرے، کارویل، جنرل گانفرٹ، اور ان کی بیوی، یہ سب اس دعوت میں شریک ہونگے"

" اور کیا انھیں بھی معلوم ہے؟ کہ اس دعوت میں ایک حبشی شریک ہو رہا ہے۔"

" انھیں معلوم ہے۔"

" اور یہ کون شخص ہے؟ اسٹیفان۔"

" کارویل کا ایک سابق غلام۔ اسکا نام گڈن جکین ہے۔"

آخر گڈن کے سامنے ایک بار پھر ان تلخ یادوں کی دیوار کھڑی کر دی گئی جو اس زمانے سے متعلق تھیں، جبکہ یہ لوگ حبشیوں کو اپنے مویشیوں کی حیثیت سے پالا کرتے تھے، وہ اس دعوت میں شریک نہ ہوتا اگر کارڈوزو یہ نہ کہتا کہ " —— گڈن چلے جاؤ! —— تمھارا جانا ضروری ہے۔ ہومز کی اس دعوت کی وجہ ان تین میں سے کوئی ایک ہو سکتی ہے —— ہو سکتا ہے کہ وہ ہم کو سمجھنا اور ہمارے ساتھ مل کر کام کرنا چاہتا ہو —— لیکن مجھے اس میں

شبہ ہے۔ وہ ایک پرانا بردہ فروش اور ہوشیار آدمی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ تمھیں بے وقوف بنا کر تمھارا مذاق اُڑانا چاہتا ہے، مگر مجھے اس میں بھی شبہ ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم آسانی سے بیوقوف بنائے جا سکتے ہو۔ اور ہومز بھی اتنا بچہ نہیں ہے کہ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے لطف اندوز ہو ــــــــ تیسری وجہ جس کو میں اہمیت دیتا ہوں یہ ہو سکتی ہے کہ ہومز نے حبشیوں کی کوئی سازش اپنے ذہن میں فرض کر لی ہے۔ اور وہ اسے معلوم کرنا چاہتا ہے ــــــــ وہ اِن تمام باتوں کو معلوم کرنا چاہتا ہے جو اس کی پیٹھ پیچھے ہوا کرتی ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو تمھارے پاس راز رکھنے کے قابل کوئی چیز ہے ہی نہیں۔"

گڈن کے پاس سوائے اپنے خوف کے اور کچھ چھپانے کے لئے نہیں تھا۔ پرانے زمانے کے تمام خوف، بیماری کے احساسات بن کر اس کے معدہ میں گڑبڑ کیا کرتے تھے ــــــــ آدمی اپنے دل سے جاہے کچھ بھی کہے ــــــــ آزادی مل گئی۔ اور کالے اور گورے لوگ، ایک نئی دنیا بنانے کے لئے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ پرانی زنجیریں ٹوٹ چکی ہیں، غلامی صرف ایک تلخ یاد بن کر رہ گئی ہے ــــــــ یہ سب باتیں ایک آدمی اپنے دل سے کہہ سکتا ہے۔ تاہم تلخ یادیں اور خوف جلد کے چھالوں کی طرح سکتے ہیں ــــــــ مار پیٹ، فرار، پرانے گیت، ــــــــ جانے دو ــــــــ بہرے لوگوں کو جانے دو ــــــــ نفرت اور حقارت ــــــــ"

وہ بیٹری کی سڑک پر آہستہ آہستہ چل کر اس بڑی اور شاندار عمارت پر پہونچ گیا۔ جو خلیج کے بالکل سامنے واقع تھی۔ اس نے دروازے کی گھنٹی بجائی اور اس کی آواز سے کانپ اُٹھا ــــــــ اس کو ایک بوڑھے حبشی نے اندر بلا لیا ــــــــ اس نے گڈن کو عجیب و غریب نگاہوں سے دیکھا لیکن شاید اُسے خاموش رہنے کی ہدایت کر دی گئی تھی۔ ڈیوڑھی میں سے ہو کر وہ بالاخانے کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ چلتے وقت اس کے پاؤں کانپ رہے تھے۔ گھر کا دروازہ کھلا۔ اور وہ اندر داخل ہو گیا۔'

گڈن پہلی بار اس قسم کے روشن، آباد، اجنبی، اور ناقابلِ بیان حد تک خوبصورت مکان میں داخل ہوا تھا۔ بچپن میں وہ کارویل کے مکان کے باورچی خانے میں آیا جایا کرتا تھا لیکن وہ کبھی خاص مکان کے اندر نہیں گیا۔ بعد میں جب وہ بڑا ہو گیا تو کارویل کا مکان مردہ اور ویران ہو چکا تھا ــــــــ لیکن یہ مکان مردہ اور ویران نہیں تھا۔ چراغوں اور موم بتیوں کی روشنی اتنی زیادہ تھی کہ اُس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ ہال میں لکڑی کا سامان بھی بچ کی

طرح سفید تھا۔ میز کرسیوں میں پرانے زمانے کی طرز کی محرابیں سی بنی ہوئی تھیں۔ سیڑھیاں بل کھاتی ہوئی اوپر جاتی تھیں۔ اور سامنے نشست کا وسیع کمرہ شیطان کی طرح منہ پھاڑے ہوئے نظر آتا تھا ——— اس نے محسوس کیا کہ جیسے وہ بیمار اور مایوس ہے۔ ہومز کی گرم جوشی سے بھی اس کے احساسات میں کوئی فرق نہ آیا۔

"آ گئے جیکسن! ——— میں کتنا خوش ہوں۔"

گڈن نے سر ہلا دیا۔ وہ بول بھی نہ سکا۔ ہومز اس کو نشست کے روشن کمرے میں لے گیا اور گڈن نے محسوس کیا کہ اس تمام گرمی کے باوجود یہاں کے لوگوں کو برف سے تراش کر بنایا گیا ہے عورتیں حسین لباس پہنے تھیں، مرد ڈنر کے سیاہ اور سفید کپڑے پہن کر آئے تھے ——— بڑے فانوس سے آنکھیں چوندھیا دینے والی روشنی نکل رہی تھی۔ مہوگنی کی لکڑی سے بنی ہوئی میز کرسیاں اتنی اچھی تھیں کہ کارڈوزو کے گھر کا ساز و سامان بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا تھا۔

ہر طرف چاندی اور شیشے کی سجاوٹ تھی۔ ہومز نے ایک ایک کر کے سب کا تعارف گڈن سے کرایا۔ لیکن کسی نے بھی اُٹھ کر اس سے مصافحہ نہیں کیا۔ اور جب گڈن اپنے پرانے آقا ڈولی کارویل کے سامنے آیا تو اس گورے آدمی نے اس کو پہچانا تک نہیں۔ اور شاید اس لئے نہیں پہچانا کہ اب گڈن ایک غلام کھیت مزدور نہیں تھا۔ گڈن جس وقت آیا تو یہ لوگ آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ تعارف کی رسم ختم ہونے کے بعد یہ گفتگو پھر شروع ہو گئی اور گڈن اکیلا ہومز کے پاس بیٹھا رہا۔ ہومز نے مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:۔

"جیکسن! ——— ان لوگوں سے برا نہ مانو۔ کبھی کبھی ہم اپنے نام نہاد اخلاق کو عین موقع پر بھول جایا کرتے ہیں۔ تم کیا پیو گے؟"

کالے نوکر کمرے میں اِدھر اُدھر سایوں کی طرح پھر رہے تھے۔ درحقیقت گڈن کے نزدیک اسوقت ہر چیز دُھندلی اور بھیانک خواب کی طرح تھی۔ اور اس کے ذہن میں کسی بھی چیز کی مکمل اور واضح تصویر نہیں بن رہی تھی۔ اس نے زور سے اپنا سر ہلایا ——— کچھ نہیں؟ ——— بالکل کچھ نہیں؟ ——— کچھ بھی نہیں۔ ——— وہ مجسمہ کی طرح ساکت وجامد کھڑا رہا ——— اسکے سارے بدن پر چیونٹیاں سی رینگنے لگیں۔ اس کو صرف اتنا خیال تھا کہ نوکر کن انکھیوں سے اسکی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہ ایک جال میں پھنسا ہوا پرندہ تھا۔ ——— وہ ایک ایسا مفرور غلام تھا، جس کو گرفتار کر لیا گیا ہو ——— وہ ایک ایسا آدمی تھا جس کو ستون سے باندھ کو پیٹا جانے والا ہو۔ لیکن ان سب سے زیادہ خراب تلخ اور خطرناک،

چیز یہ بھی کہ وہ خوف زدہ تھا ــــــ کھانے کا وقت آنے تک اس کو ایک ایک لمحہ اکی
ایک سال کے برابر معلوم ہوتا رہا ــــــ اس کو تجربہ تھا کہ لوگ کس طرح کھاتے ہیں؟ ــــــ
ــــــ اس کے وطن میں لوگ جس طریقے سے کھاتے تھے کارٹر کا طریقہ اس سے مختلف تھا ــــــ
ــــــ کارڈوزو کا ایک تیسرا ہی طریقہ تھا۔ لیکن اس میں سے کوئی بھی طریقہ اس دعوت کے طریقے
سے ملتا جلتا نہیں تھا۔ کہیں بھی اتنی بڑی چاندی کی قابیں نہیں تھیں۔ کہیں بھی اتنے زیادہ اور
اتنے نفیس برتن نہیں تھے۔ اس کو ان لوگوں کے طریقے سے کانٹا اور چھری پکڑنے میں بڑی مشکل
ہو رہی تھی۔ اس کا طریقہ بھدا تھا۔ اس نے کانٹا چھری رکھ دیا اور دوسروں کے کھانے کے
طریقے کو دیکھنے لگا ــــــ وہ سب سمجھ گئے کہ گڈن کیا دیکھ رہا ہے۔ وہ یہاں آکر اس جال
میں کیوں پھنس گیا؟ ــــــ تیں کے تیس گنا بار وہ بیوقوف بنا ہے۔ اس کے خیالات
دماغ کے پنجرے میں گلہری کی طرح دوڑنے لگے ــــــ "ہومز کا مطلب کیا ہے؟ ــــــ
ــــــ یہ سب کچھ کیا ہے؟ ــــــ کیوں ہے؟ ــــــ ہومز کو اس سے کیا
مل جائے گا؟"

اسکو احساس ہوا کہ یہ لوگ اس سے گفتگو کر رہے ہیں اور وہ رسمی طور پر ان کو جواب دیر ہا
ہے۔ ہومز نے گفتگو چھیڑ دی ــــــ ہومز کا کچھ مقصد تھا اور وہ مقصد گڈن کی سمجھ میں نہیں
آرہا تھا۔ گڈن کے دماغ میں بھری ہوئی باتیں کافور ہوگئیں۔ اب اس کو غصہ آنے لگا تھا۔ وہ اپنی
چھتیس سال کی عمر میں پہلی بار ان لوگوں سے مل کر ان کی بات چیت سُن رہا تھا۔ وہ الفاظ کے
ذریعے گفتگو کر رہے تھے۔ اور یہ وہی الفاظ تھے جن کو وہ خود استعمال کرتا تھا۔ اس نے ان کے الفاظ
کا جواب انھیں کے الفاظ میں دیا۔ اس نے غور سے ان کی باتیں سنیں اور یہ کوئی خاص ہوشیاری
کی باتیں بھی نہیں تھیں۔ ایک لمحہ میں اسکا دماغ ایک صدی پیچھے چلا گیا۔ اور پھر چکراتا ہوا واپس آگیا۔
اینڈرسن جیسا غریب گورا ان لوگوں کی بہ نسبت زیادہ ٹھنڈے دل سے اپنے مستقبل پر غور کر سکتا
تھا۔ وہ اپنے خیال میں گڈن کو طعنہ زنی کا شکار بنا رہے تھے۔ اور وہ ان کے طنز و تشنیع کا
نشانہ بننے کے لئے تیار نہ تھا۔ ہومز اس معاملہ میں اسکا ہمسر تھا۔ لیکن دوسرے نہیں تھے ــــــ
اس کے ہونٹوں پر کرنل فنیٹن کے یہ کہنے پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی کہ ــــــ

"جیکسن! ــــــ میرا خیال ہے کہ یہ قانون سازی کا کام، تمہارے لئے اپنے خاص
کام سے کبھی دوسری طرف توجہ مبذول کرنے کا ایک ذریعہ ہے ــــــ یکسانیت کو ختم کرنے
کے لئے ایک تبدیلی ہے۔ ہے نا؟ ــــــ"

"یہ کام روئی چُننے سے زیادہ منافع بخش ہے ——— ہم کو تین ڈالر یومیہ ملتے ہیں" گڈن نے جواب دیا۔

"یہ تو اپنے خون پسینے سے کمانے والوں کی اجرت سے بھی زیادہ ہے۔"

"ایک حبشی بچہ اتنی بڑی رقم کا کیا کرتا ہوگا؟" ——— جین ڈیرے نے تعجب سے کہا ——— وہ ایک لاغر اور صاف رنگ کی عورت تھی۔ اس کے یہ الفاظ سُن کر اسکا شوہر غصّے سے اسکی طرف دیکھنے لگا۔

میز پر گڈن کو اسوقت جو سماجی رتبہ دیا گیا تھا۔ یہ بھی ایک غیر معمولی رعایت تھی۔

"وہ اس رقم کو اپنے کپڑوں اور کھانے پینے پر خرچ کر سکتا ہے۔ لیکن زیادہ تر وہ اس کو پی جاتا ہے" گڈن نے کہا۔

وہ کافی سادہ مزاج معلوم ہوتا تھا۔ اور دوسرے مہمانوں کو بھی شبہہ تھا کہ اس سب کا کیا مطلب ہے؟ ——— اگر کوئی مطلب ہو سکتا تھا تو اِن مہمانوں کی صورتِ حال گڈن سے بھی زیادہ مضحکہ خیز تھی۔ کیونکہ اب وہ یہ سمجھ گئے تھے کہ ہوم اس صورتِ حال سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ بعد میں جین ڈیرے نے بتایا کہ گڈن اپنے کانٹے کو پھاوڑے کی طرح استعمال کر رہا تھا۔ اور اس کو اس طرح کھاتا دیکھکر میری طبیعت مالش کرنے لگی تھی۔

جنرل گانفریٹ نے کہا۔ جیکسن! ——— میرا خیال ہے کہ قانون سازی کی پہلی شرط تعلیم ہے۔ کیا تمھیں مجلس میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی؟"

"مشکل تو ضرور ہوتی ہے"

"مخصوصاً۔ تم کو تو بہت ہی مشکل پڑتی ہوگی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ چند سال ہی گزرے کہ ہم کارویل کے کھیتوں میں کام کرتے تھے۔"

"ہاں ——— میں کام کرتا تھا" گڈن نے مسکرا کر کہا۔

ایک مہمان، سنٹیل کی عمر پچاس سال کے قریب تھی، وہ ریاست کی سب سے بڑی کھیتوں میں سے ایک کا مالک تھا۔ اس کی آنکھیں چھوٹی، چہرہ لمبوترہ تھا۔ اور بشرہ سے مزاج کی سختی کا پتہ لگتا تھا۔ اس نے طنز کیا کہ "آپ گڈن اُبھر کر دنیا کی سطح پر آگیا ہے" ———

گڈن نے اثبات میں جواب دیا۔ کیونکہ اس کا بھی یہی خیال تھا۔ لیکن دنیا بدل رہی تھی اور جب کسی نے کہا کہ یہ تبدیلی تنزل کی طرف ہوگی تو گڈن نے جواب دیا "یہ بات تو اپنے اپنے زاویۂ نگاہ پر منحصر ہے"

"مجھیں پڑھنا تو آتا ہے " ایک عورت نے کہا ۔

"جب میں فوج میں تھا تو تھوڑا بہت پڑھنا سیکھ لیا تھا ۔"

"تم فوج میں کب تھے ؟ " ———— جنرل نے پوچھا ۔

"جب یانکی فوجوں نے چارلسٹن فتح کیا تھا ، تو میں ان کے ساتھ تھا آپ کالے دستوں کو تو نہیں بھولے ہوں گے ۔ "

کمرے میں ایک پگھلا ہوا مادہ جل رہا تھا ۔ اور اس کے نیچے بارود سے بھری ہوئی ایک کوٹھی رکھی تھی ۔ ہومز منھ بند کر کے ہنسی روکنے لگا لیکن جنرل اور دوسرے مہمان برف کی طرح سرد ہو گئے ۔ وہ سب کے سب ایک بار پھر گڈن کو برف کے مجسمے نظر آنے لگے ۔ پرانی باتیں اس کے دماغ میں عود کر آئیں ———— کچھ نہیں ———— کچھ بھی نہیں ———— سب کچھ گورے آقا کا ہے ۔ حبشی کے لئے کچھ بھی نہیں ہے ———— لیکن اب یہ نہیں چلے گا ۔ ایک آتش فشاں پھٹنے کو ہے ۔ مسز ہومز معذرت کے ساتھ میز پر سے اٹھ گئی ۔ اس کی سسکیوں کی آواز سب نے سنی ہو ۔ ہومز اس کے پیچھے گیا ۔ اور یہ کہتا ہوا واپس آیا کہ " ماں کی طبیعت خراب ہے ۔ "

جنرل بالکل ہی ساکت اور خاموش ہو گیا ۔ منیٹن نے اس ناخوشگوار سکوت کو توڑنے کے لئے گڈن سے کہا " جیکسن ! ———— تمھارا نام بہت اچھا ہے لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے حبشی اپنے آقاؤں کے نام رکھ لیا کرتے ہیں ۔ "

"بعض لوگ ایسا بھی کرتے ہیں ———— فوج میں سارجنٹ کے عہدہ پر پہونچنے سے پہلے تک میرا کوئی خاندانی نام ہی نہیں تھا ۔ یانکی کپتان مجھ سے کہتا تھا کہ میرا کوئی خاندانی نام ہونا چاہیئے اور اس نے اسی سلسلہ میں ایک بار مجھ سے پوچھا تھا کہ میرا آقا کون ہے ؟ "

یہاں آکر گڈن رک گیا اور اس نے کارویل کی طرف اشارہ کیا ۔ اسوقت وہ سوچ رہا تھا کہ اگر خواتین موجود نہ ہوتیں تو یہ لوگ مجھ کو مار ہی ڈالتے ۔ اس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا " ———— اور میں نے جواب دیا کہ جس آدمی نے مجھ کو غلام بنا کر رکھا تھا ، میں اس کے نام کو ہرگز اپنا خاندانی نام نہیں بنا سکتا اور اس کے بعد میں نے خود ہی سوچ کر پوچھا تھا کہ جیکسن کیسا نام ہوگا ؟ "

گڈن کی بات ابھی پوری نہیں ہونے پائی تھی کہ کارویل غصے سے کانپتا ہوا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا ، ـ

"نکل جا یہاں سے ــــــ سوٗر کا بچہ۔ حبشی!"

عجیب بات تھی کہ گھر واپس ہوتے وقت گڈن اپنی طبیعت میں ایک ہلکا پن محسوس کر رہا تھا۔ کتنی مخفی باتیں بھاپ بن کر ہوا میں مل گئیں ــــــ کتنے ہی بے بنیاد اندیشے ختم ہو گئے۔ ذاتی تجربے سے پہلے دنیا ایک نامعلوم شئے کا جزو رہتی ہے۔۔ ...ر کے باوجود جانڈی جیسی خلیج اس وقت اسوقت ایک بھوت معلوم ہو رہی تھی۔ لیکن کل یہی دھوپ سے چمکتے ہوئے پانی کی سنہری سطح بن جائے گی۔ جن زنجیروں نے اس کے عوام کو باندھ رکھا تھا۔ اب وہ کبھی بھی ان کے پاؤں میں نہیں باندھی جائے گی۔ سورج کی روشنی میں ان زنجیروں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اکثریت پر صرف چند لوگوں کی حکومت ــــــ وہ تاریک اور بدترین گناہ جس کو انسان نے اپنے دماغ میں جگہ دی تھی اب اس گناہ کے غبارہ میں سوراخ کر دیا جائے گا۔ اور اس کے اندر جو کچھ بھی ہے، وہ باہر نکل آئے گا

گڈن نے دھیمی آواز میں گانا شروع کر دیا ــــــ

سُنا ہے مصر میں رہتے تھے اسرائیل۔

کہا موسیٰ نے جانے دو

میرے لوگوں کو جانے دو

وہ اس ظلم و ستم کو سہہ نہیں سکتے

میرے لوگوں کو جانے دو ــــــ

ہومز کے مکان پر خواتین اٹھکر چلی گئیں۔ لیکن مرد میز پر بیٹھے ہوئے سگار پیتے رہے جنرل نے کہا "ہومز! یہ تو برداشت کے قابل نہیں ہے۔"

"یقیناً"

سٹیل نے اپنی سخت اور سرد آواز میں کہا "اسٹیفان! ــــــ تم نے بتایا تھا کہ حبشی کے ساتھ دعوت کھانے میں ایک مصلحت ہے ــــــ تم ہمیشہ اپنی مصلحت چلاتے ہو۔ اور ہم تمھاری خوشنودی کا خیال رکھتے ہیں۔ مجلس میں جاتے وقت تم ایک سازش کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ تم داخلے کے لئے حبشی گدھوں کے آگے پیچھے پھرتے رہے۔ اور ہم کو تم نے یہی بتایا کہ "اس میں بھی ایک مصلحت ہے۔" میں تو تمھاری ان مصلحتوں سے بالکل ہی تنگ آچکا ہوں۔"

ہومز نے بے پرواہی سے جواب دیا "پھر بھی مصلحت اور دانشمندی کی بات تو

کم نہیں ہو جاتی۔ آج رات ڈان ڈی چیزوں کا شائبہ تک نہیں تھا۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اس حبشی نے آج تم سب کو بیوقوف بنا دیا۔"

جنرل نے کہا "اسٹیفان ــــ بہت ہو چکا۔ میرے خیال میں تم نے بہت کچھ کہہ لیا ہے۔"

"آخر کیا کہہ لیا؟ ــــ اسٹیفان کے بارے میں تم چاہے جو سوچو۔ لیکن کم از کم اس معاملہ میں اس کا خیال صحیح ہے ــــ اس حبشی نے ہم کو بیوقوف بنا دیا۔ یہ تو تم کو ماننا ہی پڑے گا۔"

"اسٹیفان کو اس کا جواب دینا ہوگا۔ ورنہ ــــ"

ہومز بیچ میں بول پڑا "عیسیٰ مسیح کے لئے ڈیرے، ذرا صبر کرو ــــ تم مجھے لڑائی کی دعوت تو نہیں دے رہے ہو ــــ یوں تو یہ بات بہت بڑھ جائے گی ــــ کیا ہم دودھ پیتے بچے ہیں؟ ــــ پیدائشی احمق ہیں؟ ــــ میں نے آپ لوگوں کو اس لئے بلایا تھا کہ میں آپ کو کسی نہ کسی لحاظ سے ایک مضبوط کردار کا حامل سمجھتا تھا۔ لیکن اب بھی مجھے چند خود فریبیوں میں مبتلا رہنے دو ــــ"

"ہومز! ــــ"

"اچھا تو پھر مجھ کو تھوڑی دیر تک بولنے دو۔ یہ صحیح ہے کہ میں نے یہاں آج رات ایک تماشہ کیا تھا۔ میں نے اس حبشی کو یہاں بلا کر اسے اور تمہیں ایک ناممکن سی صورت حال سے دوچار کر دیا۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں۔ میں نے سوچ لیا تھا کہ کیا ہوگا؟ ــــ لیکن مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ تم میز پر اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ایک اکیلے حبشی کی موجودگی سے اپنے حواس کھو بیٹھو گے۔ اگر صورت حال کا تجزیہ کیا جائے تو ابتدا یوں ہوتی ہے کہ میں نے آپ سے ایک مہربانی کی التجا کی تھی۔ اور یہ مہربانی کہ ہم نے دستور ساز مجلس کے ایک سیاہ نمائندے کے ساتھ دعوت میں شرکت کی، ہم سب کے لئے بہت ہی اہم تھی۔ میں نے اس کو ایک اجتماعی شکل دے دی کیونکہ اس طریقہ سے میرا مقصد پورا ہو سکتا تھا۔ میں نے آپ کو یہ مقصد پہلے سے نہیں بتایا۔ کیونکہ اسوقت کسی مقصد کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ ــــ کیا میری بات واضح نہیں ہوئی؟ ــــ اچھا تو پھر چند باتیں اور سننے کی تکلیف گوارا کیجیے۔

"آپ کا رویہ کیا ہے؟ ــــ میرا مطلب اس طبقہ کے رویہ سے ہے، جس سے میں تعلق رکھتا ہوں۔ جب وفاقی حکومت نے جدید تعمیر کا حکم دیا تو آپ نے اُسے ماننے سے انکار کر دیا

آپ مایوس ہو گئے۔ یہاں سارے جنوبی علاقے میں آپ کی قبیل کے لوگ مایوس ہو گئے اور انھوں نے رجسٹروں میں اپنا نام درج کرانے، ووٹ دینے اور انتخابی جدوجہد میں حصّہ لینے سے انکار کر دیا۔ اپنے حبشیوں اور غریب گوروں کو وحشی کہہ کر اپنے دل کا غبار نکال لیا اور یہ سمجھ کر اپنے آپ کو تسلی دے لی کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے، وہ اپنی موت آپ مر جائے گا۔ یہی خیال تھا آپ کا؟ ——— کیا واقعی آپ کا یہی خیال تھا؟ ——— کیا آپ اتنی خونریز جنگ لڑنے کے بعد طاقت کا اسقدر ابتدائی تخیل رکھتے ہیں؟ کیا آپ کو اس مجلس کی کامیابی نظر نہیں آرہی ہے؟ ——— نظر آنے سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ہر چیز کو اپنی بیوقوفی کی حد تک یک طرفہ اخباروں کے ذریعے دیکھ لیں۔"

"کیا یہ کافی نہیں ہے؟ ———" ڈیرے نے کہا ہی تھا کہ کرنل فینٹن زور سے چلّا پڑا ——— "خاموش ڈیرے! ——— کہے جاؤ اسٹیفان ———"

ڈیرے پریشان ہو کر ایک ایک کے چہرے کو دیکھنے لگا۔ ہومز نے ایک تازے سگار کا سرا توڑا اور اس کو میز پر جلتی ہوئی موم بتی سے جلا کر پینے لگا۔ پھر ایک گلاس میں برانڈی بھر کر اس کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے بولا۔

"اب آپ کی کیا حالت ہے؟ ——— کیا آپ کو اپنا وہ زمانہ یاد ہے، جو آج سے آٹھ سال پہلے تھا۔ یہ کوئی بڑی مدت نہیں ہے۔ اسوقت میں چھبیس سال کا تھا اور اب میں چونتیس سال کا ہوں۔ ابھی میں جوان ہوں ——— اتنا جوان تو ہوں کہ میرے اندر ابھی زندگی کی تڑپ موجود ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ تڑپ آپ کے اندر بھی ہے۔ مجھے وہ زمانہ یاد ہے لیکن اب ہماری کیا حالت ہے؟ ایک چیز ہم سب میں مشترک ہے۔ ہم بڑی بڑی کاشتوں کے مالک تھے، یا اب بھی ہیں۔ ہم وہ نیو ہیں، وہ چٹان ہیں، جس پر ہمارے اس جنوبی علاقے کی بنیاد ہے۔ ایک اور مشترک چیز یہ ہے کہ ہم سب کا ایک ہی حشر ہونے والا ہے اور ہم سب ایک ہی تباہی کے شکار ہیں ——— میرے ہاتھوں سے وہ زمین نکل چکی ہے جس پر ایک سو تیس سال سے ہمارے خاندان کا قبضہ تھا ——— ڈیرے اور کارویل اپنی زمینوں سے ہاتھ دھو چکے ہیں ——— قرض، لگان، جنگ اور غلاموں کی نجات ——— دوسرے لوگوں کے پاس جو کچھ بھی بچ رہا ہے، وہ اس پر قناعت کئے ہوئے ہیں۔ جب ہم نے یہ غیر دانشمندانہ جنگ شروع کی تھی تو میں نے پہلے ہی اس کے نتیجے سے آگاہ کر دیا تھا ——— اور انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم وفادار نہیں ہو۔ میں وفادار نہیں ہوں؟ ——— کیا ہم اپنے آپ سے

جھوٹ بولیں ـــــــــ کیا میں اپنے بنانے والے سے بیوفائی کرسکتا ہوں ؟ ـــــــــ کیا میں آپ سے بیوفائی کرسکتا ہوں ؟ ـــــــــ کیا میں اپنے خون اور جسم سے بے وفائی کرسکتا ہوں ؟ ـــــــــ دوستو ! ـــــــــ میں خلوص کے ساتھ تم سے کہتا ہوں کہ اپنی موجودہ حالت کو سمجھو ۔ اسی میں ہماری مشکلوں کا حل ہے ۔"

جنرل اپنے سگار سے دھواں اڑاتے ہوئے بولا " اسٹیفان ! کیا تمھارا یہ مطلب ہے کہ ہمیں بندروں کے اس تماشے میں جانا چاہیئے ؟ "

اور سنیٹل نے مزید کہا :- " کیسے ؟ ـــــــــ ہم نے حبشیوں کو خریدنے کی کوشش کر چھوڑی ، انھیں بھسلایا ، دھمکایا لیکن ان کے دماغ سے کسی طرح یہ بات نکلتی ہی نہیں ہے کہ ہم نے ان کو غلام بنا کر رکھا تھا ۔ "

" تم اس حبشی کو آج رات یہاں کیوں لائے تھے ؟ فینٹن نے پوچھا

" وہ حبشی اس مسئلہ کی کنجی ہے ۔ ـــــــــ جنرل نے ان کی مجلس کو " بندروں کا تماشہ " کہا ہے ۔ مجھے اس اصطلاح پر اعتراض ہے ۔ ہم اس طریقے سے سوچ کر اپنے آپ کو شکست دے لیتے ہیں ۔ یہ مجلس بندروں کا تماشہ نہیں ہے بلکہ مضبوط ارادے کے ذہین لوگوں کا ایک اجتماع ہے جس میں زیادہ تر ان کے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے اعتبار سے ایماندار لوگ شامل ہیں " ۔

" تم بکواس کرتے ہو ـــــــــ " جنرل نے اعتراض کیا ۔

" واقعی ! ـــــــــ کیا آپ کسی اجلاس میں گئے ہیں ۔ ؟ "

" میں اخبار جو پڑھ لیتا ہوں ۔ "

" اور اخبار جھوٹ بولتے ہیں ۔ یقین کیجئے ۔ میں تقریباً ہر اجلاس میں گیا ہوں ـــــــــ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ اخبار جھوٹ لکھتے ہیں ـــــــــ میں اس حبشی کو یہاں صرف ایک وجہ سے لایا تھا ـــــــــ

" دو ، یا تین سال پہلے وہ جاہل مطلق تھا ۔ اس سے چند سال پہلے وہ کارسیل کا غلام تھا لیکن آج رات آپ نے اس کو دیکھا ؟ کیا وہ بندر تھا ؟ ۔ یہ فام لوگوں میں جو صلاحیتیں چھپی ہوئی ہیں ، ان کی خرید و فروخت ہم دو سال سے کرتے رہے ہیں ۔ ہمیں پتہ نہیں اور نہ ہی ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ گڈن جیکسن جیسے لوگ کیونکر آسانی کے ساتھ اپنی آزادی سے دست بردار ہو جائیں گے اور وہ اکیلے بھی نہیں ۔ ان کے ساتھ وہ غریب گورے بھی ہیں جن سے ہم اسوقت تک نفرت کرتے رہے جب تک کہ ہمیں جنگ میں ان کی ضرورت نہ پیش آئی ۔ ادھر یہ غریب

گورے بھی جنھوں نے جنگ میں ہمارا ساتھ دیا تھا، اب کچھ سوچنے لگے ہیں۔ دوستو! ہم نے اس مجلس کو حبشیوں اور گوروں کے حوالے کر کے امن زمانے کی ایک دوسری فاش غلطی کی ہے۔ پہلی غلطی تو جنگ ہی تھی ——— کہتے تھے کہ اس مجلس کا فاتحہ انتشار کی صورت میں ہوگا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس کے اجلاس منعقد ہوتے ہوئے نوّے دن سے اوپر گذر چکے ہیں اور انھوں نے اپنا دستور تیار کر لیا ہے آپ کہتے تھے کہ ہماری قوم غیظ و غضب کے ساتھ اٹھے گی۔ اور اس بھوت کو کچل کر رکھ دے گی۔ لیکن آپ کی قوم نے ایسا نہیں کیا اور اب امریکی نامہ نگار اس مجلس کی سچی خبریں تمام ملک میں پھیلا رہے ہیں جب ہم نے جنگ کے فوراً ہی بعد احمقانہ طریقہ سے ملک بھر میں طوائف الملوکی اور دہشت زدگی پھیلائی اور اپنے خیالی، سیاہ قوانین نافذ کر دیے تو ہمارا خیال تھا کہ ہم اس قدر جری ہیں کہ آسانی کے ساتھ اس قوم کے ہاتھوں سے فتح کی برکتیں واپس لے لیں گے جس نے ہم کو میدان جنگ میں شکست فاش دی ہے۔ ہم نے اس توقع پر اس بیوقوف جانسن کو استعمال کیا کہ لوگ اس کی پیروی کریں گے ——— لیکن ہوا یہ کہ کانگرس نے اس کو کچل کر رکھ دیا۔ اور اب حبشی وہ ہمدردیاں حاصل کر رہے ہیں جن کو ہم نے اپنی حماقت کی بھینٹ چڑھا دیا۔ اور یہ بھی ہمارا ہی قصور ہے۔"

"ہومز! ——— ہمارے متعلق تمھاری رائے اچھی نہیں ہے۔" ڈیرے نے کہا۔

"بالکل! ——— بلکہ ایک لحاظ سے میں اس حبشی کے متعلق بہتر رائے رکھتا ہوں۔"

"اور میں نہیں رکھتا ———"

فلینٹن نے کہا "عیسیٰ مسیح کے لئے ڈیرے!" اور پھر ہومز سے مخاطب ہو کر بولا:۔

"اسٹیفان! کیا تمھارے پاس کوئی تجویز ہے؟ یہ وعظ و نصیحت چھوڑو۔ ہم نے حبشی سے ملاقات کی اور تم نے اپنی بات بھی سمجھائی؟ ——— لیکن اب یہ بتاؤ کہ تم کیا تجویز پیش کرتے ہو۔؟"

"اچھا!" ہومز نے سر ہلایا۔ "تم نے حبشی سے ملاقات کی۔ اور ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ وہ کیا ہے؟ ——— وہ جنوبی علاقے کے چالیس لاکھ حبشیوں کی سوئی ہوئی صلاحیتوں کا ایک مثالی نمونہ ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ کہے جاؤ۔"

"اب ہم اس مجلس پر غور کریں اور سوچیں کہ اس نے کیا کر لیا ہے۔ پہلی چیز ہے تعلیم ریاست بھر میں تعلیم کو عام اور جبری قرار دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آیندہ حبشی اور غریب آبکارے برابری سے ہمارا مقابلہ کر سکیں گے۔"

"پھر بھی وہ حبشی اور غریب گورے ہی رہیں گے۔"

"خدا مجھے اتنی توفیق دے کہ میں تمھیں حقیقت سے آگاہ کر سکوں۔ اگر اس قسم کی تعلیم ایک نسل تک ہی جاری رہی تو میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا وجود ایک مبہم سی یاد میں تبدیل ہو کر رہ جائے گا۔ —— ایک دوسری بات یہ ہے کہ مجلس نے بڑے بڑے کھیتوں کو چھوٹی چھوٹی کاشتوں میں بانٹ دینے کی سفارش کی ہے۔ اگر اس چیز کو تعلیم کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ زمینداروں اور بڑے بڑے کاشتکاروں کا جنازہ نکل رہا ہے مجلس نے تانوناً رنگ و نسل کی بنیاد پر تمام امتیازوں کو مٹا دیا ہے۔ —— اس نے یقین دلایا ہے کہ عدالتوں میں کالے جج بھی گورے ججوں کے ساتھ بیٹھیں گے۔ دوستو! —— یہ چیز بھی جلنے دو مجلس نے انتخابات کے جمہوری حق کا تحفظ کر لیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ قانون کے ذریعے اپنی طاقت کو منوانے کا جو خواب دیکھ رہے تھے، شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا —— اور سب سے اہم چیز یہ ہے کہ مجلس نے برابر قانون، ہر حکم، اور ہر تجویز کے ذریعے کالے لوگوں اور گورے غریبوں سے یکساں طور پر اپیل کی ہے۔ غریب گوروں کو کالے لوگوں کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے کیا اس اپیل کا ان لوگوں پر اثر نہیں پڑے گا؟"

بڑی دیر تک خاموشی طاری رہی جس کو جنرل نے ان الفاظ سے توڑا "ہومز! —— —— وہ اس کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتے —— کوئی بھی نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔ اس ریاست کا مالیہ ان مصارف کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اور انتخابات میں ——"

"انتخابات میں کامیاب ہو کر وہ اسی طرح حکومت پر قبضہ جما لیں گے جس طرح کہ انھوں نے مجلس پر قبضہ کر لیا ہے۔"

"اور ہم کہاں رہیں گے اسٹیفان!؟" کارویل نے پوچھا۔

"ظاہر ہے کہ کہیں بھی نہیں۔"

"تو پھر انھیں کا کھیل کیوں نہیں کھیلتے؟"

"اور ہم ووٹ دینے والوں کو کیا دیں گے؟ —— بیس سینٹ یومیہ اجرت! —— غلامی۔ چھوٹی کاشتوں سے محرومی —— جہالت۔"

"دوسرے طریقے بھی ہیں۔"

"ہاں! —— لیکن یہ طریقہ نہیں ہے۔ ہم طاقت کے مالک تھے جس کو ہم کھو چکے ہیں اور اب ہم چاہتے ہیں کہ یہ طاقت پھر حاصل ہو جائے۔ صاف الفاظ میں بات صرف

اتنی سنی ہے۔ آج رات آپ نے اس حبشی سے ملاقات کی۔ کیا آپ اُس کو بہلا سکتے ہیں۔ بہلا سکتے ہیں۔ دھوکا دے سکتے ہیں "

" نہیں ! ـــــــ" فینٹن نے کہا "لیکن ہم اس کو پھانسی تو دے سکتے ہیں !"

جنرل بولا " ہم دہشت زدگی میں ناکام ہو گئے۔ اسٹیفان ! ـــــــ یہ تو تم نے ابھی بتایا تھا۔"

" ہاں۔ ہم ناکام ہو گئے ـــــــ کیونکہ وہ ایک حماقت آمیز دہشت زدگی تھی۔ اگر دہشت زدگی صرف دہشت زدگی کے لئے کی جائے تو پھر اسکی ناکامی یقینی ہے۔ ہم نے ہجوم کے ہجوم یانکیوں کی سنگینیوں کے سامنے جھونک دیے ـــــــ ہم نے اخلاق سوز اور وحشیانہ مظالم کیے۔ سابق سپاہیوں کو خون میں نہلا دیا۔ انھیں سنگسار کیا اور طرح طرح کے ظلم توڑے۔ کوئی اسکیم نہیں تھی، کوئی مقصد نہیں تھا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کوئی تنظیم نہیں تھی۔"

فینٹن نے ایک تازہ سگار سلگایا، ایک عورت نے دروازے سے منہ نکال کر کہا "کیا آپ لوگ قیامت تک یہیں بیٹھے رہیں گے ؟" ـــــــ ایک کالا نوکر وھسکی کی شراب لے کر آیا اور ہومز نے کہا۔ " تمھارے جانے کے بعد میں چاہتا ہوں کہ ہماری گفتگو میں کوئی خلل نہ ڈالے"

" اسٹیفان کے سگار کی راکھ بہت لمبی ہو گئی تھی، جس کو اس نے انگلی سے جھٹک کر جھاڑا دیا وہ پیشرے پر گر گئی اور اس کو اڑانے کے لئے وہ پھونکیں مارنے لگا۔

"ایک تنظیم، ایک اسکیم، اور ایک مقصد۔ " اس نے کہا۔

" تم نے کلان[۵] کے متعلق بھی سوچا ہے اسٹیفان !" فینٹن نے کہا

" ہاں، میں نے اس پر بھی کچھ سوچا ہے۔ ان کے دو سالہ کاموں سے کسی منضبط تنظیم کا پتہ نہیں لگتا۔ پھر بھی وہ کم از کم ایک تنظیم ہے اور بجائے اس کے کہ ہم اپنی طاقت میں پھوٹ پیدا کریں اور ایک علیحدہ تنظیم بنائیں۔ ہم کو چاہیئے کہ انکی تنظیم کو ہی مضبوط کریں اور اس سے کام لیں اگر ہم یہ طے کرتے ہیں تو اس سلسلے میں فوری اقدام کرنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تنظیم بھی اپنی افادیت کو کھو بیٹھے۔"

" فوجی لوگ، اس کے افسر ہیں۔" جنرل نے کہا۔

" یہ ٹھیک ہے ـــــــ اور اس سے فائدہ ہوگا۔ ڈیرے تو پہلے سے ہی کلان کا

۵۔ گورے زمینداروں کے رضاکاروں کی دہشت پسند تنظیم۔

ممبر ہے۔ اس سلسلہ میں وہ ہماری مدد کر سکتا ہے۔ سفید پوشوں کی دہشت زدگی اور صلیبوں وغیرہ کا جلانا حماقت ہے۔ حالانکہ وقت آنے پر یہ چیزیں بھی فائدہ مند ہوتی ہیں ــــــ نیولے کی طرح بزدل اور خوفزدہ لوگ جب کہیں چھپ جاتے ہیں تو ان میں ہمت آجاتی ہے۔"

"میں اس قسم کی گفتگو کو پسند نہیں کرتا"

"ڈیرے۔ ایسا نہ کہو۔ کیا تم اپنے سر پر ایک سفید دستی باندھکر راتوں کو ادھر ادھر بھاگتے اور چھپتے پھرنا چاہتے ہو؟ ــــــ نہیں ــــــ یہ ایک اوزار ہے۔ ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہیئے۔ اور اس کے استعمال کے لیئے ہم کو ہزاروں آدمی درکار ہوں گے۔ یہ آدمی کہاں سے آئیں گے؟ ــــــ اگر زیادہ نہیں تو تھوڑے بہت فوجی بھی ہوں گے ــــــ ہمارے فوجیوں کے متعلق تمھاری جو کچھ بھی رائے ہو لیکن ان میں ہمت ہے، خودداری ہے ــــــ وہی خودداری جس کا ہم تذکرہ کیا کرتے ہیں۔ وہ سفید پوشوں کی دہشت زدگی اور قتل و غارت گری کو پسند نہیں کریں گے۔"

"اسٹیفان! تم یہ بات جس طریقے سے پیش کر رہے ہو میں اس کو پسند نہیں کرتا۔" جنرل نے کہا

"تو پھر میں کس طریقے سے کہوں؟ ــــــ ہم اپنے آپ سے تو کھری کھری باتیں کہہ سکتے ہیں کہ نہیں؟ لیکن ایسے بھی کافی لوگ ہیں جو سماج کی تلچھٹ تھے۔ جن سے ہم اوورسیروں کا کام لیتے تھے۔ یہ لوگ غلاموں کی خرید فروخت اور پرورش کیا کرتے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھ میں ہمیشہ ایک کوڑا اور منہ میں گالیاں بھری رہتی ہیں، اور اگر ان میں کوئی خوبی ہے تو وہ صرف یہ کہ ان کا رنگ گورا ہے۔ دوستو! ــــــ ہم اس گوری جلد کے ساز پر ایک گیت گائیں گے اور اس کو ایک امتیازی نشان بنا دیں گے۔ ہم اس گوری جلد کو ہر چیز پر ترجیح دیں گے۔ غریب گوروں کو ان کی گوری جلد واپس کر کے ہم انھیں امیدواروں کی حیثیت سے کھڑا کریں گے۔ اور اسکے بدلے میں وہ ہم کو وہ تمام چیزیں واپس کر دیں گے جن کو ہم نے اُس جنون آمیز جنگ میں کھو دیا ہے۔"

"لیکن کس طرح، اسٹیفان؟" فلینٹن نے کہا۔

"جب ہم نے پہلے یہ کوشش کی تھی تو ــــــ"

"ہاں۔ لیکن اس مرتبہ ہم بے خبر نہیں ہیں۔ ہم رفتہ رفتہ سب کچھ کر لیں گے۔ سب سے پہلے تنظیم کے سوائے اور کچھ نہیں کرنا ہے۔ ہم کلان میں داخل ہو کر اپنے سرمائے سے اس کی مدد کریں گے۔ ہاں! جو کچھ بھی ہمارے پاس بچ رہا ہے۔ ہم اس سے کلان کی مدد کریں گے جب تک

فتح مند فوج کے دستے یہاں پر ہیں۔ ہم کو کچھ نہیں کرنا ہے ــــــ یعنی ہمیں اپنے سے بڑی طاقت کا مقابلہ نہیں کرنا ہے۔ اس عرصے میں کچھ باتیں مثلاً کسی حبشی کا غلام بنانا، زنا بالجبر سنگساری جیسے واقعات قدرتی طور پر ہوں گے اور جب یہ ہوں گے تو کلان کے سوار چھوٹا موٹا حملہ کر سکتے ہیں۔ پروپگینڈے کے طور پر تم صرف اتنا کہو گے کہ سفید خود پہنے ہوئے جن رات کو حملہ کرتے ہیں۔ یہ صرف پروپگینڈے کے طور پر ہوگا۔ ہم موقع کی تلاش میں رہیں گے۔ منظم ہونگے اور وقت سے پہلے کچھ بھی نہیں کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ لوگ جو سیاست میں حصہ لینے کی اہلیت رکھتے ہیں وہ حزب مخالف کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس بہانہ سے حصہ لیں گے کہ ہم تو جدید تعمیر کرنے والوں کے ساتھ تعاون کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہے میری تجویز۔ آپ کو میرا ساتھ دینا چاہیئے۔ ہم درجہ بدرجہ آگے بڑھتے ہوئے اپنے موقع کی تلاش میں رہیں گے۔"

"اور وہ موقع کب آئے گا؟" جنرل نے پوچھا۔

"معلوم نہیں۔ دو تین سال تو ضرور لگ جائیں گے۔ ــــــ ہو سکتا ہے کہ پانچ سال لگ جائیں لیکن ہم اسوقت تک انتظار کریں گے جب تک کہ تعمیر شدہ جنوبی علاقے کی حقیقت کو قومی سیاست کے حلقوں میں تسلیم نہیں کر لیا جاتا۔ اور جب تک کہ یانکیوں کا ایک ایک سپاہی یہاں سے واپس نہیں بلا یا جاتا۔ لیکن اس انتظار کے زمانے میں ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھکر نہیں بیٹھیں گے۔ ہم ہر مصیبت کا مقابلہ دیوانوں کی طرح سے نہیں بلکہ صبر اور مردانگی کے ساتھ کریں گے اور ہم شمالی علاقے کو بتائیں گے کہ ہماری مصیبتیں بڑھ چکی ہیں۔ ہمیں بے وقوفوں کی طرح سے چیخنا چلانا نہیں ہے۔ بلکہ ہم ایک وزن اور خودداری کے ساتھ یہ اعلان کریں گے کہ ہم پر ناجائز ظلم ہو رہا ہے۔ ــــــ اور جب ہم کافی پروپگینڈا کر چکیں گے تو لوگ ہماری باتوں پر یقین کرنے لگیں گے اور اس طرح شمالی علاقے میں بھی ہمارے ہمدرد اور پیرو پیدا ہو جائیں گے ــــــ شمال میں جہاں کہ ایسے ہزاروں لوگ ہیں، جو ہم سے حسد رکھتے ہیں۔ وہ انھیں چیزوں کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جن کے خلاف انھوں نے ہم سے جنگ کی تھی اور یہ چیزیں ہیں ــــــ ہماری بڑی بڑی کاشتیں، ہمارے غلام، ہماری شان وشوکت، اور ہمارا طرز زندگی۔ ان چیزوں کی وجہ سے انھوں نے ہم سے اس قدر حسد کیا ہے جس پر اخلاقیات کے چھوٹے پردے نہیں ڈالے جا سکتے!

ــــــ اور اس سے بھی بڑھ کر ــــــ یہ کہ انھوں نے غلام اور پابہ زنجیر حبشی پر بڑا ترس کھایا ــــــ لیکن ان کا یہ ترس کہاں جائے گا؟ جبکہ ہم دنیا کو یہ بتائیں گے کہ یہی حبشی ہم پر ظلم توڑ رہا ہے اور اعلان کر دینگے کہ شریف مردوں اور عورتوں میں جو انسانیت

محبت، تہذیب، اچھائی، اخلاق اور دوسری قدر کے قابل چیزیں ہیں، وہ سب یہ سیاہ فام حبشی ان سے چھین لینا چاہتے ہیں۔"

"اور حقیقت بھی یہی ہے!" جنرل نے نرمی سے کہا۔

"ہم اپنے حامی پیدا کریں گے۔ ہم شمالی علاقہ کے لئے کچّا سامان پیدا کرتے ہیں۔ دنیا کا صنعتی محور، انگلینڈ سے شمالی امریکہ میں تبدیل ہونے لگا ہے۔ وہ روئی کے لئے چیخیں گے ہم ان کو کچھ روئی ضرور دیں گے لیکن اتنی نہیں دیں گے کہ ان کی ضرورتیں پوری ہو جائیں ہم ان کے لئے پیداوار کرتے ہیں۔ ہم ان سے کہیں گے " کہ تم جنوبی علاقے میں بھی اپنی صنعتیں کھولو اور اس طرح ہم ان کو اپنے مستقبل کا شریک بنا لیں گے۔ وہ ایک مرتبہ اپنے اس اخلاقی جنون کو بھول سکتے ہیں، جس نے ان کو جنگ میں دھکیل دیا تھا۔ لیکن یہ ایسی بات ہے کہ وہ اس کو کبھی نہیں بھول سکتے ——— اور پھر وہ یہ بات آسانی سے سمجھ لیں گے کہ ہمارے خلاف ان کی جنگ ناجائز تھی اور جنوبی علاقہ کے لوگ آزادی کے وہ شیدائی ہیں جنھوں نے امریکی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے جنگ کی تھی۔"

"اور یہ ہے بھی حقیقت!" جنرل نے کہا۔

"اور جب دو سال یا پانچ سال میں وہ موقع آجائے گا تو ہم طاقت کے ساتھ اپنا وار کریں گے۔ اسوقت طاقت اور دہشت زدگی ہی ایسی چیزیں ہونگی جو آخری فیصلہ کریں گی لیکن اسوقت تک ہم اپنا اصلی مقصد حاصل کر چکے ہوں گے۔ شمالی علاقے کے لوگوں کو اوّل تو معلوم ہی نہ ہوگا اور جو تھوڑی بہت خبریں اُن تک پہونچیں گی وہ ان پر یقین نہیں کریں گے۔ اسوقت تک کلان بڑھ کر ایک فوج بن چکی ہوگی، اور یہ کلان اس چیز کو ختم کر دے گی جو آج پیدا ہو گئی ہے۔ اسکو اس بری طرح سے دبایا جائے گا کہ وہ پھر کبھی اپنا سر نہ اٹھائے گی۔ اور پھر میرے دوستو! ——— ——— یہ حبشی ایک بار پھر غلام ہو جائے گا جیساکہ وہ ہمیشہ سے تھا، اور جیساکہ اس کی قسمت میں لکھا ہے۔ وہ لڑے گا ضرور ——— لیکن وہ دہشت زدگی اور طاقت کی وجہ سے منظم نہیں ہو سکے گا۔ اور ہم پہلے سے ہی منظم ہونگے ——— اس کی طرف سے کچھ گورے لوگ بھی لڑیں گے۔ لیکن میں یقین دلاتا ہوں کہ ایک بڑی اکثریت اسکا ساتھ نہیں دے گی ——— ——— دہشت اور گوری جلد اسکی ضمانتیں ہیں اور دوستو! ——— جب وہ موقع آئے گا تو فتح ہماری ہی ہوگی۔"

یہ تقریر کرتے وقت ہوم نے اس قدر آتشیں جوش وخروش کا اظہار کیا کہ سب سے زیادہ بحیں

آدمی، جنرل بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا لیکن تقریر ختم کرنے کے بعد ہی یہ آگ بجھ گئی اور اسکا جوش سے تمتایا ہوا چہرہ ادب اور تہذیب کی ایک پرسکون اور زرد صورت میں تبدیل ہوگیا اس نے ایک اور سگار سلگا لیا۔ لوگ اس کی اسکیم پر جب کافی بحث کر چکے تو اس نے کہا۔

"کیا اب خواتین اندر آسکتی ہیں؟"

(۶)

مجلس ختم ہوگئی، دستور بن گیا۔ قانون پر قانون بنائے گئے۔ آزادی اور زندگی کی تعریفات کی گئیں اور اس یونین کا نصب العین عوام کی خوشحالی قرار دیا گیا۔ جس کا تصور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے دماغوں میں پہلے سے ہی موجود تھا۔ یہ ۱۸۶۷ء کی بہار کا موسم تھا ایک روشن اور تازہ نئے سال کی ابتدا تھی۔ ایک نیا زمانہ شروع ہو رہا تھا۔ اور اسی لئے سرکاری پادری نے دعا کی تھی کہ:۔

"اے غفور الرحیم، ہم اپنی کوششوں میں تیری مدد چاہتے ہیں۔ ہماری غلطیاں ارادی نہیں تھیں، بلکہ اس لئے تھیں کہ ہم فانی انسان ہیں اور ہم بھی ان بدیوں، گناہوں اور حق تلفیوں سے محفوظ نہیں ہیں، جو تمام فانی انسانوں سے سرزد ہوتی ہیں ...."

اور اس کے بعد مجلس کے تمام ممبروں نے کھڑے ہو کر ایک ترانہ گایا۔ ان کی آوازیں مٹھاس اور جوش سے بھری ہوئی تھیں ————

"وطن، میرے پیارے وطن
میری زندگی تجھ پہ قربان ہے
اے آزادیوں کی حسین سرزمیں
ترے، لبس ترے گیت گاتا ہوں میں۔
وطن، میرے پیارے وطن"

"اب کیا پروگرام ہے؟" کارڈوزو نے گڈن سے پوچھا۔

"گھر جاؤں گا"

"گھر چھوڑے ہوئے بہت دن ہوگئے۔ ہے نا؟"

"بہت دن ـــــــ" گڈن نے مسکرا کر کہا "گھر کی جدائی کالے لوگوں کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ فرانسس! ـــــــ انھیں گھر بہت یاد آتا ہے۔ غلامی کے زمانے میں اگر کسی حبشی کو دریا کے اس پار بھیج دیا جاتا تھا تو وطن کی جدائی اس کے لئے موت سے بھی زیادہ ہوتی تھی۔ مجھے تو جیسے گھر جانے کی بھوک لگی ہوئی ہے۔"

"اور اس کے بعد؟"

"میں سوچ رہا ہوں۔" گڈن نے سنجیدگی سے کہا "میرے لوگ زمین سے واقف ہیں اور انھیں اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے تھوڑی روئی اور کچھ اناج بھی پیدا کرنا آتا ہے۔ آجکل وہ کارویل کی کاشتکاری میں رہتے ہیں ـــــــ لیکن یہ زمین جلدی ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ میں نے دفتر جا کر اس زمین کے بارے میں معلوم کیا تھا ـــــــ کارویل نے اس کو قرض میں قرق کرا دیا اور قرضداروں نے لگان نہ دے کر ضبط کرا دیا۔ اب عنقریب ہی اس کا نیلام ہو جائے گا۔ اگر نیلام ہو گیا تو میرے لوگ کہاں جائیں گے؟"

"آج لاکھوں ہی کالے لوگوں کے پاس نہ زمین ہے نہ مکان ہے۔ اور وہ بھوکے مر رہے ہیں۔ یہ آج کا اہم مسئلہ ہے گڈن!"

"ممکن ہے۔ میں اسے کسی طریقے سے حل کر سکوں۔ اگر زیادہ نہیں تو کم سے کم اتنا تو ہو سکتا ہے کہ میں اپنے لوگوں کو زمین خریدنے کا راستہ بتلا دوں اور اس میں بھی کامیابی کا یقین نہیں ہے۔ ـــــــ کوئی صورت ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی ہو سکتی۔ یقین کے ساتھ کچھ کہہ نہیں سکتا ـــــــ لیکن میں گھر جا کر کوشش تو ضرور کروں گا۔"

"اس سے چند لوگوں کی امداد تو ضرور ہو جائے گی۔ لیکن مسئلہ کا حقیقی حل نہیں ہوگا۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"گڈن! ـــــــ کبھی تم نے سیاست پر بھی سوچا ہے؟"

"سیاست؟ ـــــــ"

کارڈوزو نے مسکراتے ہوئے گڈن کو اپنی پہلی ملاقات یاد دلاتے ہوئے کہا "میں نے اسی وقت یہ سمجھ لیا تھا کہ مجھ کو تم جیسے لوگوں پر اعتماد کرنا چاہیئے۔"

"مجھ جیسے لوگوں پر ہی کیوں؟ ـــــــ"

"کیونکہ یہ ساری ریاست، یہ ریاست ہی کیا بلکہ ایک چھوٹی سی اقلیت کے سوائے سارے جنوبی علاقے کے لوگ ایک ہی مستقبل رکھتے ہیں اور وہ مستقبل ہے اپنی محنت کے بل پر

زندہ رہنے کا۔ ——— تم نے ایسا ہی کیا ہے۔ تم سیکڑوں ہی لوگوں نے اس بات کو ثابت کرکے دکھا دیا ہے ——— گڈن کئی باتوں میں ہم ایک دوسرے سے متفق نہیں ہیں اور ہمارے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہے۔ اپنی شرافتِ نفس کے باوجود، تم تشدد پسند آدمی ہو اور میرے سوچنے کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ لیکن تم میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن سے میں محروم ہوں ——— بڑی طاقت اور اونچی قدر ——— یہ چیزیں مجھ میں نہیں ہیں۔ لیکن تم ان کا استعمال کس طریقے سے کروگے؟"

گڈن نے مسکرا کر جواب دیا: "اگر ایسی چیزیں ہوں تب کی بات ہے۔ وہ ہو بھی سکتی ہیں اور نہیں بھی ہو سکتیں۔ مجھے یقینی طور پر کچھ بھی نہیں معلوم! ——— میں اس کے متعلق سوچنا اور سمجھنا چاہتا ہوں۔ فرانسس! میں ایک جاہل آدمی ہوں۔ اگر مجھے تین مہینہ پہلے یہ معلوم ہو جاتا کہ میں کس قدر جاہل ہوں تو میں مایوس ہو کر ہر چیز سے دست بردار ہو چکا ہوتا۔"

"گڈن! واپس جانے کا فیصلہ کرنے سے پہلے کچھ سوچ سمجھ لو۔ چند ہی دن بعد اس ریاست کے ریپبلکن مندوبوں کا ایک جلسہ ہوگا۔ میں اُن میں ایک ہوں۔ گڈن۔ سوچو کہ ابراہیم لنکن کی پارٹی یہاں آئے گی۔ اور ہم کو معلوم ہے کہ وہ کامیاب ہوگی۔ یقیں مجلس کے انتخابات کا نتیجہ تو معلوم ہی ہے۔ اس کا مطلب ہے نیچے سے لگا کر اوپر تک ریاست کی قانون ساز مجلس، حکومت کا پورا انتظام، کانگریس کے ممبران اور سینٹ کے ممبران ——— تم نے اس کی ابتدا میں حصہ لیا ہے اور ہمارے دستور کا ایک ٹکڑا، خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو، تمھارے ہاتھوں نے بھی بنایا ہے۔ اور اب تمھارے لئے موقع ہے کہ اس کی پیروی کرو۔ اور اس کے قوانین کو عملی جامہ پہناؤ ———"

"یہ کس طرح؟ ———" گڈن نے آہستہ سے کہا۔

"ہم میں سے کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ تم ریاست کی سینٹ میں بھی بیٹھو اور اس کی نشست کے لئے امیدوار بھی بن جاؤ۔ ———"

گڈن نے اپنا سر ہلایا

"نہیں۔ کیوں؟"

"یہ چلے گا نہیں۔" گڈن نے کہا۔

"کیا تمھیں ڈر لگتا ہے؟"

"اب مجھے ڈر نہیں لگتا۔" گڈن نے مسکرا کر کہا۔ "لیکن یہ چلے گی نہیں۔ مجھے معلوم

ہے کہ میں کیا ہوں ؟ ہو سکتا ہے کہ میں ایک سال یا پانچ سال میں اس قابل ہو جاؤں۔ لیکن ابھی نہیں فرانسس، میں اس کا اہل نہیں ہوں۔"

"تم ایسے کئی لوگوں سے زیادہ اہل ہو، جو انتخابات میں کامیاب ہوں گے۔"

"شاید! ——— " گڈن نے شانے سکیڑ کر کہا۔

"لیکن تم اس کے بارے میں سوچو گے تو سہی ؟"

"نہیں، میں تو اب گھر جا رہا ہوں۔"

"اور گڈن، اگر میں یہ کہوں کہ تم غلطی پر ہو ؟"

"مجھے وہی کرنا ہے، جو میرے نزدیک بہتر ہے۔"

"اب تم سے بحث کرنا بیکار ہے۔ ہے نا! ——— " کارڈوزو نے کہا۔

"بے کار ہے ——— شاید!"

"مجھے افسوس ہے۔ کارڈوزو نے خلوص سے کہا۔ ان دونوں نے مصافحہ کیا اور ایک لمحہ کے بعد کارڈوزو نے کہا "گڈن! تم سے واقفیت میری زندگی کا ایک اچھا واقعہ تھا۔"

"یہ کیسے ؟"

"ممکن ہے کہ میں کبھی اپنے وطن جا سکوں!"

جب روانگی کا وقت آیا تو مسز کارٹر بغیر کسی شرم کے زور سے رونے لگی۔ اس نے گڈن کے بازو پکڑ لئے۔ اس کے منہ کو چوما، اور کہا،

"گڈن! جب تم چارلسٹن واپس آؤ تو ہمارے ہی گھر پر ٹھہرنا۔"

انھوں نے اس کے سفر کی تیاری میں بڑی خاطر داری اور لاڈ سے کام لیا۔ کھانے کی چیزوں سے بھرا ہوا ایک بکس اس کے ساتھ رکھا۔ کارٹر نے راحیل کے لئے اونچی ایڑی کی بٹنوں دار جوتیاں تیار کر کے دیں۔ گڈن نے ان کی قیمت ادا کرنی چاہی اور کارٹر نے کہا "میرے بیٹے! یہ ——— یہ ایک حقیر تحفہ ہے ——— " ایک دوسرا تحفہ انجیل کی کتاب تھی جس کو دیتے ہوئے کارٹر نے کہا "یہ دلی تسکین کے لئے ہے۔ تم ایک اچھے لڑکے ہو۔ گڈن ——— تمھیں اپنے خدا سے رجوع کرنا چاہیئے۔" گڈن نے محسوس کیا کہ اس کی روانگی کے بعد اپنا گھر کس قدر سونا سونا معلوم ہو گا۔ انھوں نے بہت ہی اچھا کھانا تیار کر کے گڈن کے ساتھ رکھا۔ اور پھر ایک ایک کر کے کارٹر کے پڑوسی اس کو الوداع کہنے کے لئے آنے لگے۔ شاید موت پر بھی اس قدر آنسو نہ بہائے

جلتے ہوں گے۔ جتنے کہ اس وقت بہائے جا رہے تھے ــــــ گڈن کے نزدیک اپنا لحاظ سے مجلس اور دستور اپنا وجود علیحدہ رکھتے تھے۔ اور ان کا لوگوں اور اُن کے غموں اور خوشیوں اور دوسرے جذبات سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس نے ایک گھنٹہ اندرسن کلے کے ساتھ بھی صرف کیا۔ جس نے اس سے کہا، "گڈن! میں اُن لوگوں میں سے نہیں ہوں جو خوشی اور ہائے تو جاہ سے پاگل ہو گئے ہیں۔ اگر اس کو تباہ کر دیا گیا تو ہم کو پھر سے ابتدا کرنی ہوگی۔ ہم میں سے کچھ لوگ تو کہیں نہ کہیں ملتے ہی رہیں گے۔ ہم دونوں بھی ایک دوسرے سے واقف ہو جائیں گے۔"

"ہاں ــــــ ہم ایک دوسرے سے واقف ہو جائیں گے۔" گڈن نے اپنا سر ہلایا۔ وہ اس وقت اس دراز قد، لاغر، اور سرخ چہرے والے آدمی کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔ پہلے سے ہی کئی چیزیں، اس کے آگے اور پیچھے واقع ہو رہی تھیں۔ وہ دور جا رہا تھا لیکن گذشتہ پندرہ ہفتوں سے وہ جس چھوٹی سی دنیا میں رہ رہا تھا اب وہ ایک تبدیلی، اور ہلچل کے دور میں تھی جب اس نے چٹائی کے تھیلے میں اپنے کپڑوں کو رکھا اور کتابیں باندھنے لگا تو اپنے لوگوں سے ملنے کی آرزو کے باوجود اس نے خود کو تنہا محسوس کیا۔ اس نے پہلے سے ہی ریل کا ٹکٹ خرید کر رکھ لیا تھا، اب وہ کارویل پیدل نہیں جا رہا تھا، اور ایک لحاظ سے اب وہ اس کلے آدمی پر رشک کرنے لگا جو لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا اندرن کا سے سنو میل کا سفر پیدل طے کر کے چارلسٹن کے شہر تک آیا تھا۔

اور اگر کارویل میں کوئی بھی تبدیلی نہ ہوتی ــــــ اس سیاہ فام بوڑھے آدمی کو تو مجلس کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم تھا جس نے سفر کے آخری بیس میل گڈن کو اپنی ٹوٹی گاڑی میں بٹھا کر طے کرائے تھے۔ وہ ان تمام بڑے بڑے واقعات سے بے خبر تھا، جن میں گڈن کی شرکت تھی۔

"مجلس ــــــ میں نے نہیں سنا۔" اور جب اس نے دیہات کی خبریں سنائیں تو ان میں کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ وہی، ولادتیں، موتیں، پُرسکون زندگی کے آثار چڑھاؤ، اور وارداتیں ــــــ جس طرح چھوٹے چھوٹے پوشیدہ آتش فشاں پھوٹ پڑتے ہیں ــــــ مسٹر ہُبر کالڈ کا شہر میں گھومتا پھرتا تھا۔ پانچ گوروں نے اُسے پکڑ کر ڈنڈوں سے مارا اور پھر ایک درخت پر پھانسی سے لٹکا دیا" ــــــ

اس نے کہا تھا ــــــ "جہاں تک سب مجھے معلوم ہے کچھ بھی نہیں کیا تھا اُس نے

——— بس کچھ سنا بھر تا تھا۔" بوڑھے آدمی نے گڈن کو بتایا کہ وسیع دلدلی علاقے سے ریل کی سڑک نکالی جا رہی ہے اور دلدل کے بالکل بیچ سے کھرنجہ کی ایک اونچی سڑک بنائی جائیگی۔

——— "مزدور ایک ڈالر یومیہ پر رکھے جا رہے ہیں ——— کالے مزدوروں کو ایک ڈالر یومیہ ملتا ہے ؟" ——— گڈن نے دریافت کیا" ایک ڈالر یومیہ کیا یانکی لوگ یہاں کی سڑک بنا رہے ہیں ——— اور کارویل میں کیا ہو رہا ہے ؟ ———"

گڈن نے پوچھا ——— اور بوڑھے آدمی نے بتایا کہ وہ گزشتہ سال سے کبھی کارویل گیا ہی نہیں۔

"لیکن کچھ سنا بھی ہے ؟"

"وہاں کیا ہوا ہوگا تمھارا اندازہ کیا کہتا ہے ؟" بوڑھے آدمی نے پوچھا "تم اتنے بے صبر کس لئے ہو ؟ انتظار کرو۔ اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہے ! کوئی سلطنت تو اُلٹ نہیں گئی ہے۔ بوڑھی گائیں بچھڑے دیتی ہوں گی اور بوڑھی حبشی عورتوں کے بھی پیٹ بڑھ جاتے ہوں گے ——— اور اس کے علاوہ کیا توقع کیجا سکتی ہے ؟"

گڈن نے اس بات کو اپنے دل میں رکھا اور معلوم کیا کہ چھ ہفتے پہلے اور ہر ہفتے موسم کیسا تھا ؟ اب بہار کا حسین موسم آگیا تھا اور کھیتوں میں فصلیں لہلہا رہی تھیں۔ کوے ہمیشہ کی طرح کائیں کائیں کرتے ہوئے اُڑ رہے تھے۔ ایک آدمی شکار کی تلاش میں گھوم رہا تھا، اس کی بندوق بغل میں دبی ہوئی تھی۔ اس کا شکاری کتا، ہری بھری زمین پر آگے آگے چل رہا تھا۔

آخر سہ پہر کا وقت آگیا۔ سائے لانبے اور جھکے ہوئے نظر آنے لگے۔ گڈن کارویل واپس پہونچ گیا۔ اس کو سب سے پہلے کارویل کا شاندار مکان نظر آیا۔ اس پر سورج کی کرنیں پڑ رہی تھیں، ایک طرف کا حصہ سفید دوسری طرف کا حصہ پیلا اور سنہری نظر آنے لگا۔ ——— ٹٹو تھک کر آہستہ آہستہ چلنے لگا تھا۔

"بڑا راستہ طے کیا ہے۔ اب مجھے اندھیرے میں واپس جانا ہوگا۔" بوڑھے آدمی نے شکایت کی۔

ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی سب سے پہلے بچے دوڑ کر آئے وہ خوشی سے بانغ باغ ہو کر بٹیروں کے پروں کی طرح ہر طرف سے چیختے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ مارکس بھی ان میں شامل تھا۔ گڈن کے چارلسٹن جانے سے پہلے وہ اتنا لانبا نہیں تھا، جتنا کہ اب وہ ہو گیا تھا۔

جیسے میں بڑا پن آگیا تھا اور وہ دوڑنے کے بجائے چلتا ہوا سب سے پیچھے رہا تھا، اسکی چال ڈھال میں ایک وقار تھا۔ گڈن سب سے ملا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اور وہ راچیل کو اپنے بازوؤں میں لیکر کھڑا ہوا تھا لیکن اپنے بچوں کے سامنے اس حرکت سے اُسے شرم بھی آرہی تھی۔

آخر کار وہ راچیل کو مل گیا۔ راچیل کے لئے بھی وقت ربر کی طرح ایک پھیلنے اور سکڑنے والی کوئی چیز ہو گیا تھا۔

یہ تین مہینے کتنے لمبے تھے، اب راچیل نے اپنی سمجھ کے مطابق یہ جان لیا تھا کہ چارلسٹن سے واپس آنے والا گڈن وہی نہ ہو گا جو اس سے پہلے تھا۔

اس کے اندیشوں کی کوئی شکل نہ تھی۔ یہ اندیشے بدلتی ہوئی پرچھائیوں کے مانند تھے ان کا نامعلوم مادہ افق پر پہاڑیوں کی چوٹیوں سے شروع ہو کر تمام دنیا میں پھیل جاتا تھا۔ اس کے لئے ہر چیز کی ابتدا اور انتہا کارویل ہی تھا کیونکہ اس نے کوئی دوسرا مقام دیکھا ہی نہ تھا۔ اسکی ماں کو ورجینیا سے لاکر چارلسٹن کے بازار میں فروخت کیا گیا۔ اس کی گود میں ایک دودھ پیتی بچی بھی تھی جس سے اس کی قیمت میں بیالیس ڈالر کا اضافہ ہو گیا تھا۔ اور یہ بچی تھی، "راچیل" ———— اس طرح اس کے حافظہ کی ابتدا کارویل میں ہوئی اور اس کے ذہن پر کارویل کے علاوہ کسی دوسرے مقام کا نقش نہ جم سکا۔

سارے جنوبی علاقے میں جنگ کے مدّ و جزر آتے رہے لیکن کارویل پر جنگ نے بھی کوئی خاص اثر نہیں ڈالا۔ ایک دفعہ ایک جوان سپاہی آیا تھا۔ اس کے گال سرخ، آنکھیں نیلی، اور سنہری مونچھیں تھیں۔ وہ ایک میلی اور نیلے رنگ کی وردی پہنے ہوئے، ایک تھکے ہوئے کالے گھوڑے پر سوار تھا، اس کے پیچھے تھکے ہوئے اور نیلی وردیاں پہنے ہوئے سپاہیوں کی ایک لمبی قطار کارویل کے میدانوں پر سے گذر رہی تھی۔ اور اس طرح اُس نے پہلی بار یانکیوں کو دیکھا تھا۔ اس جوان سپاہی نے چلا کر پوچھا تھا کہ "لڑکی! تم نے باغیوں کو آخری بار کب دیکھا تھا؟"

وہ نیو انگلینڈ کے گنگناتے لہجے کی گفتگو کو نہیں سمجھ سکی۔ مارکس اس کے دامن میں چھپ گیا اور اُسے ایک دم یہ خوفناک خیال آیا کہ یہ لوگ مارکس کو لیجا کر فروخت نہ کر ڈالیں۔ یہ خیال آتے ہی وہ بھاگ کھڑی ہوئی اور جب واپس آئی تو یانکی سپاہی جا چکے تھے۔ دن گزرتے گئے اور اُن کے ساتھ ساتھ دوسرے یانکی سپاہی اور باغی دستے بھی اس علاقہ سے گزرتے رہے۔ جنگ کا سیلاب، کبھی کارویل کے ایک کنارے سے ٹکراتا اور کبھی دوسرے سے۔

سیلاب کے ایک ریلے میں گڈن، ہینی بال واشنگٹن اور دوسرے لوگ بھی بہ گئے تھے۔ انھوں نے یانکیوں سے بندوقیں لیں اور وہ اپنی آزادی کے لئے لڑنے لگے۔ وہ بیرونی دنیا کے بڑے پریٹ میں سما گئے۔ اور راچیل اپنے دو بچوں کے ساتھ، انکی واپسی کی دعائیں کرتی رہی۔ گڈن کا وجود اس کے لئے ایک نکلتے ہوئے اور ڈوب جانے والے سورج کی طرح مستحکم اور یقینی تھا۔ جب دوسری عورتیں روتیں تو راچیل اپنی آنکھیں خشک رکھتی۔ اور اپنے دل سے کہتی "گڈن نے کہا تھا کہ میں واپس آؤں گا"

گویا یہ اسکا یقین تھا لیکن اس سے اس کے اندیشے دور نہیں ہوتے تھے۔ اگر گڈن نہ ہوتا تو ساری دنیا اس کے نزدیک معدوم ہو جاتی۔ دوسری عورتیں اس کی طرح نہیں تھیں۔ گناہ کے سوال ہی کو لے لو بعض عورتیں گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے اور تنہائی میں گناہ کی ترغیب دینے والی خواہشات کو جانتے ہوئے بھی اپنے جسم کا غلط استعمال کر سکتی ہیں لیکن راچیل کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آتی تھی۔ وہ اکثر اپنے آپ کو ایسی صورتِ حال میں رکھکر دیکھتی تھی جبکہ وہ گڈن سے بے وفائی کر رہی ہو اور اس صورتِ حال کے سارے مبہم سے نقشے پر اس کو ہنسی آجاتی تھی کیونکہ وہ خود گڈن تھی ——— وہ گڈن تھی ——— یہ بات تو ان کی شادی سے ہی ظاہر تھی۔ اس وقت جبکہ ہزاروں مرد اور عورتیں اپنے جسم ایک دوسرے کے حوالے کر دیتے تھے۔ کیونکہ ان کے نزدیک شادی صرف ایک دن ایک مہینہ یا ایک سال کے لئے ہوتی تھی ——— اس وقت جبکہ وہ شادی کو خدا کے سامنے کیا ہوا ایک مقدس اور مضبوط رشتہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ ان کے نزدیک ایک ایسا ٹمٹماتا ہوا چراغ تھی، جسکو ان کی فروخت، لین دین، اور آبرو ریزی سے گل ہو جانا تھا۔ اسوقت اور اس زمانے میں ایک رات گڈن، اور راچیل چیٹر بھائی کے پاس گئے۔ چھپکر اپنا نکاح پڑھوایا اور ایک دوسرے سے وفاداری کی قسم کھائی۔

وہ ایک لحاظ سے اتنی خوش تھی کہ لوگ اکثر بات چیت میں "راچیل کی طرح" کہکر اس کے نام کی مثال دیتے تھے ——— اگر بلبل بھی اچھا گاتی تھی تو کہا جاتا تھا کہ وہ راچیل کی طرح گاتی ہے۔ وہ اپنے آدمی کو جانتی تھی۔ خدا نے مسکرا کر اسے گڈن کو دیا تھا۔ وہ یہ جانتی تھی۔ اور جب وہ چلا گیا تو اس کا دکھ بڑھ گیا۔ لیکن یہ دکھ بھی اس خوشی کا ہی ایک حصہ تھا۔ جو اس نے گڈن کو پاکر حاصل کی تھی ——— اور یہ بات بھی وہ اچھی طرح سے سمجھتی تھی۔ اسکا سمجھنے کا طریقہ گڈن سے مختلف تھا۔ اس نے بھی ایک سب بچے کی طرح دوسرے بچوں کے ساتھ یہ بات

مان لی تھی کہ ہوا شاخوں کے ہلنے سے چلتی ہے لیکن جب گڈن نے بتایا کہ یہ غلط ہے، اور جو کچھ ہوتا ہے وہ بالکل اسکا الٹا ہے۔ تو اس نے یہ بات بھی اس لئے مان لی تھی کہ گڈن ایسا کہتا ہے ـــــــ گڈن کسی بھی چیز کے وجود کو کوئی معقول وجہ معلوم کئے بغیر تسلیم نہیں کرتا تھا۔ لیکن راحیل کے اندر گرم خون کا دوران ہی معقول وجہ معلوم کرنے کے طریقہ کا کام کرتا تھا اس کے شدید احساسات ہی چیزوں کو جان لیتے تھے اور کبھی کبھی یہ علم، تعجب خیز حد تک ٹھیک بھی ہوتا تھا۔ ویسے چارلسٹن، مجلس، اور نئی دنیا کو جاننے کی ضرورت پیش نہیں آئی اور نہ ہی اس نے یہ جاننے کی ضرورت سمجھی کہ جو آدمی چارلسٹن گیا ہے، وہ اپنی واپسی پر وہی آدمی نہیں رہے گا۔ "میرے لوگوں کو جانے دو" کا مطلب بھی اس کے نزدیک یہی تھا کہ گڈن اسکا ہی رہے۔ اور اس کے بچے زندہ وسلامت رہیں لیکن اس نے بھی وہ روشن افق دیکھ لی تھی جو اس مصر میں چھپا ہوئی اس کے شوہر کی آمد کا انتظار کر رہی تھی۔ گڈن نے زندگی میں پہلے خطوط چارلسٹن سے، راحیل کے نام لکھے تھے۔ ابتدا میں پیٹر بھائی، اور جمیس ایلن۔بی، یہ خط اس کو پڑھ کر سُنا دیتے تھے، اور اس کو شرم آتی تھی، اتنی شرم کہ جس سے مجبور ہو کر اس نے پڑھنا سیکھ لیا۔ ـــــــ وہ ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں دوسرے مردوں اور عورتوں کے ساتھ پڑھنے کے لئے بیٹھ جاتی۔ اور ایلن۔بی اُن کو رات کے وقت پڑھایا کرتا۔ کیونکہ وہ دن کیوقت بچوں کو پڑھایا کرتا تھا ـــــــ لیکن پڑھنا سیکھنے میں اس کو دیر لگی۔ اس کے سر میں درد ہونے لگتا تھا۔ گڈن اس سے دُور ہوتا جا رہا تھا۔ "دور ـــــــ اور دور!"

اور گڈن واپس آگیا۔ اور ایک بار پھر اس نے راحیل کو اپنے بازوؤں میں لے لیا اور اب اس کی سمجھ میں اس جملہ کا مطلب اچھی طرح سے آگیا کہ "آزادی کو ہم نے بڑی مشکل سے جیت کر حاصل کیا ہے۔"

گڈن جس دن آیا اس کے دوسرے دن ہی اتوار تھا۔ پیٹر بھائی نے کھُلے میدان میں دھوپ کے اندر ہی ایک جلسہ کر ڈالا۔ لوگوں نے اونچی آواز میں گایا ـــــــ

خدا، اے خدا، میرے اچھے خدا!
مرا ہاتھ لے، اور بن وہ نما!!

پیٹر بھائی نے عیسیٰ کی کتاب کھولی اور پڑھنا شروع کیا ـــــــ

"سنو، اور سمجھو کہ عیسیٰ مسیح اپنے ہاتھوں میں طاقت لے کر آسمان سے اتریں گے

اور اُن کے بازوؤں کی طاقت' ان کے لئے حکومت کرے گی۔ سمجھو کہ ان کا مقام انھیں کے ساتھ اور ان کا کام ان کے سامنے ہے۔ وہ اپنی بھیڑوں کے گلے کو ایک گڈریہ کی طرح سے رزق دینگے اپنی بھیڑوں کو اپنے بازوؤں میں جمع کریں گے اور انھیں اپنے دل میں جگہ دیں گے' اور انکی رہنمائی کریں گے جو چھوٹوں کے ساتھ ہیں۔"

"آمین !" لوگوں نے سر ہلا کر کہا۔

بچے بیٹھے بیٹھے شرارتیں کر رہے تھے۔ وہ کبھی ادھر سے اُدھر کھسکتے' بل کھاتے' ایک دوسرے کے بال نوچتے' اور کتوں کو دیکھکر چھو چھو کرتے تھے۔

گڈن اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ راچیل نے اسے یہ سوچکر گھاس پر نہیں بیٹھنے دیا کہ چارلسٹن کے بنے ہوئے اچھے کپڑے خراب ہوجائیں گے اور اس کے نیچے ایک کپڑا بچھا دیا ــــــــ وہ سب اس پر کتنا ناز کرتے تھے۔؟

"لوگو ! آمین کہو۔" اور لوگوں نے آمین کہا۔ اندھی لڑکی' ایلین جونس' بوڑھے استاد ایلین۔بی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ جیف کی نگاہیں بار بار اسکی طرف اٹھ جاتی تھیں۔ ــــــــ گڈن نے یہ دیکھ لیا۔ اور وہ جیف کی طرف غصے سے دیکھنے لگا۔ میری جیفرسن کی چھوٹی بچی رونے لگی اور وہ اس پر جھکتے ہوئے آہستہ آہستہ کہنے لگا۔ "خاموش! چُپ چاپ !" ــــــــ

ہالے لوجاہ کی آواز ہوئی اور لوگوں نے اپنے سر ہلا دیئے۔ پیٹر بھائی نے کہا۔

"بھائی گڈن کی آمد کے اس موقع پر آج کا خطبہ نہیں ہوگا۔ خدائے تعالےٰ نے ہم کو آزادی کا اہل سمجھا۔ اس نے ہماری دعاؤں کو سُن کر ہمیں دودھ اور شہد دینے والی زمین کے انعام کا حقدار سمجھا ہے۔ جب کہ آج دوسرے سیاہ فام لوگوں کے پاس کھانے کو روٹی ہے' اور نہ سر چھپانے کو چھپر ہے۔ خدائے تعالےٰ نے ہم کو ووٹنگ کا حق دیا اور وہ چارلسٹن میں ہمارے بھائی گڈن کے ساتھ رہا۔ بھائی گڈن مجلس کے حال میں بلند مرتبہ لوگوں کے ساتھ بیٹھے۔ اور خدا نے انکو بھی بادشاہ داؤد کی طرح اونچے مرتبے پر پہنچا دیا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔"

"آمین !" لوگوں نے کہا۔

"بھائی گڈن واپس آگئے ہیں۔ اب میرے خطبے کے بجائے انکی تقریر ہوگی۔ وہ ہم کو بتائیں گے کہ چارلسٹن میں کیا ہوا ؟ ــــــــ بھائی گڈن کھڑے ہوجایئے۔ ادھر آیئے تاکہ سب لوگ آپ کو دیکھ سکیں۔"

گڈن بولنے لگا۔ اس کی تقریر بالکل سادہ تھی۔ اس نے سارے واقعات بتائے۔ کس طرح وہ چارلسٹن تک پیدل گیا۔ اس کے دل میں کیا کیا اندیشے پیدا ہوئے، کس طرح اس نے قلیوں کے ساتھ کام کیا۔ کیسے وہ کارٹر کے گھر میں رہنے لگا۔ اور آخر کار اس نے مجلس میں اپنی نشست کس طرح حاصل کی۔ آج پہلی بار وہ اپنے لوگوں کو اچھی طرح سمجھا سکا کہ ووٹ دینے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ ـــــ کانگرس کی جدید تعمیر کی پالیسی کے پیچھے کیا چیزیں ہیں۔ اور ریاست کا نیا دستور بن جانے کے بعد یہ جدید تعمیر کس طریقہ سے شروع ہوگی۔ ایک کے بعد ایک اس نے دستور کی دفعات کا مطلب سمجھایا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی واضح کردی کہ کاغذ پہ لکھے ہوئے دستور اور اسکی عملی شکل میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ دستور میں لکھا ہے کہ جنوبی کیرولینا کی ریاست میں تعلیم کو عام کر دیا جائے۔ لیکن اس کے لئے سرمایہ فراہم کرنا ہوگا۔ استادوں کی تربیت کی جائے گی۔ اور مدرسوں کی عمارتیں تعمیر کرائی جائیں گی ـــــ اور یہ اس وقت تک ہوتا رہے گا۔ جب تک کہ تعلیم کی تمام امکانی آسانیاں فراہم نہ ہو جائیں گی۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ کاغذ پر قومی امتیاز کو مٹانے کا قانون لکھ دینے ہی قومی امتیاز نہیں مٹتا ہے۔ اس کے لئے بھی ایک عرصہ درکار ہوگا۔

"اور ہمارا کیا ہوگا؟" ـــــ میرا مطلب ان لوگوں سے ہے جو یہاں رہتے ہیں۔" گڈن نے کہا۔ "مستقبل کے نظام میں ہماری جگہ کہاں ہوگی؟ میں نے اس کے لئے ادھر اُدھر دوڑ دھوپ کر کے ایک چیز معلوم کی ہے۔ ڈڈلی کارویل کی زمین کو اس کے ایک قرض خواہ نے قرق کرالیا اور اس سے وہ زمین لگان کے عوض میں سرکار نے لے لی۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ جلد یا بدیر یہ زمین نیلام کیجائے گی اور سب سے زیادہ بولی لگانے والا اس کو خریدلیگا۔ یہ وقت آنے سے پہلے ہی ہمیں کوئی تدبیر کرلینی چاہیئے مجھے نہیں معلوم کہ ہم کیا کرنے والے ہیں؟" ـــــ میں نے اس مسئلہ پر بہت غور کیا ہے۔ اور میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ہم روپیئے کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتے لیکن یہ روپیہ کہاں سے آئے گا؟ ـــــ مجھے ابتک نہیں معلوم ـــــ مگر یہ کوئی ایسی وجہ نہیں کہ جس سے ہم مایوس ہو جائیں ـــــ مایوس ہونے کی وجہ تو مرچکی ـــــ اب ہمارے سامنے ایک سنہری اور نیا زمانہ ہے ـــــ اور یہ جگمگاتا ہوا نیا زمانہ ہمارے نزدیک آرہا ہے۔"

یہاں وقت کا وہ دباؤ اور عجلت نہیں تھی جس کو گڈن چارلسٹن میں محسوس کیا کرتا تھا۔ یہاں تو بس سورج نکلتا اور ڈوب جاتا۔ گڈن نے اپنے اچھے کپڑے سنبھال کر رکھ دیئے۔ اور وہی

پرانے دیہاتی کپڑے پہن لئے۔ ایک بیمار سوٗر یہ بچہ دینے والی تھی جس کی وجہ سے وہ رات بھر کھلیان میں بیٹھا ہوا جاگتا رہا۔ شہر اور دیہات کے فرق کا احساس رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا۔ اور غلاموں کی جھونپڑیاں جو شہر سے واپسی پر اسکو بہت وحشت ناک معلوم ہوتی تھیں، اب پہلے ہی کی طرح جانی پہچانی معلوم ہونے لگیں۔

راتوں کو وہ موم بتی کی روشنی میں اکثر زور سے پڑھا کرتا تھا۔ مارکس، جیف، جینی اور راچیل بیٹھکر سنا کرتے تھے۔ اکثر ایلین۔بی، اور ہیلین جونس آجاتے۔ کبھی پیٹر بھائی اور دوسرے پڑوسی بھی آجایا کرتے تھے۔ وہ وٹ مین اور ایمرسن کی چیزیں سناتا۔ جان براؤن کے آخری الفاظ دہراتا اور جان گرین لیف ویٹر کی نظمیں پڑھا کرتا تھا۔ شاعری انھیں خیالوں کی دنیا میں لبھاتی تھیں۔ اور کچھ گڈن پڑھتا بھی اچھا تھا۔ وہ لے کے ساتھ سر ہلاتے اور دھیرے دھیرے تالیاں بجاتے چلتے تھے پڑھتے وقت گڈن کو جیف ٹکٹکی باندھے دیکھا کرتا تھا۔ اور گڈن سوچتا تھا کہ وہ جلدی اس لڑکے سے گفتگو کرکے معلوم کرے گا کہ اس کی سُرمئی آنکھوں اور کالے چہرے کے اندر کیا چھپا ہوا ہے؟

ـــــ مارکس زندگی کو سنجیدگی سے نہیں دیکھتا تھا۔ اور ایلین۔بی اس کی ذہانت سے بہت خوش تھے۔ یہ زمانہ ایک ایسا ٹھہراؤ یا وقفہ تھا جس میں گڈن اپنی بڑھتی ہوئی بے صبری اور بے چینی سے پریشان ہونے لگا تھا۔ ایک دن پیٹر بھائی نے اس سے کہا "گڈن! ـــــ تمہیں یاد ہے میں نے ایک دن کہا تھا" تم کنوئیں کے سرد اور صاف پانی سے اپنا ڈول بھر لوگے"؟

"مجھے یاد ہے" گڈن نے سر ہلا کر کہا۔

"تم چارلسٹن گئے اور خدا نے تم کو بلند مرتبہ پر پہونچا دیا۔ لیکن واپس آکر تم یہ سمجھنے لگے ہو کہ گویا اب اپنے لوگوں سے تمھارا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔"

"یہ غلط ہے۔" گڈن نے کہا۔

"اگر تم خدا کی طرف سے اپنا منہ موڑ لوگے تو خدا بھی تمھاری طرف سے اپنا منہ موڑ لے گا" پیٹر بھائی نے سنجیدگی سے کہا۔ اور پھر سوچتے ہوئے بولے۔" اور تم نے ایسا ہی کیا ہے گڈن! ـــــ"

"نہیں ـــــ نہیں۔ ایسا تو نہیں ہے ـــــ پیٹر بھائی ـــــ میں نے چیزوں کو دیکھنے کا وہی طریقہ اختیار کیا، جو مجھ کو آتا ہے۔ اور انھیں اپنی سمجھ کے مطابق ہی سمجھا ہے میں نے لوگوں کو غلامی کے بندھنوں میں جکڑا ہوا پایا ـــــ اور یہ بندھن خدا نے نہیں بلکہ انسانوں نے توڑے ہیں۔ میں نے گناہگاروں اور لاپرواہ لوگوں کو بھی ایک نیک کام کے لئے مجذوب

اٹھائے ہوئے دیکھا ہے۔ کیونکہ اچھے آدمیوں کا راستہ ہی جدا تھا۔ اور میں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ اس خون خرابہ اور مصیبت کا نتیجہ بھی برآمد ہوا ہے۔"

"اور نجات کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے۔؟"

"ممکن ہے کہ مجھے اپنے راستہ پر چل کر ہی نجات مل جائے۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری موجودہ جھونپڑیوں کی بجائے ہمیں اچھے مکانوں، اچھے قوانین، اسکولوں اور کسی چیز کی صداقت میں نجات مل جائے۔"

"رات کو ما اپیل نے بوکھلا کر اس کے کان میں کہا "گڈن!"

"کیا ہے؟"

"تم کو مجھ سے محبت ہے نا، گڈن؟"

"اچھا، تو کیا مجھے کسی اور سے محبت ہے؟"

"تو پھر یہ تم کو کیا ہو گیا ہے؟ گڈن! تم کچھ بدل سے گئے ہو۔ نہ اس طرح سے بات کرتے ہو، ——— اور نہ وہ برتاؤ ہے تمھارا۔ ——— نہ جانے کیا مصیبت آنے والی ہے، ہم دونوں پر۔"

"کچھ نہیں، میری پیاری کچھ نہیں۔"

"اب تم پھر چلے جاؤ گے، چلے جاؤ گے۔ گڈن ———"

"نہیں، نہیں۔" گڈن نے اسکو یقین دلایا۔

اور کیپ ہوسٹن نے کارڈوزو کا ایک خط لا کر دیا۔ جس میں لکھا تھا:۔

"گڈن! کیا تم نے میری بات پر غور کر لیا۔؟ ——— زمین لرز رہی ہے۔ اور تم وہاں چین سے کھیتی کرنے کا خواب دیکھ رہے ہو۔ ——— یہ ناممکن ہے۔"

"ایک دن آخر سہ پہر کو وہ سب کے سب بنڈے کی دیوار کے سہارے پاؤں پھیلا کر بیٹھ گئے۔ اور گڈن کو یاد آیا کہ ایک بار بیئر ہمائی اور اس نے اسی جگہ بیٹھ کر باتیں کی تھیں ——— اس وقت بیئر ہمائی، ہنی بال واشنگٹن، ایلن۔بی، اینڈرو، اور فرڈیننڈ سبھی موجود تھے۔ اینڈرو، اور فرڈیننڈ نے اپنا خاندانی نام لنکن رکھا تھا۔ وہ تنکے چباتے ہوئے دھول میں اپنے پاؤں مار رہے تھے۔

"بارش کے آثار ہیں"

"شاید ہو جائے۔ تھوڑا انتظار کرو۔"

"بارانی مٹی کے لئے تھوڑی سی برسات ہی کافی ہوگی۔"
"ہاں!" ———
"مغرب کی طرف سے آرہی ہے۔"
"بڑی گھنگھور گھٹائیں اُمڈ رہی ہیں۔"
"میں چاہتا تھا کہ ہم چند ایکڑ زمین میں کپاس بھی بو لیتے۔" گڈن نے کہا۔
"اگر میں کپاس کی پھلی کو کبھی چٹکتا ہوا نہ دیکھوں تو مجھے بڑی ہی خوشی ہو۔"
"منحوس فصل ہے۔"
"یہ فصل ایسی ہی زمین میں پیدا ہو سکتی ہے۔ یہی ایک نقدی کی فصل ہے۔ اور ہمیں نقد روپیہ کی ضرورت ہے۔" گڈن نے کہا۔
"تم یہی کہو گے۔" این۔ بی۔ بولا۔
"ہاں، ہمارا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ یہ کھیت ہمارے ہیں، اور نہ وہ جھونپڑیاں ہماری ہیں جن میں ہم رہتے ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہے ہمارا ——— اب تک تو ایک انتشار کا زمانہ تھا۔ دفتروں میں کاغذات ٹھیک نہیں تھے اور کوئی پوچھنے والا نہیں تھا کہ یہ حبشی یہاں کیا کر رہے ہیں۔ لیکن اب پہلے ہی انتخاب کے بعد نئی حکومت بنے گی اور پھر ایک ایک ایکڑ زمین کا حساب کیا جائے گا۔"
"ہم کو اس زمین سے کون بے دخل کرے گا گڈن؟"
"جو کوئی بھی اس کو خرید لے گا۔"
"لیکن گورا آدمی اکیلا ہی تو اتنی ساری زمین کو جوت نہیں سکتا۔ اُسے حبشی آدمیوں کی ضرورت ہوگی۔"
"ہاں۔ اُسے حبشیوں کی ضرورت ہوگی۔ جس طرح جنگ سے پہلے گورے آدمی بٹائی دار بن کر زمین کو بوتے تھے اسی طرح وہ اب بھی بوئیں گے۔ وہ ساری زمین پر کپاس ہی کپاس بو دیتے تھے، اور پھر حبشی اپنے بچوں کے لئے ان سے بھیک مانگا کرتے تھے۔ لیکن آج پیر بھائی کہتے ہیں کہ یہ دودھ اور شہد کی زمین ہے۔ اور کیوں ہے؟ اس لئے کہ اب اس زمین میں ناج بو کر کھاتے ہیں اور ہمارا کام نقد روپیہ کے بغیر ہی چل جاتا ہے۔ لیکن کتاب پڑھنے کے لئے ایک چھوٹی سی موم بتی خریدتے ہیں نقدی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور بچوں کی کتابیں خریدنے کے لئے بھی نقد پیسہ دینا پڑتا ہے۔"

"گڈن، کیا حکومت ہم کو زمین خرید کر نہیں دے گی؟" ہینی بال واشنگٹن نے کہا۔

"شاید! ــــــ اچھا فرض کر لو کہ حکومت ایسا ہی کرتی ہے لیکن حکومت کے کام رفتہ رفتہ ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک سال یا دو سال لگ جائیں اور پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم کو زمین دی ہی نہ جائے۔ حکومت یہ بھی کہہ سکتی ہے کہ جیسے جارجیا میں ایک زمین خالی ہے، اس لئے تم وہاں جا کر اسکو آباد کر لو! یہ تو ٹھیک نہ ہو گا۔ ہم یہاں رہتے ہیں۔ یہ ہمارا وطن ہے، اور ہم کو اس جگہ رہنا ہے۔ یہ زمین تو ہم کو ملنا ہی چاہیئے۔"

"کس طرح؟"

"اس کو خرید لو۔" گڈن نے کہا۔ "مزدوری سے روپیہ کماؤ اور روپیہ سے زمین خرید لو۔"

ایلن جی نے کہا "اس کے لئے تو ایک بہت بڑی رقم چاہیئے گڈن!"

"یقیناً ــــــ لیکن کام شروع ہو سکتا ہے۔ بینک روپیہ قرض دیتے ہیں ہاں ــــــ اگر ہم معقول وجہ بتائیں، ہمارے ارادے اچھے ہوں اور تھوڑی بہت ہمارے پاس نقد رقم ہو، تو بینک ہم جیسے حبشیوں کو بھی روپیہ قرض دے دیں گے۔ ریل کی پٹڑی ڈالنے کے لئے دلدل سے کھڑنجے کی ایک اونچی سڑک نکالی جا رہی ہے۔ وہ کالے اور گورے دونوں ہی قسم کے مزدوروں کو ایک ڈالر یومیہ ادا کرتے ہیں۔ اگر ہم سب وہاں جا کر چھ یا آٹھ ہفتے کام کر لیں تو کیسا ہو؟" ــــــ

"اور فصلوں کا کیا ہو گا؟"

"ہم واپس آ کر فصلیں کاٹ لیں گے۔"

ایک طویل خاموشی طاری رہی۔ آخر پیٹر بھائی اُنے کہا "گڈن! ــــــ مردوں کو ان کی عورتوں سے جدا کرنا ایک رنجیدہ بات ہو گی۔"

لیکن ہینی بال واشنگٹن نے کہا "گڈن ٹھیک کہتا ہے۔"

"ہم ایک جلسہ کیوں نہ کریں؟" گڈن نے اُن کو بتایا۔

لیکن عورتوں کے لئے یہ ایک رنجیدہ بات تھی ــــــ چشمے پر کپڑے دھوتے ہوئے انھوں نے راحیل کی طرف دیکھا جو خاموشی سے اپنے کپڑے پھیٹ رہی تھی۔ تبدیلی بجائے خود ایک تکلیف دہ چیز ہوتی ہے۔ اور اب تبدیلیاں ہونے والی تھیں۔ گویا یہ تبدیلیاں آزادی

ہی کا ایک جزو تھیں لیکن ان کے تکلیف دہ ہونے میں کوئی شبہہ نہیں تھا۔ اچھا ہوتا کہ وہ بچوں کی طرح ہوتیں۔ جو پانی میں بغیر کسی شرم اور جھجک کے ننگے کھیل رہے تھے لیکن وہ بچہ تو نہیں تھیں۔
دلدلی علاقے میں ملیریا کا بخار آجاتا تھا۔ اس سرزمین پر تو کسی جادو کا اثر تھا۔ اور وہ ڈرتی تھیں کہ کہیں ان کے آدمی بیمار ہو کر مر نہ جائیں۔ راحیل خاموشی سے کپڑے دھوتی رہی۔ جب اس نے جینی کو پانی میں گرتے ہوئے دیکھا تو چلائی۔ "جینی! جینی!! باہر نکلو" ———— اور اسکے بعد اس نے کچھ بھی نہیں کہا۔ دوسری عورتیں عجیب وغریب نظروں سے اس کی طرف دیکھتی رہیں۔
اور ایلن۔ بی نے گڈن سے پوچھا "کیا تم جیف کو اپنے ساتھ لیجاؤ گے؟"
"ہاں ———— اب وہ ایک طاقتور مرد بن گیا ہے"
"میری رائے نہیں ہے گڈن!"
"کیوں؟"
وہ کھلیان کے اس کھیت میں تھے جس کو ایلن۔ بی۔ اسکول کے طور پر استعمال کیا کرتا تھا۔ ایک بڑے بکس کو اس نے میز بنا لیا تھا ———— اوپر چھت کے جھینکے سے روشنی آرہی تھی۔ سستے کاغذ کے دستے اور چار کول کی بنی ہوئی بتیاں رکھی ہوئی تھیں جن کو دیکھ کر بچپن کا ایک ناقابلِ بیان احساس پیدا ہوتا تھا۔ اس وقت تک بچے جا چکے تھے لیکن فضا میں اب بھی بھوک اور دبی ہوئی خواہشوں کا احساس گھلا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ پڑھاتے وقت گڈن بھی یہاں آکر بیٹھ گیا تھا۔ اور وہ بوڑھے آدمی کے صبر و تحمل سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اسوقت اس نے کہا تھا کہ "یہ چھوٹے چھوٹے جانور ہیں۔ ابھی ان سے زیادہ اور کیا توقع کی جاسکتی ہے لیکن وہ اپنا سبق ضرور یاد کر لیتے ہیں۔"
'بچوں میں پڑھنے کا شوق تھا، اور ایلن۔ بی۔ ایک متحمل اور اچھا استاد تھا۔
'کیوں؟" گڈن نے پوچھا۔ اور وہ سوچنے لگا کہ میں نے ابھی تک جیف سے کوئی گفتگو نہیں کی۔
- "اس کا جواب ذرا مشکل ہے۔ شاید اس لئے کہ جیف آپ کی طرح تند و تیز ہے گڈن، کیا تمھیں اس کی دماغی کیفیت نہیں معلوم؟ ————"
گڈن گھبرا گیا اور اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔
"پڑھنا لکھنا تو اس نے بہت دن پہلے سیکھ لیا۔ وہ تو ایک اسپنج کی طرح ہر چیز کو اپنے اندر جذب کرتا جاتا ہے۔ وہ ساری دنیا کو اپنے اندر اتنی تیزی سے جذب کر لینا چاہتا ہے کہ مجھے ڈر لگنے

لگتا ہے۔ اسکو معلوم ہے کہ وہ کیا کرے گا؟ وہ ایک ڈاکٹر بننا چاہتا ہے گڈن!"

"تمھیں کیسے معلوم؟"

"اس نے مجھکو بتایا ہے۔"

"مجھ کو تو اس نے کبھی نہیں بتایا۔"

"تم نے اس سے پوچھا بھی تھا؟"

گڈن نے انکار میں اپنا سر ہلا دیا اور ایلین۔ بی کہنے لگا۔ــــــــ"گڈن، کبھی تم نے اپنے آپ سے بھی کچھ باتیں پوچھی ہیں؟ ــــــــ کیا تم اس آدمی کو بھول گئے ــــــــ جو چارلسٹن پیدل جا رہا تھا ــــــــ ابھی تو اس واقعہ کو زیادہ دن بھی نہیں گذرے ہیں، ــــــــ لیکن اب تم وہ آدمی نہیں ہو۔ کیا تم نے کبھی اپنے آپ سے یہ بھی پوچھا ہے کہ تمھارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ ــــــــ ہم سب پر کیا گزر رہی ہے۔ اور ہم جہاں رہتے ہیں اس مقام کا کیا ہوگا؟ ــــــــ جب تم مجلس میں بیٹھے۔ ایک تبدیلی لانے کے لئے تجویزیں بنا رہے تھے تو کیا کبھی تمھارے دماغ میں یہ بات بھی آئی تھی کہ اس تبدیلی سے وہ تکلیف بھی ہوگی جو ایک زچہ کو بچے کی ولادت کے وقت ہوتی ہے۔"

"جیف کا کیا کیا جائے؟ ــــــــ" گڈن نے آہستہ سے کہا۔

"جیف کا کیا کیا جائے؟ ــــــــ وہ تمھارا لڑکا ہے۔ تم چاہو تو اُسے دلدلی علاقہ میں بیجاکر ایک ڈالر یومیہ کی کمائی کرنا شروع کردو ــــــــ میں کب کہتا ہوں کہ تمھارا یہ کام غلط ہوگا لیکن ابھی تو ہم نے ابتدا بھی نہیں کی ہے۔ یہاں تو ابھی اسکول تک نہیں ہیں۔ جیف شمالی علاقے کے کسی اسکول میں جاکر پڑھ سکتا ہے۔ وہاں میسا چیسٹس میں ایسے اسکول بھی ہیں جہاں کالے بچوں کو داخل کرکے ان کی تعلیم و تربیت بھی کیجاتی ہے۔"

سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں؟" ــــــــ گڈن نے پریشان ہوکر کہا۔

چارلسٹن میں تمھارے دوست ہیں۔ یہ کارڈوزو ہی تمھاری رہنمائی کر سکتا ہے۔"

"اس کو باہر بھیج دوں؟" گڈن نے کہا۔

جیف اس کو صنوبر کے جنگل میں لے گیا اور اس کو آس پاس کی بڑی اور چھوٹی بہت سی چیزیں سمجھائیں۔

"تمھارے قدموں کے سامنے ایک مینڈک اچکتا ہوا جا رہا ہے" ــــــــ ڈوبتے

سورج کے متعلق اس نے کہا ـــــ "وہ شاخوں میں سے ایک بڑے گلاب کی طرح نظر آرہا ہے" ہوا کو تو وہ خود ہی محسوس کر سکتی تھی ـــــــ "ہوا کسی کے ہاتھ کی طرح چھوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔" اس نے جیف کو بتایا۔ پہلے پہلے تو وہ جیسے اپنے اندیشوں کے اندر لپٹی ہوئی تھی لیکن بعد میں جاننے لگا کہ یہ معجزہ ہوا کہ غیر محسوس طور پر جیف اندیشوں کے اُن پردوں کو چاک کر کے اس کے نزدیک آگیا۔ وہ اب تک جیسے ایک گہرے اور تاریک غار میں رہتی تھی جس میں رنگ و روشنی کا نام تک نہیں تھا۔ جیف نے کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کی، ایسا قدم نہیں اٹھایا اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ ادا کیا جس سے یہ اندھی لڑکی ڈر جاتی ـــــــ جس کو وہ دنیا کی حسین ترین مخلوق سمجھتا تھا۔ وہ اس کو ہرے بھرے کھیتوں میں لے گیا اور بتانے لگا کہ پھولوں کے کیا کیا رنگ ہیں ـــــ ـــــ اور گھاس کیسی ہے؟ ـــــــ اور ایک بار تو اس نے ایک جنگلی بیری کے پھل کو اس کی ہتھیلی پر چھوڑ دیا ـــــــ ایلن۔ بی کو رہنے کے لئے ایک جھونپڑی دے دی گئی تھی، وہ اس جھونپڑی میں جیف کے آنے اور ایلن کو کتابیں پڑھ کر سنانے پر کوئی اعتراض نہیں کرتا تھا۔ گیئے سال چچا سیکسٹن مر گئے۔ وہ جیف کو دلدلی علاقہ کے قصے سنایا کرتے تھے۔ ان قصوں میں پرندوں درندوں، سمندری جانوروں، غرضکہ سبھی کی کہانیاں تھیں۔ اور مزے کی بات یہ تھی کہ یہ سب جانور آپس میں ایک دوسرے سے بات چیت بھی کر سکتے تھے۔ جیف یہ ساری کہانیاں ایلن جونس کو سنایا کرتا تھا۔ راحیل سمجھ گئی کہ وہ محبت کرنے لگا ہے۔ اس کی بے جا اور بے وجہ مہربانی کو وہ اچھی طرح جانتی تھی، جو گڈن کی حرکتوں سے بہت زیادہ ملتی جلتی تھیں اور جب کبھی مارکس ہنسکر جیف کا مذاق اڑاتا تھا تو وہ اس کو انگلیاں مروڑ کر خاموش کر دیتی تھی۔ مگر یہ دیکھکر اس کو رنج ہوتا تھا کہ ـــــــ وہ اندھی ہے اور اسے ایک اندھی لڑکی کی دیکھ بھال کرنی ہوگی۔ اندھی لڑکیاں اپنے مردوں کے سر پر بوجھ بن کر رہتی ہیں۔ اب اس معاملہ کو خواہ کسی بھی نظر سے دیکھا جاتا لیکن یہ حقیقت تھی کہ جیف اب اس عمر کا ہو گیا تھا جس میں گڈن نے شادی کی تھی۔ ایک مرد کو عورت کی اور ایک عورت کو مرد کی اسی طرح ضرورت ہوتی ہے جس طرح توازن کو برقرار رکھنے کے لئے دونوں پلڑوں میں برابر کا وزن ہونا چاہیئے۔

ایلن۔ بی نے اس سے کہا "راحیل ـــــــ یقین کرو کہ یہ جوڑا اچھا ہوگا۔"

کھیتوں سے آدھے میل کے فاصلہ پر جنگل میں ایک ایکڑ کی چٹیل زمین بے کار پڑی تھی اور اس میں ٹھونٹھ لگے ہوئے تھے۔ یہاں ششکرے آکر ٹھونٹھوں پر بیٹھ جاتے اور کالے سانپ کنڈلیاں مارے بیٹھے رہتے تھے۔ جیف ایلن کو وہاں لے گیا۔ تھوڑی سی جگہ پر گرم ریت پڑی

ہوئی تھی، جہاں وہ ایک لمحے سے ٹک کر بیٹھ سکتے تھے ـــــــ وہاں ان کے دل میں خلوت کا ایک عجیب و غریب احساس پیدا ہوا۔ جیت یہاں بیٹھکر گھنٹوں اس اندھی لڑکی کو الفاظ کے ذریعہ دنیا کی چیزیں دکھلانے کی کوشش کرتا ـــــــ "آسمان پر ایک بادل تیر رہا ہے جیسے کوئی نیل کنٹھ اُڑ رہا ہو ـــــــ اور رفتہ رفتہ اسکے اپنے خواب تصویروں کی شکل اختیار کرنے لگتے، جن کو وہ الفاظ کا جامہ پہنانے لگتا۔ رفتہ رفتہ اور غیر محسوس طریقے سے اس کے اندر ایک تبدیلی پیدا ہوئی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ اب خلوص اور محبت کرنے والے لوگوں کے درمیان رہنے لگی تھی۔ دن بھر کانوں میں آوازیں آتی رہتی تھیں ـــــــ بچے ہنستے تھے اور لوگ ایک دوسرے کو فاصلہ سے پکارتے تھے۔

اس کی ایک دوسری وجہ جیت کی محبت تھی۔ اس نے ایک بار ایلین سے کہا تھا "مجھے تم سے بہت محبت ہے ایلین!" ـــــــ ایک بار اس نے جب ایلین کو اپنے بازوؤں میں لیکر بھینچ لیا تو کہنے لگی "جیت! ـــــــ خدا کے لئے ـــــــ مجھ کو ضرر نہ پہونچاؤ۔"

اور اس نے یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ اس لڑکی کے نزدیک زندگی کا مطلب کیا ہے؟ ـــــــ یہ ایک عجیب اور خاص بات تھی جس کو اُسے کسی سے پوچھے بغیر خود ہی معلوم کرنا تھا ـــــــ وہ جاننا چاہتا تھا کہ کیوں اس کی عمر کے دوسرے لڑکے جھاڑیوں میں چھپکر لڑکیوں کو نہلاتے ہوئے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کا پیچھا کرتے ہیں، اور انھیں کھیتوں سے اس طرف لیجاتے ہیں

"تم کیا کروگے؟" ایک بار ایلین نے اس سے پوچھا

"میں جو کچھ محسوس کرتا ہوں، وہی کرنا چاہتا ہوں۔"

"لیکن کیا؟"

"میں تمھارے باپ کا پیشہ اختیار کرونگا۔" اس نے کہا

جیت وہ پہلا شخص تھا جس سے ایلین اپنے باپ کے متعلق گفتگو کر سکتی تھی۔

"ڈاکٹر؟" اس نے کہا

"ہاں" وہ بولا۔ وہ خیالی تصویریں بنانے لگا۔ ان کے گاؤں کا ڈاکٹر بد چلن اور شرابی تھا۔ اس کی داڑھی تمباکو کے تھوک سے بھری رہتی تھی۔ ایک بار جب ایک عورت دم توڑ رہی تھی تو لوگ غصے میں بغیر کسی مقصد کے ڈاکٹر کو گالیاں دے رہے تھے۔ جیت نے سوچا کہ وہ اس سلسلہ میں گرڈن سے گفتگو کرے اور اپنے باپ کو بتادے کہ وہ کیا چاہتا ہے؟ ـــــــ لیکن وہ اپنے باپ کی اتنی عزت کرتا تھا کہ اس میں گفتگو کی جرأت ہی پیدا نہیں ہوئی۔

اس نے ایک بار ایلین ۔ بی سے پوچھا " ڈاکٹر! ——— یہ ڈاکٹر کیا ہوتا ہے ؟ "
" ڈاکٹر وہ شخص ہوتا ہے جو بیماروں کو اچھا کرتا ہے ۔"
" کیا بیماروں کو اچھا کرنے والا ہی ڈاکٹر ہوتا ہے ؟ " ——— کچھ میل دور ایک بوڑھی عورت جادو ٹونے کے ذریعہ لوگوں کا علاج کرتی تھی
" کیا ایسا ڈاکٹر ؟ " ———
" ایسا نہیں ——— ڈاکٹر سائنس کے ذریعے علاج کرتا ہے، اور اس کو یہ علم بھی ہوتا ہے کہ لوگ کن چیزوں سے بیمار ہو جاتے ہیں ۔ "
" کن چیزوں سے بیمار ہو جاتے ہیں ؟ "
اس طریقہ سے یہ بات شروع ہوئی تھی، اور آخر جیف نے ایلین کو صنوبر کے جنگل کی طرف لیجاتے ہوئے بتایا :—
" وہ مجھ کو باہر بھیجنا چاہتے ہیں ۔"
" باہر ؟ کہاں ؟ ؟ "
" شاید شمالی علاقے میں ——— میں وہاں پڑھکر ڈاکٹر ہو جاؤنگا ۔ "
اس کو یقین نہیں آتا تھا کہ وہ جیف سے جدا کر دی جائے گی. وہ عاجزی سے پوچھنے لگی کہ اگر وہ چلا گیا تو یہاں کون رہے گا ؟ اور وہ سمجھ گیا کہ کس طرح اس کے چلے جانے سے ایلین کی آنکھیں اس سے جدا ہو جائینگی اور اس کے آس پاس تاریکی ہی تاریکی چھا جائے گی ۔ ——— کاش وہ پہلے ہی یہ سوچ لیتا ہے ۔
اس نے کہا " میں تم سے محبت کرتا ہوں ، تم سے اور صرف تم سے ۔ "
" لیکن تم جانا چاہتے ہو ؟ "
" میں جانا چاہتا ہوں " اس نے دردبھرے لہجہ میں کہا " لیکن میں ایک دن واپس آجاؤں گا ۔ یقین کرو ۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور واپس آؤنگا ۔ "
گڈن نے راچیل کو یہ بات کارڈوزو کا جواب آنے پر بتائی ۔ کارڈوزو نے لکھا تھا کہ ——— ہاں جیف کی تعلیم کا انتظام ہو سکتا ہے ۔ جیف کو چاہیئے کہ وہ چارلسٹن آجائے کارڈوزو، فریڈرک ، ڈگلس اور شمالی علاقے کے دوسرے دوستوں کو لکھدیگا ۔ فی الحال خرچ کے لئے پچیس ڈالر کافی ہوں گے ۔ اور کارڈوزو سمندر کے راستے جیف کے بوسٹن جانے کا انتظام بھی کردے گا ۔

یہ خط موصول ہونے پر گڈن نے۔ ایپل کو بتایا۔

"یہ بوسٹن کتنی دور ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ ایک ہزار میل دور ہوگا" گڈن نے کہا "لیکن تم اسکا مطلب بھی سمجھیں؟ اسکا مطلب یہ ہے کہ ہمارا لڑکا جو غلامی کے دور میں پیدا ہوا تھا۔ آج ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے بوسٹن جارہا ہے۔"

راچیل نے سر ہلا دیا۔

"کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں اُسے اپنے پاس اور اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتا؟" گڈن نے پوچھا۔ راچیل نے پھر سر ہلا دیا ــــــ گڈن نے اس کو اپنے بازوؤں میں لے لیا اور کہنے لگا۔

"میری اچھی راچیل ــــــ پگلی کہیں کی۔ بالکل دودھ پیتی بچی بن جاتی ہے ارے تم کو تو اپنے اس لڑکے پر ناز کرنا چاہیئے۔ وہ ایک بڑا آدمی بن کر ہمارے پاس واپس آئے گا۔"

"میں جانتی ہوں" راچیل نے کہا

ریلوے کا یانکی افسر ایک دراز قد اور داڑھی والا آدمی تھا۔ وہ چمڑے کے لمبے جوتے پہنے تھا۔ اور اس کے کپڑوں میں کیچڑ کے دھبے لگے ہوئے تھے۔ صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ ابھی ابھی ملیریا کے بخار سے اٹھا ہے۔ اس نے گڈن سے کہا "تم ان لوگوں کا کہہ رہے تھے؟"

"جی ہاں بار"

"کتنے ہیں یہ لوگ؟"

"بائیس!" ــــــ گڈن نے کہا ــــــ

"پھاوڑا، کدال اور کلھاڑی، ایک ڈالر یومیہ۔ سات دن کا ہفتہ ــــــ صبح سے شام تک کا وقت ــــــ ہفتہ میں منگل کے دن اجرت بانٹی جائیگی۔"

"ٹھیک ہے" گڈن نے سر ہلا کر کہا۔

افسر نے اس جھونپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس میں تنخواہ بانٹی جاتی تھی ــــــ "اندر جاؤ اور ان سب سے دستخط لیلو۔ یا انگوٹھوں کے نشان لگوا لو۔"

گڈن، ٹروپر اور فرڈینینڈ لنکن لکڑی کاٹنے والوں کے گروہ میں تھے۔ انھیں

دلدل سے چھ اور آٹھ انچ تک بھی اوپر کے درختوں کو کاٹتا تھا۔ وہ دن بھر گھٹنے گھٹنے پانی اور دلدل میں کھڑے ہوئے، درخت کاٹا کرتے تھے۔ ان گروہوں میں کام کرنے والے زیادہ تر کالے آدمی ایسے تھے جن کو پہلی بار آزاد مزدوری کرنے کا موقع ملا تھا ——— جب یانکیوں کی ایک کمپنی نے تعمیر کے لیئے مزدور بھرتی کرنے کو قریب کے شہروں میں روزگار کی فراہمی کے دفتر کھولے تو مقامی تاجروں نے آپس میں نکتہ چینی کی۔ اور اس نتیجہ پر پہونچ گئے کہ "وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ حبشی مزدور اپنے آقا کی لاتوں اور جوتوں کے بغیر کام نہیں کر سکتے"۔ وہ کہتے تھے کہ حبشیوں کو ایک ایک ڈالر یومیہ ادا کر کے ان کے دماغ خراب کیئے جا رہے ہیں۔ کبھی حبشیوں کو اتنی اجرت دیے جاتے نہ دیکھا تھا۔ لیکن مزدور گروہوں کے یانکی افسر اور انجنیئر بھرتی میں لگے رہے، اور مقامی گوروں نے کہا "کچھ بھی کرو، لیکن تم دلدل سے سڑک نہیں نکال سکتے ———" لیکن تعجب تھا کہ سڑک نکلتی جا رہی تھی۔ جب درخت جھاڑیاں اور راستے صاف کر دیئے گئے تو انجنیئروں نے پتھروں کی بھرتی کرائی اور اس کے اوپر سڑک بنانا شروع کر دیا ——— برسات ہونے پر دلدلی علاقہ تارکول جیسی کیچڑ کا ایک سمندر نظر آتا تھا۔ لوگ کمر کمر دلدل میں کھڑے رہ کر کام کرتے تھے، جب مچھر بہت زیادہ پیدا ہو گئے، اور ملیریا ہونے لگا تو مزدور ہسپتالوں میں بھیجے جانے لگے اور ان کی اجرت بھی بڑھا دی گئی۔ اب دیہات کے لوگ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ ریل کی سڑک جنوبی علاقہ کو تباہ کر دے گی، سابق زمینداروں کاشتکاروں اور اوورسیروں اور بردہ فروشوں کے نزدیک یہ ریل کی سڑک کوئی اچھی چیز نہیں تھی، اور یہ نیو انگلینڈ کے سرمایہ داروں کی غیر ملکی کمپنی، اسی طرح ناسمجھی اور غیر دانشمندی کے ساتھ ریل کی سڑک نکال رہی ہے۔ جس طرح کہ شرمان نے سمندر کو پار کرنے کی کوشش کی تھی۔

لیکن کالے آدمیوں کے نزدیک یہ چیز کچھ اور تھی۔ گڈن نے پہلی بار یہ دیکھا کہ زندگی اور تہذیب کا کیا رشتہ ہوتا ہے؟ غلاموں کی حیثیت سے اُسنے اور اس کے لوگوں نے سالہا سال تک بیلوں اور گھوڑوں کی طرح بغیر کسی اجرت اور معاوضہ کے کام کیا تھا۔ اب ریل کی سڑک کے لیئے ایک پیداوار کی خرید کا اعلان کیا گیا تھا۔ اور وہ پیداوار تھی "مزدوری" ——— گڈن اور اس کے لوگوں نے اپنی مزدوری کو ایک ڈالر یومیہ کی اُجرت میں بیچ دیا تھا، اور ان کی یہ مزدوری، ایک خیال اور ایک خواب کو مادی شکل دے رہی تھی۔ کھرنجہ کی ایک اونچی سڑک، اسپر ریل کی جگمگاتی ہوئی پٹریاں، اور پٹریوں پر راتوں کو چیختی ہوئی چلنے والی ایک ریل ——— وہ آزاد لوگوں کی حیثیت سے واپس جائیں گے... ان کی جیبوں

میں روپیہ ہوگا۔ اور وہ اس روپیہ سے زمین خریدیں گے ——— اور وہ اپنی طاقت اور اپنے خون و پسینہ سے بنائی ہوئی چیز کو اس دلدلی علاقہ میں ایک یادگار کی حیثیت سے چھوڑ جائیں گے۔

گڈن نہیں جانتا تھا کہ اس قسم کی سڑک غلاموں کی مزدوری کے ذریعے بھی بنائی جا سکتی ہے یا نہیں؟ ——— لیکن اسے اتنا ضرور معلوم تھا کہ اپنی پیٹھ پر کوڑے کھانے کے باوجود غلام مزدور اس قدر محنت اور مستعدی سے ہرگز کام نہیں کرتے ——— اس کے گروہ نے لٹھوں کو ریل کی پٹڑی کے لئے تیار کیا۔ دو آدمی ایک درخت کو کاٹتے تھے اور جب وہ کٹ جاتا تھا تو آٹھ آدمی مل کر اس کو گاڑی پر رکھ دیتے تھے۔ مزدور و نکا آدھا جسم ننگا رہتا تھا۔ ان کے کالے بدن اور اٹھی ہوئی مچھلیاں دھوپ میں چمکتی تھیں ——— پہلے پہلے تو کام کرتے میں وہ غلامی کے دور کا ایک گیت گاتے تھے لیکن اب وہ اچھا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اس کی طرز بھی موقع کے لحاظ سے مناسب نہیں تھی۔ اس لئے انھوں نے اس گیت کو رفتہ رفتہ چھوڑ کر اپنے کام کی رفتار کی مناسبت سے ایک طرز نکالی جو ابتدا میں الفاظ سے عاری تھی ——— الفاظ کی کمی پوری کرنے کے لئے کسی گیت کی ضرورت تھی۔ یہ گیت بھی رفتہ رفتہ بن گیا۔ گیت کے پہلے الفاظ، ان کے سادہ خیالات کا تانا بانا تھے۔ ——— اور وہ گانے لگے۔

بھائی نہیں ہے، پرانے جنگل کو یہ کلھاڑی۔
بھائی نہیں ہے، پرانے جنگل کو یہ کلھاڑی "

اور اس کے بعد مزید الفاظ اور الفاظ کے ساتھ ساتھ نغمہ پیدا ہوتا گیا۔

گڈن میں ذرا نزاکت آگئی تھی۔ رات ہونے پر اسکا جسم دکھنے لگتا اور وہ کھاٹ پر لیٹتے ہی سو جاتا۔ سونا، کام، کھانا ——— اور بس ——— وہ سوچنے لگا "پڑھنا آرام اور کتابیں، یہ سب چیزیں کہاں گئیں۔ اس زندگی میں تو کام کے سوائے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ دور غلامی کے بعد، انسان نے تہذیب کے دائرہ میں قدم رکھا لیکن کیا کوئی ایسی منزل بھی تھی، جہاں وہ ٹھہر گیا ہو؟"

دن میں تین بار کھانا ملتا تھا۔ کھانے میں گوشت، آلو اور چاول ہوتے تھے یکسانیت کے باوجود یہ غذا کافی اچھی تھی ——— مزدور ٹین کی رکابیاں لئے قطار میں کھڑے ہو جاتے تھے اور انکی رکابیوں میں کفگیر سے کھانا اتار دیا جاتا تھا۔ کام کے ۱۲ گھنٹوں میں کھانے کے لئے ہی وقفہ ہوتا تھا اور سونے کے لئے لانبی لکڑی کی بنی ہوئی بارکیں اور خیمے تھے جن کو نجاست میں بنایا

گیا تھا۔ مزدوروں کے نمبر ۲ گروہ کے افسر گیلی نے ایک بار چیف انجینئر رہیڈ سے کہا کہ "اگر میرے گروہ کی طرح مجھکو مزدوروں کے دس گروہ اور مل جائیں تو میں دوزخ میں سے بھی سڑک نکال دونگا۔" اور جنگ میں انجینئروں کے ساتھ کام کئے ہوئے انجینئر رہیڈ نے جواب دیا کہ "پانی روک لو تو دوزخ کا مزہ یہیں آنے لگے گا۔"

اس کے بعد ہی ملیریا کے لگاتار حملے ہوئے۔ اور رہیڈ کے الفاظ کی سچائی ثابت ہوگئی دلدلی علاقہ وبائی بیماری کا تنور بن گیا اور مچھروں کے جھنڈ کے جھنڈ ہر طرف بھن بھنانے لگے ——— گڈن کا ایک ساتھی، جارج رانڈر، بخار میں مبتلا ہوکر چار دن کے اندر ہی مرگیا ہینی بال واشنگٹن اور پیٹر بھائی اس کی لاش کو لے کر گھر گئے، "تاکہ عورتیں اس کی تجہیز و تکفین دیکھ کر آنسو بہائیں، اور ان کے دلوں کو صبر آجائے۔ حالات خواہ کچھ بھی ہوں لیکن اس طرح قیمت ضرور ادا کرنی پڑی، گڈن، سپھر اور ریت بچھانے والے گروہ میں بدل دیا گیا۔ اور اس کے بعد اس سے بلیاں بنانے کا کام لیا جانے لگا۔ اور ایک رات جیسے ہی ریل گاڑی آگے بڑھی نوان کے کانوں میں اس کی وِسل کی آواز آئی۔ دلدل کا پانی سوکھ گیا۔ دلدل بھی خشک ہوگئی۔ اور اس میں دراریں پڑنے لگیں۔ گرمی بڑھ گئی۔ لیکن اس کے باوجود بھی کام کے لئے اچھا موسم تھا ——— لکڑی کے شہتیروں پر ٹوٹے ہوئے پتھروں، اور کنکریوں کی ایک تہ بچھائی گئی۔ اور اس تہ پر ریل کی فولادی پٹری بچھا دی گئی۔ تعمیر کے اس طریقہ کو سمجھنے کی کوشش میں گڈن کا سر دُکھنے لگا۔ ایک دن ہینی بال واشنگٹن نے اس سے پوچھا

"گڈن! کیا شمالی علاقہ میں گورے لوگ بھی اسی طرح کام کرتے ہیں؟"

"ہو سکتا ہے کہ کچھ گورے کرتے ہوں۔"

"نہ آرام، نہ کھیل کود، نہ عورت سے ملنے کا کوئی وقت!"

"ہو سکتا ہے۔"

"کیا تمھارے خیال میں یہ ٹھیک ہے۔ گڈن؟"

"مجھے نہیں معلوم۔ لیکن میں معلوم کرونگا۔"

یہ واقعہ کاروبل میں اس وقت ہوا، جب کہ تمام مرد مزدوری کو نے باہر گئے ہوئے تھے۔ ٹروپر کی ایک چودہ سالہ لڑکی جینی کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ اس نے سارا قصہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں، بغیر کسی ربط کے سنایا ——— واقعہ یہ تھا کہ تمباکو کے کھیتوں کی مزدک،

پر وہ اپنے خیالوں میں محو آہستہ آہستہ چلی جارہی تھی کہ سامنے سے دو گورے ایک گھوڑا گاڑی میں بیٹھے ہوئے آئے۔ انھوں نے بلاکر کہا "اے۔ اے۔۔۔ اِدھر آؤ۔"

وہ ڈر کر کھیتوں میں بھاگی اور انھوں نے اسکا پیچھا کیا۔ وہ ایک جھاڑی سے اُلجھ کر گر پڑی۔ انھوں نے اس کے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ وہ بالکل ننگی ہوگئی۔ اس کے بعد انھوں نے بے رحمی کے ساتھ اس کی عصمت دری کی ــــــــ عصمت دری کے بعد انھوں نے آپس میں یہ مشورہ بھی کیا کہ آیا اس لڑکی کو مار ڈالا جائے یا زندہ رہنے دیا جائے۔ اور جب انھوں نے اس کو نہ مارنے کا فیصلہ کرلیا تو وہ برہنہ حالت، اور نیم پاگل پن کے عالم میں بے تحاشا بھاگتی ہوئی گھر پہنچی۔

ٹروپر نے جب یہ خبر سنی تو وہ بھی نیم پاگل ہوگیا۔ اس کے غصے کی کوئی حد نہ تھی اور وہ بار بار قسم کھاکر کہتا تھا کہ میں ایک گورے آدمی کو ضرور قتل کروں گا ــــــــ گڈن اور پیٹر بھائی نے اس کو سمجھایا۔ "اگر تم نے قتل کیا تو تمھیں بھی پھانسی لگائی جائے گی۔"

"میں پھانسی لگوالوں گا"

"لیکن اس سے کیا فائدہ ہوگا؟"

اور آخر میں گڈن نے کہا۔ "اس سے بہتر تو یہ ہوگا کہ کسی اچھے کام کا عہد کرو ــــــــ یہ کیا احمقوں جیسی بکواس لگا رکھی ہے۔ تم ایسا نہیں کروگے۔ ہم اس دلدل میں سات ہفتوں سے کام کر رہے ہیں۔ آخر کس لئے؟ ــــــــ ٹروپر ــــــــ تم خود اپنے دل سے یہ پوچھ کر بتاؤ کہ ہم کس لئے یہاں کام کر رہے ہیں؟ ــــــــ ہم میں سے ایک آدمی ملیریا میں مبتلا ہوکر مر گیا اور ہم نے اسکو اپنے گاؤں میں لے جاکر دفن کردیا ــــــــ ــــــــ ہم کبھی بھی آرام سے لیٹ کر نیلے آسمان کو نہیں دیکھتے۔ اور ہم نے اپنی عورتوں سے بھی ملنا چھوڑ دیا ہے ــــــــ آخر کس لئے؟"

"کس لئے؟" ٹروپر نے آہستہ سے کہا۔

"ایک نئی زندگی کے لئے ــــــــ سمجھے؟"

"ٹھیک ہے۔ تم تو بڑی بڑی باتیں کرتے ہو گڈن! تمھارا کام تو صرف یہ ہے کہ لمبی چوڑی باتیں بناؤ، چارلسٹن چلے جاؤ۔ بڑے کھلاؤ، زمین کی چربی ہضم کرلو، اور بڑے بڑے حبشیوں اور گوروں میں بیٹھ کر گپ لڑاؤ ــــــــ"

"ارے اُلّو! ــــــــ کیا میں اپنی خوشی سے چارلسٹن گیا تھا؟ ــــــــ مجھے تو

تھیں لوگوں نے مجبور کیا تھا کہ وہاں چلا جاؤں۔ اور میں ایک سہمے ہوئے بچہ کی طرح وہاں چلا گیا کیونکہ وہاں بہت سی چیزوں سے ڈر لگتا تھا ــــــ اور اب بھی کئی اندیشہ ناک چیزیں ہمارے سامنے ہیں ــــــ ہاں ــــــ ابھی ہم خطرے کی زد سے باہر نہیں ہیں۔" اس نے ٹروپر کے گلے میں اپنی باہیں ڈالدیں۔ اور کہنے لگا۔ "میری طرف دیکھو، واقعہ دلشکن اور لرزہ خیز ہے۔ ان لوگوں نے ایک چھوٹی سی بچی کے دل کو زخموں سے چھلنی کر دیا ہے۔ لیکن ٹروپر ــــــ یہ زخم بھی بھر جائیں گے۔ زخم بھر جاتے ہیں ــــــ وہ اس واقعہ کو بھول جائے گی۔ اب لکیر پیٹنے سے کیا فائدہ! ــــــ تمہاری بیوی اور بچے ہیں۔ ہم یہاں سے تقریباً ایک ہزار ڈالر لے کر گاؤں واپس ہوں گے ــــــ ٹروپر ــــــ میری بات سنو ــــــ تقریباً ایک ہزار ڈالر ــــــ دنیا میں اس سے پہلے کبھی بھی حبشیوں نے اتنا روپیہ نہیں کمایا تھا۔ اس روپئے سے شراب چل سکتی ہے۔ عیاشی ہو سکتی ہے۔ اور دوسرے گناہ بھی خریدے جا سکتے ہیں اور اس طرح اس روپیہ کے ہزاروں ہی مصرف ہو سکتے ہیں۔ ٹروپر ــــــ لیکن میں نے اپنے لوگوں سے گفتگو کر کے یہ طے کر لیا ہے کہ ہم اس روپیہ سے زمین خریدیں گے۔ یہ جاہل اور غلام حبشی آج یہ کام کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ ــــــ آخر انھیں ایسی ہمت کیسے ہوئی؟ ــــــ اور اب وہ اس لئے اپنے مستقبل پر بھروسہ کرنے لگے ہیں؟"

ٹروپر خاموش رہا۔

"میں بتاتا ہوں کس لئے؟ ــــــ مستقبل ہم کو بنانا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ آہستہ آہستہ آج سے کل ہو جائے گی ــــــ پہلے سورج ڈوب جاتا تھا۔ اور انسان کو نیند نہیں آتی تھی اس وقت وہ خود سے کہتا تھا کہ اب کبھی کل نہیں ہوگی، اب کبھی سورج نہیں نکلے گا۔ اور اس طرح وہ کروٹیں بدل بدل کر بے خوابی میں وقت گزارتا تھا۔ لیکن اب وہ زمانہ چلا گیا۔ اب کل ہوگی اور ضرور ہوگی۔ رفتہ رفتہ تمام پرانی اور بری چیزیں ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ اب بھی حبشیوں کو کہیں کہیں سنگسار کیا جاتا ہے۔ حبشی لڑکیوں کی عصمتیں لوٹی جاتی ہیں ــــــ لیکن اب یہ چیزیں جلد ہی ختم ہو جائیں گی۔"

گڈن نے جیف کا خط راچیل کو پڑھ کر سنایا۔ اور اس اسکول کا ایک نقشہ کھینچ کر بتایا جس میں جیف پڑھنے گیا تھا۔ گڈن کو تعجب تھا کہ اس کے لڑکے کا اتنا اچھا خط ہو سکتا ہے۔ اس نے

خود مطلب کو سمجھا اور جیبی، مارکس اور ریچل کو سمجھایا۔ جب مارکس اور جیبی نے یہ پوچھا کہ میسا چسٹس کہاں واقع ہے تو گڈن صرف اتنا بتا سکا کہ یہ مقام دور ہے، بہت دور ہے ـــــ یہ وہ مقام ہے یہاں یانکی رہتے ہیں۔ "صرف یانکی رہتے ہیں؟" ـــــ "ہاں میرا خیال ہے کہ صرف یانکی رہتے ہیں" گڈن نے کہا "دیکھو۔ اس نے خط میں شہر کے متعلق لکھا ہے کہ "ورسیسٹر میں بہت سے لوگ رہتے ہیں اور یہ ایک خوبصورت مقام ہے ایسا مقام شہر کہلاتا ہے۔ پہلے پہلے تو ڈر لگتا ہے لیکن لوگ جلد ہی شہروں میں رہنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔" "جیسے چارلسٹن؟" مارکس نے پوچھا۔ گو اس کے ذہن میں چارلسٹن کی صرف ایک مبہم سی خیالی تصویر تھی۔ لیکن اس نے یہ سوال ضرور کر دیا۔

"ہاں۔ جیسے چارلسٹن ہے۔" گڈن نے کہا۔ اور وہ پھر پڑھنے لگا۔

"یہاں پریس بی ٹیرین اکیڈمی میں ۱۴۲ طالب علم رہتے ہیں۔ یہ سب میری ہی طرح کالے لڑکے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان میں سے زیادہ تر یتیم ہیں۔ میرے والدین ہیں۔ لیکن ان کے ماں باپ نہیں ہیں۔ بزرگ چارلس اسمتھ اور بزرگ کلاڈ ساوتھ وِک جو کثرت کے بجائے وحدت پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہم کو ریاضی، لاطینی۔ تاریخ اور جغرافیہ پڑھاتے ہیں۔"

"یہ وحدت کیا ہوتی ہے؟"

گڈن کو خود نہیں معلوم تھا لیکن وہ یہ ضرور بتا سکا کہ جغرافیہ کیا ہے؟ اور اس نے یہ بھی سمجھایا کہ لاطینی ایک زبان ہے جو سیکڑوں سال پہلے ایک ملک میں بولی جاتی تھی۔"

"کیا لوگ اس کو اب بھی بولتے ہیں؟"

گڈن اس کا جواب کسی یقین کے ساتھ نہیں دے سکتا تھا اور نہ ہی وہ یہ بتا سکا کہ آیا جیف کو اس ملک میں بھیجا جائے گا۔ یا نہیں" ـــــ اس نے پڑھا۔

"ہم ایک کمرے میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور اس میں سو جاتے ہیں۔ یہ کمرہ اسکول کی عمارت کے عقب میں واقع ہے اور اس کو "بائیں عمارت" کہا جاتا ہے عورتوں کی کمیٹی ہمارے کھانے اور کپڑے کا انتظام کرتی ہے ـــــ کپڑے صاف اور اچھے ہوتے ہیں۔ لیکن پھٹتے بہت جلد ہی ہیں۔ ہم اس کے عوض میں کام کرتے ہیں۔ ہمارے کاموں میں صفائی اور گرجا کی

کھڑکیوں کا دھونا، فرش پر جھاڑو دینا، اور عام صفائی رکھنا شامل ہو۔ اسکے بدلے میں ہکو جیب خرچ کیلئے دس سینٹ فی ہفتہ ملتے ہیں۔ یہاں میں اپنے کو اکیلا اکیلا محسوس کرتا ہوں۔ مجھ کو آپ سب یاد آتے ہیں۔ مگر میں خوش رہتا ہوں۔ ایلن سے کہیئے کہ وہ بھی مجھے یاد آتی ہے۔" ——

راچیل نے اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھے لیکن مارکس اور جیبی اپنے خیالوں کے ذریعہ شمالی علاقہ میں جیف کے پاس پہونچ گئے اور عجیب و غریب سوالات کرنے لگے۔ گڈن نے کہا "دیکھو یہ چیز اس کے لئے کتنی اچھی ثابت ہوگی" —— گڈن بھی جیف کے خوابوں میں اس کے ساتھ تھا۔ خطوں کے ذریعہ وہ جیف کے اس قدر نزدیک آگیا جتنا کہ اس سے پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ ایک خط میں اس نے لکھا تھا" ——

"چارلس ڈکنس کی کتابیں پڑھو۔ ان کتابوں سے تم کو انسانی ہمدردی کا سبق ملے گا۔ اور تم اچھے اور برے لوگوں کو پہچاننے لگو گے۔

زمین کے متعلق مراسلت کرنے سے پہلے گڈن ایبز لیٹ سے ملاقات کرنے گیا۔ ایک صبح ایبز لیٹ کے مکان کی سڑک پر جاکر وہ احاطہ کے پھاٹک کے سہارے کھڑا ہوگیا۔ اور لیٹ کا انتظار کرنے لگا —— مسز لیٹ گھر کے دروازے تک آئی۔ گڈن کو دیکھا اور واپس چلی گئی۔ اس کے بعد جمی اچکتا کودتا آیا اور اس نے گڈن کو بتایا کہ ایبز سوروں کو چارہ کھلا رہا ہے۔

"تمھارا نام کیا ہے جنٹی؟" لڑکے نے کہا۔

"گڈن جیکسن"

"میں نے تم کو پہلے بھی دیکھا ہے۔"

"ہاں!" گڈن نے سر ہلا کر کہا۔ "میرا خیال ہے کہ جب میں گذشتہ سال یہاں آیا تھا اس وقت تم نے دیکھا ہوگا۔"

"ہاں، —— ہاں"

"بچے! تمھاری کیا عمر ہوگی؟ گڈن نے پوچھا۔

"دس سال"

"پڑھتے ہو؟"

لڑکے نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "میں پڑھنا وڑھنا نہیں چاہتا۔"

ایبز سؤروں کے سائبان سے آیا اور گڈن کو سلام کیا۔

"صبح بخیر، مسٹر ایبز" گڈن نے کہا "اب کی تو بہت اچھی فصل آئی ہے۔ کپاس کے بھی کچھ ایکڑ تیار کھڑے ہیں۔ اس سال تو کافی منافع ہو گا۔؟"

"اس کی کٹائی اور چنائی ہو جائے، تب کی بات ہے" ایبز نے کہا۔

"ہو جائے گی۔"

"تمھاری اس خوشی اور امید سے مجھ کو بھی ڈھارس بندھتی ہے۔ اگر تم اس کام میں میری مدد کرو تو بہت ہی اچھا ہو" ایبز نے کہا۔

"ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے۔"

ایبز نے پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس کو اوپر چڑھایا، زمین پر تھوکا، اور پھر جیب میں ہی اپنے ہاتھوں کو کولھوں سے ملنے لگا۔

"گڈن! تم ریل کی سڑک پر کام کر رہے ہو؟" اس نے کہا

پیٹر بھی آگیا اور ایبز کی چھ سالہ لڑکی اپنے باپ کے پتلون کے پیچھے سے جھومتے ہوئے گڈن کی طرف دیکھنے لگی۔

"ہاں! میں کام کر رہا ہوں۔"

"یہ تو ایک ایسے باعزت حبشی کی توہین ہے۔ جس نے مجلس میں شرکت کی ہو۔"

"توہین ہے بھی اور نہیں بھی ہے۔ یہ تو اپنے اپنے نکتۂ نظر پر منحصر ہے" گڈن مسکرایا

"معلوم ہوتا ہے کہ اب اس ریاست میں حبشی ہی حکومت کریں گے۔"

"میں یہ بات نہیں کہہ سکتا مسٹر ایبز"

"تم نہیں کہہ سکتے؟"

"مسٹر ایبز، کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ مجھے پیاس لگی ہے۔ میرا حلق سوکھا جا رہا ہے" گڈن نے کہا۔

"میں پانی لاتا ہوں" پیٹر چلایا۔ اور وہ کنوئیں کی طرف دوڑ گیا۔

"اندر آجاؤ" ایبز نے کہا اور وہ اس کو ایک بڑے درخت کے نیچے لے گیا۔ ایبز پالتی مار کر بیٹھا اور گڈن اس کے قریب ہی لیٹ گیا۔ پیٹر ایک ٹین کے مگے میں پانی لایا اور گڈن نے بڑے شوق سے اس کو پی کر کہا

"بڑا اچھا کنواں ہے۔"

"اسکا پانی ہمیشہ ٹھنڈا رہتا ہے۔ میں نے اس پر ایک سائبان ڈال رکھا ہے۔" ایبنر نے کہا۔

"اچھا اور ٹھنڈا پانی بھی کیا نعمت ہے۔"

ایبنر کی بیوی دوبارہ دروازہ پر آئی۔ ایک لمحے کے لئے دونوں کو دیکھا اور پھر اندر چلی گئی۔

"اچھا زمانہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ ہمیں اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے" گڈن نے کہا۔

"کیا مطلب ہے سمجھاؤ؟"

"میرا مطلب ہے کہ اب جنگ سے پہلے کے زمانے کی بہ نسبت اچھا زمانہ آنے والا ہے۔" گڈن نے آہستہ آہستہ کہا "ممکن ہے کہ بڑی بڑی کاشتوں کے مالکوں اور آقاؤں کے لئے یہ زمانہ برا ہو لیکن چھوٹے کسانوں کے لئے یہ ایک موقعہ ہے۔ ایسا موقع، اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔"

"ہاں، ہاں"

"پھر بھی اس کے باوجود ——" گڈن خشک گھاس کا ایک تنکا توڑ کر چبانے لگا۔ اور کچھ سوچتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا "اچھا زمانہ خوابِ خرگوش سے مختلف ہوتا ہے"

ایبنر خاموش رہا۔ اس نے سورج کی طرف دیکھا۔ شاید یہ اندازہ لگانے کے لئے کہ گڈن کو یہاں بیٹھے ہوئے کتنی دیر ہو گئی ہے۔ اس کا شکاری کتا آکر گڈن کو سونگھنے لگا۔ اور پھر لیٹ گیا بچے اِدھر اُدھر ہو گئے۔ ایبنر کی بیوی نے اندر سے پکارا "پیٹر یہاں آؤ۔ پیٹر۔"

"ادھر دیکھو" گڈن نے کہا "جو ہوا سو ہوا۔ یہاں کوئی بھی ایسا آدمی نہیں ہے جسکو جنگ سے دکھ نہ پہونچا ہو۔ عورتوں نے اپنے گھروں میں کام کیا۔ مصیبتیں اٹھائیں اور آس لگائے بیٹھی رہیں اور پھر تم اور میں دونوں ہی جنگ سے واپس آگئے —— ہم نے اپنی آستینیں چڑھالیں اور سوچا کہ اب ہمیں اپنی روزی کے لئے کچھ کرنا چاہیئے۔ اور ہم نے تھوڑے بیج اور کچھ جانوروں سے کاشت شروع کر دی۔ تم نے اکیلے ہی کپاس اور اناج کی اتنی بڑی فصلیں تیار کرلیں۔ اس قدر کام سے تو ایک اکیلے آدمی کی کمر ٹوٹ جانی چاہیئے۔ تم نے اتنی اچھی فصل پیدا کی ہے کہ تم اس پر جسقدر فخر کرو بیجا نہ ہوگا۔ لیکن تم جس زمین پر کاشت

کر رہے ہو، وہ کس کی ہے ایبنر؟"

"کس کی ہے؟" ایبنر نے تعجب سے گڈن کی طرف دیکھا "میں اس کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی مجھے جتانے کی ضرورت ہے۔ کسی زمانے میں یہ زمین ڈڈلی کارویل کی تھی اور اب شاید فرگسان وائٹ نے اس کو قرق کرا لیا ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ وائٹ ٹیکساز میں ہے۔"

"یہ صحیح ہے لیکن اب لگان کے معاوضہ میں اس زمین کو حکومت نے ضبط کر لیا ہے کارویل کی ایک ایک انچ زمین اب حکومت کی ہے"

اچھا ہونے دو۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ میرے پاس لگان کی ادائیگی کے لیئے ایک پائی بھی نہیں ہے۔"

"اصل معاملہ تو یہی ہے" گڈن نے آہستہ سے کہا "اکتوبر کے مہینہ میں کسی دن کارویل کی زمین کو کولمبیا میں نیلام کیا جائے گا۔ مجھے یہ بات فیڈرل کمشنر کے ذریعے معلوم ہوئی ہے غالباً اس کے چھوٹے چھوٹے کھیت فروخت نہیں ہونگے۔ بلکہ وہ ایک ایک ہزار ایکڑ کے بڑے بڑے قطعوں کی شکل میں نیلام کی جائے گی اور جب یہ زمین نیلام ہو جائے گی تو پھر ہمارا کیا ہوگا؟ ایبنر؟ —— اور تم کہاں جاؤ گے؟"

"میں یہیں رہونگا" ایبنر نے ضد سے کہا "نہ تو کسی مردود یانکی میں اتنی ہمت ہے کہ وہ مجھکو اس زمین سے ہٹا دے اور نہ ہی کوئی مردود حبشی مالک مجھ سے یہ زمین چھین سکتا ہے —— میں نے اس جنگ میں حصہ لے کر کیا پایا؟ نہیں جناب —— میں ٹھیک اسی جگہ اپنے گدھے پر بیٹھا رہونگا۔ اور مجھ سے کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں یہاں سے چلا جاؤں۔"

"مسٹر ایبنر —— میں معذرت کے ساتھ تم سے یہ درخواست کروں گا کہ تم الفاظ پر ذرا غور تو کرو۔ تم سے کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس زمین کو چھوڑ دو۔ یہ بات اپنی جگہ پر ٹھیک ہے لیکن تم اس کو عمل میں کس طرح لاؤ گے —— جب ضلع کا افسر آئیگا تو تم کیا کرو گے؟ کیا قانون کے خلاف لڑو گے؟ تم زمینداروں اور بڑے کاشتکاروں کے خلاف کیا اسوقت ٹھہر سکو گے، جبکہ قانون بھی ان کی پشت پناہی کر رہا ہوگا۔ بتاؤ، مجھے بھی تو بتاؤ کہ تم کس طرح سے لڑو گے؟"

"میں اس معاملہ میں ایک حبشی کے مشورے کو چنداں ضروری نہیں سمجھتا۔"

"ٹھیک ہے —— ذرا صبر سے کام لو۔" مسٹر ایبنر —— حبشیوں کے متعلق

تمھاری رائے خواہ کچھ بھی ہو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے اور نہ ہی اس کا ہماری بحث سے کوئی تعلق ہے۔ لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ تم حبشیوں کو خواہ کچھ بھی سمجھو، مگر وہ تمھارے دشمن نہیں ہیں۔" ایمبز نے سرد مہری کے ساتھ جواب دیا۔" مگر یہاں سے ٹلو، جہنم میں جاؤ میری طرف سے۔"

"ضرور، ضرور" گڈن کے ہونٹ بھنچ گئے" میں تو یہاں سے چلا ہی جاؤں گا۔ لیکن جب کارڈیل کی زمین کو نیلام کر دیا جائے گا۔ تو تم ساری ہی دنیا سے نفرت کرنے لگو گے۔ لیکن تم کرو گے کیا؟ ــــــ میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں مسٹر ایمبز، ــــــ خواہ تم سنو یا نہ سنو لیکن وہ بات میں کہونگا ضرور ــــــ میں اور میرے آدمی دلدلی علاقے میں مزدوری کرنے اسی لئے گئے تھے کہ ہم اس طرح سے نقد روپیہ حاصل کر کے زمین خرید لیں ــــــ اس ملک میں جب آدمی کے پاس زمین نہ ہو، اس کی حالت غلاموں سے کوئی زیادہ بہتر نہیں ہوتی اور اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا کہ غلام گورا آدمی ہے یا کالا آدمی ہے۔ اس وقت ہمارے پاس تقریباً ایک ہزار ڈالر نقد موجود ہیں اور اگر کسی بینک نے ہم کو جائداد کی ضمانت پر کچھ روپیہ قرض دیدیا تو ہم نیلام میں جا کر چند ہزار ایکڑ زمین کی بولی لگا سکتے ہیں لیکن کیا ہم اس خیال سے خوش ہو سکتے ہیں کہ ہم وہاں جا کر تمھارے کھیتوں کی بولی لگائیں "

ایمبز لیٹ کر آہستہ آہستہ اپنی ران تھپ تھپانے لگا۔ اس کی نگاہیں زمین پر جمی ہوئی تھیں اور وہ اپنی انگلیوں سے دھول میں عجیب و غریب شکلیں بنا رہا تھا۔ کئی منٹ گزر گئے، اور اس گورے آدمی نے کچھ نہیں کہا۔ وہ اپنے بڑے بڑے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی نگاہیں ہاتھوں کے اُن نارنجی بالوں پر جمی ہوئی تھیں، جو سخت تاروں کی طرح سے بل کھائے ہوئے تھے۔ وہ اپنی کلائی پر اس زخم کو دیکھ رہا تھا، جو ایک یانکی سپاہی کی سنگین کی نشانی تھا۔ اس نے جنگ میں کس لئے شرکت کی؟ ــــــ کس لئے؟ ــــــ آدمی، فوجی زندگی، قتل و غارتگری اور اپنی جان کے خوف میں ایک عرصہ تک مبتلا رہنے کے بعد بدل جایا کرتا ہے۔ وہ چاہے دوبارہ اپنا طرز معاشرت اختیار کر لے، لیکن اس میں ایک تبدیلی ضرور آجاتی ہے۔

"میرے پاس روپیہ نہیں ہے" ایمبز نے آخری بار کمزور آواز اور جھکے ہوئے انداز میں کہا۔" گڈن، اس وقت گھر میں صرف ۴ ڈالر اور ۶۰ سینٹ پڑے ہوئے ہیں۔"

" تمھیں روپے کی کیا ضرورت ہے؟ ــــــ گڈن نے اس کو بتایا" میں تو

صرف زمین لینے والے خاندانوں کو چاہتا ہوں۔ ہمارے پاس اتنا روپیہ تو ہے کہ جس سے کام چل جلئے گا اور اگر اس سے بھی کام نہیں چلا تو پھر کسی بھی چیز سے نہیں چلے گا۔ کاروبل میں ستائیں کلے اور سات گورے خاندان ہیں ——— یہ سب پرانی زیرِ کاشت زمینوں پر رہتے ہیں۔ اور جب زمین فروخت ہوگی تو ان سب کو اس کا حصہ دار بننا ہوگا۔ ہم ان میں سے ہر خاندان کو اسّی یا نوّے؟ ایکڑ زمین یا جتنی بھی تقسیم میں آجائے دیدیں گے۔ اس میں مکان چراگاہ اور بوائی کی زمین وغیرہ سب ہی آجائے گا۔ اگر ہم نے تین ہزار ایکڑ زمین بھی خریدلی تو کم از کم اتنا حصہ تو ہر ایک خاندان کو مل جائیگا۔"

"لیکن تم مجھ کو کیوں حصے دار بنانا چاہتے ہو؟" ایبنر نے پوچھا "میں نے تمھارے لئے کیا کیا ہے؟ میں نہ تو حبشی ہوں، اور نہ ہی کوئی ذلیل اسکال واگز ہوں، جو تم یہاں میری خوشامد کرنے آئے ہو۔"

"یہ سب صحیح ہے" گڈن نے اتفاق کیا۔

"تو پھر تم کیوں آئے ہو میرے پاس؟"

"میں بتاتا ہوں" گڈن نے کہا۔ "دیکھو، معاملہ کو اس طرح سے سمجھو ——— ہمارے جنوبی علاقے میں چالیس لاکھ حبشی اور اسی لاکھ گورے بستے ہیں۔ جنوبی کیرولینا میں کالے آدمی ذرا اکثریت میں ہیں۔ جنگ سے پہلے جو کچھ ہوا کرتا تھا وہ اب نہیں ہوگا۔ جنگ نے پرانے طریقوں کو بھی ختم کردیا ہے۔ مجلس اور انتخابات کے نتیجہ میں ایک نئی زندگی پیدا ہوگی۔ وہ زندگی کیا ہوگی؟ مسٹر ایبنر ——— اس نئی زندگی میں یہ گندی اور پرانی جھونپڑیاں نہیں رہیں گی۔ اور وہ نفرت اور جہالت باقی نہیں رہیگی، جو اس جنگ سے پہلے تھی۔ لیکن وہ نئی زندگی ہے کہاں؟ ——— کہیں نہیں۔ اور وہ اس وقت تک پیدا نہیں ہوگی جب تک کہ ہم خود اُسے پیدا نہیں کریں گے۔ کوئی چیز اپنے آپ تو نہیں ہوجاتی۔ ہر چیز بنائی جاتی ہے۔ کی جاتی ہے ——— دلدل میں ریل کی سڑک اس وقت بنی جب کہ لوگ وہاں پہنچے اور انھوں نے کام کیا۔ صرف باتوں سے تو یہ سڑک نہیں بن گئی۔ اب اس بات کو بھی تم اسی مثال سے سمجھ لو۔ اگر ہم کام کریں تو ہماری یہ اچھی زمین، یہ وطن اور یہ ہماری مٹی دودھ اور شہد دینے لگے۔ ہمارے وطن میں یانکیوں کے ملک کی طرح سخت سردی نہیں پڑتی۔ اور یہاں دریا کے نچلے علاقے کی طرح بیماریاں بھی نہیں پھیلتیں۔ اس زمین پر رہنے بسنے والے بھی اچھے لوگ ہیں۔ گورے لوگ بھی اچھے ہیں اور کالے لوگ بھی اچھے ہیں ———"

"لیکن اگر مردود یانکیوں نے اس کو تباہ کر دیا تو ——— ؟" ایمز نے کہا۔

"کیا انھوں نے تباہی مچا بھی رکھی ہے؟ ——— جنگ ضرور ایک رنجیدہ بات ہے تکلیف دہ اور تباہ کُن۔ تم نے بندوق اٹھائی، میں نے بھی بندوق اٹھالی اور فرض کرو کہ ہم لڑ بھی مرے، لیکن کیوں؟ ——— یانکی سپاہی یہاں ضرور آئے اور انھوں نے حبشیوں کو آزاد کرا لیا جس کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ بڑی بڑی کاشتوں کے مالک، یہ سمجھنے لگے ہوں کہ ہم تباہ برباد ہوگئے ہیں۔ لیکن بڑی بڑی کاشتیں کتنی ہیں؟ ——— ذرا اپنے آس پاس ہی نظر دوڑا کر دیکھو۔ تمھیں حدِ نظر تک کارویل ہی کارویل کی زمین دکھائی دے گی ——— اور میں ——— میں اب ایک غلام حبشی نہیں بلکہ ایک آزاد شہری ہوں اور تم وہی ہو جو جنگ سے پہلے تھے۔ بلکہ تمھاری حالت بھی پہلے سے کچھ بہتر ہی ہے۔ جنگ سے پہلے تمھارے دل میں یہ خیال تک پیدا نہیں ہوا ہوگا کہ تم خود اپنی زمین کے مالک ہو جاؤ۔ اچھی زمین کا ایک ایک انچ کسی بڑے کاشتکار کے قبضہ میں تھا ——— غریب گوروں کے حصے میں تو دلدل یا صنوبر کے جنگل کا ہی کوئی قطعہ آتا تھا۔ یانکیوں نے تو ہمارے لئے زمین چھوڑ دی ہے اور ہم اس سے بھی زیادہ کی توقع کر سکتے ہیں۔"

ایمز اب بھی اپنی انگلیاں دھول میں چلا رہا تھا۔

"کہے جاؤ" اس نے کہا۔

"مستقبل کو ہم جیسا چاہیں گے ویسا ہی بن جائے گا۔ اور اگر مستقبل کالے اور گوروں کے لئے یکساں نہ ہوا تو یہ کوئی اچھی بات نہ ہوگی۔ اگر ہم دونوں کے لئے مستقبل یکساں طریقے سے بہتر نہ ہوا تو نفرت کی کوئی حد نہ رہے گی۔ اگر تم، میکس، برانلی، کارسن، برادران اور فریڈ میک پیو ہمارے ساتھ آگئے تو زمین خریدنے میں ہم کو آسانی ہو جائے گی اور ہمارے ہاتھ مضبوط ہو جائیں گے"

"وہ نہیں آئیں گے"۔

"شاید آجائیں، مسٹر ایمز۔ دنیا بدل رہی ہے۔ ہم نے اپنے بچوں کے لئے ایک چھوٹا سا اسکول بھی کھول لیا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ تمھارے بچے بھی اس اسکول سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ رفتہ رفتہ حکومت بھی اس طرف توجہ دے گی۔ اور یہیں کہیں ایک اچھا اسکول بنا دیا جائے گا۔ میرے بچوں کے ساتھ تمھارے بچوں کے پڑھنے میں سوائے اس کے اور کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے کہ ایک کے بچے کالے ہیں، اور دوسرے کے گورے ہیں۔"

ایبز نے اپنا سر ہلا دیا۔

"اس پر تمھیں غور کرنا چاہیئے مسٹر ایبز۔ میں یہ مانتا ہوں کہ تمھیں بھی سوچنے میں وقت لگے گا۔ لیکن زمین کے معاملہ میں تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی رکاوٹ نہ ہونی چاہیئے۔"

"مجھے کسی مردود حبشی کی خیرات نہیں چاہیئے۔" ایبز نے ہٹیلے انداز میں کہا۔

"تم میرے ہاتھ مضبوط کرو گے۔ کیا یہ خیرات ہے؟ ——— اگر ہم نے بینک والوں سے جاکر یہ کہا کہ اس سودے میں گورے آدمی بھی ہمارے شریک ہیں تو ہم کو کتنی آسانی ہو جائے گی۔"

"ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو" ——— پھر ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا "تمھیں یہ کیسے معلوم کہ وہ ہم کو زمین فروخت کر دیں گے؟"

"میں نے یانکیوں کے افسر سے گفتگو کی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ یہ صحیح معنوں میں ایک نیلام ہو گا، اور جو شخص بھی سب سے زیادہ بولی لگائے گا اسکو زمین دے دی جائے گی"

"اچھا فرض کرو کہ تم جھوٹ بول رہے ہو"

"ہاں ایسا ہی فرض کر لو" ——— گڈن نے کہا۔ ——— اور پھر انھوں نے ایک دوسرے سے نگاہیں ملائیں ——— اور ایبز مسکرانے لگا۔ ——— گفتگو کے دوران میں یہ ان کی پہلی مسکراہٹ تھی۔

"اور بولی کون لگائے گا؟"

"میرے لوگوں نے اپنی نمایندگی کے لئے مجھ کو چنا ہے۔ لیکن یہ بات ابھی آخری طور پر طے نہیں ہوئی ہے ——— ہم اس مسئلہ پر پھر گفتگو کر سکتے ہیں۔"

"میں یہ بات تمھیں پر چھوڑتا ہوں۔"

"تو پھر تم ہمارے ساتھ آؤ گے؟" گڈن نے پوچھا۔

"میں آؤں گا"

"مجھے بڑا فخر اور بہت خوشی ہو گی۔ مسٹر ایبز۔ میں اس بات پر تم سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔" گڈن نے کہا۔ اور ایبز نے زندگی میں پہلی بار ایک حبشی سے مصافحہ کیا۔

کارسن برادران سے دو گھنٹے کی بحث کا یہ نتیجہ نکلا کہ انھوں نے خود آکر زمین فنڈ کے لئے پینسٹھ ڈالر گڈن کے پاس جمع کر دیئے ——— میکس برائلی نے گڈن کی ہر بات پر انکار میں سر ہلایا کیونکہ وہ حبشیوں سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ اور یہیں آکر بات ختم ہو گئی۔

فریڈ میک ہیو اور اس کا سالا جیک سڈ بھی شریک ہو گئے۔
خود اپنے لوگوں کو سمجھانے میں گڈن کو تین دن لگے۔
"ہم گورے لوگوں کو کیوں شریک کریں؟" ——— انھوں نے پوچھا "روپیہ ہمارا ہے کیا ان میں کے کسی بھی آدمی نے دلدل میں جان دی ہے؟"
گڈن نے ان کو سمجھایا۔ اس نے اپنی دلیلیں بار بار دہرائیں۔ بمشکل تمام ان میں کے آدھے آدمی اس کی طرف آ گئے، اور پھر بقیہ آدھوں کو بھی سمجھا لیا گیا ——— گڈن اب نعمتمند اور کامیاب تھا۔ کئی مہینوں کے بعد اس کو پہلی بار یہ فتح نصیب ہوئی تھی۔ اور اب جو اس نے راچیل کو اپنے سینے سے لگایا تو معلوم ہوا کہ اس کی جوانی واپس آگئی ہے ——— اور ان کی محبت اتنی ہی شدید ہے جتنی کہ پہلے تھی۔
چار دن بعد پھر گڈن ایبز لیبٹ سے ملنے گیا۔ وہ اپنے دونوں بچوں کو لئے بہاڑی پر خود ہی چلا آ رہا تھا۔ اس نے گڈن سے کہا۔
"میں نے اس بارے میں ہیلن سے گفتگو کی تھی۔ وہ کہتی ہے کہ ان کو تھوڑا بہت تو پڑھنا ہی چاہیئے۔"
لڑکے شرارت کر رہے تھے اور ایبز ان کو ڈانٹ رہا تھا۔ اس نے کہا "لوگ اعتراض کریں گے لیکن میں ان سے پوچھوں گا کہ وہ کیوں اعتراض کرتے ہیں۔" مگر خود اسکو حبشیوں کے پاس اس طرح سے جانے میں شرم سی آ رہی تھی۔ گڈن نے اس کے احساسات کا پتہ لگا لیا اور کوشش کی کہ یہ بات بالکل معمولی سی معلوم ہو۔ اس نے کہا: "شکریہ! ——— مسٹر ایبز ——— یہ ہمارے تعلقات کی ابتدا ہے۔"
ایبز نے سر ہلایا۔ وہ تھوڑی دیر تک خاموش کھڑا رہا۔ اور پھر اپنے بچوں کو گڈن کے پاس چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

۷

کولمبیا کے پہلے قومی بینک کے نائب صدر، کارل رونبنس نے انکار میں اپنا سر ہلایا۔ اور گڈن سے صاف صاف کہدیا کہ "مجھے اس معاملہ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے ———

مشکل ہے ۔ نہیں ۔ مجھے قطعی دلچسپی نہیں ہے ۔" اور اس کے ہونٹوں پر انکار کے ساتھ ہی ایک ہلکی سی مسکراہٹ بھی دوڑ گئی ۔ مسٹر روبنس کا سر بڑا تھا ، جس کی چندیا صاف تھی ۔ کہیں کہیں بالوں کی جھالر سی لگی ہوئی تھی ۔ چھوٹی چھوٹی نیلی آنکھیں ، اور موٹی گردن ، جس پر اسکا بھاری سر رکھا ہوا تھا ——— اس نے متانت کے ساتھ گڈن کو بتایا ———

" جیکسن ! ——— اتنی آسانی کے ساتھ اور سیدھے سادے طریقے سے کام نہیں ہوتے اور اگر ہونے لگیں تو کوئی نظم و ضبط ہی قائم نہ رہے ۔ تم میرے پاس ایک ہزار ڈالر لے کر آئے ہو ۔ اور کہتے ہو کہ تم کچھ احمق حبشیوں اور غریب گوروں کے نمائندہ ہو ، جو کار ویل کی زمین کو بغیر کسی حق کے غصب کیئے ہوئے ہیں ۔ اور تمھاری رائے یہ ہے کہ میں تم کو اس بنیک کی طرف سے ہنڈی دیدوں تاکہ تم نیلام میں بولی لگا سکو ۔ یہ تو بالکل ناممکن ہے ۔"

" صرف ہنڈی ہی نہیں ۔" گڈن نے کہا ۔" بلکہ وہ ہنڈی رہن کی رقم بھی ہوگی ۔"

" اچھا ، یہی سہی ۔" روبنس نے بات کاٹتے ہوئے کہا ۔" ذرا ہوش کی باتیں کرو ۔ دیکھو ، یہ زمانہ خراب ہے ۔ اور لوگ چیزوں کو ہی رہن رکھنے میں پس و پیش کرتے ہیں ۔ رہن رکھنا تو بڑی بات ہے ۔ چند آوارہ حبشیوں کی ضمانت ہی کیا ؟ ——— اور ان پر کس طرح بھروسہ کیا جا سکتا ہے ۔ ؟"

" مسٹر رابنس ! ——— جناب ہم پر رحم کیجئے ۔" گڈن نے کہا ۔" ہم آوارہ نہیں ہیں ۔ ہم یہیں پیدا ہوئے ہیں ۔ ہم نے اپنی زندگیاں اسی جگہ گزار دی ہیں ، اور ہم میں سے بہت سوں نے اس زمین کو جوتا ہے ۔ اور اپنے ہی مصارف سے تین ، تین فصلیں اگا کر کاٹ لی ہیں ۔ اگر آپ خود کار ویل آکر دیکھیں گے تو مجھے یقین ہے کہ آپ کی رائے بدل جائے گی ۔"

" میں حبشیوں سے یہ سننے کا عادی نہیں ہوں کہ میری رائے کیا ہونی چاہیئے ؟ " رابنس نے کہا ۔

" مسٹر رابنس ! ——— جناب میرا یہ مطلب نہیں تھا ۔ یقین کیجئے جناب کہ میں سچائی اور ایمانداری سے کام لے رہا ہوں ——— ہمارا واحد سہارا زمین کے صرف چند ایکڑ ہیں ۔"

" میں نہیں سمجھتا " مسٹر روبنس نے اپنی گھڑی کو دیکھتے ہوئے بے صبری کیساتھ کہا ۔ اور پھر باہر کھڑے سنتری کو اشارہ کرتے ہوئے بولے ۔" اگر تم ایماندار ہو اور تمھارے دل میں کام کی خواہش ہے تو جو شخص بھی زمین خریدے گا ، وہ تمھیں کام پر رکھ لے گا ۔ سچ بات تو یہ ہے کہ میں حبشیوں کو زمین کا مالک بنانا پسند نہیں کرتا ۔ اس سے ان کے دماغ خراب ہو جائیں گے

—— مجھے افسوس ہے جلین! ——— لیکن میں ایک مصروف آدمی ہوں"—
اور پھر یکایک سنتری آگیا اور گڈن کا بازو پکڑ کر اس کو باہر لے گیا۔

راچیل نے اس سے کہا" سب کچھ ٹھیک ہی ہو گا گڈن ——— یقین کرو نیتجہ میں سب کچھ ٹھیک ہی ہو گا۔"———

گڈن نے بے توجہی کے ساتھ اس کی بات سنی اور وہ تعجب کرنے لگا کہ اس کی قوم کے کتنے ہی لوگ اس طریقے سے سوچتے ہیں۔ انھیں ہمیشہ حال کا ہی خیال رہتا ہے۔ اور وہ مستقبل کے متعلق کچھ بھی نہیں سوچتے۔ آخر غلامانہ ذہنیت ایسی چیز تو نہیں ہے جو زنجیروں کی طرح ایک ہی لمحہ میں ٹوٹ جائے۔ وہ شکست کے احساس سے مغلوب اور رنجیدہ واپس ہوا تھا، لیکن راچیل اس کو گھر پہ پاکر ہی خوش ہو گئی۔ اس نے قریب قریب غصے کے لہجے میں کہنا شروع کیا:۔

"تمھاری سمجھ میں نہیں آتا کہ"——— لیکن وہ خاموش ہو گیا۔ جب راچیل نے بات کاٹ کر کہا کہ ——— "پیارے گڈن! ——— تم ہمت نہ ہارو۔ نیتجہ میں سب کچھ ٹھیک ہی ہو گا۔"

اور وہ اس کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔ اس کے اعضا کا تناسب، اس کی نسائیت، چکنے گال، چھوٹی اوپر کو اٹھی ہوئی ناک، جگمگاتی ہوئی جلد جس پہ آگ کا عکس بھی نظر آتا تھا اور وہ اس کی آواز کا لہجہ اور وہ انداز جب اس نے پوچھا کہ "کیا بات ہے؟ میری طرف دیکھ کے کیوں ہنس رہے ہو؟"——— لیکن وہ یہ سب کچھ دیکھ کر مسکراتا رہا۔

"میں کب ہنس رہا ہوں؟ ——— میری ننھی!"

اور وہ دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ کتنی عجیب و غریب چیزیں ہیں، یہ تعلقات، یہ اسباب اور یہ معاشرت کے سادہ طریقے جو دیکھتے ہی دیکھتے اسقدر پیچیدہ ہوتے جارہے ہیں ——— اس عورت کے وجود کو ہی لیجئے ——— یہ اس کی بیوی ہے۔ جس سے وہ اس لمحہ بہت ہی زیادہ محبت کر رہا ہے لیکن عورت کے اس وجود کا، اس غریب کالے آدمی سے کیا رشتہ ہے جس کو مدتوں پہلے افریقہ کے ساحل سے لاکر یہاں غلام بنایا گیا تھا۔ اس کے وجود کا رشتہ جیفسن سے اور خود اس سے کیا ہے؟ ——— اور وہ کیا رشتہ رکھتی ہے؟ زندگی کے اس دریا سے جس نے انسانوں کو جنم دیا ہے، جو ایک تواتر کیساتھ

یہہ رہا ہے۔ نشیب و فراز طے کرتا ہوا ـــــــ آگے بڑھ رہا ہے۔ اور جو کبھی خوشی سے لہریں مارتا ہے۔ اور کبھی تھکا تھکا سا معلوم ہونے لگتا ہے ـــــــ "

"کیا سوچ رہے ہو گڈن ؟" اس نے کہا۔

"جینی اس کے بازوؤں سے جھومنے لگی۔ مارکس انگیٹھی کے سامنے لیٹا آگ تاپ رہا تھا۔ راچیل نے کہا۔ "جینی! ـــــــ وقت ہو گیا۔ بستر پر جاؤ۔"

گڈن نے جینی سے پوچھا" اب کیا؟ میری چڑیا۔"

"بہن لومڑی" ـــــــ

"بڑھیا لومڑی ـــــــ مجھ کو جتنی کہانی یاد تھی' وہ میں نے سنا دی۔" گڈن نے کہا جینی معلوم کرنا چاہتی تھی کہ بہن لومڑی کی ملاقات بھائی کچھوے سے کیوں نہیں ہوئی۔"

"بہن لومڑی کو اپنے کام سے کام تھا" گڈن نے کہا۔ "بہن لومڑی جنگل بھر میں سب سے زیادہ چالاک تھیں، وہ بھائی کچھوے کو کبھی خاطر ہی میں نہیں لاتی تھیں۔ اور بھائی کچھوے کی کھال اتنی موٹی تھی کہ وہ چالاک ہو ہی نہیں سکتے تھے۔"

راچیل گڈن کی طرف دیکھتے ہوئے بے توجہی کے ساتھ کہانی سنتی رہی۔ مارکس بھی بے توجہی سے سُن رہا تھا۔ یہ ایک پرانی کہانی تھی جس کو سننے کے لئے کسی خاص توجہ کی ضرورت بھی نہ تھی۔ لیکن چونکہ کہانی اچھی تھی اس لئے بار بار سننے سے بھی بُری معلوم نہیں ہوتی تھی ـــــــ دروازے پر دستک ہوئی اور راچیل نے جیمس ایلن۔ بی کو اندر بلا لیا۔ وہ اس وقت تک خاموش بیٹھا رہا' جب تک کہ گڈن کی کہانی ختم نہیں ہو گئی۔ کہانی بھی ذرا لوجدار تھی۔ اس لئے گڈن اسکو جینی کے سونے تک کھینچتا ہی گیا ـــــــ

جینی اس کی گردن سے چپک کر سو گئی اور اس نے اس کو بستر پر لٹا دیا۔ مارکس، انگیٹھی کے قریب اونگھنے لگا۔ ایلن بی نے پہلے تو موسم پر تبصرہ کیا اس کے بعد راچیل کے حُسن کی تعریف کی اور پھر بولا:-

"کولمبیا میں جو کچھ ہوا' وہ غیر متوقع نہ تھا۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"لیکن اب کیا کرنا چاہیئے؟"

"میرا خیال ہے کہ چارلسٹن جاؤں۔"

"وہ بھی کوئی توجہ نہیں دیں گے۔"

"تو پھر؟ ـــــــ بوسٹن نیویارک، فلے ڈیلفیا ـــــــ کہیں تو کامیابی ہو گی ہی۔"

"دوسری طرف جانے کیا ہو؟" راحیل نے سوچا۔

"تم یہ زمین لے کے رہو گے سے مے ناگڈن؟ ـــــــ" الین بی نے سوچتے ہوئے کہا۔

"میں کوشش کروں گا۔"

میرا خیال ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔" بوڑھے آدمی نے کہا۔ "جس رات تم میرے ساتھ کیبن میں جا رہے تھے، میں نے اسی وقت سمجھ لیا تھا کہ تم اپنے کاموں کو ادھورا نہیں چھوڑو گے تمھیں کیا چیز روک سکتی ہے گڈن؟ ـــــــ میں کہتا ہوں۔ کچھ نہیں۔ صرف اتنا خیال ہو کہ کام کرنے کے لئے ہی کام نہ کرنا چاہیئے ـــــــ طاقت بجائے خود کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ اپنے مقصد کو نہ بھولنا۔ اپنے گھر کو یاد رکھنا۔"

"تمھارا کیا مطلب ہے؟ ـــــــ مجھے سمجھاؤ"

الین بی اپنے شانے سکیڑ کر مسکرانے لگا۔ "گڈن! میں ایک باتونی بڈھا ہوں۔ میں بہت بات کرتا ہوں نا! ـــــــ اگر تم شمالی علاقے میں جاؤ اور وہاں یانکیوں سے ملو تو یہ بات یاد رکھنا کہ ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگ جنوبی علاقے کے گوروں سے بھی زیادہ ہم سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ہم اجنبی اور کالی جلد کی عجیب وغریب مخلوق ہیں ـــــــ جنوبی علاقے کے ان لوگوں کے نزدیک بھی جو ہم سے نفرت کرتے ہیں ہم اجنبی نہیں ہیں۔ بلکہ اس سرزمین سے اتنا ہی تعلق رکھتے ہیں، جتنا کہ صنوبر کے جنگل یا کپاس اور تمباکو کے کھیت۔ ـــــــ تم کچھ ایسے یانکیوں سے بھی ملو گے جنھوں نے اپنے اندر بڑی تبدیلی پیدا کر لی ہے۔ وہ ایک ہی میز پر بیٹھ کر تمھارے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ تم سے مصافحہ کریں گے اور تمھاری جلد کے رنگ پر انھیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ تم ان لوگوں پر بھروسہ کرنا گڈن اور وہ جو کچھ ہیں اس کے واسطے سے ان کو اپنا دوست بنا لینا۔ دونسلوں سے وہ ہمیں آزاد کرانے کی جدوجہد کرتے رہے ہیں، کیونکہ وہ انسانی بھائی چارہ پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے متعلق جو غلط باتیں تم کو بتائی جائیں ان پر ہرگز یقین نہ کرنا۔"

گڈن نے اثبات میں سر ہلایا۔ بوڑھا آدمی آگے جھکا۔ اور گڈن کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا۔ "کامیابی سے مغرور نہ ہونا گڈن ـــــــ اگر اس دنیا میں ایک کا دوسرے سے

کام نہ چلے تو ہم میں اور وحشیوں میں کوئی بھی فرق نہ رہے۔ تم بڑی بڑی چیزیں حاصل کرنے کے مقصد سے جاوگے لیکن۔ اگر کچھ کتابیں، کاغذ، سلیٹیں اور چاک وغیرہ تمھیں مل جائیں تو انھیں خرید لینا۔ ہمیں ان چیزوں کی سخت ضرورت ہے۔"

"میں یاد رکھوں گا" گڈن نے کہا۔

گڈن کا مطالعہ جاری رہا۔ کولمبیا میں اس کو "بلیک اسٹون" کی کتاب "انگلستان کے قوانین پر تبصرہ" مل گئی۔ یہ کتاب پھٹی پرانی حالت میں تھی۔ لیکن اس نے ساٹھ سنٹ میں اسکو خرید لیا۔ اینڈر کلے نے اس کو پین کی انسان کے حقوق نامی کتاب بھیجی۔ یہ کتاب اپنے ابہام اور گڈمن کے علم و تجربے سے کسی قدر علیحدہ ہونے کے باوجود ایسی ثابت ہوئی کہ جس سے گڈن کا دل ہی نہیں بھرتا تھا —— وہ عجائبات کا ایک سمندر تھی جو کبھی بھی خشک نہیں ہوتا تھا۔ ایلن۔بی کے پاس پو کی کچھ نظمیں تھیں جو اس نے پڑھنے کے لئے گڈن کو دیدیں۔ گڈن ان نظموں کو پڑھ کر مایوس اور پریشان ہو گیا۔

"کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔" اس نے کہا —— وہ ایمرسن کو پڑھ کر بہت خوش ہوا اور ایلن بی نے اس سے کہا:۔

"اگر تمھاری ملاقات اس سے ہو جائے تو گڈن ؟"

برسات کے شروع میں ہی گڈن چارلسٹن پہونچ گیا اور اس نے ایک بار پھر کارٹر کے مکان میں قدم رکھا۔ انھوں نے گرم جوشی سے اس کو خوش آمدید کہا۔ وہ فرانسس کارڈوزو کے مکان پر بھی گیا۔ اس نے ایک عجیب و غریب مسکراہٹ کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "تو واپس آگئے تم گڈن!"

"ہاں" ——

"پہلے سے زیادہ عمر رسیدہ اور زیادہ عقل مند بھی ہوئے کہ نہیں ؟"

"ہاں۔ کچھ کچھ" گڈن نے اتفاق کیا۔

کارڈوزو کے کمرے میں وہ سنجیدگی سے گھٹنوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے بیٹھا رہا۔ اس نے شراب کا ایک گلاس پیا اور میٹھے کیک کھائے۔ کمرہ پہلے سے چھوٹا معلوم ہو رہا تھا۔ کارڈوزو بھی پہلے کی بہ نسبت چھوٹا نظر آرہا تھا۔

گڈن نے دھیمے لہجے اور ہوشیاری کے ساتھ تمام واقعات بیان کئے۔ کارڈوزو خاموش رہا لیکن جب گڈن نے کولمبیا کے بینکر کا واقعہ سنایا تو اس نے کہا۔

"کیا تمھیں حیرت ہوئی گڈن ؟"

"نہیں، مجھے کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ مجھے بھی پچاس فیصدی یہی توقع تھی"

"اور غالبا" کارڈوزو نے کہا۔ "یہی چیز یہاں بھی واقع ہوگی۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیئے گڈن ــــــ کہ اپنے نقطۂ نظر سے ٹامبس نے کوئی زیادہ ہٹ دھرمی سے کام نہیں لیا ہے۔ تم کیا دے سکتے ہو ؟ ــــــ کچھ نقد ڈالر۔ اپنا وعدہ، کچھ قلاش، سیاہ فام اور گورے، خاندانوں کی فرضی حمایت، اور ایک بہت ہی مبہم اور خیالی مستقبل کی تصویر! ــــــ"

"سارے ہی مستقبل خیالی ہوتے ہیں" گڈن نے کہا۔

"میں یہ مانے لیتا ہوں۔ لیکن گڈن، کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ زمین کا مسئلہ جنوبی علاقے میں ہر جگہ موجود ہے۔ اور یہی وہ واحد مسئلہ نہیں ہے جس کے حل پر ہمارے مستقبل کی تعمیر منحصر ہے۔ اس کو کیسے حل کیا جائے ؟ ــــــ ایک سال پہلے، گئے مارچ کے مہینے میں تھیڈیس اسٹیونس نے زمین کی تقسیم کے قانون کا مسودہ کانگریس میں پیش کیا تھا ــــــ اس کی تجویز کیا تھی ؟ ــــــ یہی کہ باغی کاشتکاروں کی بڑی بڑی کھیتیاں ان سے چھین لی جائیں، ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیے جائیں۔ اور ہر آزاد شدہ کو چالیس ایکڑ زمین، اور پچاس ڈالر مکان کی تعمیر کے لئے دے دیئے جائیں۔ ٹھہرو ــــــ میں تمھیں اس موضوع پر اسٹیونسن کی تقریر کا ایک اقتباس پڑھکر سناتا ہوں ــــــ"

کارڈوزو نے جاکر اپنی ڈیسک کی دراز کھولی، ایک کاغذ نکالا اور گڈن کے پاس واپس آکر پڑھنے لگا۔ ــــــ

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اس تجویز سے جنوبی علاقے کے رسم و رواج اور طور طریق میں ایک بڑی تبدیلی آئے گی۔ لیکن ہمارا مقصد ہی یہ ہے کہ ان کے اصولوں اور احساسات میں ایک انقلاب پیدا ہو۔ ممکن ہے کہ اس سے کمزور دماغ اور کمزور اعصاب والے لوگ پریشان ہو جائیں لیکن سیاسی اور اخلاقی دنیا میں تمام بڑی ترقیوں کا یہ اثر پڑنا لازمی ہے۔ جنوبی ریاستوں میں اب تک جمہوریت کے بجائے مطلق العنانیت کا راج تھا۔ لیکن جمہوریت جب صرف چند ہزار لوگ ساری کی ساری زمین کے اجارہ دار بن جاتے ہیں تو عملاً حقوق کی مساوات کا قائم رہنا ناممکن ہوجاتا ہے۔

جمہوری ادارے، آزاد درسگاہیں، آزاد کلب، اور آزاد سماجی تعلقات ایک ایسی ریاست میں کس طرح قائم رہ سکتے ہیں جہاں نوابوں اور ان کے غلام خدمت گزاروں کا ملا جلا سماج آباد ہو اور جہاں اگر ایک طرف بیس ہزار ایکڑ کی زمینداری کے مالک شاندار محلوں میں رہتے ہوں، تو دوسری طرف غریبوں کو چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بھی سر چھپانے کے لئے نصیب نہ ہوں۔"

کارڈوزو گڈن کے پیچھے سے ہو کر سامنے آیا۔ اور ہاتھ پھیلا کر کہنے لگا:

"بات صرف اتنی ہے کہ بقول اسٹیونسن کے ہم نے خود اس مجلس اور دستور کے ذریعے ایک جدلیاتی تضاد کی تخلیق کی ہے۔ کیونکہ اگر ہماری اچھی تجویزوں کو عمل میں لانے کی کوئی آزاد بنیاد نہ ہو تو وہ ہمارے کس کام کی؟ —— اور اس بنیاد کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے یہاں زمین کی ملکیت سے محروم، مالیوں، کھیت مزدوروں اور چپراسیوں کے بجائے۔ زمین رکھنے والے چھوٹے چھوٹے آزاد کسان ہونے چاہئیں۔"

"اور اب تمھاری کیا رائے ہے؟" گڈن نے پوچھا۔ "میں تو کم از کم چند لوگوں کے لئے ایک تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"میں نے ایک کروڑ بیس لاکھ انسانوں کے لئے ایک تجویز سوچی ہے۔" کارڈوزو نے کرسی پر پیچھے جھکتے ہوئے مسکرا کر کہا "گذشتہ مہینہ جب تھیڈس اسٹیونسن مرگیا تو ہم اپنے اچھے دوست اور بڑے حامی سے محروم ہو گئے لیکن اس نے ہم کو ایک راستہ پر ڈال دیا ہے —— ہم کو چاہیئے کہ عوام کو یہ راستہ دکھائیں، ان کی رائے کے حق کو عملی جامہ پہنائیں، انھیں تعلیم دیں۔ ان کے لئے ایماندار، نمائندوں کو منتخب کرائیں اور اس ریاست کی قانون ساز مجلس اور ملک کی کانگریس میں زمین کی قانونی اور عام تقسیم کے لئے آئینی طریقوں سے جدوجہد شروع کردیں۔"

"اور اس عرصے میں عوام مصیبتیں برداشت کرتے رہیں۔" گڈن نے کہا۔

"یہ صحیح ہے کہ اس عرصے میں عوام مصیبتیں برداشت کرتے رہیں گے اور ہم ان کی مصیبتوں کو روشنی میں لائیں گے لیکن موجودہ حالات میں ہم اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتے۔"

"بس" —— گڈن نے کہا۔ "میں نے تو زمین خریدنے کا ارادہ کرلیا ہے۔ اگر مجھ کو یہاں روپیہ نہیں ملا تو میں بوسٹن جاؤنگا، نیو یارک جاؤنگا۔"

کارڈوزو ذرا آگے جھک کر، تھوڑی دیر تک گڈن کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ بیٹھ گیا اور کہنے لگا "گڈن! میں تم سے ایک سودا کرونگا۔ میں بوسٹن کے بنکر، آئزک وینٹ کو جانتا ہوں۔ وہ ایک بوڑھا بردہ فروشی کا مخالف ہے اور دوسرے بنکروں کی طرح بخیل بھی

نہیں ہے۔ میں اس کے نام بھتیں ایک خط دیدونگا۔ اگر تمام چیزوں میں ناکامی ہوئی تو وہ تھاری کچھ نہ کچھ مدد تو ضرور کردیگا، اور اس کے عوض میں تم سے یہ وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ ریاست کی قانون ساز مجلس کے آیندہ انتخابات میں تم ایک امیدوار کی حیثیت سے حصّہ لوگے۔"

"اگر میں اس کا جواب کل دوں تو" —— گڈن نے کہا۔

"ٹھیک ہے کل کھانے پر آجاؤ۔"

دوسرے دن چارلسٹن کے دو مبنکروں سے گڈن نے ملاقات کی۔ ان میں سے ایک فنیٹن تھا جس سے اسٹیفان ہومز کے یہاں دعوت میں گڈن کی ملاقات ہوئی تھی۔ کارڈوزو سے دوسری ملاقات میں گڈن اسی سوال کی توقع کر رہا تھا کہ :-

"کیا ہوا ؟"

"تم نے جو سوچا تھا وہی ہوا۔ گڈن نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

"ہم حبشی اپنی خوش مزاجی میں مشہور ہیں، وہ چاہے غریب ہوں یا امیر لیکن خوش رہتے ہیں اور تم کم از کم اس خوش مزاجی کو تو خوب نبھاتے ہو۔"

"ہاں، کیوں نہیں ؟ گڈن نے ترشی سے کہا" میں ناخوش نہیں ہوں۔"

"اور قانون ساز مجلس کی بات ؟"

"اگر لوگ خواہش کریں گے تو میں حصہ لوں گا۔ میں یہ بھولنے کی کوشش کرونگا کہ آج سے ایک سال یا پانچ سال پہلے میری کیا حیثیت تھی ؟ اور اس نے مزید کہا۔ میں نے آئین اور قانون سازی کے متعلق جو مطالعہ کر لیا ہے۔ اس کے پیش نظر، بالکل تو ناکارہ ثابت نہیں ہوں گا

"میں بہت خوش ہوں، گڈن ! کارڈوزو نے کہا۔

"اور میں اتنا خوش نہیں ہوں —— تم دیکھتے ہو کہ میں اب بھی دیہاتی حبشیوں کی طرح گفتگو کرتا ہوں۔ اگر ہو سکا تو میں بہت ہی جلد شمالی علاقہ میں چلا جاؤنگا —— شاید کل ہی ؟"

"میرا خیال ہے کہ تم کل ہی جا سکتے ہو۔"

واشنگٹن سے شمال کی طرف جانے والی ریل گڈن کو ایک نئی دنیا میں لیگئی —— زندگی کے ستائیس سال میں جو کچھ اب تک اس پر گزرا تھا —— طوفان اور رعد —— جنوبی علاقہ نے اس کو پیدا کیا، پالا، کھلایا۔ دُرّے لگائے اور جسم و روح میں زخم

کردیے، لیکن اس کے باوجود یہ سرزمین اس کو عزیز تھی، وہ اس کو جانتا تھا اور اس کی روشنی تاریکی، جہالت، بنجر زمین، زندگی اور گورے چپراسیوں اور کالے غلاموں کے چھوٹے چھوٹے جھونپڑوں کے مقابلہ میں بڑے بڑے زمینداروں کے عالیشان محلوں سے وہ اچھی طرح واقف تھا، اور یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی وہ جنوبی علاقے میں جہاں کہیں بھی جاتا وہاں ایک یکسانیت، خلوص اور اچھائی پاتا تھا۔ اور اس نئی دنیا میں وہ یکسانیت نہیں تھی۔ واشنگٹن جیسا عالیشان سفید محلوں اور دلدلی سڑکوں والا شہر اس سے پہلے اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

وہ ریل کے ایک ڈبے میں بیٹھ گیا۔ جس میں گورے لوگ بیٹھے ہوئے اخبار بینی میں مصروف تھے یا ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے اور انھیں اس بات کی پرواہ تک نہ تھی کہ ایک کالا آدمی ان کے درمیان بیٹھا ہوا ہے۔ شروع ـــ برسات میں سردی تھی اور جب بارش ہوئی تو بڑے زوروں سے ہوئی۔ یہاں کے لوگ سخت لہجہ میں بڑی تیزی سے بات چیت کرتے تھے۔

"مانا کہ وہ ایک جنرل ہے، مدبر نہیں ہے۔"

"لیکن مسٹر، اگر ایک جنرل ہمارا صدر ہو جائے تو اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے؟"

"میں اس کو پسند نہیں کرتا۔"

"نہیں ـــــــ ممکن ہے کہ تم جانسن کی آئندہ خدمات کو پسند کرو۔"

"مسٹر، مجھے تمھارے سکھانے پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود اپنی ایک رائے رکھتا ہوں۔"

"لیکن، یہ کوئی صائب رائے نہیں ہے۔"

"گیہوں ـــــــ گیہوں کا بھاؤ باسٹھ ہے۔"

"مسٹر کیا یہ آپ کا اخبار ہے؟ ـــ میں پڑھ سکتا ہوں؟"

"شکاگو میں میرے دو لڑکے ہیں۔ دونوں ہی اپنے دھندوں سے لگے ہوئے ہیں۔"

گڈئن یہ آوازیں سنتے سنتے اونگھنے لگا بعد میں وہ اس وقت جاگا جب کہ ایک ریل کا ملازم لیمپ روشن کرنے آیا۔ گدے دار نشستیں سخت تھیں اور ان سے کوئی خاص آرام نہیں ملتا تھا۔ چند میل طے کرنے کے بعد ریل ایک جھٹکے کے ساتھ رک جاتی اور پھر روانہ ہو جاتی لوگ اس کے قریب ہی آکر بیٹھ جاتے، اٹھتے اور پھر ریل سے باہر چلے جاتے۔

ایک گورا آدمی ——— ایک گوری عورت، ایک جوان لڑکی ———

اور دوسرے دن ریل سے جرسی کے بنگلے اور نیو یارک کا پھیلا ہوا بدصورت شہر نظر پڑا۔ آخر میں جرسی سٹی آیا۔ دریا کے اس پار نیو یارک آباد تھا ——— دریا کو پار کرتے وقت وہ کھڑکی سے جھانکنے لگا۔ دریا میں کشتیاں کسی پانی کے گڑھے میں خشک لکڑیوں کی طرح تیرتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ اسٹیمر دریا پر دھواں اڑاتے چل رہے تھے، جیسے سفید کاغذ پر کوئلے سے لکیریں کر دی جائیں۔ ہر قسم کے جہاز اور کشتیاں تیر رہی تھیں، کہیں لنگر ڈالے جا رہے تھے کہیں اٹھائے جا رہے تھے۔ دریا کے اس پار مکانوں کے جھنڈ نظر آ رہے تھے، جن میں کا ایک، ایک چارلسٹن کے برابر تھا۔ یہ آبادی دنیا کے تمام شہروں کی ملکہ تو نہیں لیکن ان کی دادی اماں ضرور معلوم ہوتی تھی۔ ڈٹ مین کا مطلب بھی دراصل یہی تھا۔ وہ اس شہر کو لاتعداد انسانوں کا گوشت سمجھتا تھا۔

یہ نظارے دیکھتے وقت گڈن کو یانکیوں کی ضد ی' اور کالے فوجوں کا خیال آیا، جو جنوبی علاقہ میں در آنے کے بعد سیکڑوں ہی بار منتشر ہو کر منظم ہو گئی تھیں۔ انھوں نے بڑی مشکل سے جنگ کا فن سیکھا۔ اور بڑی مشکل سے فتح پائی ——— اور آخر کار سارا جنوبی علاقہ ان کے آزادی کے ترانوں سے گونج اٹھا ——— یہی ہیں وہ لوگ ——— یہ چھوٹے چھوٹے گورے جن کے ہجوم کشتیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ سڑکوں پر چل رہے ہیں، جس کو دیکھو اپنی دھن میں چلا جا رہا ہے۔ ہر ایک کو اپنے کام سے کام ہے گرد و غبار شور و شغب، بھیڑ بھاڑ، کھٹ پٹ ——— گودیوں پر سامان کے ڈھیر لگے ہوئے۔ گندی سڑکیں، رسیوں سے بندھی ہوئی، ایک کے پیچھے دوسری گھسٹتی ہوئی گاڑیاں دھوپ کے لئے سائبان، بگیاں، گاڑیاں، ٹرک، ویگنیں، موٹریں، ——— دوڑتی ہوئی اور ایک کو ایک کے پیچھے چھوڑتی ہوئی ——— عمارتوں کی چمنیوں سے دھواں نکلتا ہوا، اور ہر طرف قینچیوں کی طرح زبانیں چلتی ہوئی ——— یہاں تو قومیں کی قومیں آباد تھیں۔ اور اس لانبے اور کالے آدمی کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ گڈن کو گاڑی بدلنے میں ڈھائی گھنٹے کی دیر تھی، اس لئے وہ ندی سے مالیات کے ضلع میں گیا۔ اور تیز قدم اٹھاتا ہوا کئی سڑکوں سے گزر گیا۔ ——— آج اتنی ہی زیادہ گرمی تھی جتنی کہ کل سردی تھی۔ موسم بھی شہر کے مزاج سے مطابقت رکھتا تھا۔ اور شہر ایک پُرشور، مصنوعی، مصیبت زدہ، لیکن خود پر اعتماد رکھنے والی دنیا سے مشابہ تھا۔ اور یہ دنیا اپنی

گوناگوں ترقیات کے باعث دنیا کی عجائبات میں شمار ہونے لگی تھی۔ بارش ہوتی اور مطلع صاف ہو جاتا۔ سڑکوں پر پانی بہنے لگتا۔ اور کچی سڑکیں کیچڑ سے بھر جاتیں۔ زیتون جیسی جلد والے بچے پانی سے بھری ہوئی نالیوں پر لکڑیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تیراتے۔ اور اخبار بیچنے والے بچے سڑکوں پر دوڑتے ہوئے آوازیں لگاتے ہوئے نظر آتے تھے۔ گڈن نے سمجھنے کی کوشش کی یہ وہی شہر تھا، جہاں ایک ہجوم نے ستر حبشیوں کو قتل کر دیا تھا۔ اور یہی وہ شہر بھی تھا جہاں ہزاروں مزدوروں نے اپنے اوزار رکھ دیئے، اور اپنے ہی پیسے سے وردیاں اور بندوقیں خرید کر جنگ اور قتل و غارتگری کے فن سے ناواقفیت کے باوجود جنوبی علاقہ میں کالے آدمیوں کو آزاد کرانے چلے گئے ——— یہی وہ شہر تھا جس نے فوجیں کی فوجیں بھرتی کر کے جنگ میں جھونک دی تھیں ——— لیکن اسی شہر میں بدترین فسادات بھی ہوئے تھے اور یہ فساد جنگ کے خلاف کئے گئے تھے۔ ——— گڈن نے اس شہر کو دیکھا ——— تعجب کیا ——— اور پھر آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ ———

بوسٹن میں سادگی تھی ——— عام شہروں سے بھی زیادہ سادگی! ———

خلیج کے کنارے کی سڑک اتنی سنسان اور خاموش تھی کہ اس پر چارلسٹن کی کسی سڑک کا شبہ ہوتا تھا۔ اس کے دونوں طرف درختوں کی قطاریں لگی ہوئی تھیں۔ مسٹر آئزک وینٹ اسی سڑک پر رہتے تھے۔ مکان پرانے تھے جس کی وجہ سے ان میں وحشت پیدا کرنے والا رعب نہیں تھا۔ ان کی سفید پتی ہوئی لکڑیوں میں جا بجا دیمک لگ گئی تھی، اور دروازے بڑے ہوئے تھیں۔ گڈن نے جھجکتے ہوئے دستک دی۔ ایک عورت نے باہر آکر نرم لہجے میں پوچھا کہ وہ کس سے ملنا چاہتا ہے؟

"مسٹر آئزک وینٹ سے۔" گڈن نے جواب دیا۔

"اندر آجائیے جناب" عورت نے کہا۔

یہ عورت ایک نیلی آنکھوں والی لڑکی تھی۔ اس کے بالوں کا رنگ گیہوں کی بالوں کے رنگ سے ملتا جلتا تھا۔ اور آواز میں ایک خاص لنک پائی جاتی تھی۔

اپنے ہیٹ کو ہاتھ میں لئے ہوئے گڈن مکان کے اندر داخل ہوا۔ دروازے سے ذرا آگے سامنے ہی میہوگنی کے دو بیضاوی آئینے رکھے ہوئے تھے۔ چار میہوگنی کی صاف کرسیاں اور دو سیاہ میزیں بھی تھیں، جن کے میزپوشوں پر حسین نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ لڑکی نے آخروٹ کی لکڑی کا بنا ہوا ایک دروازہ کھولا۔ اور سامنے ہی ایک اچھا زینہ نظر آنے لگا۔ جو

نشست کے کمرے کو کھانے کے کمرے سے جدا کرتا تھا۔ کمرے بڑے تھے لیکن جنوبی علاقے کے مکانوں کی بہ نسبت ان کی چھتیں بہت نیچی تھیں۔ اس مکان سے بھی اتنی ہی امارت ٹپکتی تھی جتنی کہ اسٹیفان ہومر کے مکان میں تھی۔ پھر بھی ایک فرق تھا اور وہ فرق یہ تھا کہ اس کی آمد کا علم نہ ہوتے ہوئے بھی اس مکان میں اس کی آمد کوئی غیر متوقع بات نہ تھی ——— اس نے کہا۔

"آپ یہاں تشریف رکھیے جناب ——— میں مسٹر وینٹ کو آپ کی آمد سے مطلع کئے دیتی ہوں ——— ہاں! ——— آپ نے کیا نام بتایا تھا اپنا؟"

"گڈن جیکسن"

"مسٹر گڈن جیکسن، یہی نا!"

"اور یہ بھی کہیے گا کہ میں مسٹر فرانسس کارڈوزو کا خط لیکر آیا ہوں"

"اچھا" لڑکی نے کہا "بس آپ تھوڑا ہی انتظار کر لیجئے۔"

"اس کے شریفانہ برتاؤ میں کرختگی پائی جاتی تھی۔ اس نے گڈن سے کوئی غیر معمولی سلوک نہیں کیا اور نہ ہی آسے آرام سے بٹھانے کی کوشش کی تاہم اس کے ساتھ ایسا سلوک اس سے پہلے کسی گورے آدمی کے مکان پر کبھی نہیں کیا گیا تھا۔ اس نے کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی اور دیکھا کہ انگیٹھی کے نزدیک دو آرام کرسیاں پڑی ہوئی ہیں۔ لیکن اس نے ان کو اپنے لئے پسند نہیں کیا۔ اور ایک قدم آگے بڑھا کر دیوار سے لگے ہوئے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے ایک اور کرسی پر بیٹھ کر دیکھا اور اس کے بعد قدموں کی چاپ سنتے ہی جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ اس وقت شام کے پانچ بج رہے تھے۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ ایسے وقت پر ملاقات کے لئے آنا مناسب بھی ہے یا نہیں۔ جیسے ہی آئزک وینٹ کمرے میں آیا گڈن بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کا یہ انداز بھدا معلوم ہو رہا تھا۔

آئزک وینٹ۔ پستہ قد آدمی تھا۔ اگر وہ گڈن کے بالکل سامنے کھڑا ہوتا تو اس کا چندلا سر گڈن کے سینے تک ہی پہونچتا۔ اس کی مونچھیں چھوٹی، ہونٹ پتلے اور ٹھڈی نکیلی تھی۔ وہ سیاہ پتلون۔ مٹ میلے رنگ کی جیکٹ۔ ریشمی سلیپر پہنے تھا۔ جیکٹ کا کالر سخت تھا۔ جس میں ایک سیاہ ٹائی لگی ہوئی تھی، وہ گھبرایا ہوا سا چلتا تھا۔ گڈن کی طرف آکر اس نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے آپ کا، جیکسن ؟" ——— لڑکی کہتی ہے کہ آپ میرے نام کسی کا خط لائے ہیں ؟ اس کو خط لکھنے والے کا نام یاد نہیں رہا۔ میں تو اسی پر تعجب کرتا ہوں کہ وہ یہ کیونکر یاد رکھ سکتی ہے کہ اس کا سر شانوں پر ہے۔"

" وہ خط جناب فرانسس کارڈوزو نے لکھا ہے" گڈن نے کہا۔

"کارڈوزو ؟ ——— آپ جنوبی علاقے سے آئے ہیں ؟"

" جنوبی کیرولینا سے "

"اچھا کیا کر رہا ہے کارڈوزو ؟ ——— ریاست میں دم مار رہا ہوگا۔ خط کہاں ہے ؟"

گڈن نے خط دیدیا۔ لفافہ چاک کرکے اس نے جلدی سے خط کو پڑھا اور پھر گڈن کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"کارڈوزو کی رائے آپ کے متعلق بہت اچھی ہے ——— بیٹھ کیوں نہیں جاتے؟ کچھ پیو گے ؟" ——— اس نے ایک آرام کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

گڈن اس پر بیٹھ گیا اور وینڈل ایک بوتل اور دو گلاس لے آیا ——— "یہ شیری ہے۔ شیری پسند ہے تم کو ؟" وینڈل نے کہا۔ "ہاں، یا نہیں" ——— وینڈل نے ہنس کر کہا " بہت سے کالے آدمی شراب کی کچھ قدر ہی نہیں کرتے کبھی چکھنے کا موقع ہی نہیں ملتا ان کو ——— اور چکھنے میں ہی مزا ہے۔ میں پہلے وسکی پیتا تھا۔ اب شیری پیتا ہوں، لیکن وسکی اب بھی یاد آتی ہے۔ میری تندرستی اچھی نہیں ہے نا! سگار پیو گے ؟"

گڈن نے پھر سر ہلا دیا۔

"اچھا، میں تو پی سکتا ہوں، نہیں ——— اگر تمھیں اچھا نہ لگے تو میں بھی نہیں پیونگا۔ جب میری بیوی زندہ تھی تو میں ان کمبخت سگاروں کو کھانے کے بعد پینے کے لئے بچا بچا کر رکھتا تھا"

اُس نے ایک سیاہ اور لمبا سگار نکال کر جلایا۔ آرام کرسی پر پاؤں پھیلا کر بیٹھ گیا اور ادھر کی طرف دھواں اڑانے لگا۔ " اس میں لکھا ہے" اس نے خط کے متعلق کہا " تم نے مجلس کی کارروائی میں حصہ لیا تھا ——— ذرا مجھ کو مجلس کا حال تو سناؤ ——— اخباروں کی خرافات پڑھ کر تو میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ سب سے پہلے تو مجھے یہ اپنی زمین کی اسکیم کے متعلق بتاؤ کہ یہ کیا ہے ؟ ——— نہیں اس بات کو تو کھانے کے وقت کے لئے بچا رکھو۔

میں چاہتا ہوں کہ اس گفتگو میں ڈاک ایمری بھی شریک ہوجائے۔ وہ آتا ہی ہوگا۔ وہ احمق توازن قائم نہیں رہنے دیتا۔ اچھا اب، مجھے مجلس کا حال سناؤ۔"

گڈن نے اس کو مجلس کا حال سنایا۔ اس چھوٹے آدمی کے مقابلے میں گڈن ایک ہموار زمین پر بیٹھا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ وہ کبھی تھوکتا، کبھی بحث کرتا، کبھی مخالفت، اور کبھی ناراض ہو کر گڈن پر چلانے لگتا ــــــ لیکن یہ سب باتیں اس نے اس طرح کیں جس طرح کہ ایک انسان کو دوسرے انسان کے ساتھ کرنی چاہییں۔

زندگی میں پہلی بار گڈن نے یہ محسوس کیا کہ جیسے وہ کالا آدمی نہیں ہے۔ وہ اپنی جلد کے رنگ کو بالکل ہی بھول گیا، کیونکہ اپنی زندگی میں پہلی بار وہ ایک ایسے شخص سے گفتگو کر رہا تھا، جس نے ایک طویل اور سوچے سمجھے نفسیاتی طریقِ کار سے گذرنے اور اس پر شاید اپنے بچپن سے ہی عمل کرنے کے بعد اپنے آپ کو نسلی تعصب سے بلند کر کے سیدھی سادی جمہوریت کا عادی بنا لیا تھا۔ داخلی اعتبار سے وینٹ کے نزدیک گڈن ایک انسان تھا۔ وہ اس کے برعکس دانستہ یا نادانستہ طور پر کچھ اور سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اور اگر وہ ایسا کرتا تو یہ بالکل ایسا ہوتا کہ جیسے کوئی امریکی لاطینی زبان میں سوچنے لگے۔ اور جب وہ مجلس میں زمین کے سوال پر بحث کے متعلق گڈن پر چلا پڑا تو ــــــ تم احمق تھے جبکہ ــــــ تم اور باقی سارے کے سارے ممبر احمق تھے۔ اس وقت اسٹیونسن تو زندہ تھا۔ کیا تم اس سے مشورہ نہیں کر سکتے تھے؟ ــــــ کیا تم نے واشنگٹن کی کانگریس سے تائید حاصل کی؟ ــــــ لیکن تم نے ایسا نہیں کیا۔ تم تو خود ہی نئی تہذیب بنانے چلے تھے ــــــ یہ ہیں کارڈوزو کی حرکتیں! ــــــ یہ ہے تمھاری تنگ نظری اور کمزوری کا نتیجہ! ــــــ تم نے ایک تاریخی موقع کھو دیا ــــــ ارے، تم نے تو بڑی بڑی کاشتوں کو ایک لمحے میں ختم کر دیا ہوتا ــــــ لیکن نہیں کیا، اب بھگتو! ــــــ "ہاں، جب وہ اس طرح چلا پڑا تو گویا وہ اپنے ایک ہم رتبہ آدمی کو ڈانٹ رہا تھا، اس وقت اس کے سامنے نہ تو کوئی کالا تھا اور نہ گورا ــــــ اس وقت ادب و لحاظ کا بھی کوئی سوال نہیں تھا، کیونکہ بیچ میں کوئی دیوار ہی حائل نہیں تھی۔ بعد میں اس نے اپنے اس رویہ کے پس منظر کی طرف یہ کہہ کر اشارہ کیا کہ ــــــ "تم مجھ کو ان میں سے بہترین آدمیوں میں سے خیال نہ کرو، کیونکہ جس وقت وہ جنگ کی مصیبتیں اٹھا رہے تھے اور مر رہے تھے تو میں اپنے گھر پر ہی بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن میں نے بھی اپنا تھوڑا بہت حصہ ادا کیا ہے۔ میری دولت اس موقع پر کام آئی۔ کیا تمھیں معلوم ہے کہ ایک دن بوڑھا ادسا ڈاٹم

براؤن آکر ٹھیک اسی کرسی پر بیٹھ گیا تھا جس پر کہ تم بیٹھے ہوئے ہو اور وہ روپیہ، بندوق، بارود اور آدمیوں کی ضرورت پر زور دینے لگا ـــــــ ہاں ـــــــ اس نے تو پکّا ارادہ ہی کر لیا تھا کہ وہ جنوبی علاقے میں اپنی فوجیں ایک سیلاب کی طرح سے لے جائے گا اور بردہ فروشی کو خدا کے قہر کی شدّت کے ساتھ چشم زدن میں ختم کر دیگا ـ اور میں نے اس کو روپیہ دیا، اور بندوقیں دیں ـــــــ اب وہ زمانہ ہزاروں سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ لوگ نفرت کے ساتھ اس بیماری کو دور کرنے کی باتیں کیا کرتے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ہم نے متواتر چار سال تک اپنا خون بہایا ـ بالکل سامنے بوڑھا براؤن بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی، اور اس کی داڑھی ہل رہی تھی۔ کہو تو میں اس کے الفاظ بھی دُہرادوں ـــــــ مجھے اس کے یہ الفاظ یاد ہیں کہ " مسٹر وینٹ، خدا نے ہم کو نہیں چھوڑا ہے لیکن مسٹر وینٹ ہم جیسی قابلِ رحم حقیر، کمزور اور خوف زدہ مخلوق نے اس قادرِ مطلق کو چھوڑ دیا ہے ـ ہمارا خدا، ہمارے آبا و اجداد کا وہی خدا تو ہے، جس نے بنی اسرائیل کے بچّوں کو مصر کی سرزمین سے نکال کر ان کی جان بچائی تھی ـ"

جہاں تک مجھے یاد ہے اس کے یہی الفاظ تھے جیکبن! ـ وہ اسی جگہ بیٹھا تھا جہاں کہ تم بیٹھے ہوئے ہو، ایمرسن میری جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اور میں کھڑا ہوا تھا۔ والڈو میری طرف اور میں والڈو کی طرف دیکھ رہا تھا ـ تم سمجھے جیکبن؟ ـــــــ وہ بوڑھا جان براؤن بہت بڑا آدمی تھا ـــــــ اتنا بڑا آدمی کہ لوگ اس کو غلط سمجھے، وہ بوڑھا آدمی لوگوں کو ایمان کی طاقت دے سکتا تھا ـــــــ میں خدا پر ایمان نہیں رکھتا ـ مجھے اپنے الحاد پر ڈاک ایمری سے بھی زیادہ ناز ہے ـ لیکن یقین کرو کہ جس وقت یہاں وہ بڈھا واہیات باتیں کر رہا تھا تو مجھے بھی ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے میں خدا پر ایمان رکھتا ہوں ـ خدا اس وقت میرے دائیں ہاتھ پر تھا ـــــــ میرے پردادا کا خدا ـــــــ اور میرا پردادا خدا کا وہ عظیم المرتبت اور خطرناک آدمی تھا، جو اس سرزمین پر مہاجرین کے ساتھ آیا تھا ـ تمہارے جذبات کو ٹھیس تو نہیں پہونچی مسٹر جیکبن؟ ـــــــ نہ جانے تم خدا پر یقین رکھتے ہو یا نہیں لیکن زیادہ تر کالے آدمی خدا کو مانتے ہیں ـ "

"آپ نے میرے جذبات کو کوئی ٹھیس نہیں پہونچائی" گڈن نے آہستہ سے کہا ـ

وہ تھوڑی دیر تک اور بات کرتے رہے ـ وینٹ نے کہا کہ کھانے کا وقت آنے تک، وہ دونوں تھوڑی دیر تک لیٹ جائیں ـ

"مجھے یہ عادت پڑ گئی ہے۔ میں بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں۔ تم جوان ہو جبکہ
لیکن تھوڑی دیر سو لینے سے تم کو بھی لطف آئے گا۔"

گڈن نے بتایا کہ ابھی تک اس نے بوسٹن میں ٹھہرنے کے لئے کوئی جگہ طے نہیں کی ہے اور اس نے وینٹ سے حبشیوں کے ٹھہرنے کے کسی ہوٹل کا پتہ دریافت کیا۔

نہیں، تم یہیں ٹھہرو گے۔"

گڈن نے تکلف کیا لیکن وینٹ نے تکلف کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔

"ڈگلاس بھی میرے پاس ہی ٹھہرتا ہے۔" اُس نے کہا۔ "اور تمھیں بھی میرے پاس ہی ٹھہرنا چاہیئے۔"

اس کے بعد وہ لڑکی آئی۔ اور گڈن کو اس کے ٹھہرانے کے لئے دوسرے کمرے میں لے گئی۔

گڈن نے کہا "دو سال کی آزادی کے نتیجے میں ہم لوگ بیدار ہو گئے ہیں"۔ "بیاہ قوانین" کا مقصد یہ تھا کہ ہم کو دوبارہ غلامی کے شکنجے میں کس دیا جائے۔ بڑے بڑے کاشت کار یہ سمجھتے تھے کہ وہ یونین کی فتح کو ناکام بنا دیں گے۔ اور ان کا یہ خیال قریب قریب ٹھیک بھی تھا لیکن ہم دوبارہ غلام نہیں ہو سکتے۔ ہم نے غریب گوروں سے خلوص کے ساتھ دوستی کر لی ہے۔ اب ہم متحد ہیں اور ہماری آنکھیں کھل چکی ہیں۔ ہم نے جو طاقت حاصل کر لی ہے، ہم اس سے کسی طرح بھی دست بردار نہیں ہوں گے۔"

کھانے کی میز پر تین آدمی تھے، ایک تھا آئزک وینٹ دوسرا نارمن ایمری جو بوسٹن کا ایک مشہور سرجن تھا اور تیسرا تھا گڈن ——— ایمری ایک دراز قد، دبلا اور سیاہ آنکھوں والا آدمی تھا۔ اس کی داڑھی نکیلی تھی۔

اس کی شخصیت سے اسکا باطن ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ کسی کے بھی لینے دینے میں نہیں ہے، اور نہ ہی اسے کسی چیز کی پرواہ ہے۔ وہ لوئز ایمرسن اور لاج کا رشتہ دار بھی تھا۔ اس کا دماغ ایک دھار دار آلے کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ اس کے مذاق کا طریقہ بھی کوئی دھار دار سی چیز تھا، جس سے وہ اکثر وینٹ کی باتیں کاٹا کرتا تھا گڈن کو جلد ہی معلوم ہو گیا کہ اس شخص میں انسانی ہمدردی ہے۔ گو وہ اپنی اس ہمدردی کو احتیاط اور تحمل سے استعمال کیا کرتا تھا۔ وہ اور وینٹ دونوں ہی رنڈوے رہ چکے تھے

اور ان دونوں میں بہت گہری دوستی تھی لیکن وہ ایک دوسرے سے جھگڑتے بھی بہت تھے۔
ایمری نے گڈن سے پوچھا "لیکن مسٹر جیکسن ——— تم اس طاقت کو کس ذریعے سے اپنے ہاتھوں میں رکھو گے ؟"
"تین ذریعوں سے" گڈن نے کہا۔" پہلا ذریعہ ہے انتخابات کا، وہاں ہم ہر اعتبار سے کاشتکاروں کو شکست دے سکتے ہیں، انھیں بیس میں سے صرف ایک ہی ووٹ ملے گا۔ دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ ہم عوام کو تعلیم دیں گے۔ ہمیں بس دس سال کی مہلت چاہیے اس عرصے میں تو ہم تعلیمافتہ بچوں کی ایک نسل کی نسل تیار کر لیں گے۔ اور ڈاکٹر ایمری، یہ ہماری سب سے بڑی بندوق ہوگی۔ یہ بات ہم کو بردہ فروش کاشتکاروں نے ہی سکھائی ہے کیونکہ انھوں نے اپنے غلاموں کے لئے تعلیم کو جرم قرار دیدیا تھا۔ اور تیسرا ذریعہ زمین ہے جس کے متعلق میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ ہم سب زراعت پیشہ لوگ ہیں۔ ہمارے پاس آپ کی طرح ملیں اور کارخانے نہیں۔ لوگ زمین پر ہی گزر بسر کرتے ہیں کھیتی کرنے سے انھیں کم از کم روٹی تو مل جاتی ہے۔ جب ہم کو زمین مل جائے گی تو پھر ہم بھی آپ کی ہی طرح وہاں آزاد کسانوں کی ایک قوم بنائیں گے۔ اور اس کے بعد ہم اپنے پاؤں پر آپ کھڑے ہو جائیں گے۔ اور خود اعتمادی کے ساتھ بلند آواز میں گفتگو کر سکیں گے ——— اگر ایک بار ہم کو زمین مل گئی تو پھر ہم اس کو ہرگز ہرگز نہیں چھوڑیں گے"
"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے" وینٹ نے کہا۔" میں تمہارے جنوبی علاقے کے تصوراتی تخیل کو تسلیم کئے لیتا ہوں۔ اور اسکولوں کے متعلق تمہارے اچھے اچھے خواب بھی مانے لیتا ہوں۔ برانڈی پیو گے ایمری ؟"
"میں نے کتنی بار کہا کہ یہ تمہارے دل کو نقصان کرتی ہے ——— آخر کتنی بار کہا جائے تم سے ؟"
"ٹھیک ہے۔ ابھی تو میرے سینے میں دل کا کافی حصہ باقی ہے۔ جیکسن۔ تم جو کچھ کہتے ہو میں تسلیم کئے لیتا ہوں، لیکن مستقبل کے لئے ایک قانونی اسکیم کے اضافہ کی ضرورت ابھی باقی ہے۔ بیوپار دوسری چیز ہے۔ اگر تم میرے پاس بھیک مانگنے آتے تو میں کئی چیزیں سوچ کر تمہاری مدد کر دیتا۔ یا پھر نہیں بھی کرتا۔ سمجھے۔ میں کوئی نرم دل جذباتی آدمی نہیں ہوں"
"میرا خیال ہے کہ یہ بات گڈن کو معلوم ہے آئزک" ایمری نے کہا۔
"لیکن تم ایک خیالی اسکیم لے کر آئے ہو۔ تمہارے لوگوں نے تھوڑا بہت روپیہ کیا کما لیا

کہ تم اس سے زمین خریدنے کی اتنی بڑی مہم سر کرنا چاہتے ہو۔ اس سودے کے لئے تو تمھیں اپنی رقم کے پندرہ گنا ہی سے حاصل کئے ہوئے ڈالر خرچ کرنا پڑیں گے۔ اور مجھے کیا ملے گا؟ ـــــ مٹھی بھر سابق غلاموں، اور چند غریب لوگوں کی احسان مندی اور شکریے کے چند اچھے اچھے الفاظ ـــــ تم کہتے ہو کہ میں ایک ایسی چیز کے لئے۔ اپنی دولت لگا دوں جس کی مقدار اور صفات کا مجھ کو علم نہیں ہے۔ کیا اس میں کوئی دانشمندی ہے؟ ـــــ جیکس؟ ـــــ بتاؤ، میں یہ معاملہ تم پر ہی چھوڑتا ہوں"

اس نے ایک سگار سلگایا۔ ایڑی پیچھے کو جھکا اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ گڈن کی طرف دیکھنے لگا۔

گڈن نے محسوس کیا کہ جیسے اس کے دل پر مایوسیوں کا مانیوں بوجھ لاد دیا گیا ہے وہ اتنی دور تک آیا اور اس نے جمع شدہ رقم کا کچھ حصہ خرچ بھی کر ڈالا ـــــ ڈالر ـــــ ڈالر ایک ایسی چیز تھی جس کے پیچھے دل ٹوٹ جاتے ہیں ـــــ جس کے لئے انسان مر جاتے ہیں ـــــ ریل کا ٹکٹ خریدنے میں بھی کتنے سارے ڈالر خرچ ہو جاتے ہیں ـــــ ابتک اس نے کتنی دور کا سفر طے کیا تھا اور وہ آگے اور کتنی دور تک جا سکتا ہے؟ ـــــ کیا کارڈوزو کی رائے بالکل ٹھیک تھی؟ ـــــ کیا تمام ترقیاں مشکلوں اور مصیبتوں سے ہی پیدا ہوتی ہیں؟ ـــــ لاتعداد مصیبتیں ـــــ ایک بوجھ جس کو غریب عوام ہمیشہ سے اٹھائے ہوئے ہیں۔

"ممکن ہے اس میں کوئی دانشمندی نہ ہو؟" گڈن نے کہا "میرا خیال ہے کہ مجھے بیوپار کا کچھ بھی علم نہیں ہے لیکن مجھے روئی اور چاول کا علم ضرور ہے۔ میں نے تمام عمر کپاس کے کھیتوں کو پھلتے اور پھولتے دیکھا ہے۔ میں نے کپاس کی پھلیوں کو چٹکتے اور کالے آدمیوں کو کپاس چنتے دیکھا ہے۔ میرے ہاتھ میں روئی کا کوئی بھی بیج دیدو میں اس کی قسم بتا دوں گا میرے ہاتھ میں چاول دیدو، میں بتا دوں گا کہ وہ کہاں پیدا ہوئے ہیں؟ یقین کیجئے کہ مجھے اتنا علم تو ضرور ہے۔ مجھ کو اس کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم ـــــ یہاں تم انکی روئی سے کپڑا تیار کرتے ہو۔ تمھارے نیو انگلینڈ میں ہر جگہ ملیں بنائی جا رہی ہیں۔ اگر کسی نے روئی نہ پیدا کی تو تم کس چیز سے کپڑا بناؤ گے؟ ـــــ تمھیں روئی پیدا کرنے کے لئے کیا بڑے بڑے کاشتکاروں کی ضرورت ہے؟ ـــــ اگر ہے تو پھر اس میں ذرا وقت لگے گا۔ روئی پیدا کرنے کا پرانا طریقہ رائج کرنے سے پہلے انھیں ہم کو ختم کرنا ہوگا۔ اور اسکے

بعد ہماری لاشوں پر وہ روئی پیدا کی جائے گی، اور جب صرف چند بڑے بڑے کاشتکار روئی کی پیداوار پر قابض ہو جائیں گے تو پھر اُن سے کس قیمت میں روئی خریدو گے؟ ـــــ تم پوچھتے ہو کہ میرے لوگوں کے پاس کیا ضمانت ہے؟ ـــــ میں سمجھتا ہوں کہ بس یہی ایک ضمانت ہو سکتی ہے؟ ـــــ تمھاری زمین روئی پیدا نہیں کر سکتی اور تمھارے ملک کو روئی کی بھوک لگی ہوئی ہے اور پھر چار سال سے روئی کی اچھی فصل بھی پیدا نہیں ہوئی ہے۔ اس وقت تو صرف بیچنے والوں کا بازار ہے۔ میرے لوگوں کو زمین دیدو۔ انھیں ایک مثال قائم کرنے دو ـــــ اور کیرولینا پر ثابت کردو کہ وہ کیا نہیں کر سکتے؟ ـــــ اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس مرتبہ بھی بزدل ثابت نہیں ہوں گے ـــــ کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ کس طرح جاول کے بحری جزیروں سے حکومت نے آنکھیں پھیر کر حبشیوں سے انکی زمین چھین لی تھی اور پھر کس طرح انھوں نے یونین کے بدخواہ باغیوں سے خود ہی لڑکر اس زمین پر دوبارہ قبضہ کر لیا تھا؟ ـــــ اگر تم ایسا کرو اور تمھارے دل میں اندیشے نہ ہوں تو پھر دوسروں کو بھی کوئی اندیشہ نہ رہے گا۔ ہمیں زمین دے کر پانچ سال کی مہلت دے دو اور ہم اس عرصے میں روئی بونے اور روئی چننے میں اپنی جانیں تک دے دیں گے۔ ہم نہ صرف تمھاری پائی پائی چکا دیں گے، بلکہ تمھیں منافع بھی دیں گے۔ تم نے کبھی حبشیوں کو کام کرتے ہوئے تو دیکھا ہو گا؟ ـــــ اگر غلامی کے دور میں تم جنوبی علاقے میں گئے ہوتے تو دیکھتے کہ کس طرح حبشی اپنی پیٹھ پر دُرّے کھا کھا کر کام کرتے تھے ـــــ لیکن آج میں تم کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کس طرح ایک آزاد حبشی اپنی زمین پر پہلے سے دُگنا کام کر سکتا ہے، اور مجھے یہ بات اچھی طرح سے معلوم ہے۔ یقین کرو، مسٹر وینٹ! ـــــ میں بھی تم سے کوئی بھیک مانگنے نہیں آیا ہوں لیکن میں زیادہ مغرور بھی نہیں ہوں، ہمارے بچوں کو پڑھانے والے بوڑھے استاد نے مجھ سے ایک بار کہا تھا کہ "گڈن کہیں مغرور نہ ہو جانا"۔ بچوں کے لئے کتابوں، کاغذوں اور سلیٹوں کی ضرورت ہے، اگر وہ یہ چیزیں دیں تو لے لینا۔ اور کہیں مغرور نہ ہو جانا۔ ـــــ لیکن یہ ایک مختلف چیز ہے۔ یہ کوئی بھیک نہیں ہے۔ میں نے جو وعدہ کیا ہے، میں اس کو پورا کرنے کے لئے اپنی عزت کی قسم کھاتا ہوں۔"

گڈن خاموش ہو گیا، وہ اس سے پہلے کسی گورے آدمی کے سامنے اتنی گرمجوشی کے ساتھ اور اتنی دیر تک کبھی نہیں بولا تھا، وہ بے چینی اور گھبراہٹ کے ساتھ بیٹھا ہوا میز کے کپڑے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ سکوت کے اس وقفہ میں، دیوار پر لگی ہوئی گھڑی ٹک ٹک کرتی رہی

وینٹ نے اپنے سگار کا گُل جھاڑا اور کہنے لگا " جیکسن : یہ کارویل کی کاشت کتنی بڑی ہے ؟ "

" ۲۲ ہزار ایکڑ سے کچھ زیادہ ہی ہوگی۔ "

ایمری سیٹی بجانے لگا " وینٹ نے آہستہ آہستہ سر ہلا کر کہا " تمھیں نہیں معلوم اور اگر معلوم بھی ہو جائے گا تو تم بھول جاؤ گے۔ لوگ اس جنگ تک کو بھول گئے ہیں۔ "

" پرانے زمانے میں تو اتنی ساری زمین ایک بڑی سی جاگیر کہلاتی تھی " ایمری نے کہا۔

" زمین کس قسم کی ہے ؟ ———

" کم از کم آدھا رقبہ تو بہت ہی اچھا ہے ——— اور باقی کے آدھے میں جھاڑیاں صنوبر کے جنگل چیری کا علاقہ اور ولدل وغیرہ شامل ہیں " گڈن نے جواب دیا۔

" وہاں ایک بڑا مکان بھی ہے ، ہے نا ۔ ؟ "

" ہاں بڑے کاشتکار کا مکان ہے ۔ کارویل کا خاندان کبھی کبھی وہاں رہتا تھا۔ اب تو وہ لوگ چارلسٹن میں رہتے ہیں۔ "

" کیا تمھارا خیال ہے کہ کوئی شخص اس مکان کو استعمال کے لئے خرید لے گا ۔ ؟ "

" گڈن نے اپنا سر ہلا کر کہا " یہ بہت ہی بڑا امکان ہے۔ جو لوگ کاشت کر رہے ہیں ، ان کے لئے کاشت کر لینا ہی بہت ہے ۔ ریاست بھر میں کسی کے پاس اتنا فالتو روپیہ نہیں ہے کہ اس مکان کو خرید لے ۔ "

" زمین مکان اور باقی سب چیزوں کی قیمت کا کیا تخمینہ ہوگا ؟ "

وفاقی نمائندہ نے غلاموں کو منہا کر کے جنگ سے پہلے کی قیمت کا تخمینہ چار سو پچاس ہزار ڈالر کے قریب لگایا تھا ، کہا جاتا ہے کہ نیلام میں ایک ایکڑ زمین پانچ ڈالر میں پڑے گی ۔ وہ ساری زمین کو بائیس ہزار کے قطعوں میں تقسیم کر کے نیلام کریں گے ۔ کچھ قطعے اس سے زیادہ اور کم بھی ہو سکتے ہیں ۔ "

" تم نے بتایا تھا کہ تمھارے یہاں تیس خاندان بستے ہیں ۔ ان کے لئے تین ہزار ایکڑ کافی ہوں گے ۔ میں نے میساچیٹس میں لوگوں کو بیس اور تیس ایکڑ کے کھیتوں سے اسقدر پیدا کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ وہ بنک میں اپنا روپیہ جمع کرتے تھے اور میساچیٹس کی تو زمین بھی ایسی کوئی اچھی نہیں ہے ۔ "

"آپ ٹھیک کہتے ہیں" گڈن نے اتفاق کیا "ہمارے یہاں کی زمین اچھی ہے لیکن تقسیم شدہ قطعات میں صرف آدھی زمین ہی کاشت کے قابل ملے گی۔ لوگ نئی زمینیں آباد کر سکتے ہیں لیکن اس کام میں کافی دیر لگے گی۔ اور پھر ہماری کاشت بھی آپ کے یہاں سے مختلف ہوتی ہے۔ یہاں آپ کے پاس چراگاہیں ہیں اور ہم وہاں اناج اور ترکاریوں اور سوروں کے علاوہ جن کو ہم کھاتے ہیں نقدی کی بھی کچھ فصل بوتے ہیں۔ جب تک کپاس کے پندرہ بیس ایکڑ نہ بوئے جائیں کسی منافع کی توقع کرنا فضول ہے۔"

"تم اس کو بیچو گے کیسے؟"

"ہمارے یہاں روئی کے دلالوں کی کمی نہیں ہے۔ ریل کی سڑک نکالی ہی جا رہی ہے ہم دس میل تک گاڑیوں میں مال لے جا کر ریل میں بھروایا کریں گے۔"

"گھوڑے ہیں؟"

"کچھ گھوڑے بھی ہیں۔ ہم اور بھی خرید لیں گے۔"

وینٹ نے ایمری سے مخاطب ہو کر پوچھا "تمھارا کیا خیال ہے ڈاک؟"

"میں نے تم کو اپنا روپیہ اس سے کہیں زیادہ غیر یقینی چیزوں میں ضایع کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

"تم ایک تہائی کی شرکت کرو گے؟"

"میں بیکار تھوڑی ہوں" ایمری نے مسکرا کر کہا

"تمھارے پاس مجھ سے بھی زیادہ روپیہ ہے ——— کیا تم اس کو اپنے ساتھ قبر میں لے جاؤ گے؟"

"لیکن ابھی تو اپنے پاس ہی رکھنا اچھا ہے۔"

"اچھا، تو کیا میری ضمانت پر تم ایک تہائی کی شرکت کر لو گے؟"

"ضمانت پر بھی تم میرا ایک تہائی حصہ کیوں چاہتے ہو؟"

"میں شرکت چاہتا ہوں" وینٹ نے تنگ آکر کہا "یہ تو بہت ہی برا سودا ہے"

"تم بھی تو اپنا روپیہ قبر میں ساتھ نہیں لے جاؤ گے۔" ایمری نے کہا۔

"ٹھیک ہے جیکسن، دیکھو! ——— تم مجھ بوڑھے او سوا لوٹم سے بھی تین گنا زیادہ روپیہ لے رہے ہو ——— اور میں نہیں کہہ سکتا کہ تمھاری اہمیت اس سے آدھی بھی ہے یا نہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں تم کو پندرہ ہزار ڈالر کی ہنڈی دے دوں گا

میرا شکریہ وغیرہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے ——— چلو یہ معاملہ طے ہوگیا ———
اب کچھ اور باتیں کریں ——— کچھ آپ بیتی سناؤ۔"

ونیٹ صرف آدمی ہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ کچھ اور بھی تھا۔ ایری کے چلے جانے کے بعد وہ صبح تک گڈن سے بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ اس نے کئی سگار پی ڈالے اور برانڈی بھی بہت زیادہ پی لی۔ اس نے گڈن کو بتایا ———

"بیٹے! میری عمر ۶۷ سال کی ہے اور میں اکیلا ہوں۔ اسی لئے مجھ کو گذری ہوئی باتیں بہت زیادہ یاد آتی ہیں۔ جب میں تمھاری عمر کا تھا تو ایسے کئی سپاہی زندہ تھے جنھوں نے انقلاب میں حصہ لیا تھا۔ نیو انگلینڈ میں ہماری نسل بہت طاقتور تھی۔ ذرا خیال تو کرو ——— ہم نے اس سرزمین پر صرف خدا کا نام لے کر قدم رکھا تھا۔ ہمارے ہاتھوں میں زندگی تھی اور ہمارے ہونٹوں پر مسکراہٹ کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ لیکن ہم نے اس ویران اور پہاڑی سرزمین پر رہنا سہنا شروع کر دیا۔ اور ہم نے بڑے بڑے کام کئے، گڈن ——— ہمارے چوپالوں میں جمہوریت پھولنے پھلنے لگی۔ بزرگ پیغمبر ہمارے ساتھ تھے۔ اور انقلاب میں ہمارے کسانوں اور ماہی گیروں نے بھوکے رہ کر بھی جنگ کی۔ ان کے سروں پر اس وقت صرف خدا کا سایہ تھا۔ اب یہ باتیں ہم بھول چکے ہیں۔ ہے نا؟ ——— میں اور ایری، عنقریب مرجائیں گے، والڈو بھی بوڑھا ہوتا جا رہا ہے۔ تھورو گوشہ نشین ہوگیا۔ ویر کہیں غائب ہے۔ لانگ فیلو اپنے تصورات کی دنیا میں گم ہے ——— کہاں ہے ہماری وہ عظمت؟ ——— اور یہ بروکلین کا باشندہ وٹ مین وحشیوں کی طرح دھاڑتا ہے لیکن اس کی آواز بلند اور واضح ہے۔ اگر بیٹھ کر سوچو تو اور بھی کئی لوگوں کا تصور دماغ میں آتا ہے ——— بوڑھے تھیڈ اسٹیونسن نے نیو انگلینڈ سے پین سلوینیا جاتے وقت ٹھیک ہی کہا تھا کہ اب تو صرف ایک چھوٹی سی چنگاری باقی رہ گئی ہے۔ لیکن گڈن! یہ نہ بھولنا کہ جب تک ہم زندہ ہیں، ہم کو بڑے بڑے کام کرنا ہیں، ہمارا ترانہ یہ ہے کہ " نزولِ عیسیٰ کی شان دیکھی ہے میں نے اپنے نگاہِ دل سے۔ ——— اچھا، میرے ساتھ اوپر آؤ۔"

گڈن اس کے پیچھے ہولیا ——— ونیٹ آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ ہر سیڑھی کے بعد اپنی سانس قائم کرنے کے لئے ٹھہر جاتا تھا، وہ ایک لڑکے کے کمرے میں گئے اور گڈن نے دیکھا کہ ایک عرصہ سے اس کمرے کو استعمال نہیں کیا گیا ہے ——— کمرے میں

کتابیں، کاپیاں اور مختلف دھاتوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ کسی لڑکی کی پنسل سے بنی ہوئی ایک تصویر تھی۔ دیوار پر الو کی بھوسا بھری ہوئی دو کھالیں آویزاں تھیں اور لکڑی کی ایک چھوٹی سی کشتی کا نمونہ بھی رکھا ہوا تھا۔ وینٹ نے کہا "گڈن۔ لڑائی کے دوسرے ہی دن جنگل میں وہ مارا گیا۔ مجھے بعد میں یہ خبر اس کی فوج کے کپتان سے ملی۔ لڑکے کو تین زخم آئے تھے۔ دو بازو میں اور ایک سر میں۔ لیکن وہ میدانِ جنگ سے واپس نہیں آیا۔ گڈن، میں، میں نیچے انگیٹھی کے سامنے شاید پانچ سو بار صرف اس لئے بیٹھا ہوں کہ اپنے لڑکے کو سمجھ سکوں اور اس کے دل میں سما کر معلوم کر لوں کہ کیوں اس قدر زخمی ہونے کے باوجود اس نے لڑائی کے میدان کو چھوڑنا مناسب نہیں سمجھا۔ گڈن، تم ایک جوان آدمی ہو اور تمھارے دل میں بھی کچھ آرزوئیں ہیں۔ تم اپنے لوگوں کے لیڈر ہو جاؤ گے۔ اس لئے گڈن تم ہم کو سمجھو اور آئندہ خواہ کچھ بھی ہو لیکن تم ہم کو کبھی نہ چھوڑنا۔"

"خواہ کچھ بھی ہو۔" گڈن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"ٹھیک ہے' اب میں ان کتابوں اور اس کمرے کی ہر چیز کو صندوقوں میں بند کئے دیتا ہوں، اس کے کھلونے اور بچپن کی کتابیں کوٹھری میں بند ہیں۔ تم انھیں بھی اپنے ساتھ لیجا سکتے ہو۔"

"مجھے ان چیزوں کا لینا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔" ——— گڈن نے کہنا شروع کیا۔

"تم تو بے وقوف ہو۔ میں نے اس کمرے میں ایک سال سے جھانکا تک نہیں ہے۔ میرے لڑکے کی تصویر تو میرے دل میں رہتی ہے۔ مجھے اس کی یاد باقی رکھنے کے لئے اس کاٹھ کباڑ کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ان چیزوں کو استعمال میں لا سکتے ہو۔ اور ان کا صحیح مصرف بھی ہو سکتا ہے۔ اگر میں تم کو ۱۵ ہزار ڈالر دے سکتا ہوں تو بیس سلیٹیں اور ان کی بتیاں بھی خرید کر دے سکتا ہوں۔ تم تو صرف اتنا بتا دو کہ یہ چیزیں میں کہاں پہنچا دوں اور باقی تو سب کچھ میں خود ہی کر لوں گا۔"

گڈن نے کوشش کی کہ شکریہ ادا کرے، مگر شکریہ ادا کرنا آسان نہیں تھا ——— پرانے چیمبر کھٹ پر سوتے وقت گڈن کئی گزری ہوئی باتوں پر تعجب کرنے لگا۔ اور بڑی دیر تک اس کے دماغ میں کئی چہروں کی تصویریں آتی رہیں ——— اس کے کانوں میں ہائے اوجانا کے گیت، نغمہ کو بجنے لگا۔ منطقی، اور عقلی تجزیے کے رو سے سوائے ایک چیز کے

ہر چیز کا جواب ممکن تھا اور وہ چیز یہ تھی کہ کیوں کم از کم چند لوگ اپنی خوشی اور زندگی، انسانی ہمدردی اور اخوت میں ہی پاتے ہیں ؟

دوسرے دن جیفن سے ملاقات کے لئے ورسیسٹر جانے سے پہلے گڈن ڈاکٹر ایمری کے دواخانے میں گیا وہاں مہذب اور فیشن ایبل لوگ اس وقت موجود نہیں تھے۔ کمرے میں سفید کپڑے پہنے ہوئے، ایک سائنسداں اور اس کے دو مددگار بیٹھے تھے۔ اور برآمدہ مریضوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہ بوسٹن کا وہ محلہ تھا جس کو دیکھ کر گڈن کو نیویارک کی مزدور بستی، منہدم مکانات، گندی سڑکیں، مفلسی، اور مفلسی کے ساتھ ساتھ آئرلینڈ، پولینڈ اور اٹلی کے غریب مزدور یاد آگئے۔ ایمری کا دواخانہ ایک بوسیدہ مکان میں تھا۔ جگہ جگہ سے اس کی مرمت کی گئی تھی اور وہ چھوٹی مٹی سے پٹا ہوا تھا۔ گڈن مطب کے کمرے میں بیٹھ کر ڈاکٹر کو دیکھنے لگا۔ سامنے ہی ایک لڑکا کھڑا ہوا تھا۔ اس کی ہڈیاں بدشکل تھیں اور سینہ اندر کی طرف دھنسا ہوا تھا۔ "تم اس کو دیکھتے ہو جیکسن ؟" ____

لڑکے کے جسم پر کپڑے نہیں تھے اور وہ سینے سے ہاتھ باندھے کھڑا ہوا کانپ رہا تھا۔

" معلوم نہیں یہ کیا ہے ؟ ____ میں ہر ہفتہ تقریباً ایک درجن غریب مریضوں کا علاج کرتا ہوں۔ اور اسی لئے میرا نام "غریبوں کا معالج" مشہور ہو گیا ہے۔"

اس نے لڑکے کی جلد پر اپنا ہاتھ پھیر کر کہا " اچھا بیٹے اپنے کپڑے پہن لو۔ تم سمجھے جیکسن !۔ ____ سماج کی بیماریوں کے مختلف رُخ ہوتے ہیں۔ ہم نے تمہارے لوگوں کی آزادی کے لئے جنگ کی اور جانیں تک دیدیں۔ لیکن خود ہمارے جسم کا ناسور ہم سے اچھا نہ ہو سکا۔ "چراغ تلے اندھیرے" کی مثال ہم پر ہی صادق آتی ہے۔ کیا یہ اچھی بات ہے؟ کہ ہم لوگ جو مہذب کہلاتے ہیں، غریبوں کے لئے مفت دوا کا انتظام نہیں کر سکتے۔ اور ڈاکٹر کے فن کی ترقی کے لئے بھی کچھ نہیں کر پاتے۔ یہاں، اس سونا اگلنے والی سرزمین پر لوگ بیماری اور بھوک سے مر جاتے ہیں۔ وہ تازہ ہوا اور سورج کی روشنی تک سے محروم رہتے ہیں میں خیرات کرتا ہوں۔ اور خیرات سے مجھ کو گھن آتی ہے۔ یہ ایک غیر ضروری چیز ہے۔ کبھی کبھی تو میں یہ سوچتا ہوں کہ اس شہر میں میرے دولت مند ہمسایے بجا طور پر اپنی جیبوں کو سی کر رکھتے ہیں۔ مجھے ان کا بخل جائز معلوم ہونے لگتا ہے۔"

اس کے بعد ایمری نے گڈن سے جیفن کے متعلق کہا " کیا یہ سچ ہے کہ وہ ڈاکٹر

ہونا چاہتا ہے ؟ "

" ایک سولہ سالہ لڑکے کے ارادے کس حد تک مستحکم ہو سکتے ہیں ؟ —— یہ تو آپ کو ہی معلوم ہوگا —— لیکن وہ ایک ذہین بچہ ہے ۔ یہ بات میں اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں کہ وہ میرا لڑکا ہے ۔"

" اس ملک میں تو اس کا تعلیم حاصل کرنا محال ہے ۔ ہمارے میڈیکل اسکول میں یہ بات تسلیم ہی نہیں کرتے کہ کوئی کالا آدمی بیمار ہو سکتا ہے یا بیماروں کو اچھا کر سکتا ہے ۔ رفتہ رفتہ جب تم کیر ولینا میں اپنے تصور کو حقیقت کا جامہ پہنا لو تو اس چیز کا ضرور خیال رکھنا لیکن یہ تو مستقبل کی بات ہے ۔ اگر حبیب نے امتحان پاس کر لیا تو اس کو اسکاٹ لینڈ کی ایڈنبرگ یونیورسٹی میں داخلہ مل سکتا ہے ۔

" اسکاٹ لینڈ ؟ —— " گڈن نے تذبذب کے ساتھ اپنا سر ہلا کر کہا " وہ تو بہت دور ہے ۔ "

" ہاں ، کافی دور ہے —— لیکن خوش قسمتی سے پرانی دنیا کے ملکوں میں لوگ ابھی تک اس نتیجے پر نہیں پہنچے ہیں کہ کالی جلد ہونے سے انسان اشرف المخلوقات کے درجے سے گر جاتا ہے ۔"

" مجھے تو کچھ معلوم نہیں —— لیکن وہ تو ابھی بچہ ہی ہے ۔ اسکو اتنی دور اکیلا کیونکر بھیج دوں —— اور شاید ایک سال —— "

" کم از کم تین سال " —— ایبری نے سر ہلا کر کہا اور وہ گڈن کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھنے لگا ۔ گڈن تھوڑی دیر تک خاموش رہا اور پھر کچھ سوچکر بولا :۔

" میرا تو خیر کچھ نہیں ۔ لیکن اس کی ماں راچیل —— "

" تو پھر میں تم کو یہ رائے دونگا کہ تم اس کو ڈاکٹر بنانے کا خیال ترک کر دو ۔ " ایبری نے شانے سکڑا کر کہا ۔

" لیکن وہ ڈاکٹر بننا چاہتا ہے " گڈن نے کہا ۔

" اس کے لئے روپئے کی ضرورت بھی ہوگی ۔ "

" اپنے وطن جا کر میرا ارادہ قانون ساز مجلس کی ممبری کے لئے کھڑے ہونے کا ہے " اس نے جھجکتے ہوئے کہا ۔ " جب ہم مجلس کے اجلاس کر رہے تھے تو ہم کو تین ڈالر یومیہ تنخواہ ملتی تھی ۔ میں روزانہ ایک ڈالر پچاس سینٹ بچا لیا کرتا تھا ۔ کیا یہ بھی کافی نہیں ہوگا ؟ "

ایمری جاکر کھڑکی کے قریب کھڑا ہوگیا " ہاں، یہ کافی ہوگا" اس نے خاموشی سے جواب دیا اور پھر گڈن کی طرف منہ کر کے کہنے لگا "جیکسن ب۔۔۔۔۔۔ اس وقت تمھارا لڑکا کہاں ہے؟ "

" ورسیسٹر کے پریس۔ بی ٹیرین اسکول میں "

" میں نے دیکھا ہے وہ اسکول۔ وہ یہاں لکھنے پڑھنے کے علاوہ اور کچھ نہیں سیکھ سکتا۔ وہ یہاں کتنے عرصے سے ہے؟ "

" چار مہینے سے "

" اس کو وہاں چھ مہینے تک رہنے دو۔ اس کی عمر تم نے سولہ سال کی بتائی ہے نا؟ ۔۔۔۔۔۔ دو مہینے بعد یہاں میرے پاس بھیجدینا ۔۔۔۔۔۔ اور میں ایک ہی سال میں اسے اتنا پڑھادونگا کہ جتنا وہ وہاں دس سال میں بھی نہیں پڑھ سکتا ہے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ اس کو یہاں اپنی روزی بھی پیدا کرنی ہوگی۔ میں اس سے جھاڑو دینے، لیبوریٹری دھونے، اوزار صاف کرنے اور برتن مانجھنے تک کے کام لے سکتا ہوں۔ میں وینٹ کی طرح ادھکچا بردہ فروش دشمن نہیں ہوں۔ اگر لڑکا ذہین ہے، اگر اس میں صلاحیت ہے اور وہ کام کرنا چاہتا ہے تو میں اس کو دو سال میں ہی اتنی تربیت دیدونگا کہ وہ ایڈنبرگ کا امتحان پاس کرلے گا اور اگر اس میں یہ باتیں نہیں ہیں تو ۔۔۔۔۔۔ "

ورسیسٹر میں بزرگ چارلس اسمتھ کے سامنے گڈن نے ایمری کی باتیں دہرادیں ۔۔۔۔۔۔ ڈرپوک، شریف اور متلون فراج اسمتھ نے رضامندی کا اظہار کیا۔ جیف اچھا لڑکا تھا بہت ایماندار، وہ شرارت تو بالکل ہی نہیں کرتا تھا۔ لیکن گڈن کو سمجھنا چاہیئے کہ علم رفتہ رفتہ اور بڑی مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ اور گڈن کو یاد ہونا چاہیئے کہ کچھ دن پہلے ہی یہ لڑکا لکھنا پڑھنا تک نہیں جانتا تھا۔ یہ صحیح ہے کہ اس نے دیکھ کر سیکھنے سمجھنے کی صلاحیت کا تعجب خیز اظہار کیا ہے اور وہ بہت جلد اپنا سبق یاد کرلیتا ہے۔ لیکن ڈاکٹری ایک پیشہ ہے، جس کے لئے سخت محنت اور اچھی صلاحیت کی ضرورت ہے۔ اور اس لئے کیا ایمری کی یہ بات محض فرض نہیں ہے کہ وہ صرف دو سال میں لڑکے کو ایڈنبرگ کے امتحان کے لئے تیار کردے گا۔ گڈن کو تو کچھ معلوم ہی نہیں تھا۔ اور اگر کوئی اپنے دل میں یہ ٹھان لے کہ ڈاکٹری ہی ایک ایسی چیز ہے، جس کے ذریعے وہ اپنے لوگوں کی خدمت کرسکتا ہے ۔۔۔۔۔۔ اور واعظ کی مسند بھی ۔۔۔۔۔۔ لڑکے میں روحانیت کا بھی ایک عنصر ہے جس سے اس کے مستقبل کا پتہ چلتا ہے۔

"اسکا مطلب یہ نہیں کہ میں آپ کی مہربانیوں کا مشکور نہیں ہوں" گڈن نے کہا۔
کاش وہ احمقہ کو یہ بھی بتا سکتا کہ جیف سے ۵ سال جدا رہ کر راچیل اور اس پر کیا گزرے گی!؟ کاش گورے آدمی بھی یہ جانتے کہ کالے آدمیوں کو ان کے بچے کتنے عزیز ہوتے ہیں۔
"لیکن میں لڑکے سے وہی کام لینا چاہتا ہوں جو اس کو کرنا چاہیئے۔"
"ضرور" ——— لیکن لڑکے کے علم کی حد تک ہی کام لینا چاہیئے۔"
"میں اس سے گفتگو کروں گا۔" گڈن نے کہا۔
"جیف کا قد پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا تھا۔ وہ اب دراز قد اور اپنے باپ سے مشابہ ہوتا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک تو وہ اجنبیوں کی طرح ایک دوسرے کے سامنے خاموش کھڑے رہے۔ شاید وہ اس مشابہت کو دیکھ کر تعجب کر رہے تھے اور آخر گڈن میں گفتگو کی جرأت پیدا ہوئی ——— پہلے اس میں جیف سے بات چیت کرنے کی جرأت ہی پیدا نہیں ہوتی تھی۔ سہ پہر کے وقت وہ دونوں ساتھ ہی تفریح کرنے نکلے۔ جیف شہر میں کئی لوگوں سے واقف تھا۔ اس نے ان سے بڑے فخر کے ساتھ اپنے باپ کا تعارف کرایا۔ "یہ میرے والد ہیں۔"
گڈن، لوگوں میں تبدیلیاں دیکھنے کا عادی تھا۔ وہ خود تبدیلی کی دنیا میں ہی رہتا تھا۔ اس لئے جیف کے اندر تبدیلی کا پتہ لگا کر اُسے کوئی تعجب نہیں ہوا ——— وہ شہر سے باہر نکل کر دیہاتی سڑک پر ہو لئے۔ غلہ پک کر سرخی مائل ہو گیا تھا۔ کھیتوں سے ناج کے پولے باندھ کر باہر نکال دیئے گئے تھے۔ اور بوڑھی زمین اپنے خیالوں میں محو معلوم ہوتی تھی۔ ناج کے کھلیان بھی سرخی مائل تھے۔ ان کے نزدیک ہی صاف اور سفید مکان کھڑے ہوئے تھے اور چراگاہیں چٹیل ہو گئی تھیں۔
"تمھیں یہ جگہ پسند ہے؟" گڈن نے پوچھا
اور جیف نے اثبات میں جواب دیا۔ صرف اس لئے نہیں کہ یہاں لوگ اس سے اچھا برتاؤ کرتے تھے بلکہ اس پسند کے کچھ اور بھی اسباب تھے۔ سبھی لوگ کوئی رشی منی تو تھے نہیں۔ ان میں سے بعض تو جیف کو "ملیچھ حبشی" کہہ کر پکارتے تھے۔ شہر میں رہنے والے لوگ ایک بڑی تعداد میں کالے لوگوں سے نفرت کرتے آئے تھے۔ اور اب بھی کرتے تھے لیکن مجموعی حیثیت سے یہاں لوگوں کے احساسات جنوبی علاقہ سے بہت زیادہ مختلف تھے۔
گڈن نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔ اتنی بات تو اس کی سمجھ میں بھی آگئی تھی۔ یہ اور بات

تھی کہ اگر وہ یہاں رہتا تو اپنے آپ کو ایک معزول شدہ انسان تصور کرنے لگتا۔ وہ اپنی رائے کو واضح نہیں کر سکا۔ شاید اس کے نزدیک اس جگہ سرد مہری پائی جاتی تھی۔

"میں محنت سے پڑھتا ہوں" جیمز نے کہا

"یہ اچھی بات ہے" پھر تھوڑی ہی دیر بعد گڈن نے پوچھا" تم نے اچھی طرح سے سوچ لیا ہے کہ اس کے بعد تم کیا کرو گے؟" ________

"میں اب بھی ڈاکٹر بننا چاہتا ہوں" جیمز نے کہا۔

"وہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ گئے ________ سورج ایک نشیبی افق میں غروب ہونے لگا۔ ایک کسان' اپنی مویشی کو چراگاہ سے باہر لئے جا رہا تھا، اور اب اس کا کتا بے تحاشہ بھونک رہا تھا۔

"اب واپس چلیں" گڈن نے کہا۔

"وہ آہستہ آہستہ چلتے رہے۔ جیمز نے اپنے خیالوں کو الفاظ کا جامہ پہنانا شروع کر دیا۔ اور گڈن خاموشی سے سنتا رہا۔

"ہم نئے لوگ ہیں۔ آپ سمجھے' میرا کیا مطلب ہے؟" جیمز نے کہا۔

گڈن نے سر ہلا دیا۔

"میرا مطلب یہ ہے کہ ایک گورالڈ کا تو وہی کرتا ہے' جو اس کے دل میں ہو۔ اور وہ اپنے مقصد کی طرف دوڑ سکتا ہے اسکو تو اس تنبیہ کی ضرورت نہیں ہے کہ احتیاط کیساتھ کام کرنا چاہیئے۔"

گڈن نے پھر سر ہلا دیا۔

"میں اکثر سوچتا ہوں کہ یہاں تک میں کیونکر آگیا؟ ___ مارکس، سیری، لنکن اور دوسرے لڑکوں کو تو یہاں آنے کا موقع ہی نصیب نہیں ہوا۔ اس لئے ایک لحاظ سے میں غیر معمولی طور پر خوش قسمت ہوں ________ اور یہی وجہ ہے کہ تعلیم کو میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میں کچھ نہ کچھ اپنے ساتھ لیکر واپس جانا چاہتا ہوں تاکہ میں لوگوں سے کہہ سکوں کہ اس موقع سے میں نے پورا فائدہ اٹھایا ہے اور میں تمھارے واسطے کچھ لیکر واپس آیا ہوں ________ آدمی بیمار ہوں گے' اور میں ان کا علاج کروں گا ________ ان کو اچھا کر لوں گا۔"

گڈن نے کہا" بزرگ اسمتھ چاہتے ہیں کہ تم ایک واعظ بن جاؤ۔ اس سے بھی خدمت خلق ہو سکتی ہے۔"

"ممکن ہے" جیف نے تائید کی۔ "لیکن پیٹر بھائی بڑے اچھے واعظ ہیں وعظ ونصیحت کوئی سائنس تو ہے نہیں۔ بزرگ اسمتھ بہت اچھے آدمی ہیں۔ بہت نیک ہیں۔ لیکن میرے لئے واعظ کا پیشہ مناسب نہ ہوگا۔"

گڈن نے ایری، دواخانہ اور ایری کی پیش کش کے متعلق جیف کو بتاتے ہوئے کہا کہ کس طرح ایک کالا آدمی بھی ایڈن برگ کی یونیورسٹی میں ڈاکٹر بن سکتا ہے۔ جیف دم سادھے ہوئے بڑے غور سے سنتا رہا۔ گڈن نے تصویر کے دونوں رخ اس کے سامنے رکھ دیئے "ایری اپنا ارادہ بدل بھی سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ دو سال کا عرصہ جیف کی تعلیم کے لئے کوئی طویل مدت نہ ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ایری اس خیال سے تنگ آجائے۔"

"دو سال کافی ہیں" جیف نے کہا "میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دو سال کافی ہوں گے وہ مجھ سے جو کام بھی لے گا۔ میں کرونگا۔ مجھے تو کام ملنا چاہیئے ——— میں اپنی کرنی میں کوئی کسر نہ رکھونگا۔ میں اس کے دواخانے اور مکان کو اس قدر صاف رکھوں گا۔ کہ وہ سونے کی طرح چمکنے لگیں گے ——— یقین کیجئے ——— میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔ مجھے اس سے کوئی تکلیف بھی نہ ہوگی۔ لوگ کہتے ہیں کہ میں شہر بھر میں سب سے تگڑا لڑکا ہوں ——— بڈھے مسٹر جاروس کی گاڑی کھائی میں گر پڑی تو میں نے اس کو اکیلے ہی اٹھا کر باہر نکال لیا۔ وہ گورا ڈاکٹر مجھ کو کیا تھکا سکے گا۔ میں تو سارا دن ہی اس کے کاموں میں لگا رہوں گا۔ وہ ذرا مجھ کو اپنے پاس تو رکھ لے ——— اور میں تعلیم سے بھی بے پرواہ نہیں رہونگا۔"

"وہ چلتے رہے۔ گڈن سوچ رہا تھا کہ وہ یہ بات راچیل کو کس طرح سے بتائے گا۔ اس وقت اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ جیف کو اپنے سینہ سے لگا کر خوب زور سے بھینچ لے ——— لیکن وہ ایسا نہیں کر سکا۔

اس کا دل غرور سے بھر گیا ——— وہ چاہتا تھا کہ جیف کے ساتھ سر سے سر ملا کر بیٹھ جائے۔ اس سے ہر معاملہ پر گفتگو کرے اور وہ تمام باتیں بتا دے جو وہ بتا سکتا ہے۔

جیف نے یکایک کہا "آپ مجھ کو اس موقع سے محروم تو نہیں کریں گے۔؟"

"نہیں" گڈن نے کہا۔

اندھیرا ہونے لگا اور وہ اپنی قیام گاہ کی طرف تیزی سے قدم اٹھانے لگے۔ جیف بہت تیز چلتا تھا۔ گڈن کو اس کے ساتھ چلنے کے لئے بہت لانبے لانبے قدم اٹھانے پڑے

رخصت سے پہلے گڈن نے اپنے لڑکے سے کہا "جیف میرے بیٹے، ہم دونوں ہی غلامی کے تاریک دور سے گزرے ہیں اور ہم کو وہ زمانہ یاد ہے۔ ہم کو اتنا یہ خیال تھا کہ یہ سفر ہم اکیلے ہی طے کریں گے۔ اور ہم نے یہ حساب بھی لگا لیا تھا کہ صرف ایک آدمی دن بھر کتنا چل سکتا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے جیف ——— جب روزبہ ہی تم کیرولینا آجاؤ گے۔ اگر تم مجھے بلاؤ گے تو میں آجاؤں گا اور جب کبھی بھی تم گھر آنا چاہو تو بلا تکلف مجھ کو خط لکھ دینا۔ اور میں تمھیں سفر خرچ بھیجدوں گا۔"

اس نے جیف کو چند تحفے دیئے، انھوں نے مصافحہ کیا اور شاید کئی سال بعد گڈن نے اپنے بیٹے کو پیار کیا۔ ———

گڈن اپنے گھر ایک ایسے آدمی کی حیثیت سے واپس ہوا جس نے ایک بہت بڑا کام ہی نہیں کیا بلکہ ایک لحاظ سے ناممکن کو ممکن بنا دیا تھا اور یہی بات اس کے وطن میں ہر فرد و بشر کی زبان پر تھی۔ ہر شخص نے پہلی ملاقات میں یہی بات کہی۔ اور اسوقت بھی اس کے کانوں میں یہی آواز آئی جبکہ وہ جینی کو گود میں لے کر پیار کر رہا تھا، اور پھر اس کی نگاہ یکایک ایک کھلیان کی جلی ہوئی لکڑیوں پر پڑی ——— وہ ٹھٹھک گیا اور اسکے بعد جب اس نے ساری بستی پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ "دو جھونپڑیاں جل کر کھنڈر ہو گئی ہیں۔ سب خاموش ہو گئے۔ کسی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں تھی۔ راچیل اس سے لگی ہوئی کھڑی تھی۔

"مارکس کہاں ہے؟" اس نے گھبرا کر پوچھا۔ لیکن مارکس کو کچھ بھی نہیں ہوا تھا اور وہ بھیڑ کو چیرتا ہوا گڈن کی طرف آ رہا تھا۔

"یہ سب کیا ہے؟" ——— اس نے پوچھا۔ "یہ کب ہوا؟ ——— کیسے ہوا؟" ——— اس کے سارے جسم پر موت کی اجنبی اور عجیب و غریب کپکپی طاری ہوگئی اور اس نے چاروں طرف یہ معلوم کرنے کے لئے دیکھا کہ اس وقت کون موجود نہیں ہے ——— میرین جیفرسن کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جینی بال واشنگٹن کی بیوی، اوا کی گود میں اسکا نوزائیدہ بچہ تھا جو گڈن کی غیر موجودگی میں پیدا ہوا تھا۔ ——— موت اور زندگی میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

"آخر کیا ہوا؟" اس نے پوچھا۔

انڈرؤ شرمان کی بیوی، لوسی رونے لگی۔ انڈرو اس کو تسلی دینے لگا۔

" لوسی، لوسی ــــــ اب، اب ــــــ "

اور گڈن سمجھ گیا کہ اسکا نو سالہ لڑکا جیکی اس سے جدا ہو گیا ہے۔ شاید ہمیشہ کے لئے ــــــ اس کو اپنے بیٹے کی ہلکی سانولی رنگت پر کتنا ناز تھا۔ اس کا غیر معمولی حسن جنوبی کیرولینا کے دو بہترین خاندانوں کے ملاپ کا حاصل تھا۔ اور اب وہ نہیں رہے۔

" خدا نے دیا تھا اور خدا ہی نے لے لیا۔ " پیٹر بھائی نے آہستہ سے کہا۔

" لیکن یہ کیسے ہوا ؟ " ــــــ گڈن نے پوچھا۔

پیٹر بھائی نے سارا قصہ سنایا۔ کبھی کبھی بیچ میں کوئی بول پڑتا تھا۔ کسی نے واقعہ کا ایک حصہ دیکھا تھا اور کسی نے دوسرا۔ یہ سب کچھ گڈن کی روانگی کے چار دن بعد واقع ہوا انھوں نے اس قسم کی باتیں سنی ضرور تھیں۔ لیکن اس سے پہلے کارویل میں کبھی ایسی واردات ہوتے نہیں دیکھی گئی تھی۔ رات کے ۹ بجے وہ سب کے سب کھلیان میں نماز پڑھنے کے بعد واپس آرہے تھے۔ سردی کا وقت تھا۔ اس رات پیٹر بھائی نے داؤد کی مناجات پڑھی تھی انھوں نے پڑھا تھا کہ :-

" لہلہاتی ہوئی کھیتوں سے کہو ....
گیت گائیں خوشی کے، مسرت کے گیت
یہ خوشی ہی عبادت ہے اللہ کی ... "

وہ کھلیان سے باہر آکر فوراً ہی گھر نہیں گئے اور عام طور پر جیسا کہ نماز کے بعد ہوتا ہے، گروہوں میں بٹ کر باتیں کرنے لگے۔ وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ مغربی چراگاہوں کے اُس پار پہاڑی پر ایک بہت بڑی صلیب انھیں جلتی ہوئی نظر پڑی۔ وہ کوئی ایسی چیز تھی جو ایک ہی لمحے میں بھڑکنے لگے۔ ایک عورت اُسے دیکھتے ہی چیخ اٹھی، اور سب کی نگاہیں اس کی طرف اُٹھ گئیں۔ دوسری عورتیں بھی چلانے لگیں، اور بعض بچوں کو توڑ کے ملبے سنجارا گیا۔ ہاں ــــــ گڈن کی سمجھ میں پوری طرح آگیا کہ شام کے وقت تو ڈوبتے سورج کی روشنی کے سوائے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ لیکن بعد میں وہ صلیب یکایک جلنے لگی۔ تاہم مردوں نے عورتوں اور بچوں کو خاموش کر دیا۔ پیٹر بھائی نے سب کو سمجھایا کہ صلیب کا نشان چاہے خون میں لتھڑا ہوا ہو، یا آگ سے جل رہا ہو کسی کو بھی نقصان نہیں پہونچائے گا۔ بہت سوں کو پیٹر بھائی کی اس بات سے تسلی ہوگئی لیکن جن لوگوں نے کو کلس کلان[1] کا نام

سن رسا تھا، ان کے ہونٹ بھنچ گئے۔ مگر انھوں نے یہ بات دوسروں کو نہیں بتائی۔ یہ سب اس وقت تک کھڑے رہے جب تک کہ ساری صلیب جل کر بجھ نہ گئی۔ اس کے بعد وہ اپنے گھروں کو واپس آ گئے ______ ان میں سے بہت سوں کو اب بھی سکون نہیں تھا۔

"اس کے بعد" ہینی بال واشنگٹن نے کہا۔ "میں نے سوچا کہ اس کا پتہ لگاؤں۔ صلیبوں کو جب تک کوئی جلانے والا نہ ہو وہ خود بخود ہرگز نہیں جل سکتیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ دال میں کالا ضرور ہے۔ اور میں نے ٹروپر سے کہا کہ ہم دونوں پتہ لگانے کے لئے اس پہاڑی پر جائیں"

اپنی رائفلیں لے کر وہ اور ٹروپر چراگاہ کا چکر کاٹ کر پیچھے سے پہاڑی پر چڑھ گئے وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ لیکن جیسی کہ توقع تھی، انھوں نے صنوبر کی ایک صلیب کو جلا ہوا پایا۔ مٹی کے تیل کی بدبو آ رہی تھی اور جلی ہوئی گھاس بھی پڑی ہوئی تھی۔ ان کے لئے یہ سمجھنا دشوار نہ تھا کہ یہاں کیا کھیل کھیلا گیا ہے! ______ کسی نے یہاں صلیب کو کھڑا کر کے مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دی تھی۔ یہ وہی طفلانہ دہشت انگیز، اور بزدلانہ حرکت تھی جس کی افواہیں ایک عرصہ سے اُڑ رہی تھیں۔ اور جو ان کو حقیقی خطرات سے بھی زیادہ پریشان اور بے چین کئے ہوئے تھیں۔

جب وہ واپس آئے تو انھوں نے لوگوں کو اپنے انتظار میں پایا۔ ہینی بال واشنگٹن نے بتایا کہ "ہم نے یہ راز معلوم کر لیا ہے۔"

ایلن بی نے کہا "جنوبی علاقے کی گندگی اور زنگ کا انعام ابھی کارویل میں ہم کو نہیں ملا ہے۔"

عین اس وقت ایبز لیٹ اپنے ساتھ کارسن برادران، فرینک اور لیزلی کو لئے ہوئے آ پہونچا۔ وہ سب مسلح تھے، اندھیرے میں انھوں نے آوازیں دیں۔ "کوئی ہے؟ ______ کوئی ہے؟" انھوں نے اپنے اپنے گھروں سے صلیب کو جلتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور وہ بھی معلومات کرنے کے لئے ہی آئے تھے۔

"کوئی خاص بات نہیں ہے۔" ہینی بال واشنگٹن نے کہا۔

"ممکن ہے یہ کلان کی حرکت ہو، یا پھر پڑوس کے کچھ احمق لوگوں کا کام ہو گا۔"

"پڑوس کے لوگ تو ایسی بے وقوفی نہیں کر سکتے۔" ایبز لیٹ نے کہا۔

اس کے بعد اس سوال پر کافی بحث ہوئی کہ اب ہم کو کیا کرنا چاہیئے لیکن دراصل کچھ کرنے کو تھا ہی نہیں اگر اس وقت گڈن بھی ہوتا تو کیا کر لیتا۔ اس حماقت آمیز حرکت کے انسداد کے لئے کیا کیا جا سکتا تھا۔ کسی نے کہا کہ بستی کے محافظ اور نگہبان مقرر کر دیے جائیں اور کسی نے اس کے برعکس یہ بات کہی کہ ہم ایک تہذیب یافتہ ملک میں قانون کی پابندی کے ساتھ رہتے ہیں۔ آخر یہ روز روز محافظوں کی ضرورت کب تک پیش آتی رہے گی۔؟

"تم سمجھے گڈن ؟" ——— ہیڑ بھائی نے کہا۔

"تمہارا خیال ٹھیک ہے" گڈن نے سر ہلا کر کہا" اس کے بعد کیا ہوا ؟"

"اس کے بعد وہ سب کے سب رات گئے سونے کے لئے بستروں پر لیٹے۔ اور سبھی سو گئے۔ یہ واقعہ آخر رات کو پیش آیا۔ ——— اس کے بعد سے سب کی زبان پر ایک ہی قصہ تھا۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کے شور سے سب جاگ پڑے۔ کچھ عورتیں، بھیانک خوابوں سے چونک کر چیختی ہوئی باہر نکل آئیں۔ چند مرد خوف زدہ ہو کر بستروں میں ہی پڑے رہے۔ مینی بال واشنگٹن، اینڈرو، شرمان۔ فرڈیننڈ۔ لنکن۔ اور ٹروپر بندوقوں کو اپنے سرھانے ہی رکھ کر سوئے تھے۔ جب انھوں نے ٹاپوں کی آواز سنی تو وہ اپنی اپنی بندوقیں لے کر باہر نکل آئے۔ ہیڑ بھائی۔ ایلین۔بی، اور ایک درجن کے قریب دوسرے آدمی بھی باہر آ گئے۔ لیکن وہ مسلح نہیں تھے۔ ان سب نے ایک ہی قسم کے واقعات دہرائے۔ گھوڑوں پر سفید کفنیاں پہنے ہوئے بارہ آدمی نظر پڑے۔ وہ سب کے سب مسلح تھے۔ ان میں سے تقریباً ۶ آدمی مشعلیں لئے ہوئے تھے ——— لوگوں کے باہر نکلنے تک تو کھلیان آگ پکڑ چکا تھا اور اس میں سے شعلے اٹھ رہے تھے۔ گائیں اور گھوڑے خوف سے چلانے لگے۔ ٹروپر نے سب سے پہلے گولی چلائی۔ اس نے بتایا کہ میں نے جب گھوڑوں کو ہنہناتے سنا تو بغیر سوچے سمجھے سفید پوش آدمیوں پر گولی چلا دی۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ یہ گولی کسی کے لگے گی نہیں کیونکہ میں نے مشتعل ہو کر یہ اقدام کیا تھا۔ گولی چلنے پر سفید پوش آدمیوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں موڑ لیں۔ مشعلیں قریب کی جھونپڑیوں پر پھینک دیں اور ہم لوگوں پر گولیوں کی ایک باڑھ مار کر فرار ہو گئے۔

"تم سمجھے گڈن ؟" ——— ایلین۔بی بولا۔" وہ لوگ کتنے بزدل تھے صرف ایک ہی گولی سے فرار ہو گئے۔ بزدلانہ شبخون ! ——— سفید کفنیوں، اور جلتی ہوئی صلیبوں کے باوجود وہ یہ جان کر خوف زدہ ہو گئے کہ ہم بھی مسلح ہیں۔ وہ خرگوشوں کی طرح اپنی جانیں

بچانے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے ۔ اور تھوڑی دیر بعد ہم کو معلوم ہوا کہ جیکی شرمان کی لاش زمین پر پڑی ہوئی ہے ۔ گولی اس کی پیشانی پر لگی تھی ۔ ہم لوگ غلے کے ذخیرے کو بچانے کے لئے آگ بجھانے میں لگے ہوئے تھے ۔ بچّے نے مرتے وقت آہ بھی نہ کی ۔ وہ پانی بھی نہ مانگ سکا، بیچارہ ! "

لوسی شرمان پھر ہچکیوں سے رونے لگی ۔ جو کچھ رہ گیا تھا، وہ پیٹر بھائی نے سُنایا بچے کی موت نے ان کے دل بجھا دیئے ۔ اور وہ ہمت کے ساتھ آپ کا مقابلہ نہ کر سکے ۔ غلے کا ذخیرہ تو بچ گیا لیکن کھلیان اور جھونپڑیاں جل کر راکھ ہو گئیں ۔

آگ جلتی دیکھ کر ایبز لیبٹ، فرڈینینڈ ہیو، اس کا لڑکا جیک سٹر، اور کارسن برادُ بھی آپہنچے ۔ ہینی بال نے بتایا کہ کس طرح ایبز لیبٹ لڑکے کی لاش کو دیکھ کر سفید پوشوں کو گالیاں دے رہا تھا ۔

" تم سمجھے گڈن ؟ " اس نے بتایا " اس سے ہمارا شبہ دور ہو گیا ۔ ہم تو یہ سمجھے ہے تھے کہ سفید پوشوں میں ان کا بھی کوئی آدمی ضرور شامل ہو گا ۔ لیکن جب وہ آگئے تو ہم کو معلوم ہو گیا کہ سفید پوشوں میں ان میں کا کوئی بھی نہیں ہے ۔ وہ لڑکا تو اب زندہ نہیں ہو سکتا، لیکن ان لوگوں کی یہ امداد ——— "

" اور اس کے بعد تم نے کیا چارہ جوئی کی ؟ " گڈن نے پوچھا ۔

اس کی آواز اس قدر سادہ اور تلخ تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی دوسرا آدمی بول رہا ہے ۔

ایلین بی نے کہا " کرنے کو تھا ہی کیا گڈن ؟ ——— دوسرے دن ایبز لیبٹ اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر شہر پہنچا ۔ اور ہم نے سنا کہ جب اس نے ضلع کے افسر سے کچھ مطالبات کئے تو وہ اس کی باتوں پر ہنس پڑا ——— تم نے جاسن ہگر کا نام تو سنا ہی ہو گا ——— وہ پہلے بردہ فروشی کیا کرتا تھا ۔"

" میں اس کو جانتا ہوں "

" ایبز نے لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ وہ مقامی کلان کا لیڈر ہے ۔ ایبز نے ایک دن اس کو خوب گالیاں دیں ۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ایبز کو " حبشیوں کے عاشقِ زار " کے نام سے پکارتا ہے ایک دونوں کی لڑائی ہو پڑی ۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ ایبز نے اسکو ادھ مرا کر کے چھوڑا ۔ لوگوں کا ایک ہجوم کھڑا ہوا تھا ۔ ایبز نے اپنی بندوق سنبھال لی، اور ہگر سے کہا کہ تم ہی پہلے گولی چلاؤ

ہمارے کینٹ جو جنگ میں ایبز کے ساتھ تھا اس کے نزدیک ہی کھڑا ہوا تھا۔ لڑائی کے بعد ایبز کینٹ کے گھوڑے پر بیٹھ کر واپس آگیا۔ دوسرے دن ہینی بال نے اپنی گاڑی جوت لی اور ہم دونوں نے کولمبیا جاکر میجر شلیٹن کو یہ واقعہ سنایا۔"

"اور شلیٹن نے کیا کہا ؟"

"اس نے کہا کہ ہم تدارک کے لئے کارروائی کریں گے۔ ٹالنے کے اظہار کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ہم کارروائی کریں گے۔"

کولمبیا میں میجر شلیٹن نے گڈن سے بھی یہی کہا کہ "آپ یقین رکھئے، ان چیزوں کے تدارک کے لئے مناسب کارروائی جاری ہے۔"

شلیٹن ایک دراز قد، سخت مزاج اور چھوٹی آنکھوں والا آدمی تھا۔ اس کو اپنے وطن ویسٹ پائنٹ سے باہر نکلے ہوئے نو سال گزر چکے تھے، اور اس کے مزاج میں ابھی اتنا بچپن باقی تھا کہ وہ جنوبی علاقہ میں اپنی زندگی سے غیر مطمئن ہی نہیں بلکہ بیزار تھا۔ یہاں اس کے پاس پولس کی کمانڈ تھی جس کی وجہ سے وہ لوگ اس سے متنفر تھے جن کی وہ عزت کرتا تھا۔ اور ہمدردیاں صرف ان لوگوں کی حاصل ہوتی تھیں جن سے اس کو نفرت تھی۔

"وہ مناسب کارروائی کیا ہے ؟" —— گڈن نے پوچھا۔

"فوجی کارروائی —— جس پر آپ سے گفتگو کرنے کو نہ میں تیار ہوں، اور نہ ہی ایسا کرنا چاہیئے۔ آپ کی شکایت درج کرلی گئی ہے اور اب کارروائی ہو رہی ہے۔"

"اور اس عرصے میں ایک بچہ مردہ ہی رہیگا، اور یہاں آکر ساری بات ختم ہو جائیگی۔"

"نہیں، یہیں پر تو بات ختم نہیں ہوجاتی" شلیٹن نے بے صبری سے کہا "مجھے آپکے مشورے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر جیکسن، جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں محض اتفاق سے وہ بچہ مر گیا۔ پھر بھی ہم مجرموں کا پتہ لگانے کے لئے اپنی امکانی کوشش کر رہے ہیں۔"

"اتفاق سے" گڈن نے کہا "ان سفید پوش ڈاکوؤں نے ایک صلیب کو جلایا، ہماری بستی پر حملہ کیا۔ کھلیانوں میں آگ لگادی —— اور یہ سب کچھ اتفاق سے تھا۔ میجر شلیٹن، وہ کھلیان ہمارے نہیں، بلکہ اس وقت امریکی حکومت کی جائداد ہیں —— آخر یہ کس قسم کا اتفاق ہے ؟"

"مجھے افسوس ہے کہ ——"

"ہاں بہت افسوس ہے، آپ کو —— لیکن کیا آپ نے کلان کی دہشت پسند

تنظیم کا پتہ لگا لیا ہے ؟ ــــــــــ کیا آپ نے جاسن گگر جیسے آدمیوں کے متعلق تحقیقات کی ہے۔ یا یہ سب کچھ کر لیا ہے آپ نے ؟ "

" مجھے ڈانٹتے کیوں ہو جیکسن ! ــــــــــ میں ہر ایسے حبشی کے لئے مارا مارا پھرنے سے تو رہا جو اپنی حفاظت کی دہائی دیتا ہوا میرے پاس چلا آئے ۔"

گڈن نے آہستگی لیکن مضبوطی کے ساتھ جواب دیا " دیکھئے جناب ! میں اپنے آپے سے باہر نہیں ہو رہا ہوں ، میں ایسا نہیں کرتا ، میں آپ سے بھیک نہیں مانگ رہا ہوں ، بلکہ اپنے حق کا مطالبہ کر رہا ہوں ۔ اس ملک کی کانگریس نے اس ضلع کے لئے اسوقت تک فوجی تحفظ کا قانون پاس کیا ہے ، جب تک کہ یہاں نئی حکومت قائم نہ ہو جائے ۔ اگر آپ تحفظ نہیں کریں گے تو ہم اپنی حفاظت آپ کر لیں گے ۔ میں نے بھی جنگ میں حصہ لیا ہے ۔ میں میسا چیسٹس کی چونویں سیاہ فوج کا ماسٹر سارجنٹ تھا ۔ ہماری فوج کوئی کھائیاں کھودنے والی یا دیواریں اٹھانے والے حبشیوں کی فوج نہیں تھی ۔ ہم آزاد حبشی اور اس ریاست کے مفرور غلام تھے ۔ ہم نے ایک ایک کر کے لڑائیاں لڑیں اور ہماری فوج کے ہر دس سپاہیوں کی تعداد پر آٹھ سپاہی مارے گئے ۔ کیا آپ کو یاد ہے کہ ہم نے ویگنز کے قلعہ پر کس طرح حملہ کیا تھا ؟ ہماری فوج کے چار سو سپاہی کھیت رہے تھے اور ان میں ہمارا کرنل شا بھی شامل تھا ۔ اور باغیوں نے اس کی لاش کے ٹکڑے کر کے ان ٹکڑوں کو حبشیوں کے ساتھ قبروں میں دفن کر دیا تھا ۔ کیونکہ وہ ایک گورا آدمی تھا ــــــــــ ایک پاکباز اور گورا آدمی جس نے حبشیوں کی فوج کا رہنما بننا قبول کر لیا تھا ــــــــــ اگر آپ نے اس ریاست میں ہماری طرف سے جنگ کی ہے تو آپ نے یہ گیت بھی سنا ہو گا کہ ــــــ

" فردوس کے در بھی باز ہو گئے ہیں اب تو کرنل شا کے لئے "

میں اُن بیتی ہوئی باتوں کو دہرانا نہیں چاہتا ۔ وہ تو ہمارے تاریک ماضی میں دفن ہو چکی ہیں لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ اگر آپ نے حفاظت نہ کی تو ہم اپنی حفاظت آپ کر لیں گے "

میجر شلیٹن نے اپنی سخت آواز میں کہا " میں ہر بدامنی اور فساد کو طاقت سے دبا دوں گا ، خواہ وہ گوروں کی طرف سے ہو یا کالوں کی طرف سے "

" اور ہم اپنی حفاظت آپ کریں گے " گڈن نے جواب دیا ۔

کارڈیل واپس آنے کے بعد گڈن نے کالوں اور گوروں کا ایک مشترکہ جلسہ بلایا جس میں اس نے کہا " شمالی علاقے میں میرے سفر سے جو نتیجہ برآمد ہوا ہے ، وہ آپ کو معلوم ہی ہے ۔ بوسٹن کے ایک بینکر ، مسٹر آئزک ویرنٹ نے مجھ کو ۵ ہزار ڈالر کی ایک ہنڈی دی ہے ۔ اب ہم زمین

خرید یں گے۔ اور اس کو اپنے قبضہ میں رکھیں گے۔ یہ کلان کی شیطانی تنظیم یقیناً ہماری مخالفت کرے گی۔ اس لئے میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے تیار ہو جانا چاہئے اور اپنی ایک فوجی تنظیم بنانی چاہیئے جس کے سپاہی ہفتے میں ایک دن قواعد پریڈ کریں گے، اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہیگا جب تک کہ ہم اس فوجی تنظیم کی ضرورت محسوس کریں گے۔"

گڈن کی اس تجویز پر کافی بحث ہوئی۔ فرینک کارسن نے کہا کہ سچ پوچھو تو میں کسی حبشی کی ماتحتی میں قواعد پریڈ کرنا نہیں چاہتا۔ میں تو اسٹوارٹ کے ساتھ جنگ میں برابری سے شریک رہا ہوں۔ دراصل مجھے یہ ساری بات کچھ عجیب سی معلوم ہو رہی ہے ——— گڈن نے دوسری تجویز یہ پیش کی کہ میک ہیو کو اس بنیاد پر اپنی فوجی تنظیم کا افسر بنا دیا جائے کہ وہ جنگ میں فوج کا ایک بڑا افسر رہ چکا ہے۔ یہ تجویز منظور ہو گئی اور میک ہیو نے بھی افسر بننا قبول کر لیا۔ اور اس کے بعد اس نے افسر کی حیثیت سے ایبنر ہیبٹ، اور میمی بال اور شنگٹن کو اپنا مددگار نامزد کر دیا۔ ایلن بی نے فوجی تنظیم کے قیام پر قانون کی رو سے اعتراض کیا، اور گڈن نے جواب میں کہا کہ ہم تو اسلحہ رکھنے کے دستوری حق کو ایک جائز طریقے پر استعمال کر رہے ہیں۔ یہ اسلحہ جنگ کے زمانہ سے آج تک ہمارے پاس ہیں، اور ہماری مسلح تنظیم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ سفید پوش دہشت پسند یہ سمجھ لیں کہ ہم پر حملہ کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے اور ایک حد تک یہ بات صحیح بھی ثابت ہوئی کیونکہ اس کے بعد، ایک طویل عرصے تک کلان نے کاروول پر کوئی حملہ نہیں کیا۔

اندھی لڑکی ایلن جونس نے گڈن سے جیف کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ کس طرح جیف ڈاکٹر ایری کے ساتھ رہے گا؟ اور پھر اس کو ایڈن برگ جانے کا موقع مل جائے گا۔ ایڈن برگ ! ——— ایڈن برگ۔ سمندر پار، دنیا کے دوسرے سرے پر واقع ہے ——— گڈن کو معلوم ہو گیا کہ یہ لڑکی جیف سے محبت کرتی ہے۔ آخر وہ اتنی ساری چیزوں سے کیوں ناواقف رہتا ہے؟ ——— لڑکی نے کہا:

"شاید پانچ سال لگ جائیں گے" اور اس کی آواز کے لہجے نے سب کچھ بتا دیا۔

"شاید" گڈن نے اتفاق کیا ——— اور پھر اس نے جہاں تک ہو سکا تسلی دینے کی کوشش کی۔ لیکن وہ دل ہی دل میں یہ سوچتا رہا کہ جیف نے اس چیز کو اتنا کیوں بڑھ جانے دیا؟ ——— اب اس کو بار بار جیف کا خیال آجاتا تھا۔ جب دوسرے لڑکے لڑکیوں کے ساتھ گھومنے اور جب مارکس بندوق لے کر شکار کو جاتا، تو وہ جیف کے متعلق سوچنے لگتا تھا۔

ایلن آکر راچیل کے پاس بیٹھ جاتی۔ وہ دونوں آپس میں بہت باتیں کرتی تھیں۔
راچیل نے جیف کے متعلق گڈن کو تھوڑا بہت بتایا بھی تھا۔

"بے شک، اس کے لئے اسی میں بہتری ہے" گڈن نے کہا۔ اور راچیل نے بھی یہ بات مان لی ــــــ کبھی کبھی گڈن یہ سوچتا تھا کہ حالات کا ایک سیلاب ہے کہ جو اسکو راچیل سے دن بدن دور لئے جا رہا ہے، اور جب وہ یہ سوچتا تو غیر معمولی طور پر راچیل سے مہربانی کا برتاؤ کرتا، اور اس کی ایک ایک بات پر توجہ دینے لگتا۔ اور وہ کہتی :۔

"گڈن، گڈن! میری اتنی فکر کیوں کرتے ہو؟"

"مجھے تم سے محبت ہے، راچیل پیاری"

لیکن اب ان الفاظ میں بھی خلوص کی وہ پہلی سی شدت نہیں تھی۔ اس کی بول چال، برتاؤ، خیالات اور کاموں میں اب ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔ جب راچیل نے یہ دیکھا کہ کچھ عورتیں گڈن اور اس کے درمیان تعلقات پر باتیں کرنے لگی ہیں تو وہ گڈن کے کارناموں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے لگی۔ وہ دوسری عورتوں سے کہتی کہ دنیا کا کوئی بھی آدمی گڈن کی طرح نہیں ہے، اور اس طرح وہ ان کے حسد، عقیدت، یا رشک کے جذبوں کو ہوا دیتی۔ لیکن یہی بات وہ ان الفاظ میں اپنے دل سے نہیں کہہ پاتی تھی۔ وہ راتوں کو جاگ پڑتی۔ اور گھنٹوں گڈن کے قریب ساکت و جامد لیٹی رہتی۔ ــــــ ایک بار وہ خواب سے چونک کر جاگ پڑی۔

گڈن نے اس سے پوچھا کیا ہوا، میری ننھی؟"

"کچھ نہیں"

"تو سو جاؤ"

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "جیف چلا گیا۔ اے خدا، مجھے ایک اور بچہ چاہیئے"

"ہمارے دو اچھے لڑکے اور لڑکی تو ہے۔" گڈن نے کہا۔

"میں تو ایک بچہ چاہتی ہوں ــــــ مجھے ہر چیز خالی خالی معلوم ہوتی ہے"۔

"یہ تو خدا کی مرضی پر ہے کہ بچہ پیدا ہو یا نہ ہو ــــــ اس میں ہم کو کیا اختیار ہے؟" گڈن نے چپکے سے کہا۔

"تم کب خدا کو مانتے ہو" راچیل نے کہا۔

"اوہ میری پیاری! ــــــ میری اچھی! ــــــ"

"بچّہ تو انھیں کے ہاں پیدا ہوتا ہے جو آپس میں محبت کرتے ہیں۔"

"مجھے تم سے محبت ہے، میری ننھی ——— سچ مانو ——— میں تم سے دلی محبت کرتا ہوں" گڈن نے کہا

"جیف چلا گیا" راچیل نے درد بھرے لہجے میں کہا "وہ چلا گیا۔ بس۔ بس!"

طے کیا گیا کہ ایبزلیٹ، گڈن اور جیمس ایلن۔بی نیلام میں زمین کی بولی لگانے جائیں گے لوگوں نے گڈن کو اپنا مختار مقرر کیا اور ایک یانکی وکیل جو حال ہی میں کولمبیا گر رہنے لگا تھا، ڈینیل گرین نے اپنی زمین کا ایک نقشہ حاصل کر کے گڈن کو دیدیا۔ جتنا بھی وقت ان کو ملا، اس میں وہ نقشہ کو دیکھ کر اسے قطعات میں تقسیم کرتے رہے۔ انھیں معلوم نہیں تھا کہ حکومت کے پیمائش کرنے والوں نے کس طرح زمین کو ایک ایک ہزار کے قطعوں میں تقسیم کیا ہے۔ لیکن انھوں نے ہر امکانی تقسیم کو سوچ لیا تھا۔ پورے ایک ہفتہ گڈن، ایبز اور فرینک کارسن کے ساتھ کارویل کی ۲۲ ہزار ایکڑ زمین پر گھومتا رہا۔ انھوں نے ایسی جگہیں بھی دیکھیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ کارسن نے بتایا کہ ایک جگہ پورے سات فیٹ کی بلندی سے ایک آبشار گرتا ہے، جہاں سستے داموں میں ایک پن چکی بنا کر ہم اپنے غلّے کی پسائی کا کام لے سکتے ہیں۔ انھوں نے ایک چٹیل بلند مقام بھی دیکھا، جو مکان بنانے کے لیے بہت اچھا تھا۔ ایبزلیٹ نے سات سَو ایکڑ کے ایک دلدلی قطعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم اس سے دور ہی رہیں تو اچھا ہے گڈن نے کہا کہ ہمیں اس قطعہ کے بارے میں بھی تحقیقات کرنی چاہیئے۔ دلدل کے درخت درمیانی اونچائی کے تھے۔ اور انھیں کاٹنا آسان تھا۔ مٹی کالی، اور بہت زرخیز تھی۔

"یہاں سال میں چاول کی دو اچھی فصلیں پیدا ہو سکتی ہیں۔"

گڈن نے کہا "چاول پیدا کرنے والا کبھی بھی بھوکا نہیں مر سکتا"

گڈن ہوائی قلعے بنانے لگا۔ اس نے بتایا کہ اگر ہم نے دلدل سے کھرنجہ کی ایک سڑک نکال لی تو ہم ریل کی سڑک سے صرف چار میل دور رہ جائیں گے ——— فرینک کارسن کھاد کی مٹی کو اپنے ہاتھ میں لے کر کہنے لگا:۔

"میں اس چٹیل پہاڑی پر ایک مکان بنواؤں گا۔ دلدل میں چاول کی کاشت کروں گا اور خراب کپاس کے بجائے اچھی روئی پیدا کرونگا۔ میں نے کسی بھی روئی پیدا کرنے والے کو ناخوش اور مفلس نہیں دیکھا۔"

"میں بھی روئی پیدا کروں گا" گڈن نے کہا "آئندہ اس ملک میں روئی کی مانگ بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔ میں کپاس کی پھلیوں کو چٹکتے ہوئے دیکھوں گا اور کہوں گا کہ یہ میری ہیں۔"

"نشیبی زمین میں ملیریا کی وبا تو ضرور ہی پھیلتی ہے" ایبز نے کہا۔

وہ چلتے رہے اور سارا صنوبر کا جنگل چھان مارا۔ وہ ایسی پہاڑیوں پر سے بھی گزرے جن کے دامن میں ہموار زمین سمندر کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔ فرینک کارسن نے اس منظر سے متاثر ہو کر دھیمی آواز میں کہا۔

"میں نے پہلے بھی زمین دیکھی ہے لیکن اس طرح کبھی نہیں دیکھی ہے۔ میں اسوقت اس کو اسی طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح کہ میرے پردادا نے آباد ہوتے وقت کوئی مناسب زمین تلاش کی ہوگی۔ وہ یہاں لاپرواہی کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ گھوما ہوگا۔ اس کے ایک ہاتھ میں بندوق ہوگی اور دوسرے ہاتھ میں کھانا ہوگا۔"

اس طرح فرصت کے اوقات میں انھوں نے ساری زمین کو چھان ڈالا۔ فصلیں کٹ رہی تھیں۔ ۱۸۶۶ء کے آخر کی یہ فصل بہت ہی اچھی آئی تھی۔ پیلی اور سرخی مائل بالیں عارضی کھلیانوں میں بھر دی گئی تھیں۔ گھاس کے ذخیروں کے لئے بھی سائبان ڈال دیے گئے تھے۔ اب گورے کاشتکاروں کے لئے روئی کا بازار پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ مال لیجانے والی ریل کی کوک، لوگوں کے کانوں میں آنے لگی تھی۔

۲۲ اکتوبر کو گڈن، ایبز لیبٹ، اور جیمیس ایلین۔ بی نے اپنی گاڑی کو کولمبیا میں ٹھہرایا اور نیلام کے ہجوم میں شامل ہو گئے۔ ان کے وکیل ڈینیل گرین نے اشارہ سے گڈن کو مجمع سے باہر بلایا، وہ چوخانہ دار کپڑے اور سفید تنکوں کا بنا ہوا ہیٹ پہنے تھا، اور اس کے منہ کے ایک کونے میں موٹا، کالا سگار دھواں دے رہا تھا۔

"سمجھے جیکین: سمجھ گئے نا؟" ——— اس کی جیبوں میں نقشے اور کاغذات بھرے ہوئے تھے۔ ریاست بھر کے لوگ نیلام میں حصہ لینے کے لئے آگے تھے۔ حال ہی میں بارش ہوئی تھی، اور ریاست کے دارالحکومت کی کیچڑ بھری ہوئی سڑکوں پر جا بجا گاڑیاں، بگھیاں اور گھوڑے نظر آ رہے تھے۔ نیلام کنندہ کی منبر شہر کے باہر بنائی گئی تھی۔ ایک پہاڑی کی چوٹی پر پتھروں کا ایک نامکمل سا چبوترہ بنا دیا گیا تھا۔ یہاں سے ہر سمت میں دیہاتی علاقہ پھیلا ہوا نظر آتا تھا۔ تختوں پر ضبط شدہ زمینوں کے نقشے چسپاں کر دیے گئے تھے۔ قطعات کی لکیریں چمکدار چاک سے کھینچی گئی تھیں۔ مجمع میں ہر قسم کے لوگ شامل تھے ——— چارلسٹن کے سٹہ باز

حبشی، ہلی، پالکی تاجر، کسان، اور نیو آرلینس اور ٹیکساس تک کے بڑے کاشتکار بھی آئے تھے۔ ـــــ مارگن، اور یونی ٹیرین کلیسا کے نمایندے اور دو انگریزی کمپنیوں کے نمایندے بھی آئے تھے۔ اس وقت ایک سو سولہ ہزار ایکڑ زمین کا نیلام ہونے والا تھا۔

گڈن کی آستینیں چڑھی ہوئی تھیں ـــــ اس نے جب مڑکر دیکھا تو اس کی آنکھیں اسٹیفان ہومز کی مسکراتی ہوئی آنکھوں سے چار ہوگئیں۔ گڈن کے تعارف کرانے پر ہومز نے ایبز لیبٹ اور جیمس ایلن۔بی سے بڑے تپاک کے ساتھ ملاقات کی۔

"خریدنے آئے ہو، گڈن ؟" ہومز نے پوچھا

"جی ہاں"

"تو پھر ہم دونوں کا ایک ہی مقصد ہے ـــــ میں ڈڈلی کارویل، کرنل فنٹن اور ایک حد تک اپنی بھی نمایندگی کر رہا ہوں"

"آپ کو بھی کارویل کی زمین سے دلچسپی ہے ؟" گڈن نے بناوٹی لاپرواہی سے پوچھا۔

"شاید ـــــ یا پھر اتنا ہی اچھا کوئی دوسرا پتہ مل جائے ـــــ ڈڈلی اپنے مکان کو پسند نہیں کرتا۔ وہ اس کے لئے ہمیشہ سے ایک سفید ہاتھی رہا ہے۔ میں نے سُنا ہے کہ تم چارلسٹن میں قرض کے لئے کوئی بات چیت کر رہے تھے ؟"

"مجھے بوسٹن سے قرض مل گیا۔" گڈن نے کہا۔

"مل گیا ـــــ اچھا، دیکھو ہم ایک دوسرے کے خلاف بولی لگانے سے گریز کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے لئے بہت سے اجنبی لوگ موجود ہیں گڈن، حال میں تمہارے لوگوں کے ساتھ کوئی واردات ہوگئی ؟"

"ہاں وہ کلان کی حرکت تھی" گڈن نے کہا۔

"وہ کمبخت بڑے بدمعاش گورے ہیں" ہومز نے کہا۔ "گڈن، تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی ـــــ اور جناب آپ سے ـــــ اور آپ سے بھی ـــــ"

جب وہ چلا گیا تو لیبٹ نے کہا "اس قسم کے آدمیوں کو میں جانتا ہوں گڈن ـــــ کیا وہ کوئی افسر تھا ؟"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"کتنا اچھا آدمی ہے ! پہلے زمانے میں اس کے پاس کتنے غلام ہوں گے ؟ میں

کہتا ہوں کہ یہ آدمی اپنی ماں کے پیٹ میں بھی چھڑا ہو نکلنے سے نہیں چوکے گا۔"

تھوڑی دیر بعد نیلام شروع ہوا۔ ابتدا میں تو گڈن، اس کے دونوں ساتھیوں، اور مجمع کے کئی لوگوں کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا۔ دو بولیاں بولنے والے جیسے ایک دوسرے پر جادو کرنے کھڑے ہو گئے تھے، وہ چلّا رہے تھے "قطعہ نمبر ۴ چیپن، بائیں شمال وجنوب ____ حکومت کی کم از کم قیمت ۲ ڈالر، ۲.۰۲ ڈالر، ۲ ڈالر، ۲ ڈالر، جاتا ہے. جاتا ہے، جاتا ہے، تین، تین ڈالر۔ ۱۰ سینٹ، ۱۵ سینٹ، ۱۵ سینٹ یہ"

گرین کی سانس پیٹ میں نہیں سمارہی تھی۔ اسکاسگار بجھ کر ختم ہو گیا تھا، اس نے گڈن کو ڈھونڈھ نکالا، اور کہنے لگا۔

"اس نقشے کو دیکھو ____ میں نے قطعات کی تقسیم معلوم کرلی۔ ۲۳ قطعے ہیں۔ اور ہر ایک، ایکہزار ایکڑ سے کچھ ہی کم ہے۔ مکان کا نیلام دو سو ایکڑ کے ساتھ علیحدہ کیا جائیگا۔ حکومت کی کم از کم قیمت ایک ڈالر فی ایکڑ ہے۔"

گڈن، لیبٹ، اور ایلن.بی. مجمع سے نکل کر نقشہ دیکھنے لگے۔

"پہلے تین چن لو" گرین نے کہا۔ "اور باقی میں سے ایک کو چھوڑ کر دوسرا لیتے جاؤ۔"

"کیا مطلب؟"

"بہترین زمین سب سے پہلے ____ میں اس پر الف کا نشان لگائے دیتا ہوں۔"

اُنھوں نے تین بہترین قطعات کو دیکھا۔

"اب اس کے بعد اگر پہلا قطعہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تو ____" گڈن اور ایبز نے تمام چیزوں کو جلدی جلدی جانچنے اور تولنے کے بعد حساب لگایا تو باقی کے قطعات میں تھے "زیادہ سے زیادہ قیمت ۵ ڈالر فی ایکڑ ہوگی۔"

"پانچ ڈالر!" گڈن نے سر ہلا کر کہا۔ "لیکن جہاں تک ہو سکے اس سے سستا ہی خریدو۔"

"امکانی کوشش کیجائے گی۔" گرین نے سر ہلا کر کہا، اور مجمع میں گھس گیا ____

چاروں طرف سے لوگ بولیاں لگا رہے تھے، نیلام صبح ۹ بجے سے شروع ہوا۔ دوپہر ہوگئی، اور کارویل کی باری نہ آئی۔ دو بجے کے قریب کارویل کے پہلے قطعے کا نیلام شروع ہوا۔

گڈن نے دیکھا گرین منبر کے قریب ہی کھڑا ہوا ہے۔ وہ بولی لگا رہا تھا ——— سب کچھ اس قدر تیزی سے ہو رہا تھا کہ گڈن کی سمجھ کام نہیں کر رہی تھی پانچ بجے تک نیلام ختم ہو گیا ——— وکیل تھک کر چور ہو گیا لیکن اس کے چہرے پر فتحمندی چمک رہی تھی۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا مجمع سے باہر آیا۔ اور چلا کر بولا ——— "لے ڈالے!"

"کون سے؟"

"دو الاٹ کے"

وکیل نے پھٹے ہوئے نقشے کو تختے پر بچھایا۔ اس پر جھک گیا اور گڈن، ایبنز، اور ایلین۔ بی اس کے آس پاس جمع ہو گئے۔

"یہ دونوں چار چار ڈالر فی ایکڑ ہیں۔" بیسٹ خوشی سے کبھی سیٹی بجاتا اور کبھی اُچک اُچک کر اپنی رانوں پر ہاتھ مارتا۔ "خدا کی قسم ذرا دیکھ تو سہی گڈن ——— وہ چٹیل پہاڑی بھی اسی میں شامل ہے۔ اور یہ زمین ——— یہ تو کسی لڑکی کے جسم کی طرح چکنی، نرم اور گداز ہے۔"

گڈن گرین سے چپک کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اور خوشی سے کہنے لگا۔ "تیسرا قطعہ کدھر ہے؟"

"تھارا منصوبہ تو ہر ایک قطعے کے بعد چار کا تھا ——— اونہہ، اس کی قیمت تو پانچ سے بھی اوپر نکل گئی تھی۔ تم نے یہ قطعات دیکھے تو ہیں؟"

واہ کیوں نہیں ——— ؟ ہم ایک ایک انچ سے واقف ہیں۔" ایبنز نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ یہ قطعہ بھی بہت اچھا ہے۔ میں کہتا ہوں بہت ہی اچھا ہے یہ قطعہ۔"

"پہلے دو قطعات کی قیمت سات ہزار ۳ سو ڈالر پڑتی ہے، بڑا ہی اچھا سودا ہو گیا گڈن، پانی کے مول بک گئی یہ زمین۔ اور تیسرے قطعے کی قیمت ہے ۴ ہزار ۷ سو پچاس ڈالر ——— اب تو مل گئی زمین! ——— تقریباً ۳ ہزار ایکڑ زمین خریدی ہے تم نے۔"

وہ کامیاب ہو کر خوش و خرم واپس لوٹے۔ بوڑھا جمیس ایلین۔ بی۔ گاڑی چلا رہا تھا اور گڈن اور ایبنز شرابیوں کی طرح مست ہو کر گا رہے تھے:

پھول کھلے ہیں، پھول کھلے ہیں
شبنم کے موتی بھی پڑے ہیں

میں ہوں اکیلا ، میں ہوں اکیلا
میری پیاری، میری پیاری
اب تو آجا، اب تو آجا
پھول کھلے ہیں، پھول کھلے ہیں

ایبز نے ۲ ڈالر میں دیسی شراب کا ایک جگ خرید لیا تھا۔ گڈن اور وہ راستے بھر اس میں سے شراب پیتے رہے۔ گڈن کو شراب کی عادت نہیں تھی۔ لیکن وہ کبھی کبھی ہلکا سا نشہ کر لیا کرتا تھا۔ جگ سے تین چوتھائی شراب، ایبز اکیلے نے پی لی اور باقی کو گڈن چڑھا گیا ۔ لیکن نشہ دونوں کو ایک ہی طرح آیا۔ اپنی بستی میں پہونچکر گڈن نے چلا کر لوگوں سے کہا ——
—— "ہم کل ہیں —— ہم ہیں —— یقیناً کل "
ایلین - بی نے سارا ماجرا سنایا ۔ اچیل گڈن کو دیکھکر خوب ہنسی ۔ وہ اس کو بستر پر لٹانے کے لئے لے جانے لگی ۔ اور جب گڈن اس کو اپنی طرف کھینچنے لگا تو وہ ناراض ہو کر بولی "گڈن ، گڈن ، کیا بے حیائی ہے ۔" —— لیکن اس وقت بالکل پہلے کی طرح سے گڈن ہنستا رہا اور اپنی گہری آواز میں گاتا رہا ، یہاں تک کہ اسکو نیند آگئی۔

دوسرے دن پیٹر بھائی نے ایک خاص جلسہ طلب کیا ، اور گڈن سے مخاطب ہو کر کہنے لگے ۔

" میرے بھائی ، اگر تم خدا کو بھول گئے ، اور اسکا ادب نہ کیا تو یقیناً وہ بھی تمھیں بھول جائے گا ۔ —— " اور انھوں نے بڑے نرم لہجہ میں کہا۔ " گڈن ! تم لوگوں کے رہنما ہو اور تم پر کچھ خاص فرائض عائد ہوتے ہیں ، جنکا تمھیں علم ہونا چاہیئے ۔ تمھیں خاکسار اور منکسر المزاج ہونا چاہیئے ۔ اگر تم بھلائی کے کام کروگے تو لوگ بھی تم پر اعتماد اور بھروسہ کریں گے ۔ کئی دن پہلے میں نے تم پر بھروسہ کرنا شروع کر دیا ہے ۔ مجھے مایوس نہ کرو گڈن ! تم تو خود سمجھ دار ہو —— تم نے ایک بلندی حاصل کر لی ہے ۔ لیکن اس بلندی سے نیچے بھی دیکھو گڈن ، اور معلوم کرو کہ کیا ہو رہا ہے ؟ "

" مجھے افسوس ہے " گڈن نے کہا " یقین کرو پیٹر بھائی ، مجھے بہت ہی افسوس ہے اور میں سخت شرمندہ ہوں ۔"

" تم ضرور متاسف ، شرمندہ ہوگے گڈن ۔ کیونکہ تم نے ایک فراخ دل پایا ہے ۔ لیکن میری بات مانو ۔ اپنے اندر دیکھو اور خدا کو پالو —— اور اس کی ذات پر بھروسہ رکھو۔ "

"آپ کا طریقہ، آپ کا اپنا طریقہ ہے۔" گڈن نے نرمی سے کہا" اور میرا طریقہ، میرا اپنا ہے، لیکن پیٹر بھائی ــــ یقین کرو کہ اس دنیا میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے جس کی عزت میں آپ سے زیادہ کرتا ہوں"

"مجھے یقین ہے گڈن" پیٹر بھائی نے نرمی سے کہا ــــ اس کے بعد وہ حاضرین جلسہ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے۔

"میرا متن "شمار" سے ہے ــــ تو نے ہم کو جس سرزمین پر بھیجا، ہم وہاں چلے گئے، اور تحقیق کہ اس سرزمین میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں، اور یہ ہماری اطاعت کا ہی پھل ہے ــــ انھوں نے آہستہ لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے اپنا خطبہ پڑھا۔ اب، اس جس جگہ کوئی بھی زمین کا مالک نہیں تھا سبھی سب زمین کے مالک ہو گئے تھے وہ خدا سے رحم کی التجا کر رہے تھے، کیونکہ جہاں کسی کالے آدمی نے زمین کا ایک قطعہ خریدا ہزاروں آنکھیں اس کی طرف اُٹھ جاتی تھیں۔

"اس کا صحیح استعمال کرو" پیٹر بھائی نے کہا۔

جلسہ کے بعد زمین کی تقسیم کا کام شروع کیا گیا، انھیں یہ جھونپڑیاں چھوڑ کر اپنے اپنے کھیتوں پر قبضہ کر کے سردیوں سے پہلے ہی نئی جھونپڑیاں بنانا تھا اس لئے تقسیم کا کام فوری اور ضروری سمجھا گیا۔ گڈن کا خیال تھا کہ ــــ حصہ بانٹ میں مشکل ہو گی۔ لیکن اس نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ لوگ آپس میں لڑنے لگیں گے، شور و غل ہو گا، ایک کہے گا کہ میں یہ لونگا، دوسرا بولے گا کہ نہیں یہ میں لونگا۔ ایک اپنے کھیت کا مقابلہ دوسرے کے کھیت سے کر کے حسد کرے گا۔ گالیاں دی جائیں گی۔ گورے لوگ کالوں کے خلاف آپس میں متحد ہو جائیں گے اور قدرتی طور پر کالے گوروں کے خلاف ایک گٹھ بنا لیں گے۔ یہ سب کچھ اس کے خیال وگمان میں بھی نہیں تھا۔

آخر کار گڈن دھاڑ کر بولا "ختم کرو ــــ یہ کیا لگا رکھا ہے؟ ــــ تم سب کے سب بیوقوف ہو، خدا خدا کر کے تو ہم کو یہ دن نصیب ہوا ہے، اور اب تم ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کو تیار ہو گئے ہو۔ ہم تقسیم کے لئے ایک آدمی کو چن لیتے ہیں۔ وہ زمین بانٹ دیگا۔ اچھا اب رائے دو اپنی کسی کو چنتے ہو تم۔"

انھوں نے گڈن کا نام تجویز کیا، لیکن گڈن نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد پیٹر بھائی اور ایلن بی کے نام پیش کئے گئے اور رائے شماری میں پیٹر بھائی تین ووٹوں سے کامیاب ہو گئے۔

ڈوپر نے ان سے پوچھا" اور تمھاری زمین کون ــــ"

جو کچھ بچ رہے گا وہ میں لے لونگا، یہ کوئی بات نہیں ہے" پیٹر بھائی نے جواب دیا۔ اور وہ سب پشیمان ہوکر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ ——— ٹوبر نے شرمندہ ہوکر اپنے دانت نکال دیے اور اسکے بعد سارا معاملہ آسانی کے ساتھ طے ہوگیا۔

وقت گذرتا گیا، دوسری ووٹنگ کا وقت بھی آگیا۔ اور اب ان کے لئے یہ قدرتی تھا کہ وہ ان ہزاروں باتوں پر کوئی غور نہ کریں جنھوں نے ان میں ایک تبدیلی پیدا کردی تھی۔ ایک سال پہلے وہ اپنے ہاتھوں میں بندوقیں لیکر ووٹ ڈالنے کے لئے پیدل گئے تھے ——— لیکن اب حالات تبدیل ہوچکے تھے۔ زمین بدل گئی تھی لوگ بدل چکے تھے۔ انھیں مستقبل کی تعمیر کا خیال تھا اور اب وہ بجائے خود اس مستقبل کا جزو تھے ——— کالے اور گورے لوگ مل کر نومبر کے پہلے منگل کی صبح کو شہر پہونچ گئے۔ ہوا میں سردی کی ابتدا ہوچکی تھی۔ دھولیا سڑک پر جھڑے ہوئے پتے پڑے تھے سارے کے سارے کالے آدمی ریپبلکن پارٹی کو ووٹ دینے والے تھے۔ لیکن ہیربلیٹ نے کہا کہ اب جبکہ سبھی معاملات طے ہوچکے ہیں تو مجھے ٹوریا کریٹ پارٹی کو ہی ووٹ دینا چاہیئے کیوں کہ میرے دادا اور پردادا اسی پارٹی میں تھے۔ اور میں اپنے اسلاف کے خلاف جانا پسند نہیں کرتا۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود وہ سب کے سب ساتھ ہی ووٹ دینے کے لئے شہر میں گئے۔

دوسرا حصّہ

لڑائی

(۸)

گڈن نے اپنی گھڑی نکال کر وقت دیکھا۔ تین بجنے میں بیس منٹ تھے اور وہ دو بجے سے انتظار کر رہا تھا۔ اس کو توقع تھی کہ یہ ملاقات سوا پانچ بجے تک ختم ہو جائے گی اور وہ جیف سے ملنے کے لئے وقت پر اسٹیشن پہونچ جائے گا۔ جیف نیویارک سے آ رہا تھا۔ دراصل اسے ملاقات میں بہت کم کہنا سننا تھا اور پہلے سے ہی یہ یقین تھا کہ وہ جو کچھ کہے گا اس کا کوئی خاص نتیجہ برآمد نہیں ہو گا۔

فروری کا مہینہ تھا۔ باہر برف گر رہی تھی، یہ واشنگٹن کی برف تھی۔ برف کے موٹے موٹے روئے کھڑکیوں کے کانچ پر پگھل جاتے تھے۔ گڈن چمڑے کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اپنے ہاتھ باندھ لیے اور آرام کرنے لگا، اس کو خیال آیا کہ کہیں مجھے نیند نہ آجائے ——— ایک گہری نیند جو اس نے کئی مہینوں سے نہیں لی تھی، لیکن وہ نیند لے کر کچھ وقت کے لئے سوچنے کے کام سے نجات پانا چاہتا تھا، تاکہ جب وہ جاگے تو اسکا دماغ کام کرنے کے لئے تازہ دم ہو جائے لیکن بیالیس سال کی عمر میں ایک آدمی کس قدر تازہ دم ہو سکتا ہے؟ ——— گڈن اپنا سر ہلا کر مسکرایا اور جیف کے متعلق سوچنے لگا ——— دوسری چیزوں کی بہ نسبت جیف کے متعلق سوچنا زیادہ بہتر تھا۔ ——— جیف ایک حقیقت تھا۔ جیف ریل سے اتر کر سیدھا میری طرف آئے گا۔ کیا نہیں آئے گا؟ ——— شاید وہ پس و پیش کے عالم میں کھڑا رہ کر گڈن کی

طرف دیکھتا رہا۔ اور شاید ان دونوں کے درمیان کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا لیکن یہ ناممکن تھا!
سات سال میں اتنی تبدیلی تو نہیں ہوتی، لیکن اڈنبرگ کی زندگی کے سات سال ——
سات سال جن کے اندر ایک وڈیوک کا لا بچہ تعلیم حاصل کرکے ڈاکٹر ہو جائے ایسے
سات سال تو نظر انداز نہیں کیے جا سکتے۔

گڈن نے وہ دن یاد کیا، جب کہ ڈاکٹر ایمری نے ساری بات کھول کر اس کے سامنے رکھدی تھی —— اور وہ آپ ہی آپ مسکرانے لگا۔ ایمری کیا سوچ رہا تھا؟ —— اور میں نے ڈاکٹر ایمری سے کیا کہا تھا؟ —— ہاں روپئے کے متعلق کچھ کہا تھا —— لیکن کیا اس میں کوئی بہت زیادہ روپیہ خرچ ہو گیا؟ —— یہ تو بہت دن پہلے کی بات ہے۔ آٹھ سال پہلے کی بات! —— شاید ۹ سال پہلے کی؟ —— میں چاہتا تھا کہ ڈاکٹر ایمری اور وینٹ سے زیادہ واقفیت پیدا کروں اور ان کے بہت نزدیک ہو جاؤں۔ لیکن اب کیا ہوتا ہے۔ اب تو وہ دونوں مر ہی چکے ہیں۔ وہ منظر اس کی آنکھوں کے سامنے آگیا، جب کہ وہ دواخانہ میں کھڑا ہوا ڈاکٹر ایمری سے باتیں کر رہا تھا۔ اور سردی سے کانپتے ہوئے ننگے بیمار لڑکے کو دیکھ رہا تھا —— اور اس طرح سے ایک کے بعد ایک واقعہ یاد بن کر اس کے ذہن میں آنے لگا۔ یہاں تک کہ ذہنی تصویروں کا یہ تواتر دیوار پر لگی ہوئی بڑی گھڑی کے گھنٹے کی آواز نے ختم کر دیا —— ایک، دو، تین —— دس گیا ہوگا —— سامنے کھڑے ہوئے سکریٹری نے کہا "مسٹر ہیچکیسن، صدر صاحب آپ سے اس وقت ملاقات کریں گے"۔

گڈن کھڑا ہو گیا۔ اپنی آنکھیں ملیں اور سکریٹری کے پیچھے چل کر دفتر میں پہونچ گیا۔ گرانٹ اپنی میز پر بیٹھا ہوا تھا —— جھکی ہوئی کمر —— درماندہ، سرخ آنکھیں —— وہ آنے والے طویل اور خالی خالی سایوں میں کھو گیا تھا۔ اور اس نے اپنے مایوس کن اور مسرتوں سے خالی مستقبل سے ہار مان لی تھی۔

اس نے سر اٹھا کر کہا "بیٹھ جاؤ، گڈن" اور پھر سکریٹری سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "میری گفتگو میں کوئی خلل نہ پڑنے پائے"

"اگر سنیٹر گارڈن ——"

"اس سے کہہ دینا کہ جہنم میں جاؤ۔ میں ان سے گفتگو نہیں کرونگا۔ سمجھے؟ —— میری گفتگو میں کوئی دخل نہ دے!"

سکریٹری دروازہ بند کرکے چلا گیا۔ صدر نے گڈن سے کہا "گڈ، ہو گئے؟"

ارے میں بھول گیا ——— تم نہیں پیتے۔ مرے پینے پر تو کوئی اعتراض نہیں" ——— اس نے سگار کا ایک سرا توڑا۔ ماچس کی سلائی سے اس کو سلگایا۔ اور ایک لانبا کش کھینچا۔ گڈن اس کو دیکھتا رہا۔ لیکن صدر نے جان بوجھ کر گڈن سے نظریں نہیں ملائیں۔ یولی سیس سمپس گرانٹ پر یکایک اور بڑی طرح سے بڑھاپا آ گیا تھا۔ اس کی آنکھیں اندر کی طرف دھنس گئی تھیں۔ اور داڑھی بھی سفید ہو گئی تھی۔ سگار پینے میں ہی وہ ہانپنے لگتا تھا۔ جب وہ بولا تو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے وہ گڈن کو ڈانٹ رہا ہے ———

"مجھے معلوم ہے کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

تو پھر آپ نے مجھ کو یہاں کیوں بلایا؟ ———اور آپ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ میں وہ باتیں دہراؤں جو آپ پہلے سے جانتے ہیں؟" گڈن نے نرمی سے پوچھا۔

"کیوں؟" گرانٹ نے یکایک پریشان ہو کر دیکھا۔ اور گڈن کو اس شکست خوردہ اور مجبور انسان پر ترس آنے لگا جس کو بہت کم لوگ سمجھے تھے۔ جس سے بہت کم لوگ محبت کرتے تھے۔ لیکن اس کے برعکس جس کو بہت زیادہ لوگ اپنے مطلب کے لئے استعمال کرتے تھے، نفرت کرتے تھے اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ یہ آدمی جس کو حالات نے اس عالی رتبے پر پہونچا دیا تھا کہ جس سے آگے اس کو کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا۔

"تو پھر یہاں کیوں آئے ہو؟" ——— اس نے سست لہجے میں کہا۔

"کیونکہ آپ اب بھی متحدہ ریاستوں کے صدر ہیں" گڈن نے بڑی احتیاط کے ساتھ جواب دیا۔

"کیونکہ آپ میرے، اور میں آپ کا دوست ہوں۔"

"اچھا، تو میرے بھی دوست ہیں؟"

"اور کیونکہ" ——— گڈن نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا۔ "یہ سب کچھ ہونے کے بعد بھی یہ آپ کا ہی وطن ہے اور مجھے معلوم ہے کہ بہت کم لوگوں کو آپ کے برابر اپنے وطن سے محبت ہے، اور آپ جو محبت اپنے وطن سے کرتے ہیں وہ میں اچھی طرح سے سمجھتا ہوں۔ یہ محبت، فریب اور جھوٹ کی تمام آلائشوں سے پاک ہے اور تنگ نظر لوگوں نے اس کو تباہ کرنے کی امکانی کوشش کر چھوڑی ہے ——— کیا آپ کو ایورٹ ہیل کا افسانہ "بے وطن انسان" یاد ہے؟ کیا آپ کو یاد ہے کہ فلپ نولاں کس طرح اپنے وطن سے محبت کرنے لگا تھا؟"

گرانٹ کے ہونٹوں پر ایک غم آلود مسکراہٹ آگئی "تم وعظ کہہ رہے ہو گیڈن؟"

"نہیں، میں آپ سے اس ملک کے متعلق گفتگو کا سلسلہ چھیڑ رہا ہوں ——— اور یہ گفتگو میں اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ امریکہ کے صدر سے ملاقات کا یہ موقع میرے لئے آخری موقع ہے ——— مجھے آپ سے ملاقات کی کوشش میں ہی دو ہفتے گذر گئے ہیں۔"

"میں مصروف تھا، گیڈن۔"

"آپ مصروف تھے صدر صاحب" گیڈن نے کہا "بس! ——— اتنی سی بات کہ آپ مصروف تھے ——— خدا خیر کرے۔ ہم نے بہانہ سازی کے لئے کیسے کیسے فقرے اختراع کر لئے ہیں ——— مصروف، منہمک، اور ہزاروں کام کرنے کو باقی ہیں، وغیرہ وغیرہ ——— لیکن ہمارے دشمن کیوں اسی طرح مصروف نہیں ہیں ——— کیوں؟"

"میں نے یہ سب کچھ سنا ہے" گرانٹ۔ اسرومہری سے کہا۔

"اور اب آپ اس کو دوبارہ سننا نہیں چاہتے ——— اور اس وقت آپ کا دل چاہ رہا ہو گا کہ میں چلا جاؤں ——— اچھا! اگر یہی بات ہے تو میں اصل معاملہ کو ذرا مختلف الفاظ میں دہراؤں گا ——— میں صرف سچائی کو سامنے رکھوں گا اور آپ سے نہیں کہوں گا کہ اخبارات نے کیا کیا بکواس کی ہے۔ اور آپ کی صدارت کے آخری سالوں کے متعلق تاریخ میں کیا لکھا جائے گا؟"

"کہو، کہو۔ میں تو سننے کا عادی ہو گیا ہوں" گرانٹ بڑبڑایا۔

"میں نہیں کہوں گا ——— ہمارے صدر! ——— کیا حالت ہو گئی ہے ہمارے ملک کی! ——— اور یہ ہمارا ملک ہے! کیا ہم مایوس ہو کر اسکول کے بچوں کی طرح گالیاں بکنے لگیں ——— کیا کریں؟ ——— کیا ہو گا؟ ہم اس سرزمین پر پیدا ہوئے ہیں۔ ہم نے اس کے لئے جنگ کی ہے۔ ہم اس کے لئے زندہ رہے۔ اور اس کے لئے ہی گیٹس برگ میں لاتعداد آدمیوں نے جانیں دیں۔ اس سے الگ یا ایک دوسرے سے علیحدہ ہمارا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں، مضبوط بندھنوں سے جکڑ کر ایک بڑی چیز کی شکل میں تبدیل ہو گئی ہیں۔ آخر ایک ملک اور کیا ہوتا ہے ———؟"

گیڈن نے یہاں آکر کچھ پس و پیش کیا۔ اور پھر کہنے لگا "امریکہ کی متحدہ ریاستوں کا ملک کیا ہے؟ ——— کیا یہ کوئی خواب ہے، کوئی خیال ہے، دستور کی محض کاغذی کتاب ہے یا کوئی انگریز بے جوڑ اتحاد ہے؟ ——— ترقی خواہ کون ہیں؟ ——— قلمیں لگانے والے

کیا ہیں؟ تیرے شریف لوگ کون ہیں؟ ——— کیا یہ مارگن یا جے گولڈ، یا سینیٹر گورڈن ہیں ——— یا وہ غریب آدمی ہے ——— جو باہر سڑک پر کھڑا ہوا وائٹ ہاؤس کے دفتر کی طرف دیکھ رہا ہے۔"

یہاں سے گڈن نے رک رک کر بولنا شروع کیا ——— کیا یہ ایپیسکوپل یا کانگرے گیشنل کلیسا ہیں۔ کیا دعائیں ہیں۔ کسی احمق کے ہوائی قلعے ہیں، یا پانچ کروڑ انسان ہیں ——— کیا یہ کانگرس کے ممبر ہیں؟ ——— میں جتنے سال کانگریس میں بیٹھا، ان باتوں پر غور کرتا رہا۔ میں نے پیٹرسن جیسے بیوقوفوں کی بکواس اور سمنر جیسے بہادروں کی گفتگو بھی سنی۔ اور میں ان باتوں پر غور کرتا رہا۔ اگر کوئی نہیں تو پھر آپ ہیں یا پھر میں ہوں اور یہ خرابی ہماری رگ رگ میں سما چکی ہے۔ کیونکہ امریکہ وہی ہے، جو کچھ کہ ہم ہیں ——— امریکہ ایک مجموعہ ہے ہماری ملکیت کا "ہمارے کاموں اور ہمارے خیالوں کا ———"

گرانٹ کا سگار بجھ چکا تھا۔ اور وہ اس کو انگلیوں میں مضبوطی سے دبا کر اپنی نگاہ کا مرکز بنائے ہوئے تھا۔ آہستہ آہستہ اور از خود اس نے اپنے سر کو ہلا کر کہا۔

"میں ختم ہو چکا ہوں گڈن"

"آپ صدر ہیں"

"اور چند دن کے لئے ———"

"لیکن انھیں ضرب لگانے کے لئے تو یہ دن کافی ہیں۔"

گرانٹ نے تھکے ہوئے انداز میں کہا "لیکن مجھے کچھ بھی نہیں معلوم، گڈن، میں تھک گیا ہوں۔ میں ختم ہو چکا ہوں۔ میں تو گھر جا کر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے گندی نالیوں میں پٹک کر گھسیٹا گیا ہے۔ میں تو گھر جا کر ہر چیز کو بھول جانا چاہتا ہوں۔"

"اور آپ نہیں بھول سکیں گے" گڈن نے کہا۔

"شاید، میں کوئی سلیمان تو نہیں ہوں۔ اور نہ ہی میں محشر کا خدا ہوں۔ میں نے کب اس عہدے کی خواہش کی تھی۔ میں نے جنگ میں اس لئے لڑائیاں جیتیں کہ مجھے ان کی قیمت ادا کرنے کا کوئی خوف نہیں تھا۔ لیکن اس وجہ سے ہی مجھ کو صدر بنا دیا گیا ——— کیا ان فتوحات نے میرے اندر سیاست کا گندہ کھیل کھیلنے کی اہلیت بھی پیدا کر دی تھی؟"

"لڑائیاں تو اب بھی باقی ہیں" گڈن نے کہا

"ہاں، لیکن میں اس وقت کیا کروں؟ ——— جبکہ مجھے دشمن کا پتہ تک نہ ہو

اور نہ ہی اس بات کا علم ہو کہ میری طرف کون ہے؟"

"اور جب ہیز اگر آپ کی کرسی پر بیٹھ جائے گا اور اس کے گھٹنے تک خون میں غرق ہو جائیں گے۔ تو کیا آپ اسوقت چین سے بیٹھیں گے؟"

"خدا کی لعنت ہو، گڈن۔ تمہارے حقائق کہاں ہیں؟ ____ ہیز ایک ریپبلکن ہے، اسی طرح میں ہوں۔ اسی طرح تم ہو۔ وہ قانوناً صدر منتخب ہوا تھا ____ میں تو مصیبت مصیبت چیخنے والوں سے تنگ آچکا ہوں۔ زندگی جاری رہے گی۔ اور یہ ملک بھی زندہ رہے گا ____"

"ٹھیک ہے" گڈن نے کہا۔ اور وہ کھڑا ہو گیا۔

کیا جا رہے ہو؟"

"ہاں؟"

"لیکن تم کہنا کیا چاہتے تھے؟"

"آپ کیوں فکر کرتے ہیں؟ ____ کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

"لعنت ہو تم پر، کہو نا؟" گرانٹ نے ڈانٹ کر کہا۔ "کہو بابا، کہو، اور کر لو۔"

"کیا آپ نہیں گے؟"

"پہلے سے بائے مت باندھو، اور اپنی بات کہو"

"اچھا" گڈن نے سر ہلا کر کہا "ایک سازش ہوئی تھی"

"کیا ثبوت ہے؟"

"میرے پاس ثبوت ہے جناب! " ____ گڈن نے آہستہ آہستہ کہا۔ "آپ تھوڑی دیر مجھ کو بولنے دیں گے؟"

"ہاں! میں سن رہا ہوں۔" گرانٹ نے اپنا سگار سلگایا۔

گڈن پھر بیٹھ گیا۔ گرانٹ کی میز پر رکھی ہوئی گھڑی میں سوا چار بج رہے تھے۔

"میں ذرا پہلے کے واقعات سے شروع کرونگا۔" گڈن نے کہنا شروع کیا۔

باہر اب بھی برف گر رہی تھی۔ موٹے موٹے سفید روئے آہستہ آہستہ پگھل کر کھڑکیوں کے کانچ پر بہہ رہے تھے۔ میز پر رکھے ہوئے لیمپ سے پیلی روشنی نکل رہی تھی اور جیسے جیسے دھندلکا بڑھتا گیا گرانٹ کا چہرہ پہلے سے زیادہ تھکا ہوا اور مبہم نظر آنے لگا۔ اس کے سگار کا دھواں

لیمپ کی روشنی میں آکر پھسل جاتا اور بل کھاتے ہوئے لیمپ کی چمنی سے اوپر اُٹھ جاتا تھا۔

"آپ کو جنوبی کیرولینا کی مجلس کا خیال تو ہو گا؟" گرڈن نے کہا "یہ ۹ سال پہلے کی بات ہے"

"مجھے یاد ہے"

"ایک لحاظ سے جدید تعمیر کی ابتدا گویا اس مجلس سے ہی ہوتی ہے۔ میں اس مجلس میں ایک نمائندے کی حیثیت سے شریک تھا۔ دو سال بعد میں ریاست کی سینیٹ کا ممبر ہو گیا اور ۵ سال پہلے میں کانگرس کا ممبر منتخب ہوا تھا۔ ان حقائق کی روشنی میں میرا خیال ہے کہ میں یقین کے ساتھ واقعات کے علم کا دعوے کر سکتا ہوں۔ "جدید تعمیر" کی اصطلاح کو ان سب باتوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، جو ۱۸۶۵ء کے بعد سے جنوبی علاقے میں واقع ہوئیں۔ اب یہ اصطلاح بہت مبہم اور بے معنی سی ہو کر رہ گئی ہے۔ دراصل یہ نہ تو صرف جدید تعمیر کا مسئلہ تھا اور نہ اس کو باغی ریاستوں کی یونین میں دوبارہ شمولیت کا ہی سوال کہا جا سکتا ہے۔ یہ سب کچھ میں ایوان میں کہہ چکا ہوں۔ میں نے یہ بات گذشتہ ۵ سال میں بار بار دہرائی ہے اور اب بھی میں یہی کہہ رہا ہوں ——— شاید صرف ریکارڈ میں رکھنے کے لئے ——— کیونکہ میرے خیال میں شاید اسوقت آخری بار ایک حبشی نمائندہ امریکہ کے صدر کے دفتر میں بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا ہے اور یہ موقع اب ایک طویل عرصے تک ہم کو نصیب نہ ہو گا"

گرانٹ نے اپنے سگار کا گل جھڑایا۔ اب اسکا چہرہ دھوئیں میں گم ہو گیا تھا۔

"یہ تعمیر کیا ہے؟ ——— کیا رہی ہے؟ ——— اور اس کا کیا مطلب سمجھا گیا ہے؟ ——— اور اسکو کیوں تباہ کر دیا گیا؟ ——— میں یہ سوال آپ کے سامنے اس لئے رکھ رہا ہوں کہ ملک میں صرف آپ ہی ایک ایسے آدمی ہیں، جو اس کو جلا سکتا ہو اور ایسا کر کے اس ملک کو ایک تاریک مستقبل کی ناقابلِ بیان مصیبتوں سے بچا سکتے ہیں۔"

"کہے جاؤ گرڈن!" گرانٹ نے کہا

"یہ تعمیر، جدید کی ابتدا اور قدیم کی موت تھی بڑے بڑے کاشتکاروں کا نظام بردہ فروشی اور غلام رکھنے کا فائدہ، جاگیردارانہ عہد کی یادگار تھے، جو اس ملک فطرت کو راس نہیں آ سکتے تھے۔ اور اسی لئے ایک جنگ ہوئی اور ہم نے اس نظام پر فتح پائی۔ اگر ہم اس نظام کو ختم نہ کرتے تو وہ جمہوریت کو تباہ کر دیتا۔ اس کو ختم کر دیا گیا اور اسکو ختم کرنے کے طفیل میں میرے لوگ آزاد کر دیے گئے۔ کیا میں اپنا بیان جاری رکھوں؟"

"ہاں، جاری رکھو" گرانٹ نے کہا۔

"بہت اچھا، اس بھیانک جنگ کا نتیجہ جدید تعمیر کی صورت میں برآمد ہوا جو دراصل جمہوریت کو پرکھنے کی ایک کسوٹی تھی اور جس کی کامیابی پر اس سوال کا جواب منحصر تھا کہ آیا آزاد شدہ حبشی اور آزاد شدہ گورے ساتھ رہکر تعمیر کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ یہاں گوروں سے میرا مطلب ان غریب گوروں سے ہے جن کی حالت جنگ سے پہلے غلام حبشیوں سے کسی طرح بھی بہتر نہیں تھی اور میں کہتا ہوں کہ جمہوریت اس کسوٹی پر پوری اتری۔"

"جنوبی علاقے میں اپنی تمام خامیوں، غلطیوں، فضول خرچیوں، حماقتوں، اور بڑی بڑی باتوں کے باوجود ——— جمہوریت اس آزمائش پر پوری اتری۔ اس قوم کی تاریخ میں پہلی بار کالوں اور گوروں نے ساتھ مل کر جنوبی علاقہ میں جمہوریت کی تعمیر کی۔ جس کے ثبوت میں آپ کے سامنے اسکول کھیتیاں، صحیح عدالتیں اور تعلیم یافتہ اور آگے بڑھنے کی آرزو رکھنے والی ایک پوری کی پوری نسل موجود ہے۔ لیکن یہ کام آسانی اور تکمیل کے ساتھ کبھی بھی نہیں کئے جا سکے۔ بڑے کاشتکاروں نے سفید پوش غنڈوں کی ایک فوج بنائی اور اس میں ہزاروں کو بھرتی کر لیا۔ اور ان کا یہ کام اب بھی جاری ہے۔ آپ نے خود یہ تسلیم کیا تھا کہ جنوبی علاقہ میں یونین کے دستوں کی موجودگی سے ہی نظم و ضبط قائم ہے اور میں کہتا ہوں کہ جس دن بی رتھر فورڈ ہیز برسر اقتدار آئے گا اُن دستوں کو وہاں سے بلا لیا جائے گا ——— اور پھر کلان کا حملہ شروع ہوگا۔ کسی نہ کسی شکل میں یہ تنظیم ہر جگہ حملہ کرے گی اور ایسی دہشت پھیلائے گی کہ جو ہمارے خیال و گمان میں بھی نہیں آسکتی۔ قتل و غارتگری اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو جائے گا جو ہماری تعمیر کردہ جمہوریت کا نام و نشان تک مٹا کر ہی دم لے گا۔ ہم کو سو سال پیچھے کی طرف ڈھکیل دیا جائے گا اور آیندہ کئی نسلوں تک لوگ مصیبتوں اور موت کا شکار ہوں گے۔"

گرانٹ نے تھکی ہوئی اور کمزور آواز میں جواب دیا جیسے کہ وہ دور، فاصلے سے بول رہا ہو۔

"اوّل تو میں یہ سب کچھ تسلیم نہیں کرتا۔ اور اگر میں تسلیم بھی کر لوں تو پھر دوسرا کیا چارہ ہے؟ کیا جنوبی علاقہ میں ہمیشہ ہی فوجوں کو رکھا جائے؟"

"ہمیشہ نہیں ——— لیکن کم از کم دس سال تک ——— تاکہ ہمیں ایک پوری کی پوری نسل کو پرورش کر کے جوانی کی منزل تک پہونچانے کا موقع مل سکے اور یہ اُن کالے اور گورے بچوں کی نسل ہوگی جنھوں نے ساتھ رہنا، اور ساتھ مل کر کام کرنا سیکھ لیا ہوگا۔ اگر یہ ہوگیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہماری تعمیر کو فنا نہیں کر سکتی۔"

"میں نہیں مانتا گڈن، میں ہیز پر تمھارے الزامات کو نہیں مانتا۔ اور تم نے کلان کا جو خیالی ہوا بنا کر پیش کیا ہے۔ اس کو بھی میں نہیں مانتا۔ یہ ۱۸۷۶ء ہے "

"آپ ثبوت چاہتے تھے" گڈن نے کہا "میرے پاس ثبوت بھی ہے۔"

گڈن نے جیب سے کچھ کاغذات نکالے اور انھیں لیمپ کی روشنی میں میز پر رکھدیا۔

"انتخابات کے اعداد و شمار یہ ہیں۔ ٹلڈن کو ترتالیس لاکھ ووٹ ملے اور ہیز نے چالیس لاکھ چھتیس ہزار ووٹ پائے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جنوب کے پانچ لاکھ حبشیوں اور گوروں نے ریپبلکن پارٹی کو ووٹ دیئے تھے انھیں ضایع کردیا گیا۔ غلط گنتی کی گئی۔ دھوکا دیا گیا۔ اس وقت میں ثبوت نہیں دے سکتا۔ لیکن میں دوسری چیزیں بعد میں ثابت کرونگا۔ اور یہ کوئی خاص بات بھی نہیں ہے۔ یہ دونوں آدمی ٹلڈن اور ہیز بدمعاش ہیں۔ ان کا وجود ہی یہ بتاتا ہے کہ صدارت کا عہدہ کس قدر پست ہوگیا ہے۔ یہ دونوں دراصل ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔"

"اب تک تم بے بنیاد الزام لگا رہے ہو، میں ایسی ہوائی باتیں نہیں سنونگا۔ گڈن" گرانٹ نے کہا۔

"لیکن آپ نے سُننے کا وعدہ کیا ہے۔ میں آپ کو ثبوت بھی دونگا۔ پہلے مجھے حقائق اور واقعات بیان کرلینے دیجیئے۔ ہماری کانگرس جو دنیا میں سب سے زیادہ جمہوریت اور عوام سے خوف زدہ ہے۔ مجھ کو بولتے وقت اپنے حقائق بیان کرنے کی اجازت ضرور دیدیتی ہے میں جلد ہی سب کچھ بیان کردوں گا۔ مجھے سوا پانچ بجے اپنے لڑکے کو لینے اسٹیشن پر جانا ہے۔ وہ ایک عرصے بعد واپس آرہا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اس سے پہلے ہی میں سب کچھ بیان کر دوں گا۔"

لیمپ کی زرد روشنی کے دائرے کو چھوڑکر، اب سارا کمرہ تاریک ہوچکا تھا۔

"کہے جاؤ" گرانٹ نے کہا۔

"جب ہم ووٹ دینے گئے تو ڈیماکریٹک پارٹی کے اُمیدوار ٹلڈن کے ۱۸۴ اور ریپبلکن پارٹی کے اُمیدوار ہیز کے ۱۶۶ الیکٹورل ووٹ تھے۔ اگر ایک ووٹ اور زیادہ ملجاتا تو ٹلڈن صدر ہوجاتا۔ لیکن ہیز نے دعویٰ کیا تھا کہ صدارت کے لئے اس کو جنوبی کیرولینا، لوئزانا اور فلوریڈا کے ۱۸ ووٹ مل جائیں گے۔ اور اس نے ٹھیک ہی کہا تھا' سب اسی کے ووٹ تھے، لیکن انھیں ضایع کردیا گیا' اور اصلی مارن کیا تھی؟ ——— ذیرین ایوان میں ڈیماکریٹوں کی اکثریت تھی

اور اعلیٰ ایوان پر ریپبلکن چھائے ہوئے تھے ایک ایوان ٹلڈن کی حمایت میں تھا اور دوسرا ہیز کی تائید کر رہا تھا اور سارے ملک میں یہ پروپگینڈہ کیا جا رہا تھا کہ جنوبی علاقے کے لوگ واشنگٹن پر حملہ کر دیں گے اور دوسری خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ کیا آپ نے بھی اس پر یقین کیا تھا؟ ——— صدر صاحب! —— کیا آپ بھی یہی سمجھتے تھے کہ ان دونوں خراب آدمیوں میں کوئی فرق ہے؟"

"لعنت ہو تم پر گڈن۔ میں نے بہت سن لیا۔"

"میں اب ثبوت دیتا ہوں۔ مجھے ثبوت دے لینے دیجئے۔ پھر میں چلا جاؤنگا۔ میرا خیال ہے کہ ہم دونوں ہی بیزار ہو چکے ہیں۔ آپ کی صدارت کے چند روز ہی باقی ہیں، اور میرے پاس بھی زیادہ وقت نہیں ہے"

"کہے جاؤ" گرانٹ نے کہا

"ہاں جنوبی علاقہ کے ڈیماکریٹ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ یہ دونوں آدمی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ اس لئے انھوں نے ٹلڈن کو ایک طرف رکھ دیا۔ وہ بڑا انٹ کھٹ ہے۔ جانے کیا کرے؟ ——— پہلے بھی خانہ جنگی ہوئی اور وہ ناکام ہو گئے اس لئے اب وہ دوسری خانہ جنگی کا خطرہ مول لینے کے لئے تیار نہیں تھے۔ چنانچہ انھوں نے ہیز سے ایک سودا کیا اور یقین دلایا کہ اس کو جنوبی کیرولینا، لوئزانا اور فلوریڈا سے نہیں بلکہ اورگن سے بھی ان کے ووٹ مل جائینگے بشرطیکہ اس کے بدلے میں وہ ان سے بہت ہی چھوٹی سی بات کا وعدہ کرلے، اور وہ چھوٹی —— سی بات یہ ہے کہ انھیں جنوبی کیرولینا اور لوئزانا پر اختیار دیدیا جائے، اور جنوبی علاقہ سے یونین کی فوجوں کو واپس بلالیا جائے۔ اتنی چھوٹی سی بات، ایک انسان اور صدارت کے درمیان حائل تھی۔ اتنی غیر اہم سی چیز لنکن کی ریپبلکن پارٹی کو برسر اقتدار آنے سے روک رہی تھی ——— اور اس کا ثبوت یہ ریکارڈ ہے جو مسٹر ہیز کے دوستوں، اسٹینلے میتھیوز اور چارلس فاسٹر نے مرتب کیا ہے۔ اس میں جارجیا کے سینٹر جان۔ بی۔ گورڈن، اور کینٹکی کے کانگریسی مسٹر جے ینگ براؤن کے درمیان ایک خاص گفتگو کا خلاصہ درج ہے۔ یہ اس کی صحیح نقل کرتا ہے جو مسٹر فاسٹر کے ایک حبشی نوکر سے مجھ کو حاصل ہوئی ہے۔ اس کی سچائی کے لئے میں قسم کھا سکتا ہوں۔ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں ———

اس گفتگو کے حوالے[1] سے جس میں کل ہم نے آپ سے چند جنوبی ریاستوں کے آئندہ

---

[1] یہ تحریر ولیمس کی کتاب "رتھرفورڈ بی ہیز کی زندگی" کی جلد ۱ صفحہ <u>۲۵۳</u> پر درج ہے

نظام کے متعلق گورنر میز کی پالیسی پر بحث کی تھی، ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان سے ایسی پالیسی پر عمل کرائیں گے جس سے جنوبی کیرالینا اور لوگز۔ لے کے لوگوں کو اپنے معاملات اپنے ہی طریقہ سے سلجھانے کا حق اور اختیار صرف اس شرط کے ساتھ مل جائیگا کہ وہ ریاستہائے متحدہ کے دستور اور قوانین سے تجاوز نہ کریں اور ہم مزید یہ کہتے ہیں کہ گورنر میز کے ایک دوست نے ان کے علم میں اور ان کی رائے سے ہم کو پورا پورا یقین دلایا ہے کہ حکومت کی یہی پالیسی ہوگی۔"

——— "یہ ہے وہ تحریر جناب صدر! ——————"

اس کے بعد ایک طویل سکوت طاری رہا اور آخر میں گرانٹ نے پھیکی سی آواز میں پوچھا

"تم یہ تحریر ایوان کے سامنے کیوں نہیں رکھتے ہو؟"

"کیونکہ میرے پاس اصلی تحریر نہیں ہے۔ میں اس کی صداقت کے لئے انجیل کی قسم تو کھا سکتا ہوں لیکن کوئی شہادت نہیں دے سکتا۔ میں ایک غریب حبشی نوکر کی بات کو' ریاستہائے متحدہ کے صدر منتخب کے الفاظ کے مقابلہ میں نہیں رکھ سکتا۔ اگر میں یہی باتیں ایوان میں کہوں تو مہذب بوربن ممبروں میں سے کم از کم دس تو کھڑے ہو کر چیخنے لگیں گے کہ یہ مردود اور گستاخ حبشی جھوٹ بولتا ہے اور اس کو سنگسار کر دیا جائے۔"

"اور میں تمھاری بات پر کیوں یقین کر لوں؟"

"کیونکہ اس وقت ہمارے ملک کے مستقبل کی بازی لگی ہوئی ہے۔ کیونکہ انقلاب اور خانہ جنگی کی وجہ سے وقت ہم عظمت اور روشنی کی شاہراہ پر گامزن تھے اور اس شاہراہ کو لوگ ہمالے اُنجاہ کا راستہ کہتے ہیں۔ اس وقت سارے نیک آدمی، ہمارے پیچھے تھے اور ہم نے خدا سے منہ نہیں پھیرا تھا۔ آپ سن رہے ہیں جناب صدر؟ ——— اب یہاں سے ہم اس راستے کو چھوڑ رہے ہیں اور ہمارا منہ تاریکی کی طرف ہے اور یہ حالت کب تک رہے گی۔ جناب صدر ——— اور کتنے لوگ موت کے گھاٹ اتر جائیں گے، اس وقت کو واپس لانے تک جب کہ ہم یہ کہہ سکیں گے کہ آج عوام نے اپنی حکومت اپنے ہاتھوں سے اور اپنی بھلائی کے لئے بنالی ہے؟"

"یہ اتنی بری تو نہیں ہے جتنی کہ ——————" گرانٹ نے کہنا شروع کیا۔

"لیکن یہ ہے"

گرانٹ کرسی کے ہتھوں پر ہاتھ رکھ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ لیمپ کی روشنی پر جھکا ہوا گڈن کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے میز کو ایک طرف دھکا دیا اور غصہ سے کمرے میں گھومنے لگا۔

"بس ؟" گڈن نے پوچھا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں ؟ گرانٹ نے پوچھا" اگر یہ پریشان کن پریوں کی کہانی سچ بھی ہو تو خدا کے لئے یہ بتاؤ کہ میں کیا کر سکتا ہوں ؟"

"سب کچھ ــــــــ آپ ابھی صدر ہیں، یہ بات عوام تک پہونچا دیجیے۔ کل ہی ایک پریس کانفرس بلا لیجیے، ابھی ایسے اخبارات باقی ہیں کہ جو اس کو شایع کر دیں گے اور پھر ہیز پر یہ ذمہ داری عائد ہو جائیگی۔ وہ اس الزام کو غلط اور بے بنیاد ثابت کرے۔ اس گندی ہنڈی کو پھوڑ دیجیے تاکہ لوگ دیکھ سکیں کہ اس کے اندر کیا ہے ؟ اور پھر وہ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔ امریکہ کے عوام برُے نہیں ہیں۔ وہ جاہل بھی نہیں ہیں۔ ہم نے اس سے پہلے دنیا کو راستہ بتایا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہم نے بری باتیں کی ہیں۔ لیکن ان کے مقابلہ میں اچھی چیزیں زیادہ کی ہیں آپ کانگریس کے پاس جائیے اور مطالبہ کیجیے کہ حقیقت کو معلوم کیا جائے ــــــــ"

"گرانٹ نے اپنا سر ہلا کر کہا" گڈن ! ــــــــ"

"آپ ڈرتے ہیں ؟" ــــ گڈن نے چلّا کر کہا" آپ کے پاس کھونے کے لئے کیا ہے ؟ وہ لوگ آپ کی حمایت کریں گے، جواب تک یہ نہیں بھولے ہیں کہ آپ نے فتح کی طرف انکی رہنمائی کی تھی اور دوسرے ــــــــ" گڈن کی زبان لکنت کرنے لگی۔ اس نے کاغذوں کو جمع کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا اور بولا :-

"اچھا ! اب میں جاتا ہوں ــــــــ"

اور اس کی یکایک رخصت کے بعد بہت دیر تک گرانٹ میز پر کہنیاں ٹکا کر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑے ہوئے بیٹھا رہا اور بند دروازہ کی طرف دیکھتا رہا۔

گڈن دیر سے اسٹیشن پہونچا۔ ریل آچکی تھی۔ اس نے جیبت کو پلیٹ فارم پر دیکھا۔ وہ دو صندوقوں کے درمیان اپنی پتلون کی دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے کھڑا تھا، وہ اب ایک دراز قد اور چوڑا چکلا آدمی ہو گیا تھا۔ اور بالکل گڈن کا عکس معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت نہ حافظ کی یاد کا سوال تھا اور نہ تبدیلی کا ــــــــ انھوں نے نظریں ملائیں اور ایک دوسرے کو پہچان گئے اور گو دونوں کی عمریں اب کئی سال بڑھ گئی تھیں لیکن اب وہ ایک دوسرے سے زیادہ مشابہ تھے انھوں نے گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کیا۔ گڈن نے آنسوؤں کو ضبط کیا اور جیبت کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔ اس نے ایک ہاتھ سے اپنے باپ کے بازو کو پکڑ لیا۔

"آپ تو پہلے سے بھی بڑے ہو گئے ہیں" اُس نے کہا۔

"اور تم بھی چوڑے چکلے ہو گئے ہو۔" گڈن نے سر ہلا کر کہا۔

"آپ نے مجھ کو پہچان لیا ؟"

"ہاں جیمز، تمھاری واپسی سے میں کتنا خوش ہوں"

"میں بھی بہت خوش ہوں" جیمز نے کہا۔

گڈن صندوق اٹھانے کے لیے جھکا۔

"میں لے چلتا ہوں" جیمز نے کہا

"اچھا، ایک ایک لے لو۔"

"بہت اچھا۔" جیمز مسکرا دیا۔ وہ گڈن کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ اُسے سر سے پاؤں تک ناپ رہا تھا۔ بار بار نظریں بچا کر دیکھتا تھا۔ لیکن اس طرح کہ گڈن اس کے دیکھنے کو یہ سمجھے کہ وہ توصیف و تعریف کی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ وہ دونوں بڑے قد و قامت کے آدمی، شانے سے شانہ ملائے آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ اور وہ دونوں یہ کوشش کر رہے تھے کہ اس طویل جدائی کے بعد اپنے عمل، خیالات، اور خواہشوں کو ایک دوسرے سے ہم آہنگ کر لیں۔ وہ اسٹیشن سے ہو کر پلیٹ فارم سے بھی گذر گئے اور جیمز نے اپنی بھول سے شرمندہ ہو کر پوچھا۔

"اماں کیسی ہیں ؟"

"بہت اچھی" گڈن نے کہا "ہم بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں"

"لیکن آپ تو بوڑھے نظر نہیں آتے۔" جیمز نے کہا۔

گڈن ایک بگھی کو اپنے انتظار میں چھوڑ گیا تھا۔ وہ دونوں اس میں بیٹھ گئے، اور بگھی کی تنگ جگہ ان کے بڑے بڑے جسموں سے بھر گئی۔ برف چاروں طرف ماہی گیر کے سفید جال کی طرح گر رہی تھی۔

"میں تو سمجھا تھا کہ واشنگٹن کی آب و ہوا گرم ہوگی" جیمز نے کہا۔ "میں اس سے پہلے یہاں کبھی نہیں آیا تھا"

"ہاں، تم نہیں آئے ———" گڈن نے کہا۔

اور وہ سوچنے لگا کہ ان سالوں میں پوٹومیک پر یہ مغرور شہر اس کی زندگی کا ایک جزو رہا ہے ——— بگھی کا گھوڑا اونکی چال سے روانہ ہوا۔

"دو سال سے میں نے یہاں ایک چھوٹا سا مکان لے رکھا ہے" گڈن نے کہا۔

"اور ماں ———— "
گذشتہ سال وہ یہاں آکر رہی تھیں لیکن میرا خیال ہے کہ وہ کارڈیل ہی میں زیادہ خوش رہتی ہیں۔"

"آپ اس کو اب بھی کارڈیل کے نام سے ہی پکارتے ہیں؟"

"کارڈیل" گڈن کچھ پریشان ہو گیا "ہاں، ہم نے اس کو کبھی دوسرا نام دینے کی بات سوچی ہی نہیں ———— اچھی طرح سے بیٹھو"

صندوق اس کے گھٹنوں سے لگے ہوئے تھے۔ اور جگہ بالکل تنگ ہو گئی تھی۔

"میں بالکل آرام سے بیٹھا ہوں" جیف نے کہا۔

"بھوک لگ رہی ہو گی۔؟"

"ہاں، تھوڑی سی۔"

"گھر پر کھانا کھائیں گے ———— بس ہم دونوں ہی ہونگے۔ میں کسی اور کو دعوت ہی نہیں دیںگا۔"

جیف متعجب تھا کہ اس کا باپ یہ بات کیوں کہہ رہا ہے؟ ————

گڈن کا مکان ایک چھوٹی سی پانچ کمروں کی عمارت تھا۔ ایک لاغر بوڑھی حبشن گھر کی دیکھ بھال اور گڈن کا کھانا پکانے کا کام کرتی تھی۔ گڈن اس کو "اماں جون" کہکر پکارتا تھا۔

"اماں جون، یہ ہے میرا لڑکا جیف!" ———— گڈن نے کہا۔

"بڑا اچھا اور صحت مند بچہ ہے، مسٹر جیکسن! ———— آپ بڑے خوش نصیب ہیں۔"

"ہاں، بہت ہی خوش نصیب ہوں میں" گڈن نے کہا۔

کھانا سادہ تھا۔ سیموں کا گرم آبجوش، چاپیں، مکھن لگے ہوئے پسندے۔

"کتنے دن بعد میں پسندے کھا رہا ہوں" جیف نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں اسکاٹلینڈ میں تو ایسے پسندے نہیں ملتے ہوں گے" گڈن نے کہا۔

قدرتی طور پر اسلئے یہ توقع تو نہیں تھی کہ یکبارگی تمام باتیں پہلی ملاقات میں ہی ہو جائیں گی۔ رفتہ رفتہ جیسے جیسے حجاب اٹھتا جائیگا ایک ایک کر کے تمام چیزوں کے متعلق گفتگو ہو گی۔ سات سال کی مدت بہت طویل ہوتی ہے۔ ان کی گفتگو کا انداز تک مختلف ہو گیا تھا۔ جیف کا لہجہ گڈن سے

سخت تھا۔ اور اس میں پردیس کا اثر آگیا تھا۔

جیفت نے کہا" میں نے ڈاکٹر کینڈرک کے ساتھ بھی ایک سال تک کام کیا۔ کالونی کے علاقے میں ان کا ایک بہت بڑا دواخانہ ہے مجھے تجربات کا اچھا موقع ملا ——— میں نے وہاں حادثوں کے زخموں، مثلاً ٹوٹے ہوئے بازو، اور پاؤں، چھالوں اور شگافوں کا علاج کیا۔ اور گھریلو بیماریوں مثلاً گلٹیوں اور حلق کے درد کا علاج بھی کیا۔ یہ چھوٹی چھوٹی بیماریوں کا علاج ہی بہت مشکل ہوتا ہے۔"

"گورے لوگ ؟"

"اس ضلع بھر میں بس میں ہی ایک حبشی تھا ——— بس ——— یہی ایک امتیاز تھا۔

"وہاں کوئی تعصب تو نہیں تھا؟"

"یہاں جیسا نہیں ہے۔ میں تو وہاں کوئی نئی اور عجیب وغریب چیز تھا۔ وہاں لوگ مکار اور جھگڑالو نہیں ہیں۔ ان کے اندیشے اور شبہات بنیادی ہوتے ہیں۔ اگر ان سے صحیح بات کہو تو وہ فوراً سمجھ کر مان لیتے ہیں۔"

وہ گڈن کے مطالعے کے کمرے میں گئے۔ یہ ایک چھوٹا اور کتابوں سے بھرا ہوا کمرہ تھا جس کو وہ دفتر کی حیثیت سے بھی استعمال کرتا تھا۔ وہ اپنے پاؤں پھیلا کر۔ انگیٹھی کے سامنے بیٹھ گئے۔ اور کئی چیزوں پر گفتگو کرنے لگے۔ اب وہ بے تکلف ہو چلے تھے۔

جیفت نے کہا۔ مجھے بڑا ناز ہے۔"

"کس بات پر؟"

"اس پر کہ آپ کانگریس کے ممبر ہیں۔ مجھے اظہار کی قدرت نہیں ہے۔ لیکن یہ ایک بڑی اچھی بات ہے۔

گڈن سوچ میں پڑ گیا۔" یہ حالات کا نتیجہ ہے۔ مجھ کو ایک یا دوسری چیز بنانے والے حالات پیدا ہو گئے تھے اور وہ اب بھی کام کر رہے ہیں۔"

جیفت نے انتخابات کے متعلق پوچھا۔ اور گڈن نے پہلے تو ٹھنڈے دل سے اور پھر بڑھتے ہوئے جذبات کے ساتھ اس کو سب حالات بتائے۔ آٹھ سال کے تمام واقعات دہرائے اور بتایا کہ آج صدر سے ملاقات کا کیا نتیجہ برآمد ہوا۔ "اور میں ناکام ہو گیا۔" اس نے کہا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ کسی چیز کا خاتمہ اس طرح سے یکایک ہو سکتا ہے، بالکل جیسے کہ بم پھٹتا ہے۔ کیا ایسا بھی ہوتا ہے؟"

"یکایک نہیں" گڈن نے کہا "یہ چیزیں تو ایک عرصہ سے چل رہی ہیں۔ آٹھ سال سے پہلے بھی کلان نے ہماری بستی کے لوگوں پر ایک بار حملہ کیا تھا۔ وہ ایک بھدا اور دہشت انگیز واقعہ تھا۔ انھوں نے کھلیان جلا دیے، اور ایک چھوٹے لڑکے کو مار ڈالا لیکن وہ ابتدا تھی۔ انھوں نے تو بہت دن پہلے سے یہ طے کر لیا ہے کہ وہ ہم کو تباہ کر کے چھوڑیں گے۔ جنگ ختم ہوتے ہی ہمارے دشمنوں نے دوسری جنگ کے منصوبے باندھنے شروع کر دیے تھے۔ لیکن یہ جنگ ایک دوسری قسم کی ہے خفیہ تنظیم بنائی گئی ہے۔ جس کی فوجیں شب خون مارتی اور دہشت پھیلاتی ہیں۔ اب ان کی تیاری مکمل ہو چکی ہے اور وہ حملہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔"

"مجھے یقین نہیں آتا۔"

"کاش میں بھی یہ سوچ سکتا کہ میں غلطی پر ہوں" گڈن نے کہا "لیکن میں غلطی پر نہیں ہوں"

"اب آپ کیا کریں گے؟"

"ابھی تک تو طے نہیں کر سکا ہوں۔ میں اس پر سوچ رہا ہوں لیکن بہر حال میں گھر جاؤں گا اور اپنے لوگوں کے ساتھ رہوں گا۔"

جیفت نے تائید میں سر ہلایا

"میرے خیال میں مجھ کو ایسا ہی کرنا چاہیے" گڈن نے بتایا "لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ جو کچھ میرے لئے صحیح ہے، وہ تمھارے لئے بھی صحیح ہو۔ تم سمجھے جیفت؟"

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"میں چند ہی روز میں چلا جاؤں گا۔ لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ تم بھی میرے ساتھ چلو تمھارے ساتھ چلنے کی کوئی وجہ مجھ کو نظر نہیں آتی، اگر بہار کے موسم تک سب کچھ ٹھیک رہا تو"

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟" جیفت نے معلوم کرنا چاہا۔

گڈن نے اپنا سر ہلا کر کہا "صبر کرو جیفت ---- میری بات سنو۔ پہلے بھی تو تم میری بات سن لیتے تھے۔"

وہ ایک لمحہ کے لئے کھڑا ہو گیا اپنے ہاتھ ملے۔ اپنے بیٹے کی طرف جھکا، اور پھر یکایک اپنی کرسی پر دوبارہ بیٹھ گیا۔ وہ خاموش بیٹھا ہوا سامنے انگیٹھی کے شعلوں کی طرف دیکھتا رہا۔

جس کا عکس اس کے لمبوترے چہرے پر پڑ رہا تھا۔ جیت نے دیکھا کہ کس طرح بڑے منہ کے ہونٹ پھیلے ہوئے تھے، اور سرخ ڈوروں والی تھکی ہوئی آنکھیں کس طرح اندر کی طرف دھنس گئی تھیں۔ وہ پہلے سے زیادہ بوڑھا ہو چکا تھا۔ اس کی عمر ۵۴ سال سے تجاوز کر چکی تھی، اس کی عمر منفق اور ولال سے بھی زیادہ تھی، وہ چوڑے چکلے شانے جن کو جیت نے بچپن میں کئی بار دیکھا تھا جو دھوپ سے جھلس گئے تھے، جو پسینے میں ڈوبے رہتے تھے جن پر بلوں کی تہ پر تہ جمی ہوئی تھی۔ ——— کتنے طاقتور تھے وہ شانے! ——— لیکن اب ان میں جھکاؤ پیدا ہو گیا تھا اور ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ وہ چھوٹے گھنگھریالے بال، جو اس کے سر کو ٹوپی کی طرح سے ڈھکے ہوئے تھے۔ اب کہیں کہیں سے سفید ہو چلے تھے۔ جیت اس کو نہیں جانتا تھا، جیت نے اس کو نہیں سمجھا تھا۔ ——— پندرہ برس کے بچے کی مٹی لچدار ہوا کرتی ہے۔ اور اس کے بعد، نو سال کے عرصہ میں یہ مٹی پھیلتی گئی۔ لیکن ٹوٹی نہیں۔ اس نے علم حاصل کیا، بڑھا پھیلا، زخم کھائے، اور خود ہی زخموں کو مندمل کر لیا ——— سائنس میں اس کو خدا مل گیا تھا، اور اس نے خوردبین سے دیکھا تھا کہ آدمی کی جلد ایک ہی رنگ کی نہیں ہوتی۔ وہ تو کئی ذرّوں سے مل کر بنی ہے، جو اس کمال کے ساتھ ایک دوسرے سے جوڑے گئے کہ انسان بن گیا ہے۔ ساری دنیا قرینِ عقل ہے۔ ڈاروِن نامی ایک آدمی نے اُن پردوں کو ہٹا دیا ہے جو انسان کے وجود کے پہلے کی تاریخ پر پڑے ہوئے تھے۔ ٹوٹے ہوئے پاؤں کو جوڑنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور جلد کے گورے یا کالے ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ——— ایک سنسان جھونپڑی میں اس نے ایک گوری زچہ کے بچہ کی ولادت کرائی تھی اور ولادت کی عجیب غریب تکلیف سے بچے کو روتے ہوئے سنا تھا۔ دنیا ایک سمجھ میں آنے والی جگہ ہے۔ یہ ایک سیارہ ہے، جو خلا میں گھوم رہا ہے۔ اور جس پر کرۂ باد کا حفاظتی خول چڑھا ہوا ہے۔ لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے برے کام کرتے ہیں۔ لیکن جو آدمی اپنی زندگی، علم، سائنس کے لئے وقف کر دے اس کو کسی بھی چیز سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تھے اس کے خیالات، لیکن اس کے باپ کے خیالات کیا تھے؟ ——— اس کے ذہن میں دہانہ قدکھیت مزدوروں کی یاد اب بھی تازہ تھی، جو چارلسٹن گیا تھا۔ جو مجلس میں شریک ہونے کے لئے پیدل گیا تھا۔ اس کے سر پر ٹوٹا ہوا ہیٹ تھا اور جیب سے جو خانہ دار دستی لٹک رہی تھی اور جب وہ واپس ہوا تو ایک دوسرا ہی آدمی تھا۔ لیکن وہ کون سا درد اور کیا غم تھا جس نے اس کو ایک دوسرے آدمی میں تبدیل کر دیا تھا؟ ——— اور پھر تیسرے آدمی اور چوتھے آدمی نے گرٹن کے اندر کیا تبدیلیاں

پیدا کر دی تھیں ؟ ——— وہ آدمی جس کے متعلق ڈاکٹر ایمری نے کہا تھا جیف ! یاد رکھو کہ وہ صحیح معنوں میں ایک عظیم المرتبت ہستی ہے۔ جس کی تعریف سائنس کی رو سے ناممکن ہے جب تم منطق پڑھو تو اس ہستی کے متعلق بھی سوچنا ——— اور اب وہ اس ہستی کے متعلق سوچ رہا تھا۔ وہ آدمی جو جنوبی کیرولینا کی ریاستی سینٹ میں بیٹھا تھا ——— وہ آدمی جو ریاستہائے متحدہ امریکی کانگریس کا ممبر تھا اور جس نے جارجیا کے ایک نمائندے کو جواب دیتے ہوئے ایسا بیان دیا تھا۔ جو اب کے بچہ بچہ کی زبان پر ہے ———

" ——— ہاں جیسا کہ جارجیا کے فاضل نمائندے نے کہا ہے ، میں کچھ عرصہ پہلے غلام تھا ، اور آج ایک آزاد شہری کی حیثیت سے میں اس قوم کی کانگریس میں ان کو جواب دینے کھڑا ہوا ہوں ——— اور دوستو ، میرا جواب امریکی انجیل ہے ——— میرے امریکی انجیل ! ——— مجھے اپنی حب الوطنی کے اظہار کے لیے کسی جذبات نگاری کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس ایوان میں میری موجودگی کی حقیقت ہی میری تحریر یا تقریر کے الفاظ کی بہ نسبت زیادہ بہتر طریقہ سے میرے ملک کی تعریف کرتی ہے "

جیف نے اس بیان کو اسکاٹ لینڈ کے رسالوں میں دیکھا اور پارلیمنٹ میں ایک ممبر نے اس بیان کا حوالہ دیتے ہوئے تقریر کی۔ فرانس کی مجلس میں اس پر تین گھنٹہ تک گرما گرم بحث ہوئی اور جرمنی ، ہنگری اور روس میں محنت کشوں کے انقلابی گروہوں نے اس کا ترجمہ کر کے شائع کیا ، اور اس کی ہزاروں کاپیاں تقسیم کیں۔

گڈن کو دیکھ کر جیف میں رحم اور غرور کے ملے جلے جذبات پیدا ہو گئے اور اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اپنے باپ سے نزدیک تر ہو جائے تاکہ وہ ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ لیکن اس کے باوجود اس میں ایک فرد کی حیثیت سے خودی کا احساس تھا ——— وہ گڈن سے آگے مستقبل کا ایک آدمی تھا۔

" میں آپ کی بات سنوں گا " ——— اس نے کہا " مجھے خواہ کچھ بھی کرنا ہو ——— لیکن میں آپ کی بات ضرور سنوں گا۔ "

" میں واپس جا رہا ہوں " ——— گڈن نے آہستگی اور نرمی کے ساتھ بولتے ہوئے اپنا مطلب واضح کیا۔ " میں واپس جا رہا ہوں۔ کیونکہ میں اس زمین سے تعلق رکھتا ہوں ——— جیف ، میرے بیٹے ، میرے وجود کی فطرت ، اور وہ سب کچھ جو میں ہوں ، میرے لوگوں میں موجود ہے۔ انھوں نے مجھ کو پیدا کیا ہے اور انھیں سے تو میں نے اپنی طاقت

حاصل کی ہے۔ مجھے سیکھنے میں بہت وقت لگا، میرے اندر فطری صلاحیت تھی۔ اور اسی لئے میں سیکھ سکا، بول سکا، اور سمجھ سکا۔ لیکن اس کے باوجود میرے اندر کوئی ایک بھی چیز ایسی نہیں ہے جس میں میرے لوگوں کا حصّہ نہ ہو۔ میں ان کے پاس واپس جانا چاہتا ہوں، کیونکہ مجھے اس سے بہت زیادہ خوشی حاصل ہوگی۔ اور حبیبت خوشی کی تلاش کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ چاہے یہ خوشی چھوٹی چھوٹی چیزوں سے حاصل ہو یا بڑے بڑے کاموں سے لیکن تمھاری بات دوسری ہے۔ تم عرصہ دراز سے باہر رہے ہو، تم کو تعلیم و تربیت ملی ہے۔ اور آج تم ایک ڈاکٹر ہو۔ ڈاکٹر ایک اچھی کتاب کے مانند ہوتا ہے۔ اس کا استعمال محنت اور کوشش سے مختلف ہوتا ہے جس نے کہ اس کو پیدا کیا ہے۔ میرا استعمال ان چیزوں کی حدوں سے باہر نہیں ہے، جنھوں نے مجھکو بنایا ہے، لیکن تمھارا ہے ——

حالات خواہ کتنے ہی خراب کیوں نہ ہو جائیں۔ جب ضرورت پیش آئے گی تو میرے لوگ ہزاروں گڈن جیکبین پیدا کرلیں گے، لیکن تمھارا معاملہ مختلف ہے۔ میں تم سے ایک آدمی کی حیثیت سے بات کرکے فخر محسوس کرتا ہوں اور میرے دل کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ جب میں نے صدر گرانٹ سے یہ کہا کہ میرے خیال میں آج آخری بار ایک حبشی امریکہ کے صدر سے گفتگو کر رہا ہے اور آئندہ کئی سال تک کسی کالے آدمی کو یہ موقع نصیب نہ ہوگا ——

تو میں وہ بات کہہ رہا تھا جس پر مجھ کو پورا پورا یقین ہے۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ آئندہ سالوں میں بہت کم کالے لڑکوں کو تمھاری طرح ڈاکٹر بننے کا موقع نصیب ہوگا۔ اس لئے تم یہیں ٹھہرو۔ اور اس گھر میں رہنا شروع کردو۔ علاج کے لئے بہت سے مریض تم کو مل جائیں گے اگر تم میرے ساتھ گھر واپس گئے تو تمھاری صلاحیت اور وقت دونوں ضایع ہوں گے۔"

جب گڈن اپنی بات ختم کر چکا تو وہ دونوں چند منٹ تک خاموش بیٹھے رہے۔ جیف نے اپنے پائپ کا گل جھڑا دیا، اسکو دوبارہ بھرا اور چمٹی سے ایک انگارہ پکڑ کر نرم اور خوشبودار تمباکو پر رکھدیا۔ گڈن نے بھی اپنے گلاس میں تھوڑی سی شراب بھرلی ——

کمرے میں چاروں طرف نگاہیں ڈال کر جیف نے کہا۔

"اچھا اور گرم کمرہ ہے۔ میں ان میں کی کچھ کتابیں پڑھنا چاہتا ہوں۔"

گڈن نے اثبات میں سر ہلا یا۔

"میں ہمیشہ سوچا کرتا ہوں کہ کل فرصت میں کتابیں پڑھوں گا۔ لیکن کچھ ایسی بات ہو جاتی ہے کہ فرصت ہی نہیں ملتی۔"

"فرصت تو ہے۔"

"تو مجھے بتائیے،" جیف نے پوچھا "اگر ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ کا خیال ہے تو پھر کیا آپ لڑیں گے؟"

"معلوم نہیں" گڈن نے کہا

"مارکس نے مجھ کو لکھا تھا کہ جب کوئی بیمار پڑتا ہے تو آپ بوڑھے ڈاکٹر لیڈ کو بلاتے ہیں۔ اور وہ کبھی آتا ہے، کبھی نہیں آتا۔"

"زیادہ تر وہ آجاتا ہے۔"

"لیکن اب وہ نہیں آئے گا" جیف نے کہا "اگر آپ کا خیال صحیح ہے تو اب وہ نہیں آئے گا۔"

جیف اٹھ کر کھڑکی کے پاس چلا گیا۔ اور کھڑکی کے کانچ سے پانی صاف کرتے ہوئے کہنے لگا "اب بھی برف گر رہی ہے۔ عجیب بات ہے کہ استے دن گھر سے دور رہنے کے باوجود مجھے کسی اور جگہ سے محبت نہیں ہوئی ——— ایلن بی نے آپ کو وہ خط بھی پڑھ کر سنائے جو میں نے انھیں ایلن کو پڑھکر سنانے کے لئے لکھے تھے؟"

گڈن نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا "وہ بیچارہ بوڑھا تو پچھلے مہینہ مر گیا۔ میں تو اب تک اس خیال میں تھا کہ تمھیں اس کی موت کا علم ہے۔"

"مجھے اس کا علم نہیں تھا" جیف نے کہا "میں آپ کے ساتھ واپس جاؤنگا۔"

گڈن نے واشنگٹن میں چند آخری کارروائیاں جو کیں۔ ان سے دو باتوں کے درمیان ایک سمجھوتہ سا پایا جاتا تھا۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ وہ یہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چلا جائے، اور دوسری بات، واشنگٹن واپس اگر موسم بہار کے اجلاس میں شرکت کی۔ نسبتاً سی توقع تھی۔ وہ کبھی کبھی سوچتا کہ ——— جیف بھی ٹھیک ہی کہتا ہے کہ یہ دنیا کسی بم کی طرح ایک دم تو نہیں چھوٹ سکتی۔ اس نے گھر کو جیسا تھا ویسا ہی چھوڑ دیا اور ایال جون کو ہدایت کر دی کہ وہ چیزیں تیار اور درست رکھیں۔ اس نے ذرائع امدہ رسائل کی کمیٹی کے ایک جلسہ میں شرکت کی، اور ریل کی سڑک کے لئے منظوری کے متعلق قانون کے مسودے پر بحث کی۔ آدمی کی ساخت ہی کچھ ایسی ہوتی ہے کہ وہ اپنی عادتوں کے متعلق عمل کرتا چلا جاتا ہے۔ کپڑے پہنتا ہے۔ کھاتا ہے۔ حجامت بنواتا ہے اور سوتا ہے ———

جیفٹ کی آمد کے فوراً بعد ہی ایک دن اس کے سکریٹری نے اطلاع دی کہ سینیٹر اسٹیفان ہومز آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"سینیٹر ہومز سے کہہ دو کہ میں بہت مصروف ہوں۔ واشنگٹن چھوڑ کر جانے میں مجھے چند ہی دن رہ گئے ہیں۔ اور اس لئے میں آجکل کسی سے بھی ملاقات نہیں کر رہا ہوں۔"

سکریٹری واپس آیا اور کہنے لگا کہ "سینیٹر ہومز بہت مُصر ہیں۔"

"اچھا تو پھر انھیں آنے دو" گڈن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

ہومز داخل ہوا۔ گڈن تعظیم کے لئے نہیں اٹھا اور نہ ہی اُس نے مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ ہومز نے سکراتے ہوئے اپنے اونی ہیٹ کا رواں صاف کیا۔ بڑی احتیاط کے ساتھ کوٹ اتارا، اپنی چھڑی اور دستانے گڈن کی میز کے ایک کونے پر رکھ دیے اور خود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا کام ہے؟" گڈن نے کہا

"میں تم سے ملنا چاہتا تھا گڈن۔ کیونکہ ہم دونوں مہذب انسان ہیں اور اس بنیاد پر ہم ایک دوسرے سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ اور کیونکہ یہ دنیا احمقوں، گدھوں، چھوٹے آدمیوں، اور چھوٹے دماغوں سے بھری پڑی ہے۔ اس لئے ہم دونوں ہی سچائی پر بحث کر کے اس کو پا سکتے ہیں۔ اور جذبات سے عاری ہو کر اس کی بنیاد پر کوئی صلح کر سکتے ہیں۔"

"تم جو کچھ کر رہے ہو، کیا تمھیں اس پر یقین ہے؟ ——— کیوں؟" ———

گڈن نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔ یہ نازک اندام آدمی کس قدر اطمینان اور آرام کے ساتھ اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے کپڑے کتنے صاف اور بے داغ تھے اور اس کے انداز کتنے ساکت اور بے حس و حرکت تھے۔ اس کی چکنی، چمکدار اور ہلکی زرد جلد پر بڑھتی ہوئی عمر کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوا تھا اور اس کا راہبانہ چہرہ بیک وقت معمہ اور اسکول حل کرنے کی مجسم ترغیب بنا ہوا تھا۔ اس چہرہ پر گڈن کی ہر حرکت اور ہر لفظ کا رد عمل ہوتا تھا ——— یقیناً یہ تہذیب کی پیداوار تھی، اور ایک لحاظ سے وہ سچا آدمی بھی تھا ——— وہ ایک عجیب قسم کا سچ بولنے والا اور سپاٹ آدمی تھا جو اس عجیب قسم کی جھوٹ بولنے والی اور پیچیدہ دنیا میں پیدا ہوا تھا ——— پھر بھی اس وقت گڈن کے دل میں ہومز کی ذات سے اسقدر کراہیت پیدا ہوگئی کہ جو اس نے کبھی بھی کسی جاندار چیز کے خلاف محسوس نہیں کی تھی ——— کراہیت، بیزاری اور

نفرت

گڈن جیکین۔ جو زندگی بھر غلامی اور آزادی کے دور میں، نفرت کے ردِ عمل سے دوچار رہا تھا، جس نے یہ سمجھنے کی کوشش کی تھی کہ کیا چیز ایک آدمی کو اچھا اور دوسرے کو برا بنا دیتی ہے اور کیا سبب ہے کہ ایک آدمی رحم دل اور دوسرا سنگدل بن جاتا ہے ——— گڈن جیکین جس نے اپنی پیٹھ پر کوڑے کھانے کے باوجود معقولیت، منطق اور صداقت کو سمجھنے اور محسوس کرنے کی کوشش کی تھی، اور جس نے جنگ میں حصہ لیا، لیکن کبھی ان لوگوں سے نفرت نہیں کی جن کے خلاف وہ جنگ کر رہا تھا ——— مگر جہاں تک اسٹیفان ہومز کا تعلق ہے، یہی گڈن جیکین، اگر بس چلتا تو اس کو فوراً اور یقیناً قتل کر کے پچھتاوا تک محسوس نہ کرتا۔

گڈن نے پھر کہا "تم جو کچھ کہہ رہے ہو، تمھیں اس پر یقین ہے۔ کیوں ہے نا؟"

"مجھے اس پر یقین ہے گڈن" ہومز نے دھیمے لہجے میں کہا" اور پھر وہ مکمل خلوص کے ساتھ کہنے لگا" میں تمھیں یقین دلاتا ہوں گڈن، کہ میں اپنے طبقے کے ان چند لوگوں میں سے ایک ہوں جو کسی آدمی کی جلد کی رنگت سے گھبرا کر پیچھے نہیں ہٹتے ہیں۔ تمھیں تو معلوم ہی ہے کہ ایک معقولیت پسند اور منطقی انسان ہوں۔ اور تم بھی ایسے ہی ہو۔ ہمیں تسلیم ہے کہ لوگوں نے ہمارے درمیان ایک خلیج حائل کر دی ہے۔ میں اپنے اُن احمق دوستوں پر ہنستا ہوں، جو صرف تمھاری نسل کے تمام لوگوں کو بلکہ میری نسل کے بھی کئی لوگوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ خدا جانتا ہے کہ مجھے ان کی اس ہٹ دھرمی کا احساس ہے لیکن میری قسمت کچھ اپنی پیدائش اور کچھ اپنی مرضی سے انھیں لوگوں کے ساتھ وابستہ ہے، لیکن ہم کیوں نہ حقیقت کو اپنے سامنے رکھیں۔ میرے لوگوں نے جنگ میں بہت کچھ کھویا، نہ صرف طاقت جو بجائے خود کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ ان کے ہاتھ سے چلی گئی بلکہ انھوں نے وہ تمام چیزیں بھی کھو دیں جو طاقت سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور انھیں اپنے طرزِ معاشرت سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ میں چاہتا تھا کہ یہ کھوئی ہوئی چیزیں واپس آجائیں اور اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے میں نے ایک دانشمندانہ جدوجہد کی ہے۔

"اور اب وہ چیزیں تم کو مل گئیں"

"ایک حد تک" ہومز نے تسلیم کیا۔ "اب بھی کئی چیزیں باقی ہیں۔ لیکن ایک حد تک ہم کامیاب ہو گئے ہیں۔ مجھے بہانہ سازی کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ تمھیں تو معلوم ہی ہے

کہ کیوں آیندہ ریتھر فورڈ ہیز ہمارا صدر ہوگا۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ اس میں کم سے کم اتنی شرافت تو ہے کہ وہ اپنے وعدہ کو فراموش نہیں کرے گا۔ بہرحال ریپلکن پارٹی نے ہم سے صلح کرلی ہے۔ اور اب کئی چیزیں پوری ہو جائیں گی۔"

"تم تو بڑے سچے اور معقول آدمی ہو" گڈن نے ہومز کی طرف تعجب سے دیکھتے ہوئے کہا" اور تمھیں اس پر بہت زیادہ ناز ہے ——— کیوں، ہے نا؟"

"ہاں ایک اعتبار سے"

اور تم یہاں میری بے بسی کا مذاق اڑانے بھی نہیں آئے ہو ——— کم از کم اتنے مہذب تو ضرور ہو؟"

"ہاں، گڈن! میں اتنا مہذب تو ضرور ہوں ——— ہاں، مجھ میں اتنی تہذیب تو ضرور ہے کہ ایک کالے آدمی کا طنز مجھ پر کوئی اثر نہیں کر سکتا ——— لیکن میرا خیال ہے کہ تم میں کم از کم اتنی تو تہذیب ضرور ہے کہ مجھے اٹھا کر یہاں سے باہر نہیں پھینکو گے۔"

"جو بات کہنے آئے ہو میں اس کو سننا چاہتا ہوں۔" گڈن نے دھیمے لہجہ میں جواب دیا۔

"مجھے یقین تھا کہ تم ضرور میری بات سنو گے ——— اچھا تو پہلے ہم اشاروں اور کنایوں کو ترک کر دیں۔ میں تمھاری خوبیوں کا قائل ہوں گڈن۔ میں نے مجلس کے بعد سے اب تک تم کو حیرت انگیز ترقی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تم بڑی قابلیت اور مکمل ذہانت رکھنے والے آدمی ہو۔ تمھارے پاس ایک دماغ ہے ——— محض یہ حقیقت ہی ناقابلِ یقین معلوم ہوتی ہے، کہ ایک سابق غلام جو پہلے دیہاتی زبان بولتا تھا اب اس قدر متمدن ہو گیا ہے کہ اس سے میں گفتگو کر رہا ہوں۔ میں نے کانگریس میں بھی بڑے شوق سے تمھاری تقریریں سنی ہیں۔ تمھارے بولنے کے طریقے میں معقولیت اور جذباتیت کی وہ ہم آہنگی پائی جاتی ہے جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے اور جس سے سننے والوں پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔"

"خوشامد کر رہے ہو" گڈن نے کہا "اپنی بات کہو۔"

"میرا خیال ہے کہ صدر گرانٹ کو تم نے جو تعجب خیز اور حماقت آمیز تحریر دکھائی تھی اگر اس کی اصل تمھارے پاس ہوتی تو تم ضرور اس کو کانگریس کے سامنے پیش کرتے اور اس طرح سے تم نے ایک تاریخی تبدیلی پیدا کر دی ہوتی۔ یا شاید ایسا نہ ہوتا۔ ایوان میں ہماری پارٹی کی

اکثریت ہے۔ اور اس میں بجا طور پر شک کی گنجائش ہے کہ آیا ایک آدمی صرف ایک تحریر سے تاریخ میں کوئی اہم تبدیلی کر سکتا ہے یا نہیں۔"

"اچھا تو تمھیں یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کم از کم تمھاری معلومات تو مکمل ہے۔"

"ہمیں معلومات رکھنا ہی پڑتی ہیں۔ گڈمن، ہم شکست خوردہ لوگ ہیں، اور ہمارے ملک میں غیروں کی فوجیں پڑی ہوئی ہیں۔ ——"

"تم اس کو اپنا ملک سمجھتے ہو؟"

"بالکل —— یہ صرف کچھ چنندہ لوگوں کا ملک ہے جن میں حکومت کرنے کی صلاحیت ہے اور حکومت کرنے کی صلاحیت نہ تو بگڑے ہوئے غریب گوروں میں ہے جن کو ہم کلان میں استعمال کر رہے ہیں، اور نہ ہی گروہ اور بچوں کی عقل رکھنے والے حبشی، محنت کش یہ اہلیت رکھتے ہیں۔ تم البتہ مستثنیات میں سے ہو، میں بھی مستثنیات میں سے ہوں اور اسی لئے میں تم سے خلوص اور معقولیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں۔ طریقے تو دوسرے بھی ہیں۔ لیکن اگر تم اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ ہم سے مل جاؤ تو یہ سب سے زیادہ سلجھا ہوا طریقہ ہو گا۔ حبشی تمھاری پیروی کرتے رہیں گے۔ انھوں نے پہلے بھی تمھاری حمایت کی ہے، اور یہ حمایت اس کے بعد بھی جاری رہے گی۔ اگر دور اندیشی سے کام لیا جائے تو ہمارا یہ طریقہ سب سے اچھا ہو گا۔ یقین کرو کہ میں طاقت اور تشدد کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن اگر ضرورت پڑی تو میں انکو بھی استعمال میں لاؤنگا۔ مگر کیا ہی اچھا ہو، اگر ہم دہشت زدگی اور تشدد کے بغیر ہی اپنے مقاصد حاصل کر لیں۔ ہمارے وطن میں سب کی بھلائی کے لئے فارغ البالی اور نظم و ضبط کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہو جائے گی۔ اور محنت کش لوگوں کو اتنا کافی کھانے کو ملے گا کہ وہ دوسرے دن کے کھانے کی فکر کے بغیر آرام کی نیند لے سکیں گے۔"

"کیا تم یہ صلاح دے رہے ہو مجھ کو؟" گڈمن نے بے اعتباری کے ساتھ پوچھا۔

"کیا تمھیں منظور ہے؟"

"کیا یہ صلاح کہ میں اپنے لوگوں کی رہنمائی غلامی کی طرف کروں؟"

"اگر تم اس طرح کہتے ہو تو یہی سہی"

"تم بھروسے کے قابل آدمی نہیں ہو" گڈمن نے نرمی سے کہا "مجھے تو اسی وقت یہ سمجھ لینا چاہیئے تھا جبکہ میں پہلی بار تمھارے گھر پر گیا تھا۔ لیکن میں تم کو ایک انسان سمجھا تھا مگر میں یہ سمجھنے میں ناکام رہا کہ انسان کے دماغ میں ایک لا علاج بیماری بھی سرایت کر سکتی ہے۔

میں، نہیں، مجھا۔ کچھ لوگ ایسے بیمار بھی ہیں جو اپنی بیماری ۔ یہ ساری دنیا میں گندگی پھیلا سکتے ہیں۔ ہم سب غلطیاں کرتے ہیں ____ کرتے ہیں نا؟ ____ لیکن میرا خیال ہے کہ میری طرف کے لوگوں سے جتنی بھی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ان میں سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ جنگ کے زمانے میں جب زمین پر خون بہنے لگا تو وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ اب برائی کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ کر پھینک دیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنگ میں اصل بیماروں، وبائی رکھنے اور تاریک ضمیروں کا خون بالکل بھی نہیں بہایا گیا۔ خون تو صرف اُن اچھے آدمیوں کا بہا ہے جنھوں نے فریب میں آکر تمھاری رہنمائی قبول کرلی اور جنگ کے میدان میں کود پڑے اور اب ہمیں افسوس ہو رہا ہے کہ ہم نے تمھاری قسم کے لوگوں کو کیوں زندہ چھوڑ دیا؟____"

گڈن نے مسٹر اسٹیفان کو اس سے پہلے کبھی بھی غصہ میں نہیں دیکھا تھا۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے اور چوڑی پیشانی پر کچھ عمودی لکیریں پڑ گئیں۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنا ہیٹ سر پر رکھا۔ کوٹ پہن لیا اور میز پر سے چھڑی اور دستانے اٹھا کر بولا۔

"میں اس کو تمھارا جواب سمجھتا ہوں"

"ہاں، ایسا ہی سمجھ لو" گڈن نے اتفاق کیا۔

دوسرے دن گڈن اور جیمز ۳ بجے کی گاڑی سے جنوبی علاقے کی طرف روانہ ہو گئے۔ گڈن نے اپنے ساتھ کوئی زیادہ سامان نہیں لیا____ ایک چھوٹی سی تھیلی اور چھوٹا سا بستہ اس کے ساتھ تھا جس میں ڈٹ مین کی نظمیں، چارلس سمنر کا دستخطی فوٹو جو اس نے اپنی موت سے پہلے گڈن کو دیا تھا۔ اور ایک نوٹ بک رکھی تھی ____ اس نے سوچا کہ وہ ہینز اور ٹلمڈن کے معاملہ کی ایک پوری رپورٹ لکھ لے اور یہ کام اس نے وقت گذاری کے لئے ریل کے اندر ہی شروع کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔

جیمز کے ساتھ وہ پلیٹ فارم پر گیا اور وہ ریل کے سب ڈبوں سے گزرتے چلے گئے۔

"آخری ڈبہ" اس نے کہا۔

"کیوں؟"

"تم کو نہیں معلوم؟" گڈن نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا "تمھیں یاد نہیں رہا کہ تبدیلیاں یکایک بم کے دھماکے کی طرح نہیں ہوا کرتیں۔ یہ امتیاز تو اب بھی باقی ہے۔

وہ آخری ڈبہ کے نزدیک پہونچ گئے۔ یہ پرانا ڈبہ ریل کی ٹرنک کا ایک قابل رحم بزرگ تھا۔ کھڑکیاں گندی تھیں اور ان میں دو کو تو تختے لگا کر بند کردیا تھا۔ دروازے کی تختی پر لکھا تھا "سیاہ فام" جیف اس کو پڑھ کر اپنے باپ سے کہنے لگا۔

"نہیں ـــــ نہیں یہ ناممکن ہے ـــــ یہ سڑا ہوا قاعدہ ہے۔ آپ سنتے ہیں۔ یہ سڑا ہوا قاعدہ ہے۔ اور آپ ـــــ کانگریس کے ممبر ہیں ـــــ"

"ڈبہ میں چلو جیف" گڈن نے کہا "یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس کی بھی معقولیت بڑھ جاتی ہے اور لوگ عادی ہو جاتے ہیں۔"

وہ اندر جاکر لکڑی کی پرانی بنچ پر بیٹھ گئے۔ دوسرے سیاہ فام لوگ بھی آنے شروع ہو گئے اور آخر کار ریل روانہ ہو گئی۔

گڈن نے کہا "پھر یہ تکلیف بھی تھوڑی ہی دیر کے لئے ہوتی ہے۔ ہم جلد ہی کارویل پہونچ جائیں گے۔"

۹

اسٹیشن پر مارکس انکا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اتنا بدل گیا تھا کہ جیف کو واقعی اجنبی معلوم ہوتا تھا۔ وہ چھریرے جسم کا ایک خوبصورت حبشی لڑکا تھا۔ اس کی جلد کا رنگ گھر میں سب سے زیادہ ہلکا تھا۔ قد میں وہ گڈن کے شانوں تک ہی پہونچتا تھا لیکن اس کا جسم متناسب تھا۔ کولھے تنگ اور شانے چوڑے تھے۔ اس کی حرکات وسکنات میں اس قدر تیزی اور شان تھی کہ اس کو دیکھ کر جیف کسی جنگلی جانور کا تصور کرنے لگا۔ وہ خود پر بھروسہ رکھنے والا ایک نڈر اور مضبوط کردار کا لڑکا تھا۔ اس کو انھوں نے نیلا پتلون اور چمڑے کی سرخی مائل جیکیٹ پہنے، ایک گھوڑا گاڑی کے قریب کھڑے ہوئے پایا۔ گڈن کو دیکھتے ہی اس نے مسکرا کر اپنا ہاتھ ہلایا اور پھر بغیر کسی ادب لحاظ کے اپنے بھائی کو سر سے پاؤں تک متجسس نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"آؤ بیٹے" گڈن نے کہا اور صندوقوں کو گھوڑا گاڑی میں رکھنے لگا۔ گڈن اور مارکس کے درمیان برتاؤ کا ایک خاص طریقہ تھا۔ جب ان دونوں نے بے تکلفی کے ساتھ

مصافحہ کیا تو جیف نے دیکھا کہ ادب و لحاظ کے پردے میں خلوص کی کتنی گرمی موجود ہے۔

"واپسی کے لئے بڑا اچھا دن چنا ہے۔" مارکس نے کہا۔ اور پھر جیف سے مخاطب ہوکر بولا "کہو جیف مجھے جانتے ہو یا نہیں؟"

"تم بڑے ہو گئے ہو۔" جیف نے تسلیم کیا۔ اس نے اپنا سامان گڈن کے سامان کے ساتھ رکھ دیا اور پھر اپنے بھائی سے مصافحہ کیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اور مارکس کچھ کچھ مسکرا رہا تھا۔ گڈن گھوڑا گاڑی کے قریب جاکر دونوں کو دیکھنے لگا۔ اس کو اپنی اس عجیب کامیابی کا احساس ہونے لگا کہ وہ دونوں اس کے ہیں۔ اس کے پاس ہیں اور ایک دوسرے سے اس طرح مل رہے ہیں بھاری بھرکم اور بھولا بھالا جیف اس مسکراتے ہوئے اور خوبصورت لڑکے کے سامنے کھڑا ہوا کتنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

"گاڑی میں چلاؤں گا" گڈن نے کہا "آؤ بیٹھ جاؤ۔"

"ڈاکٹر جیکسن؟" مارکس نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں کیوں نہیں؟ ——— باپ سے۔ کیا عمر ہے تمہاری؟"

"یہ بھی بھول گئے ——— ۲۰ سال"

"بیس سال" جیف نے دہرایا۔

"بیٹھ جاؤ" گڈن نے کہا۔

مارکس نے جھک کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "تم پہلے ڈاکٹر ہو"

"ہاں" گڈن نے کہا۔

تینوں گھوڑا گاڑی کی ایک ہی نشست پر بیٹھ گئے۔ جیف نے اپنا ایک ہاتھ مارکس کے گلے میں ڈال لیا۔

"اسکاٹ لینڈ کیسا ہے؟ ———"

"سنسان!" جیف نے کہا

مارکس نے تعجب سے کہا "ارے تم تو پردیسیوں کی طرح بولتے ہو۔ مگر اب تو تم یہاں رہنے کے لئے واپس آ گئے ہو۔"

"شاید"

"اب یہ جگہ بدل گئی ہے۔ ہم کوئی ہاتھ پر ہاتھ دھرے تھوڑا ہی بیٹھے تھے" مارکس نے کہا۔

گڈن ان کی باتیں خاموشی سے سنتا رہا۔ اپنے لڑکوں کیساتھ پرانی گھوڑا گاڑی میں بیٹھنا اور باگوں کو ہاتھوں میں لئے چھوٹی کالی گھوڑی کو ہنکالنا اس کو بہت اچھا معلوم ہو رہا تھا۔

یہ مارچ کے مہینے کا ایک بہت اچھا دن تھا۔ نہ زیادہ سردی تھی، نہ گرمی۔ موسم بہار کی آمد سے پہلے جیسا بہتر موسم جنوبی کیرولینا میں ہوتا ہے۔ شاید دنیا کے کسی اور حصہ میں نہیں ہوتا ہوگا ——— گھوڑی کی عمر پانچ سال تھی۔ اس نے یہ چھوٹا، پھرتیلا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر چلنے والا جانور دو سال پہلے ہی خریدا تھا۔ اس کو گاڑی چلانا بہت اچھا لگتا تھا۔ واشنگٹن میں ساری سردیاں گزر گئیں اور وہ یہ سوچتا رہا کہ میں اس طرح گاڑی چلاؤں گا اور گھوڑی کی ٹاپوں کی آواز میرے کانوں میں نغمہ بھر دے گی۔ جب وہ کچی سڑک سے گذر کر دلدلی علاقہ کی پکی سڑک پر آئے تو اس نے بڑے فخر کے ساتھ جیف سے کہا

"اس کو ہم نے ۴ سال پہلے بنایا تھا۔ اب اس کے اسٹیشن کا فاصلہ آدھا ہو گیا ہے"

"ہم نے دوسری چیزیں بھی بنائی ہیں" مارکس نے اطمینان کے لہجے میں کہا

جیف باہر رہا تھا۔ اور اس نے مارکس کی خواہشات کے مطابق ہی کام کئے تھے۔

——— گڈن نے دونوں کو ترچھی نظروں سے دیکھ کر کہا

"جیف اب مستقل رہنے کے لئے گھر آگیا ہے"

"یہ بات ہے ——— کارویل میں تو بہت سونا سونا معلوم ہوگا"

گڈن نے جیف کو بتایا کہ کس طرح انھوں نے سڑک کی تعمیر کی تھی۔ ان میں سے اکثر نے ریل کی پٹریاں بھی ڈالی تھیں، اور اب وہ ریل کی سڑک بنانے کے اصول سے واقف ہیں ——— کسی انجینیر کی مدد کے بغیر ہی ڈیڑھ میل تک ریل کی لائن بھی انھیں نے ڈالی تھی جو بالکل تیر کی طرح سیدھی ڈالی گئی تھی۔

"جب میں نے یہ بات ایوان میں بتائی تو اس پر کوئی بھی کچھ نہیں بولا، اور ایک ممبر صاحب بولے تو یہ کہ ہمیں حکومت کی زمین پر سڑک تعمیر کرنے کا حق کیونکر مل گیا۔"

مارکس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، اور جیف گنگنانے لگا۔

میرے والد شکار کرنے گئے
اے محافظِ خدا، کرم کرنا
میرے والد شکار کرنے گئے

"اے محافظ خدا کرم کرنا
" یہ تم کو اب بھی یاد ہے ؟"
" بہت کچھ یاد ہے مجھ کو " جیٹ نے کہا۔

جینی بھی بڑی ہو کر اب ایک عورت ہو گئی تھی' اسکا سینہ پوری طرح سے ابھر آیا تھا۔ جیٹ نے اپنی ماں اور بہن کو بازوؤں میں لے لیا۔

" تم اتنے بڑے' اتنے بڑے ہو گئے۔ میں بالکل بھی بڑی نہیں ہوں۔"

جیٹ مسکرایا۔ راحیل خوشی سے رونے لگی، وہ گڈن کی بہ نسبت زیادہ بوڑھی نظر آتی تھی۔ وہ جیٹ کے گالوں اور گھنگریالے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی ـــــ گڈن اور مارکس ان سے علیحدہ کھڑے رہے۔ مارکس نے گڈن سے کہا۔

" میں نے اخباروں میں پڑھا تھا کہ ـــــــــ"

" ہاں پڑھا ہوگا "

" تو یہ کیا معاملہ ہے ؟ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ـــــــ"

" میں بھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ اسکا کیا مطلب ہے۔ ؟" گڈن نے کہا ہم اس کے متعلق بعد میں گفتگو کریں گے "

مارکس نے کہا " اگر واشنگٹن میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قلم کی ایک جنبش سے ہی ہم کو ختم کیا جا سکتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم کو جانتے نہیں ہیں "

" ہم بعد میں گفتگو کریں گے "

" ہاں ، وہ نہیں جانتے کہ ہم کیا ہیں ؟"

انھوں نے جیٹ کو ہر چیز دکھائی۔ یکایک سب کچھ نیا ہو گیا تھا۔ انھوں نے اس کو پانچ کمروں والا سادہ سا مکان بتایا جو باہر سے سفید بنا ہوا تھا۔ چمنی سرخ اینٹوں سے بنائی گئی تھی " ـــــــ " یہ بھٹے کی پکی ہوئی اینٹیں ہیں " جینی نے کہا ـــــ راحیل نے باورچی خانہ بتایا۔ اب ان کے پاس ٹین کی رکابیاں تھیں۔ چمکیلی اور بھڑکیلی ـــــ انھیں سائز کے اعتبار سے دیوار پر لٹکا یا گیا تھا۔ لوہے کی یہ چھلنی اور پانی کھینچنے کا پمپ بھی تھا۔ راحیل اس کے ذریعے کنوئیں کا تازہ اور ٹھنڈا پانی کھینچ لیا کرتی تھی ـــــــ

" یہ ہے جیٹ ! تم بھی پانی کھینچ دیکھو "ـــــ جیٹ نے پانی کھینچا اور ایک گلاس

پی کر کہنے لگا "کتنا اچھا پانی ہے۔" پھر اس نے کہا
"کیا دوسرے مقامات اور ان کے لوگ بھی ایسے ہی ہیں ـــــ میرا مطلب ہے کہ آپ کیونکہ کانگریس کے ممبر ہیں ـــــ"

ایک شخص کا مکان اس کی فطرت سے مشابہ ہوتا ہے اور لوگوں کی ذاتی خصوصیات مختلف ہوتی ہیں، ہمیں کوئی شکایت نہیں ہے۔ یہ زمین ہر ایسے آدمی کے لئے اچھی ہے۔ جو اس کو جانتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے۔"

جیف نے دریافت کیا کہ غلاموں کی پرانی جھونپڑیوں کا کیا ہوا؟ ـــــ اور گڈن نے بتایا کہ

"وہ اب بھی اپنی جگہ پر ہیں، لیکن ویران پڑی ہوئی ہیں۔"

"اب ان میں کوئی نہیں رہتا؟"

"کوئی نہیں ـــــ بڑے کاشتکار کے مکان کو بھی کسی نے نہیں خریدا۔ کیونکہ کسی کو اس کی ضرورت ہی نہیں تھی" گڈن نے جواب دیا

اس نے یہ بات ایسے لہجہ میں کہی کہ جیف حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ بعد میں مارکس نے کہا کہ اگر ڈاکٹر کے پاس وقت ہو تو ہم چل کر بڑے مکان کو اندر سے دیکھ سکتے ہیں۔

ڈاپیل ایک عجیب تذبذب کے عالم میں تھی، وہ ایک طرف گرم روٹی اور مرغی جو اس نے خاص طور پر تیار کی تھی۔ جیف کو کھلانا چاہتی تھی اور دوسری طرف یہ بھی چاہتی تھی کہ اسکو مکان کا باقی حصہ بھی دکھا دیا جائے۔ اس نے سوچ لیا کہ میں لوہے کی چارپائیوں کے متعلق کچھ بھی نہیں کہوں گی۔ وہ انھیں خود ہی دیکھ لیگا۔

وہ اسے سونے کے کمرے میں لے گئی۔

"ایلین کہاں رہتی ہے؟ اس نے پوچھا

بیٹر بھائی کے ساتھ ـــــ ایلین بی کے سب بچے بیٹر بھائی کے پاس ہی ہیں۔"

بوڑھے ایلین۔ بی کی موت کے بعد کیا اس کے دن اچھے نہیں گذرے؟"

"وہ یہاں آئی تھی، اور یہیں رہنا چاہتی تھی" مارکس نے کہا۔

لیکن وہ واپس چلی گئی؟"

"ہاں واپس چلی گئی۔"

"کیا اس کو میری آمد کا حال معلوم تھا؟"

"ہاں، اس کو معلوم ہے۔ سبھی کو معلوم ہے۔ لیکن وہ بعد میں ملنے کے لئے آئیں گے۔"

راچیل نے بستر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "کتنا نرم بستر ہے۔ جیسے پالنے میں سوتا ہوا بچہ! جیمی ذرا ہاتھ لگا کر دیکھنا۔"

پھر وہ گڈون کو دبا کر کہنے لگی "ان پر بیٹھ جاؤ۔"

وہ اس پر مسکراتے ہوئے بیٹھ گیا۔ "ہاں ہاں ذرا اُچک کر تو دیکھو، اُچکو۔"

وہ اوپر نیچے اچکنے لگا اور پھر اُٹھ کر راچیل کے گلے میں باہیں ڈالدیں

——— اب اُس پکی ہوئی مرغی کا خیال زور پکڑ گیا۔ وہ اس کو دوسرے سونے کے کمرے میں لے گئی اور وہاں سے نشست کے کمرے میں لے آئی، یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں وکٹوریہ کے عہد کی طرز کا فرنیچر۔ ایک میز، اور گڈن کی کتابیں رکھی ہوئی تھیں ——— اسکے بعد وہ جا کر کھانے کی میز پر بیٹھ گئے۔ جیمی نے روٹی کی بہت ہی تعریف کی۔"

"کیا اسکاٹ لینڈ میں اناج کی روٹیاں نہیں بنتیں؟"

"نہیں ملک بھر میں کہیں بھی نہیں بنتیں،" جیمی نے جواب دیا اور راچیل کو خوش کرنے کے لئے اس نے پیٹ سے زیادہ کھایا۔ کھاتا گیا۔ کھاتا گیا۔ اور وہ اس کی طرف دیکھکر پھر رونے لگی۔

"ماں، ماں، دیکھو نا۔ اب تو میں آگیا ہوں۔ اور تمھارے ہاتھ کا کھانا کھا رہا ہوں" لیکن وہ روتی رہی

گڈن اور مارکس باہر آگئے۔ "اسکو یوں نہ رونا چاہیئے۔" گڈن نے بےچینی سے کہا راچیل کی محبت کے احساسات کبھی بھی اتنی شدت کے ساتھ ظاہر نہیں ہوئے تھے۔

"میں گھوڑی کھول لاؤں؟" مارکس نے کہا۔

"نہیں وہ ایلین کے پاس جائے گا۔"

"واقعی۔"

"ہاں میرا یہی خیال ہے"

"مگر وہ سب تو یہاں آنے والے ہیں۔ جیمی کو یہیں ٹھہرے رہنا چاہیئے ——— میں گھوڑی کھولے لاتا ہوں۔"

گڈن نے سر ہلا کر رضامندی کا اظہار کیا۔ مارکس گھوڑی کھول کرلے گیا۔ اور گڈن سائبان کے ایک ستون کے سہارے اُداس اور اکیلا کھڑا رہا ——— یہ انتہا نہیں بلکہ ابتدا ہوگی ——— اس نے وحشیوں کی طرح اپنا سر ہلایا۔ بیوقوف ہی اس طریقہ سے کہہ سکتے ہیں۔ واشنگٹن دوسری چیز تھا۔ وہ بیماری کا گھر تھا۔ اس میں سفلے، بھوکے، مایوس ناکام اور بڑی بڑی خواہشیں رکھنے والے لوگ بھرے پڑے تھے اور یہ دوسری جگہ ہے——— یہ اس کا گھر ہے۔ واشنگٹن، امریکہ تو نہیں ہے۔ یہ لاکھوں گنا بڑھا ہوا مقام ——— یہ چھوٹا سا گھر۔ یہ گھریلو فرنیچر۔ یہ شاہ بلوط کے درخت جنھوں نے سایہ کر رکھا تھا۔ یہ اونچے اونچے پہاڑ، یہ کھیت، جہاں کپاس، اناج اور تمباکو کی فصلیں ہوتی ہیں ——— اور یہ ہل جس کو مارکس سامنے چھوڑ کر چلا آیا ہے۔ یہ مکان سے کچھ دور واقع کھیت کی کالی مٹی، جو ہل کے پھل سے چپکی ہوئی ہے ——— یہ سب کچھ اسکا ہے ——— اس کا اپنا ہے۔ اسی کے لئے اس نے جنگ میں شرکت کی۔ اسی کے لئے اسکو غلام بنا کر رکھا گیا۔ اسی کے لئے اس نے کام کیا اور تدبیریں سوچیں۔ کوئی بھی آدمی ایسی زمین سے جدا نہیں ہو سکتا جس نے اس کے خون کا مزہ چکھا ہو۔ اور جس پر اس کے آزاد قدم چلے ہوں۔ آدمی کے پاؤں زمین پر ہی رہتے ہیں اور وہ زمین پر ہی کھڑا ہوتا ہے۔

مارکس نے گھر میں جا کر جیف کو بتایا کہ وہ آرہی ہے۔ اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر سر ہلانے لگا۔ جیف اکیلا ہی باہر چلا گیا۔ پیٹر ایلن کا بازو پکڑے ہوئے لمبے سایوں سے گذر کر گھر کی طرف آرہے تھے۔ پیٹر بھائی نے اب داڑھی رکھ لی تھی۔ ان کی عمر ساٹھ سال کے قریب ہو چکی تھی۔ وہ دبلے اور دراز قد تھے لیکن ان کے بشرے سے بزرگی کا جلال ٹپکتا تھا ان کی داڑھی سفید تھی اور وہ لنگڑا کر چل رہے تھے۔ گڈن نے بتایا کہ وہ بیمار تھے۔ پہلے جب کوئی کھیتوں میں کام کرنے والا غلام بیتالیس سال کی عمر سے تجاوز کر جاتا تھا تو وہ کسی بھی کام کا نہیں رہتا تھا۔ اس کی ہڈیوں میں گٹھیا سرایت کر جاتی تھی۔ ملیریا کے بخار سے جسم ٹوٹ جاتا تھا اور دل بڑھ جایا کرتا تھا۔ جس سے اس کی بے حد و حساب محنت کا پتہ چلتا تھا۔ لیکن جو لڑکی پیٹر بھائی کے ساتھ چل رہی تھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ وہ بالکل ویسی ہی تھی جیسی کہ جیف نے پہلے دیکھی تھی۔ گو اب وہ بھی اس تصویر سے مشابہ تھی جس کو جیف نے اپنے ذہن میں محفوظ کر رکھی تھی۔ اس کا سر اونچا تھا۔ اور چمکتے ہوئے کالے بال شانوں پر لٹکے

اسے تھے۔

جیف ان کی طرف آگے بڑھا۔ پیٹر بھائی اور ایلین رک گئے۔ جیف نے دیکھا کہ پیٹر بھائی لڑکی کی طرف سر جھکا کر کچھ کہہ رہے ہیں۔ لڑکی بے حس وحرکت کھڑی رہی اور پیٹر بھائی نے مسکرا کر جیف سے کہا۔

"گھر آنا مبارک ہو"

جیف ان سے کچھ قدم کے فاصلے پر رک گیا۔ ایلین نے اپنا چہرہ اس کی طرف کر دیا وہ اس کے پاس گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا "کہو ایلین! مجھے پہچان گئیں؟"

ایلین نے اپنے سر کو تھوڑی سی جنبش دی

"میں گھر جا کر بھائی گورڈن سے ملتا ہوں" پیٹر بھائی نے کہا "اور تمھارا جب دل چاہے آ جانا۔"

جیف نے سر ہلا کر رضامندی کا اظہار کیا۔ بوڑھا آدمی چلا گیا۔ جیف اس کا ہاتھ پکڑے کھڑا رہ گیا اور اس نے کوئی حرکت نہ کی۔ وہ بالکل سیدھی اور ساکت کھڑی رہی ——— وہ سبز کیلکو کی فراک پہنے ہوئے تھی۔ شانے پر ایک نیلی ٹوپی پڑی ہوئی تھی۔ موزے اور جوتے سیاہ تھے ——— آخر کار وہ بولی

"جیف! کیا میں پہلے جیسی ہی نظر آتی ہوں؟ ——— کیا میری صورت وہی ہے جو کہ تم دیکھنا چاہتے تھے؟"

"بالکل وہی"

"کوئی فرق نہیں ہے جیف؟"

"فرق تو ہوا ہی کرتا ہے۔ لیکن تم تو بالکل وہی نظر آتی ہو، جیسی کہ میں دیکھنا چاہتا تھا۔"

"میری عمر بڑھ گئی ہے جیف!"

"ہم دونوں کی عمر بڑھ گئی ہے۔"

اس نے ایلین کا بازو اپنی بغل میں لے لیا۔ اور وہ دونوں چلنے لگے۔ جیف گھاٹی سے اتر کر اس کو اس کھیت پر لے گیا جسے مارکس جوت رہا تھا پہلے ہی کی طرح اس نے بتایا کہ سورج ڈوب رہا ہے ——— کارویل کی فضائیں اس کی رگ رگ میں سما گئیں ——— اور اس میں ایک بار پھر جوانی کی تمام حسیات جاگ اٹھیں۔ اب اسکاٹ لینڈ

کا دُھندلا اور کُہر آلود آسمان، ماضی کی مبہم سی یاد کا صرف ایک حصہ تھا۔ یہاں آسمان نیلا اور چمکیلا تھا۔ جس پر غروبِ آفتاب کی سنہری، نارنجی، اور پیلی دھاریاں پڑی ہوئی تھیں یہاں کی زمین بھی نرم اور گرم تھی۔ وہ اور اس کی قسم کے لوگ پتھریلے اور چٹیل پہاڑی مقاموں کی پیداوار نہیں تھے۔ وہ اب گھر آگیا تھا اور گڈن کے بقول یہ حقیقت بجائے خود ایک زندگی آرام اور سکون تھی۔ اس نے ایلین کو بتایا کہ یہ آسمان اسکاٹ لینڈ کے آسمان سے کس طرح مختلف ہے۔ وہ ہل پر جھکا۔ تھوڑی سی سوندھی خوشبو دینے والی مٹی کو اٹھا کر اپنے ہاتھوں میں ملا اور یہی مٹی ایلین کو دیدی ——— "اسکاٹ لینڈ کتنی دور ہے؟" ایلین نے دریافت کیا اور اس نے بتایا کہ اسکاٹ لینڈ یہاں سے کم از کم ۴ ہزار میل دور ہے ——— لیکن یہ فاصلہ اس کے خیال وگمان سے بھی باہر تھا۔ فاصلہ، فاصلہ، فاصلہ ——— جو کہیں بھی ختم نہ ہوتا ہو۔ "اچھا ہوا کہ تم واپس آگئے۔ لیکن اب تم بدل گئے ہو جیبٹ، اب تم ایک مرد ہو ——— ڈاکٹر ہو ——— میرا باپ بھی ڈاکٹر ہی تھا۔ کیا تمھیں معلوم ہے جیبٹ؟"

"ہاں، کیوں نہیں!"

وہ پہاڑی پر چڑھ کر بڑے مکان کی طرف گئے اور وہاں ٹھہر گئے جہاں مارکس نے ایک چبوترہ بنا رکھا تھا، بڑھتے ہوئے دھندلکے میں یہ مکان ایک چھوٹا سا سفید صندوق معلوم ہوتا تھا۔ لوگ آرہے تھے ——— دور سے ان کی آوازیں کانوں تک آرہی تھیں۔ پہاڑی کی دوسری طرف سے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز آئی ——— بڑے مکان کو جانے والی چھوٹی سی سڑک پر کوئی آرہا تھا۔ کسی نے پکار کر کہا۔

"جیبٹ کہاں ہو؟"

"وہ ہم کو بلا رہے ہیں" ایلین نے کہا

"ہم تھوڑی دیر بعد چلیں گے"

وہ وہاں بیٹھے رہے ——— اور اندھیرا ہو گیا ——— ایک کتا بھونکنے ہی جا رہا تھا ——— آخر جیبٹ نے کہا

"کیا کبھی تم نے یہ سوچا کہ میری واپسی پر تم مجھ سے شادی کرو گی ...؟"

"کیا تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو؟"

"ہاں، میں چاہتا ہوں"

اندھی عورت سے۔"

کسی دن" جیف نے کہا" میں تمھاری بصارت واپس لانے کی ترکیب بھی سیکھ لونگا۔"

"وہ ہم کو پکار رہے ہیں" اس نے کہا

جیف نے اس کا ہاتھ پکڑا، اور وہ گھر کی طرف واپس لوٹ گئے۔

کھلیان کے قریب گھوڑے اور خچر کھڑے ہوئے تھے۔ عورتیں اپنے بچوں کو ساتھ لائی تھیں۔ ننھے ننھے بچے ـــــ جن کو جیف نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا ـــــ سارا گھر بھر گیا۔ لوگ اس کے آس پاس جمع ہو گئے۔ بوڑھے لوگ لگاتار سوال کر رہے تھے۔ اس کو جواب دینے میں مشکل ہو گئی۔ جوان آدمی جو اس کے جاتے وقت بچے ہی تھے، علیحدہ کھڑے ہوئے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ لڑکیاں بھی میٹھی میٹھی نظریں ڈال رہی تھیں

عورتیں راحیل سے باتیں کر رہی تھیں، جیف کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ اتنے سارے گورے آدمی بھی آئے ہیں اور بے تکلفی کے ساتھ حبشیوں سے مل جل رہے ہیں، ان میں سے کچھ کو تو وہ جانتا بھی تھا ـــــ دراز قد، اور سرخ بالوں والا ایبز لیبٹ سفید رنگ، اور چھوٹی آنکھوں والا فرنیک کارسن، ـــــ اور دوسرے جن کو وہ نہیں جانتا تھا۔ اس کی عمر کے لڑکے بھی تھے جن کے بال پٹ سن جیسے اور چہرے جھلسے ہوئے تھے۔ وہ بغیر کسی حسد کے متعجب نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ان گوروں میں اسکول کا نیا ماسٹر بھی تھا اس کو لوگ بنجامن ونتھروپ کہتے تھے اور وہ رہوڈ کے جزیرے کا ایک یانکی تھا۔ اس نے کہا۔

"ڈاکٹر جیکسن! اس سماج میں آپ کے ہونے سے جو فائدہ ہوگا، اس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ کیا میں توقع کروں کہ اب آپ یہیں پر قیام کریں گے؟"

"یہی توقع ہے" جیف نے سر ہلا کر کہا۔

ایک تھکا ہوا پریشان حال اور چھوٹا سا گورا آدمی تھا، میک ہیو ـــــ اس نے جیف سے کہا۔

"میری بیوی سخت بیمار ہے کیا تم اسکو دیکھنے کے لئے نہیں آؤ گے؟"

"میں کل ہی آؤں گا" جیف نے کہا۔

"اس کے پیٹ میں ایسا درد ہوتا ہے کہ جیسے اندر کوئی سانپ کاٹ رہا ہو۔"

"میں آؤں گا" جیف نے کہا
مارکس کے پاس ایک باجا تھا، وہ دروازہ پر بیٹھ کر گانے لگا
"میری ماں لائی اٹلانٹا میں مجھے اپنے گھر
اپنے گھر، اپنے گھر، اپنے گھر، اپنے گھر
اس کے آس پاس کھڑے ہو کر جوان لڑکے، سم کے ساتھ تالیاں بجانے اور زمین پر اپنے پاؤں پٹکنے لگے۔ گڈن نے شراب کے تین پیپے کھولے اور سب نے شراب پی۔ راچیل اور دوسری عورتیں باورچی خانے میں چولہا سلگا کر کچھ پکانے لگیں۔ سب کے نغمے گانے کی اونچی آواز کھیتوں تک پہونچنے لگی ــــ
میری ماں لائی اٹلانٹا ـــــــ"
پیٹر بھائی نے گڈن سے کہا "ہمیں اپنی محنتوں کے ثمر مل گئے۔ ہم آج کتنے خوش ہیں۔"
اور پاس کھڑے ہوئے کچھ لوگوں نے کہا "آمین"

دوسرے دن جیف نے مارکس سے کہا "میرے ساتھ آؤ۔"
"کچھ لوگ جب کھیلتے ہوں تو دوسروں کو کام کرنا چاہیئے"
"کام کا بھی وقت ہوتا ہے"
"اس کے ساتھ جاؤ" گڈن نے کہا "تمہارا ہل میں چلاؤنگا۔"
اس نے پھر اپنے پرانے اور بھدے جوتے، پتلون اور خاکی قمیص پہن لی تھی "اس کے ساتھ جاؤ" گڈن نے کہا ـــــ مارکس نے گھوڑی کو گاڑی میں جوتا اور وہ دونوں اس میں بیٹھ کر اسکول گئے۔ اسکول صرف ایک بڑے کمرے کی عمارت تھی جو بیک وقت اسکول اور بستی کے جلسہ گاہ کا کام دیتی تھی۔ کمرہ میں مختلف عمروں کے تقریباً تیس لڑکے اور لڑکیاں بیٹھے تھے۔ دنستروپ کے لئے مختلف عمروں کے بچوں کو مختلف مضامین پڑھانا اور ڈسپلن قائم رکھنا بہت مشکل ہو گیا تھا، وہ صورت سے پریشان حال معلوم ہوتا تھا۔ جیف کی اسقدر جلد آمد سے وہ بہت خوش ہوا ـــــــ اس آمد سے بچوں میں ڈسپلن قائم نہیں رہا۔ ان کا استاد کبھی تو جیف سے باتیں کرتا اور کبھی بچوں کو ڈانٹنے لگتا۔ اس نے عمر کے لحاظ سے درجے بنا دیے تھے۔ جب وہ ایک درجے کو پڑھاتا تھا تو۔

دوسرے درجوں کے بچے اپنا سبق یاد کرتے تھے۔

"یہ بہت مشکل ہے" اس نے تسلیم کیا" واستاد اور دو کمرے ہو جائیں تو بہت ہی اچھا ہو۔ میں نے پایا ہے کہ کوئی تسلسل قائم نہیں رہتا، اگر میں سب سے بڑے بچوں کو ادب پڑھاتا ہوں تو سب سے چھوٹے بچوں کو سننے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا مگر......"

"قدرتی بات ہے" جیمز نے تسلیم کیا

"پھر بھی مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک زمانہ میں اسکول ہمارے خواب وخیال میں بھی نہیں آتا تھا ــــــ"

وہ گاڑی میں بیٹھ کر آگے بڑھ گئے" جیمز نے کہا" میں میک ہیو کے گھر جانا چاہتا ہوں'۔ تم نے اس کا گھر دیکھا ہے۔

"ہاں اس کی بیوی بیمار ہے۔"

"وہ چاہتا ہے کہ میں اس کو دیکھ لوں"

"اب تو ہم میں ایک ڈاکٹر ہے۔"

"اور اس کے بجائے تنزل بھی ہو سکتا تھا۔"

"شاید"

جیمز نے اس کی طرف دیکھا۔ لیکن مارکس نے اور کچھ نہیں کہا۔

ہیو کا مکان بڑے مکان کے نزدیک ہی تھا۔ یہ ایک چھوٹی عمارت تھی لیکن اس کو بڑی ہوشیاری سے تعمیر کیا گیا تھا۔ اس نے مکان کے آس پاس ایک باغیچہ اور کچھ آڑو بھی لگا رکھا تھا۔ جو اس علاقہ میں ایک غیر معمولی چیز تھی، وہ اپنی بیوی کے ساتھ اکیلا ہی رہتا تھا۔ اس کے بچے نہیں تھے، اور وہ لوگوں سے بہت کم ملتا جلتا تھا۔

جیمز نے اندر داخل ہو کر پوچھا۔ "کتنے عرصہ سے بیمار ہیں؟"

"سال بھر سے کچھ نہ کچھ بیماری چل ہی رہی ہے۔ ــــــ"

"اب تو وہ بستر سے بھی نہیں اٹھ سکتی۔ کل رات سے تو وہ چیختی بھی نہیں۔ بس روتی اور بڑبڑاتی رہتی ہے۔ ــــــ"

وہ جیمز کو سونے کے کمرے میں لے گیا، جہاں ایک چارپائی پر زرد رنگ، اور دبلی عورت لیٹی ہوئی تھی۔ اس کی عمر چالیس سال کے قریب ہوگی۔

"یہ گڈن کا لڑکا جیمز ہے، پرانی دنیا سے ڈاکٹری پڑھ کر آیا ہے۔ بڑا اچھا

لڑکا ہے۔ یہ تمہارا علاج کرے گا سیلی!"

اس نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اور خاموش لیٹی ہوئی اوپر چھت کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھتی رہی۔

"آپ ذرا باہر جائیں گے" جیت نے میک ہیو سے کہا

وہ باہر چلا گیا۔ عورت نے کوئی حرکت نہیں کی۔ جیت نے کہا "اچھی امی! میں ڈاکٹر ہوں ـــــــ شاید میں آپ کو اچھا کر سکوں۔"

"اگر تم کر سکتے ہو تو کرو"

جیت نے اس کے پیڑو کو ہاتھ لگایا۔ اور وہ بل کھا کر درد سے کراہنے لگی۔

باہر آکر اس نے میک ہیو کو اپنے انتظار میں پایا

"کیا شہر سے ڈاکٹر لیڈ نے آکر دیکھا تھا؟"

"ہاں، میں اس کو لایا تھا۔"

"اس نے کیا کہا؟"

"وہ کہتا ہے کہ یہ مر جائے گی" میک ہیو نے آہستہ سے کہا۔

"کیا وہ جانتا ہے کہ یہ کیا مرض ہے؟"

"ڈاکٹر لیڈ تو کسی سوال کا جواب ہی نہیں دیتا۔" میک ہیو نے کہا۔ "وہ کارویل کے لوگوں کا ٹھیک سے علاج ہی نہیں کرتا۔ وہ بس یہی کہتا ہے کہ اب یہ نہیں بچے گی۔

" مارکس وہیں کھڑا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا " جیت! کیا تمہیں اسکا مرض معلوم ہے؟"

"ہاں۔ میرا خیال ہے کہ مجھے معلوم ہے۔ یہ آنتوں کی بیماری ہے۔ اس میں کسی آنت کے تھوڑے سے حصے پر ورم آجاتا ہے ـــــــ اکثر کسی نہ کسی وجہ سے ورم آجاتا ہے۔ اور اگر وقت پر علاج نہ کیا جائے تو پک جاتا ہے۔ ابتدا میں برف کے استعمال سے یہ اچھا ہو سکتا ہے۔ لیکن بڑھ جانے پر یہ علاج بھی کارگر نہیں ہوتا۔"

"تو کیا وہ مر جائے گی؟" میک ہیو نے پوچھا۔

جیت نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم کچھ نہیں کر سکتے۔ یا عیسیٰ مسیح! تم کچھ بھی نہیں کر سکتے؟"

جیت نے کہا "جب میں ڈاکٹر ایمری کے ساتھ کام کر رہا تھا تو مجھے یاد ہے کہ ایک سرجن نے آپریشن کر کے آنت کے خراب حصے کو کاٹ کر باہر نکال لیا تھا۔ وہ مریض اچھا،

ہوگیا۔ لیکن میں نے اس قسم کا دوسرا آپریشن پھر کبھی نہیں دیکھا۔ ایڈنبرگ میں تو ڈاکٹر اس بیماری کو لاعلاج سمجھتے ہیں۔"

"کیا تم آپریشن کر سکتے ہو" مارکس نے پوچھا۔

"کہہ نہیں سکتا۔"

"گولی مارو ـــــ تم کوشش تو کر سکتے ہو۔ اگر اسکو مرنا ہی ہے تو یہ آخری کوشش بھی سہی۔"

کہہ نہیں سکتا کہ یہ آپریشن کس طرح ہوگا؟" جیف نے کہا" جو چیز معلوم نہ ہو اس میں ہاتھ نہ ڈالنا ہی بہتر ہے۔"

"کیوں نہیں؟ ـــــ"

جیف نے مارکس کی طرف دیکھا۔ میک ہیو ان دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسکا اوپر کا ہونٹ کانپ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

"ادھر دیکھو جیف! میں ایک عرصے سے گڈن کو جانتا ہوں ـــــ میں گڈن کو جانتا ہوں۔ ایک وقت تھا کہ لوگ مجھ پر لعنتیں بھیج کر کہتے تھے کہ میک ہیو تم اس حبشی سے مت ملا کرو۔ تم کو تو معلوم ہی ہوگا کہ وہ کیا زمانہ تھا۔ انھوں نے خون چھڑک کر خطوط بھیجے کہ میں اس حبشی سے نہ ملا کروں۔ اس کے بعد گڈن نے میرے پاس آکر زمین خریدنے کی گفتگو چھیڑ دی، اور میں اس کے ساتھ ہوگیا۔ میں ہمیشہ اس کا ساتھی بن کر ہی رہا ہوں۔ میں اس وقت بھی الیکشن میں انتخابات کا نگراں رہا جب کہ گوروں نے ایک گورے آدمی کو اس جرم میں قتل کر دیا تھا کہ اس نے حبشی کے حق میں ووٹ دیا تھا۔ یہ باتیں تم گڈن سے پوچھ لینا۔ اس سے پوچھنا کہ کیا میں کبھی بھی کسی سے پیچھے رہا ہوں ـــــ اور اس سے پوچھنا کہ میں نے اس حرامی کے بچے جانسن ٹگر کو کیسی کیسی باتیں سنائی تھیں۔"

"اچھا" جیف نے رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا" اگر میں مریض کو اپنی حالت پر چھوڑ دوں گا تو وہ صرف چند دن ہی زندہ رہے گی، اور اس عرصہ میں اس کو درد وکرب کی شدید تکلیف بھی ہوگی ـــــ مارکس گھر واپس جاؤ اور میرا چھوٹا بیگ اصاف کپڑے کے ٹکڑے اور تولیے لے آؤ۔ اور ماں سے کہنا کہ وہ تمھارے ساتھ ہی چلیں۔ تمھارے پاس وھسکی کی شراب ہے؟" اس نے میک ہیو سے پوچھا۔ اور میک ہیو نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا تو پھر اندر جاؤ، اسکو تسلی دو، اور وہسکی پلاؤ۔ تھوڑی تھوڑی کر کے پلانا۔ اور کہیں اتنی نہ پلا دینا کہ وہ نشہ میں چور ہو جائے۔ بس آدھی پیالی سے زیادہ نہ ہونے پائے ذرا ٹھہرو۔ پہلے چولھے میں آگ سلگا لو، اور پانی گرم ہونے کے لئے رکھدو۔ عورتوں میں سے مریضہ کسی کو اپنا دوست سمجھتی ہے؟"

زرد رو اور خوف زدہ میک ہیو نے کہا "ہیلن لیٹ کو۔"

"مارکس! اسکو بھی اپنے ساتھ لیتے آؤ۔ کیا مریضہ کھڑی ہو سکتی ہے؟ تم سمجھے میک ہیو؟ میں کیا کرنے والا ہوں؟ میں تمھاری بیوی کے پیٹ کو چیر کر اس میں سے آنت کا وہ خراب حصہ نکالنا چاہتا ہوں۔ اس سے اس کو سخت تکلیف ہوگی ——— اتنی کہ تم دیکھ نہیں سکوگے۔ اور میں یہ کام ابھی وقت کرنے والا ہوں۔"

میک ہیو نے سر ہلا کر رضامندی ظاہر کی۔

"میں تمھاری اجازت چاہتا ہوں۔ میں تمھاری زبان سے یہ الفاظ سننا چاہتا ہوں کہ تم راضی ہو۔"

"میں راضی ہوں" میک ہیو نے آہستہ سے کہا

"سمجھے، میں نے یہ کام پہلے کبھی نہیں کیا۔ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کو کس طریقہ سے کرنا چاہیے۔ اگر مجھ سے غلطی ہو گئی تو تمھاری بیوی مر جائے گی۔ اگر میں نے آپریشن صحیح بھی کیا تو ہو سکتا ہے کہ ورم باقی رہ جائے اور وہ مر جائے۔ اس آپریشن میں تم کو ایک خطرہ مول لینا ہوگا ——— اور یہاں پورے آلات بھی نہیں ہیں۔ یہ اور بھی بڑی بات ہے۔"

"میں راضی ہوں" میک ہیو نے کہا۔"

جیمز واپس آیا تو گڈن دروازے پر ہی انتظار کر رہا تھا۔ قریب قریب صبح کا وقت ہو گیا تھا جیمز نے تھکے ہوئے انداز میں کہا "آپ سوئے نہیں؟"

"نہیں ——— میں جانے کیا کیا سوچتا رہا۔ کیا وہ زندہ ہے؟"

جیمز نے اثبات میں سر ہلا کر کہا "اب وہ چین سے سو رہی ہے۔ شاید اب وہ اچھی ہے ——— نہیں ——— مجھ کو یقین ہے کہ اب وہ اچھی ہے۔"

"تم بھی تھوڑی نیند لینے کی کوشش کرو۔"

جیف مسکرایا، اور اس نے سر ہلا کر انکار کر دیا، وہ گڈن کے قریب دروازے پر ہی بیٹھ گیا۔ اجالا پھیلتا گیا۔ سورج کی پہلی کرن نمودار ہوئی۔ کہیں سے مرغے کے بولنے کی آواز آ رہی تھی۔

جیف نے نرم لہجہ میں کہا "کتنا تعجب ہوتا ہے۔ مجھ کو جب میں اس کے متعلق سوچتا ہوں ——— جب میں یہ سوچتا ہوں کہ اس سے پہلے ساری دنیا میں صرف دو آدمیوں نے اس آپریشن کو کیا ہے، اور پھر میں سوچتا ہوں کہ میں نے اس کو یہاں بغیر کسی خاص آلے کے کر لیا۔ آپ سمجھے —— بغیر کسی آلے کے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں" گڈن نے کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ کتنے آدمی ہر سال اس مرض میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہیں۔ شاید ہزاروں دیہاتی ڈاکٹر اس کو پرانی بدہضمی، یا معدے کی سمیت، یا پھوڑا کہتے ہیں لیکن یہ آنتوں کا مرض ہے۔"

گڈن نے سر ہلا کر اپنا ایک ہاتھ جیف کے شانے پر رکھ دیا

"آپ نہیں چاہتے تھے کہ میں یہاں آؤں۔"

"ہاں میں نہیں چاہتا تھا" گڈن نے تسلیم کیا "اس کی ایک وجہ تھی جیف!"

"وجہ تو کوئی بھی نہیں ہے" جیف نے کہا "آپ کو معلوم ہے کہ جب میں بچہ تھا تو آپ پر رشک کیا کرتا تھا ——— آپ میں طاقت تھی اور آپ ایک نئی دنیا بنا رہے تھے۔ لیکن اب میں آپ پر رشک نہیں کرتا، اور اب میرا خیال ہے کہ میں آپ کو جاننے لگا ہوں ——— میں اس تعمیر کے کام کو جاری رکھوں گا۔ ——— میں تعمیر کروں گا۔"

"تھوڑی سی نیند لینے کی کوشش کرو"

"اب مجھے نیند نہیں آئے گی" جیف نے مسکرا کر کہا "اب میں کس طرح سو سکتا ہوں؟"

ایک ہفتہ بعد جیف اور ایلن کی شادی ہو گئی، کارویل کے سارے لوگ اسکول کی عمارت میں جمع ہو گئے۔ پیٹر بھائی اپنی نئی سیاہ قبا پہن کر آئے تھے۔ انھوں نے کہا

"جیف جیکسن! کیا تم اس عورت کو قبول کرتے ہو؟"

گڈن دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ وقت کی رفتار کس قدر عجیب، آہستہ، اور یقینی ہوتی ہے۔ اس نے

محسوس کیا کہ ایک لحاظ سے وہ بوڑھا ہو گیا ہے اور اب اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ راچیل کو اپنے بازوؤں میں لئے ہوئے پیز بھائی کی آواز سنتا رہا ——— وہ آواز جو زندگی بھر اس کے ساتھ رہی، وہ یقینی، اعتماد کے قابل، اور کھنکتی ہوئی آواز ———

جیف نے اپنے مکان کے لئے اسکول کی عمارت کے قریب زمین کا ایک چھوٹا سا قطعہ منتخب کر لیا۔ یہ قطعہ سارے سماج کی مشترکہ ملکیت تھا۔ انھوں نے زمین کا ایک بڑا قطعہ اسکول اور قبرستان کے لئے علیٰحدہ رکھ چھوڑا تھا۔ جیف نے کہا کہ میرے لئے ان دونوں کے نزدیک رہنا ہی اچھا ہوگا۔ گڈن نے مکان کی تعمیر کا انتظام کیا۔ اس کام میں تو اب وہ کافی تجربہ کار ہو چکے تھے۔ عمارتی لکڑی پہلے سے ہی موجود تھی، اس کو کاٹ کر تیار کر لیا گیا۔ مینی بال واشنگٹن بہت اچھا معمار تھا۔ وہ انیٹیں جمانا خوب جانتا تھا۔ اس کو باورچی خانہ اور چمنیاں بنانے کا کام دیا گیا۔ جیف نے مکان کا نقشہ تیار کرنے میں کئی گھنٹے صرف کئے۔ ایک روشنی دار مریضوں کا کمرہ۔ دو بستروں کی جگہ، ایک بڑا کمرہ، جس کو کبھی آپریشن کے کمرے کی حیثیت سے استعمال کیا جا سکے۔ اس نے گڈن سے کہا۔

"یہ کارویل میں سب سے بڑا مکان ہوگا"

"مناسب ہے" گڈن نے اتفاق کیا

"لیکن یہ روپیہ کہاں سے آئے گا ؟ ———"

"میرے خیال میں اس کے لئے تو میرے پاس کافی روپیہ ہے" گڈن نے مسکرا کر کہا۔

"میں اب آپ سے روپیہ نہیں لوں گا۔ میں ابتک آپ سے روپیہ لیتا جا رہا ہوں۔"

"مجھے اس کی فکر نہیں ہے جیف۔ تمہیں ڈاکٹری کے سامان، بستروں اور فرنیچر وغیرہ کی ضرورت ہوگی نا۔ ؟ اور دوسری چیزیں بھی درکار ہوں گی۔

"لیکن کافی روپیہ کی لاگت آئے گی"

"ہم سب انتظام کر لیں گے۔ کچھ روپیہ تو کولمبیا ہی میں مل جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ چارلسٹن سے حاصل کیا جائے۔ ہم وہاں جلد ہی چلیں گے۔"

اس کو دوسرے کاموں سے بھی چارلسٹن جانا تھا لیکن اس نے سوچا کہ اگر وہ اور جیف مل کر ساتھ جائیں تو بہتر ہوگا۔ فی الحال جیف اور ایلن گڈن کے ساتھ ہی رہنے لگے۔ ایلن اور راچیل کے درمیان ایک گہرا تعلق تھا جس میں گڈن بھی شریک نہیں تھا۔ ایک دن جیف نے اپنے باپ سے پوچھا۔

"کیا ایلین سے میری شادی کو آپ میرے لئے نقصان دہ سمجھتے ہیں ؟"

"ہر آدمی کو اسی عورت سے شادی کرنی چاہیئے جس سے وہ محبت کرتا ہو۔" گڈن نے جواب دیا، اور یہی بات اس لئے اس نے اپنے دل سے بھی کہی، اور دوسری چیزوں کے ساتھ اس بات پر بھی اپنے دل کو یقین کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اس نے بعد میں یہ سمجھا تھا کہ مارچ ۱۸۷۰ء کی زیادہ تر دنیا بے وقوفوں کی دنیا تھی کیونکہ ان دنوں گڈن یہ مانتا تھا کہ سورج بے حس و حرکت اپنی جگہ پر ہے اور وہ وقت بھی ساکت ہے اور یہ عجیب سی باتیں تھیں لیکن ان سے بھی زیادہ عجیب بات یہ تھی کہ ان چند ہفتوں میں اس کو حقیقی خوشی حاصل تھی ——— گو بہت سی چھوٹی چھوٹی رنج دہ باتوں نے اس خوشی کے دامن پر دھبے ڈال دیئے تھے، پھر بھی وہ تھی ایک حقیقی خوشی۔ تقریباً ایک مدت کے بعد پہلی مرتبہ اس نے اپنی کتابیں ایک طرف رکھدیں وہ پڑھنا، مطالعہ کرنا، اور سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے اپنی نشست کا کمرہ جیف کو مطب کے لئے دیدیا اور وہ خود اپنا سارا وقت مارکس کے ساتھ کھیت پر گذارنے لگا۔

گو مارکس اور گڈن ایک دوسرے سے دور تھے۔ بنیادی باتوں میں اس قدر مختلف تھے لیکن وہ ایک دوسرے کو سمجھتے تھے اور اچھی طرح سمجھتے تھے۔ مارکس میں آگے بڑھنے کی وہ بے چینی نہیں تھی جو گڈن اور جیف میں پائی جاتی تھی، ان کے سامنے ساری دنیا ایک معمہ کی طرح تھی، جسکو وہ سمجھنا چاہتے تھے، لیکن مارکس کے نزدیک دنیا تنگ، سمجھ میں آنے والی، اور ایک لحاظ سے زیادہ مکمل تھی۔ پیٹر بھائی نے رنج کے ساتھ لیکن اچھی طرح سمجھ کر یہ تسلیم کیا تھا کہ مارکس ایک گنہگار ہے۔ وہ بے شرمی، لیکن بے شہوت کے عورت، جسم، چھاتیوں، اور رانوں کے حقائق سے محبت کرتا تھا۔ ——— اور حیوانی تندرستی اور آزادی نے اس کے پیالے کو زندگی کی شراب سے لبریز کر دیا تھا۔ وہ چھوٹا، دُبلا اور بھرمیلا تھا اور اس لئے کام میں گڈن سے بھی سبقت لے جاتا تھا۔ وہ گوروں کے ساتھ ان کے طریقے سے ہی شراب پیتا تھا۔ لیزی کارسن کے لڑکے جو کے ساتھ وہ شراب پر شراب پیتا اور بھرنے کی آدھے گیلن والی بوتل تک چڑھا جاتا اس کے باجہ پر پرانی چیزیں بھی نئی ہو جاتیں۔ دلدل کے تمام پرانے گیت اور غلامی کے قنوطی اور درد بھرے گانے وہ بجاتا تھا لیکن اس کی انگلیاں ان کو بھی کوئی نئی چیز بنا دیتی تھیں۔ وہ انھیں نئی دھنیں اور نئی زندگی بخش دیتا تھا ——— وہ گڈن کی پرستش کرتا تھا۔ وہ کپاس کی کھیتی سے واقف تھا۔ لیکن گڈن اس سے بھی زیادہ واقف تھا۔ وہ مٹی کی نبض کو جانتا تھا، لیکن اس معاملہ میں گڈن کے سامنے اس کو سر جھکانا پڑتا تھا انھوں نے

کھلیان میں بیٹھکر لوہے کی بھٹی گرم کی۔ اور گاڑی کے پہیوں کے لئے نئے پاکھے بنائے ______ گڈن کمر تک ننگا تھا اور بالکل لوہار کی طرح گھن مار رہا تھا، پینتالیس سال کی عمر ہونے کے باوجود ابھی اس کے بازوؤں کی طاقت سلب نہیں ہوئی تھی۔ گھن بار بار لوہے پر گرتا تھا اور اس کی آواز دنیا میں گونج اٹھتی تھی ــــ "نشانہ کو باندھو ______ نشانہ کو باندھو ______ " لڑکے نے لوہے کا رخ پلٹتے ہوئے گایا۔ نشانہ کو باندھو ______ نشانہ کو باندھو ______ نشانہ کو باندھو " ا ______ اور گڈن گھن چلاتا رہا۔ اس کے چہرے سے پسینے کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اس کے بعد انھوں نے بچا ہوا گھاس اور بھوسہ ایک نئے کھلیان میں منتقل کر دیا ______ اپنے بیلچوں سے کام کرتے وقت وہ دونوں گا رہے تھے۔ ــــ

تھکا، ہارا بوڑھا ہوں میں
مری پیٹھ بھی اب تو خم ہو گئی ہے

انھوں نے کھیتی کے لئے درخت، اور جھاڑیاں کاٹ کر دلدل کو صاف کر لیا۔ دو دھاری کلھاڑیوں سے لگاتار ضربیں لگائیں، اور گندی حالت میں لیکن خوش خوش گھر لوٹ آئے۔

جیف نے گڈن سے کہا "اس عمر میں آپ کو ایسے سخت کام نہیں چاہئیں۔"

"اس عمر میں!" گڈن مسکرایا۔

"یہ کام آپ ہمیشہ تو کرتے نہیں ہیں۔ کیونکہ سال کے زیادہ حصہ میں آپ کو بیٹھے بیٹھے کا کام کرنا پڑتا ہے۔"

ایک دن گڈن اور مارکس شکار کھیلنے گئے۔ گڈن کے ہاتھ میں رائفل تھی۔ وہ ہرن کا شکار کرنا چاہتا تھا لیکن مارکس نے خرگوش مارنے کے لئے ایک چھوٹی بندوق اپنے ساتھ رکھ لی تھی۔ انھوں نے، دوربینیں رکھیں۔ جیبوں میں روٹیاں بھر لیں اور صبح کی سردی میں باہر نکل کھڑے ہوئے۔ وہ اپنا گیت نرم لہجہ میں اور بڑی خوشی کے ساتھ گا رہے تھے۔

میرے والد شکار کرنے گئے
اے محافظ خدا، کرم کرنا
میرے والد شکار کرنے گئے
اے محافظ خدا، کرم کرنا

کتنے گھنٹوں میں ان کے آگے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ انھوں نے ایک دوسرے سے کوئی زیادہ بات چیت نہیں کی، اور وہ کبھی اس کا خیال بھی نہیں کرتے تھے کیونکہ ان کے پاس ایک دوسرے سے کچھ کہنے کے لیے تھا ہی نہیں، اور یوں ہی اُن میں خوب نباہ ہوتا تھا۔

گھر واپس آنے تک شام ہو گئی۔ گڈن کو تو جنگل میں ہرن کا بال تک نظر نہیں آیا۔ مارکس البتہ اپنی جھولی میں موٹے موٹے خرگوش لئے ہوئے تھا ——— اس نے کھلیان میں جاکر ان کی کھال اُدھیڑی۔ گوشت صاف کیا اور کتوں کو ان کا انعام دے دیا۔ گڈن گھر میں چلے گئے۔ جیبٹ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ ——— اس کا چہرہ تمتمایا ہوا تھا اور آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ گڈن نے ایسی حالت میں اس کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ اپنے باپ کو نشست کے کمرے میں لے گیا۔ وہاں ایبز لیٹ اپنے بڑے اور سرخ رنگ ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑے ہوئے بیٹھا تھا۔

"کیا بات ہے؟" گڈن نے دریافت کیا۔

ایبز لیٹ نے تعجب سے گڈن کی طرف دیکھا۔

"خدا کے لئے بتاؤ تو سہی کہ کیا ہوا؟" گڈن نے کہا۔

جیبٹ نے سونے کے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ وہاں راچیل بیٹھی تھی۔ اس کا چہرہ احساسات سے عاری نظر آتا تھا۔ بستر پر ایک آدمی آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا۔ اس کا جسم بھی بڑی مشکل سے اور بہت کم حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اور سارے کے سارے بدن پر پٹیاں لپٹی ہوئی تھیں۔

"میک ہیو!" گڈن نے کان میں کہا

"جی ہاں" جیبٹ نے جواب دیا

گڈن نے بستر کے قریب جاکر کہا "فریڈ ——— فریڈ"

میک ہیو بے حس و حرکت لیٹا ہوا کراہتا رہا۔ گڈن نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کہا "فریڈ۔ میں ہوں گڈن!"

وہ نشست کے کمرے میں واپس آگیا۔ مارکس بھی وہیں آگیا۔ "کیا اس کو دُرّے مارے ہیں؟" گڈن نے پوچھا۔

"ہاں یوں ہی سمجھ لیجیے کہ دُرّے مارے ہیں۔"

"اور اس کی بیوی ؟"

"وہ مر گئی۔" ایبنزلیٹ نے آہستہ سے کہا "حرامی بچوں نے اس کو قتل کر دیا۔ وہ ناپاک حرامی بیٹے اس کو بستر سے کھینچکر باہر لائے، اور مار ڈالا"

"وہ کون ؟" گڈن نے پوچھا۔

جیف نے وہ سب کچھ بتا دیا جو اس کو نیم بیہوشی کے عالم میں میاں بیوی نے بتایا تھا ——— کل رات گلان کے چھ آدمی سفید لباس پہنے ہوئے اس کے گھر پر آئے تھے۔ وہ بستر سے اٹھے اور اس کی بیوی کو گھسیٹ کر باہر لے آئے حالانکہ وہ برابر التجائیں کرتا رہا کہ اس کی بیوی بیمار ہے اور وہ مر جائے گی۔ وہ انھیں گھسیٹ کر کھلیان میں لے گئے۔ وہاں انھیں ایک ستون سے باندھ دیا اور دُرّے مارنے لگے۔

"میں نہیں سمجھتا کہ اس کی بیوی کو دُرّوں کی کوئی تکلیف ہوئی ہوگی۔ اس کو تو فوراً غش آگیا ہوگا زخم کھلتے ہی اس کی جان نکل گئی ہوگی۔ لیکن بیچارہ فریڈ بندھا ہوا اس کی لاش کو دیکھتا رہا اور تین بجے کے قریب ہم نے اس کو اس حالت میں پایا۔" جیف نے کہا۔

"کیا وہ بچ جائے گا ؟" گڈن نے کہا۔

ایک عجیب مسکراہٹ کے ساتھ جیف نے جواب دیا "یہ تو ایک علمی سوال ہے اسکا دماغ خراب ہو گیا ہے اور بازو بھی بے کار ہو چکے ہیں، وہ اب کام کے قابل نہیں رہے گا۔"

ایبنزلیٹ نے کہا "جانتے ہو گڈن کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم کیا کرنے والے ہو ؟"

"اب وقت آگیا ہے کہ ہم ان کو بتا دیں ——— آگیا ہے نا ؟" جیف نے کہا

"انھیں بتانے سے کیا فائدہ ؟"

"میرے خیال میں اب وقت آگیا ہے کہ آپ ان کو بتا دیں کہ ———" جیف نے کہا

"اچھا تو کل ہم ایک جلسہ کریں گے" گڈن نے سر ہلا کر کہا۔

جیف دروازہ پر مارکس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے بازو سے اس کو پکڑ کر روک لیا۔ اور کہا "مارکس ! ..."

"ہاں"

"تمھارے دل میں میرے خلاف کیا بات ہے؟"

"تمھارے خلاف ——— تمھارے خلاف میرے دل میں کچھ بھی نہیں ہے"

"کیا ہم اسی طرح زندگی بسر کریں گے؟"

"ہم اچھی طرح ہی تو بسر کر رہے ہیں" مارکس نے کہا

"میں نے کیا قصور کیا ہے؟ جیف نے کہا۔

"کچھ بھی نہیں کیا تم نے۔"

"کیا وجہ ہے کہ میں باہر چلا گیا۔ اور تم یہیں ٹھہرے رہے؟"

"نہیں تو ———"

"تو پھر کیا ہے؟"

"کچھ نہیں ———" مارکس نے کہا۔ "کتنی بار کہوں کہ کچھ بھی نہیں ہے۔" مارکس نے کہا۔

"اچھا غصہ مت کرو؟"

"میں کب غصہ کر رہا ہوں"

"تمھیں یاد ہے کہ ہم جب بچے تھے تو ہمارے تعلقات اس وقت سے مختلف تھے

"بچپن میں ہر چیز مختلف ہوا کرتی ہے"

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں گڈن کے خلاف ہوں۔

مارکس خاموش رہا

"تم یہ سمجھتے ہو۔ کیوں نا؟"

مارکس اب بھی خاموش رہا

"تمھیں معلوم ہے کہ اب کیا ہونے والا ہے؟ کیا انھوں نے تم کو بتایا ہے کہ ان کے خیال میں کیا ہونے والا ہے؟"

"نہ میں نے پوچھا، اور نہ انھوں نے بتایا" مارکس نے کہا۔

"ان کے خیال میں اب سب کچھ ختم ہو جائے گا ——— کیا تمھیں معلوم ہے؟"

مارکس نے انکار میں سر ہلایا

"تم کیا کرو گے؟"

وہی بتائیں گے کہ کیا کرنا چاہیئے" اور کس نے جواب دیا

اسکول کی عمارت آدمیوں سے بھر گئی، کالے اور گورے آدمی کام کرنے کے کپڑوں ہی میں آ گئے ——— نیلے پتلون، نیلے کوٹ، خاکی اور سرخ قمیض اور چمڑے کے بھاری بھاری جوتے۔ گورے آدمیوں کی گردنیں اور کہنیوں تک ہاتھ کھلے تھے اور بدن کے کھلے ہوئے حصے دھوپ سے جھلس گئے تھے، اسکول ماسٹر، دنمتر وپ نے گنتی کی۔ اٹھارہ اور انیس سال کے لڑکوں کو ملا کر کمرے میں پچاس سے زیادہ لوگ تھے۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر، دوسرا پادری، تیسرا اسکول ماسٹر اور چوتھا کانگریس کا ممبر تھا ——— باقی سب کے سب کسان تھے، لہٰذا وہ خاص طور پر کپاس کی کھیتی کرتے تھے، اور تمباکو چاول اور گیہوں کی فصلیں بھی بوتے تھے۔ ان کے پاس مویشی، سور اور گھوڑے بھی تھے۔ اب ان کا ایک سماج تھا، جو کارڈیل کہلاتا تھا۔ جو کچھ انھوں نے بنا لیا تھا، اس کا وجود ایک مدت پہلے نہیں تھا، اور جنوبی علاقہ میں اور کہیں ایسی بستی نہیں تھی۔ جنگ تباہی، موت، نجات اور افلاس نے ان کو ایک کر دیا تھا۔ سچ پوچھو تو، انھوں نے یہ سب کچھ کسی اور چیز سے نہیں بنایا تھا، اور وہ چاروں طرف دیکھ کر یہ کہہ سکتے تھے کہ یہ یا وہ یا ہر چیز ہمارے ہاتھوں نے بنائی ہے۔ انھوں نے اسکول، مکان، جھگیاں، خیالات غرض کہ ہر چیز کو اپنے درمیان پیدا کر لیا تھا کیونکہ پہلے ان میں سے کسی بھی چیز کا وجود نہیں تھا۔ جاگیرداروں کے دور سے لے کر جمہوریت کے عہد تک جتنی بھی طویل صدیاں تھیں وہ سب کی سب انھوں نے ایک ہی لا ثانی قدم سے طے کر لی تھیں۔

جب گڈن نے ان کے سامنے کھڑے ہو کر انھیں دیکھا، تو لا، ان کی صورتیں یاد کیں، اور ایک ایک کی زندگی کا جائزہ لیا تو تعمیر کے عہد سے متعلق تمام خیالات اس کے ذہن میں پیدا ہو گئے۔ جیسے تعمیر کرنا چاہتا تھا ——— اور گڈن کی آنکھوں کے سامنے یکایک ایک انوکھی مستقبل کا نظارہ آ گیا تھا۔ اس نے لوگوں سے کہا

"تم سب مجھ کو جانتے ہو۔ میں نے پہلے بھی تم سے گفتگو کی ہے"

وہ اس کو جانتے تھے، انھوں نے اس کو ووٹ دیا تھا۔ جب وہ اپنی گاڑیاں لے کر ہر سمت میں بیس بیس میل کے فاصلے پر گئے تھے، تو انھوں نے ہر جگہ کے لوگوں سے کہا تھا کہ گڈن جیکسن کو ووٹ دینا کچھ معنی رکھتا ہے۔

"میک بھو کے ساتھ جو کیا گیا، وہ تمھیں معلوم ہے۔ ہم نے آج صبح ہی اس کی بیوی کو

دفن کیا ہے۔ اس بستی سے باہر ہمارے چھوٹے سے قبرستان میں چار شخص ایسے دفن ہیں جن کی موتیں تشدد سے واقع ہوئی ہیں۔ جن کو گذشتہ آٹھ سال کے اندر کارویل میں قتل کیا گیا ہے۔ یہ ایک بھیانک چیز ہے۔ کسی بھی مقصد کو پورا کرنے کے لئے انسان کو جان سے مار ڈالنا، ایک بھیانک کارنامہ ہوتا ہے۔ لیکن آزاد لوگوں میں دہشت پھیلانے کے لئے کچھ لوگ درندوں کی طرح قتل و غارت گری کر رہے ہیں۔ تمھیں معلوم ہے کہ فریڈ ریاک ہیو کو کیوں ورّے لگائے گئے؟ اور اس کی بیوی کو موت کی اذیت کیوں دی گئی؟ ——— اس کا صرف ایک مقصد ہے اور وہ مقصد کارویل کے گورے لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ وہ اب کالے آدمیوں کے ساتھ مل کر نہ رہ سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی کام کر سکتے ہیں۔"

"یہ چیزیں اتنی اہم کیوں ہیں؟ ——— یہ بات اتنی ضروری کیوں ہے کہ گورا آدمی حبشی سے نفرت کرنے لگے، اسکو ٹھکرائے اور اس کو ذلیل کرنا سیکھ جائے؟ اور اس کے بدلے میں کالا آدمی گوروں سے ڈرنے لگے۔ ان سے کترائے اور ان پر اعتبار کرنا چھوڑ دے؟ کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ کالے اور گورے کا ایک دوسرے سے نباہ ناممکن ہے، اور وہ ساتھ مل کر نہ رہ سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی کام کر سکتے ہیں؟ لیکن کارویل کی بستی اور جنوبی علاقہ میں کارویل جیسی ہزاروں بستیوں نے جو عملی ثبوت پیش کیا ہے۔ وہ اس سے مختلف ہے ——— ——— کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ نسل خالص نہیں رہیگی۔ ایک کا خون دوسرے سے مل جائیگا اور کالے لوگ گوروں کو بدچلن بنا دیں گے۔ جیسا کہ کلان کے ممبر سارے جنوبی علاقہ میں شور مچاتے پھر رہے ہیں۔ لیکن ہم یہاں ایک مدت سے ساتھ ہی رہتے سہتے ہیں۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔ ہمارے بچے اس اسکول میں ساتھ بیٹھکر ہی پڑھتے ہیں۔ مگر ایسا تو آج تک نہیں ہوا۔ تو پھر کیا وجہ ہے؟ ——— آخر وہ کون سا گناہ ہے، جو جنوبی علاقہ میں کئی جگہ کالوں اور گوروں کے شانہ بشانہ ملکر کام کرنے کے نتیجہ میں سرزد ہو جاتا ہے؟ ——— اس سوال کے جواب سے واقف ہونا نہ صرف کالے لوگوں بلکہ گوروں کے لئے بھی بہت ہی اہم ہے:

"میرے دستو! میں تم کو خوفزدہ کرنا نہیں چاہتا۔ خدا جانتا ہے کہ واشنگٹن میں میرے لئے خوف کے کئی اسباب تھے لیکن جب میں کارویل واپس آیا تو مجھ کو ہر چیز مختلف معلوم ہونے لگی۔ کارویل کو دیکھکر مجھے یقین ہو گیا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ لوگ میرے دوست ہیں جو مجھکو اس وقت سے جانتے ہیں جبکہ میں غلام تھا اور انھیں معلوم ہے کہ کس طرح سے میں اپنے آقا ڈڈلی کارویل کے پاس سے بھاگ گیا تھا اور کس طرح سے میں نے اور تم میں سے بہت سوں نے

واپس آکر ایک ایسی سرزمین پر قدم رکھا تھا۔ جو اپنے ظالم آقا اور اس کے اوورسیروں، کوڑے لگانیوالوں اور جبر و تشدد سے پاک ہو چکی تھی۔ میں نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی، اور دیکھا کہ یہاں زندگی بسر کرنے کی اچھی اچھی چیزیں ہیں اور میں نے اپنے دل سے کہا کہ مجھے بھیانک خوابوں میں جو بڑی بڑی چیزیں نظر آیا کرتی ہیں۔ وہ یہاں نہیں ہیں۔ وہ کسی بھی ایسی جگہ پر نہیں ہو سکتی ہیں۔ جہاں ہم کو تعمیر کرنے کی آزادی دی جائے گی لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں کچھ عرصے کے لئے ایک خواب خرگوش میں مبتلا ہو گیا تھا۔"

"وہ زمانہ گزر گیا میرے دوستو! اب میں تم کو حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں تمھیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ کیوں فریڈمیک ہیو میرے گھر پر زخمی پڑا ہوا ہے۔ اس کے بازو اکھڑ کر بیکار ہو گئے ہیں۔ اس کی بیوی مر چکی ہے اور اس کا دماغ بے کار ہو چکا ہے۔ میں تمھیں بتانا چاہتا ہوں کہ کیوں جب میں اپنے لڑکے کے ساتھ واشنگٹن سے یہاں آرہا تھا تو ہم کو ایک علیحدہ ڈبے میں بیٹھنے پر مجبور کیا گیا۔ جس پر لکھا تھا "سیاہ فام"۔ میں تمھیں بتانا چاہتا ہوں کہ ٹیکساس سے ورجینیا تک کیوں سارے جنوبی علاقہ کی فضا میں درد و کرب کی کراہیں گونج رہی ہیں اور سب سے زیادہ اہم بات جو میں تم کو بتانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اب سے گورے آدمی کو کالے لوگوں کے پیچھے اسی طرح سے لگانے کی کوشش کی جائے گی، جس طرح کہ بھیڑ کے پیچھے کتے کو دوڑایا جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس میں کامیاب ہو گئے تو پھر کارویل جیسی کوئی بستی باقی نہیں رہے گی۔"

"یہ کیا بات ہے کہ ہمارے کارویل کا کوئی آدمی بھی کلان میں شامل نہیں ہے؟ —— ایسا کیوں ہے کہ سارے جنوبی علاقے میں ایماندار اور محنتی کسان اپنی کھیتی کے کام سے کام رکھتے ہیں اور کلان میں شامل نہیں ہوتے؟ —— اخبارات لکھتے ہیں کہ یہ تو شکست خوردہ مصیبت زدہ اور تباہ شدہ جنوبی علاقہ کا ایک جائز احتجاج ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر بتاؤ کہ کلان میں کس قسم کے لوگ شامل ہیں؟ —— یہ تنظیم کیسے پیدا ہوئی۔ اس کو کس نے منظم کیا ہے؟ —— اگر اس کا مقصد جنوبی علاقہ کو وحشی حبشیوں سے محفوظ رکھنا ہے تو پھر یہ ہر ایک کالے آدمی پر دو گورے کیوں مارتی ہے؟ اور اس نے یہاں کارویل میں فریڈمیک ہیو، اور اس کی بیمار بیوی پر کس لئے قاتلانہ حملہ کیا ہے؟ ——"

"مجھے یہ سمجھنے میں کافی وقت لگا کہ کلان کیا ہے؟ —— وہ کس طرح چلتی ہے اور یہ تنظیم کیوں بنائی گئی ہے؟ لیکن اب ہم سب کو معلوم ہو گیا ہے کہ کلان کے کیا مقاصد ہیں۔ وہ جنوبی علاقہ میں جمہوریت کو تباہ کر کے آزاد کسانوں کو ختم کر دینا چاہتے ہیں اور اس مقصد کو

حاصل کرنے کے لئے وہ کالے آدمیوں اور کالے اور گورے لوگوں میں پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں
اب کالے آدمی کی حیثیت ایک چپراسی کی ہو جائے گی اور یہ حیثیت جنگ سے پہلے کی غلامی سے
کچھ زیادہ مختلف نہیں ہوگی اور کیونکہ وہ درامہل غلام ہو جائے گا۔ اس لئے غریب گورے بھی
اس کے ساتھ ہی نیچے گرا دیے جائیں گے اور ایک بار پھر صرف چند گنے چنے لوگ جنگ کے
پہلے کی طرح بڑے اور طاقتور ہو جائیں گے ——— صرف چند لوگ ——— اور باقی
سب کے لئے افلاس، بھوک، اور نفرت ہوگی۔ ایسی نفرت جو بیماری بن کر اس قوم میں سرایت
کر جائے گی ———"

"یہ تھا وہ گناہ" ——— جو کاروبل میں فریڈمیک ہیو نے کیا تھا۔ اسکو اذیت
دی گئی، تاکہ ایبنر لیٹ، جیک سٹر۔ فرینک کارسن، لیبرلی کارسن، ول بون اور یہاں کا ہر گورا آدمی
عبرت حاصل کرے، اور وقت آنے پر اپنے صحیح فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرے۔ اب ہم اس
حالت پر پہونچ چکے ہیں، اور ہمارے سامنے یہی راستہ ہے کہ کوئی راستہ نہیں ہے ——— کلان
میں شامل ہو جاؤ ——— کلان کا ساتھ دو، ——— مداخلت بھی نہ کرو، اور اپنے آپ کو تباہ
کر لو۔ تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ ——— یہ وہ گندے، گھناؤنے، بیمار اور پست
ذہنیت کے بدمعاش ہیں جو پہلے بردہ فروش، اوور سیر، دُرّہ زن، جلاد، قمار باز، دھوکے
باز اور ضلعوں کے افسر تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ہاتھوں میں بندوقیں لے کر بہادر بن گئے
ہیں ——— لیکن اتنے بہادر نہیں ہیں کہ لڑائی کے کھلے میدان میں تمہارے مقابلے پر آجائیں۔
——— ہاں یہ اتنے بہادر نہیں ہیں کہ ہمت کے ساتھ موت کا مزہ چکھ سکیں، اور بہادری کے ساتھ
اس طرح سے لڑتے ہوئے مارے جائیں، جس طرح کہ جنوبی علاقہ کے ہزاروں سپوت اپنے وطن کی
محبت میں مارے گئے تھے ———، مجھے ان لوگوں کا کردار بیان کرنے کی کوئی خاص ضرورت
نہیں ہے۔ ان کا کردار تو اسی وقت ظاہر ہو گیا جبکہ وہ سیلی میک ہیو کو بستر سے گھسیٹ کر لائے
اسکو ہاتھ باندھ کر لٹکا دیا۔ اور اتنے دُرّے لگائے کہ وہ مر گئی۔ یہ تو اسی سے ظاہر ہے کہ وہ کیا ہیں؟
وہ اس زمین کا فضلہ ہیں، تلچھٹ ہیں، لیکن ہمارے اس جنوبی علاقہ میں ان سے ایک ایک
پر سو سو اچھے اور شائستہ لوگ بستے ہیں۔ مگر یہ فضلہ منظم ہو چکا ہے، اور اچھے لوگ منظم نہیں ہیں
ان کے پاس دولت ہے، اور واشنگٹن میں ان کی طرف سے وکالت کرنے کے لئے کرایے کے
ٹٹو بھی موجود ہیں اور بڑے بڑے کاشتکار ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں لیکن ہمارے پاس
ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اس کے لئے کم از کم میں تو خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔"

"میں کیا کرنا چاہتا ہوں ؟ ——— میں جانتا ہوں کہ میرا دوست ایبنرلیبٹ کیا کرنا چاہتا ہے ؟ وہ اپنی بندوق سے جاسن ہگر کو مارنا چاہتا ہے۔ لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ غصے سے پاگل ہوکر ہم بھی اسی طرح سے قتل و غارت گری کرنے لگیں جس طرح سے کہ وہ کرتے ہیں ——— نہیں، یہ تو صحیح طریقہ نہیں ہے۔"

"تو پھر کیا طریقہ ہے گڈن ؟" ایبنرلیبٹ نے چلاکر کہا "تم ہم کو واشنگٹن کی کارروائی کیوں نہیں بتاتے ہو ؟"

"میں بتاتا ہوں، واشنگٹن میں ہم کو بیچ دیا گیا۔ ہم کو بیچ دیا ہے ریپلکن پارٹی نے میری پارٹی نے۔ ابراہم لنکن کی پارٹی نے ! ——— اور ہماری قیمت تھی صدارت کا عہدہ، بڑے کاشتکاروں نے یہ قیمت ادا کردی ہے۔ اور اس کے عوض میں جب ہیز صدارت کا عہدہ سنبھالے گا تو یونین کی فوجیں، کولمبیا، چارلسٹن اور سارے جنوبی علاقہ سے واپس بلالی جائیں گی ——— اور پھر یہاں کلان کا ہی قانون چلے گا۔"

"تم یہ بات تسلیم کرتے ہو ؟"

"میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ میں تم کو حقیقت سے آگاہ کردوں گا لیکن ہم کیا کریں۔ کیا اپنے ہوش و حواس کھو دیں، قتل و غارتگری کریں، خود ہی اپنے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں۔ اس سے پہلے کہ وہ تیار ہوں، ہم خود ہی ان کے لئے ان کا کام کرنے لگیں۔ کیا تم یہی چاہتے ہو ؟" ——— گڈن رک کر، ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا تم یہی چاہتے ہو ؟" اس نے دہرایا۔

"اگر تم یہی چاہتے ہو تو پھر یہاں میرے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا ——— میں چلا جاؤں گا۔"

ایک طویل خاموشی طاری رہی ——— اور فرینک کارسن بولا "گڈن کہے جاؤ اور ہم کو بتاؤ کہ تم کیا سوچتے ہو ؟"

"اچھا تو پھر یاد رکھو کہ ہم اب بھی طاقتور ہیں۔ یہاں اس کمرے میں ہم میں کے پچاس لوگ بیٹھے ہیں۔ ہمارے پاس اسلحہ ہیں اور ہم نے مل کر قواعد پریڈ اور کام کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اپنے حواس قائم رکھیں تو اپنی مدافعت آپ کرسکتے ہیں لیکن صرف مدافعت سے کام نہیں چلے گا۔ شاذ و نادر شکست کا نتیجہ بھی شکست ہی ہوتا ہے۔ ہمیں دوسروں کیساتھ مل کر تنظیم کرنی ہوگی۔ سارے جنوبی علاقے میں ہم جیسے ہزاروں ہی موجود ہیں۔ میں نے چارلسٹن

جاکر فرانسس کارڈونو اور دوسرے حبشی لیڈروں سے ملنے کا طے کرلیا ہے۔ گورے لیڈروں میں سے اینڈرسن کلے اور آرنلڈ بر بھی موجود ہوں گے۔ شاید ہم سب سر جوڑکر کوئی تدبیر نکال سکیں۔ لیکن میں تم سے کوئی وعدہ نہیں کر رہا ہوں، مجھے کوئی زیادہ امید نہیں ہے ـــــ مجھے نہیں معلوم ـــــ لیکن مجھے کوشش کا موقع دو، اس کے بعد دوسری چیزوں کے لئے بھی وقت ملے گا۔ مجھے کوشش کرنے دو، اور جاسن ہگر کو بھی زندہ رہنے دو۔ میری کوشش سے ایسی کوئی تبدیلی نہیں ہوگی کہ موت واقع ہو جائے ـــــ اگر تم مجھ کو ایک موقع دو تو ـــــ"

لوگ بیٹھے رہے اور بعض کے سر ہلنے لگے " اچھا ٹھیک ہے۔ ایبز لیٹ نے نرمی سے کہا "کرو کوشش "۔

ایلین کو نیند نہیں آئی۔ تمام رات دیوار سے لگی ہوئی وہ میک ہیو کی نرم اور کمزور کراہنے کی آواز سنتی رہی۔ اسکا جسم، اس کی کراہ، اور اُسپر کئے ہوئے ظلم کے خیال سے اسکے ذہن میں ایسی یادیں بیدار ہونے لگیں جن کو وہ بھول جانا چاہتی تھی۔ اُس کو اپنا جنگل میں چھپنا یاد آیا۔ موت یاد آئی اور دل دہلانے والی چیخیں کانوں میں آنے لگیں۔ وہ لیٹے لیٹے کانپنے لگی۔ اور جب یہ کیفیت برداشت سے باہر ہوگئی تو اس نے جیف کو جگا دیا۔

"کیا ہے؟ کیا ہے، میری پیاری؟"

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"ڈرنے کی تو کوئی بھی چیز نہیں ہے۔"

"مجھے ڈر لگ رہا ہے" ـــــ اس نے جیف کے جسم کو اپنے ہاتھوں سے محسوس کیا۔ اس کی مضبوط گٹھی ہوئی رانیں، اس کا چوڑا چکلا سینہ، چکنی اور ڈھیلی پڑی ہوئی مچھلیاں، جن کی تہیں اس کے سارے جسم پر تھیں، اس کی گردن، ٹھوڑی، آنکھیں، اور منہ ـــــ ان سب کو اس نے محسوس کیا۔ رات کے وقت تاریکی میں وہ اور جیف دونوں ایک ہی ہو جاتے تھے۔ وہ اس سے لپٹ گئی اور گھبرا کر کہنے لگی " جیف، جیف جیف۔"

"میں یہیں ہوں ایلن ـــــ میں ہمیشہ یہیں پر رہونگا۔"

لیکن اس کا ڈر دور نہیں ہوا، اور وہ دل میں چبھنے والی کراہیں سنتی رہی، اور پھر یکا یک

جیسے ایک گہری تاریکی نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یہ تاریکی کا ایک کنواں تھا۔ جس میں لوگ آتے تھے اور باہر چلے جاتے تھے۔ اور وہ آنے جانے والے پرچھائیوں کے بنے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ان میں ایمن بی بھی شامل تھا۔ وہ پوری طاقت کیساتھ جیف سے چپک گئی۔ لیکن اس سے بھی کچھ نہ ہوا۔

کارڈوزو نے گڈن سے کہا" میں تمھارے اندیشوں کی سچائی سے تو منکر نہیں ہوں، لیکن تم انھیں جس ڈرامائی انداز میں پیش کر رہے ہو، مجھے اس سے انکار ہے۔"

" اور مجھے غیر مادّی چیزوں سے کوئی واسطہ نہیں، بلکہ مادّی شکل سے ہی مطلب ہے اور مادّی شکلوں کے ساتھ ہی مجھے اپنی زندگی بسر کرنا ہے۔"

اینڈرسن کلے نے کہا" میں گڈن سے متفق ہوں۔"

کارڈوزو کی نشست کے کمرے میں آٹھ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے پانچ کالے اور تین گورے آدمی تھے۔ ان میں سے ایک فلوریڈا سے۔ چار جنوبی کیرولینا سے، ایک جارجیا سے اور دو لوئزانا سے آئے تھے۔

انھیں گفتگو کرتے ہوئے تقریباً ۲ گھنٹے ہو گئے لیکن وہ کسی متفقہ نتیجہ پر نہیں پہونچ سکے، ان میں سے کچھ جوش میں تھے اور کچھ خوف زدہ۔ اور کم از کم آدھوں نے الفاظ کی پناہیں لے کر ایک عارضی موقع کا دامن پکڑ لیا تھا، وہ کبھی گول مول باتیں کرتے، کبھی اپنی کامیابیوں کا شمار کرتے، اور بتاتے کہ ہم نے کیا جیت لیا، کیا کر لیا، اور کیا فائدے حاصل ہوئے ـــــــ آخر کار گڈن نے تنگ آکر کہا۔

" میں کہتا ہوں کہ ختم کرو یہ باتیں ـــــــ یہ تو ماضی کے قصے ہیں، اور آج ان کا کوئی مطلب نہیں ہے۔"

" لیکن ریکارڈ ـــــــ درجنوں حبشی غریب گورے زیرین ایوان اور اسٹیٹ میں ہیں ریاستوں کی حکومتوں میں ہیں ـــــــ گورنر بھی ہیں ـ ـــــــ"

" لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ ہو چکا" گڈن نے کہا۔

" کس طرح سے ؟" کارڈوزو نے خاموشی کے ساتھ پوچھا، وکالت کے لہجہ اور خاموش آواز سے اس کی غیر معقول بات بھی معقول معلوم ہونے لگتی تھی" گڈن! تمھیں معلوم ہے کہ مجھ سے زیادہ تمھاری عزت اور کوئی نہیں کرتا۔ لیکن اگر تمھارے نکالے ہوئے نتیجوں کی زیادہ سے زیادہ

قدر بھی کیجائے تو کیا وہ محض تجرباتی نہیں ہیں؟"

"کیونکہ یہاں ایک کو سنگسار کیا گیا ہے، وہاں دوسرے کو اذیت پہونچائی گئی ہے دھمکایا گیا ہے اور کیونکہ سینٹر ہومز نے پہلے ہی یہ باتیں مجھ کو بتا دی تھیں، اس لئے مجھے آئندہ کے نتیجے نہیں اخذ کرنے چاہئیں" کیا آپ کا یہ مطلب ہے؟ ــــــ کیا میں کوئی ڈرانے والا ہوں۔؟"

"ہاں ایک حد تک"

"پھر بھی فرانسس پہلے تم ریاست کے خزانچی تھے۔ اور آج نہیں ہو۔ آخر اسکی تہ میں کون سی طاقتیں کام کر رہی تھیں؟ ــــــ اگر میں یہ کہوں کہ اب سے مجھے ایوان میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دیجائے گی۔ تو کیا تم اس کی آزمائش بھی ضروری سمجھوگے؟ ــــــ کیا میں اپنی ناک سے ذرا بھی آگے کی کوئی چیز نہیں دیکھ سکتا۔ اگر ایسا ہوتا، فرانسس تو میں کبتک غلام ہی رہتا اور دوسرے چالیس لاکھ حبشی بھی غلام ہی ہوتے۔"

ایک پستہ قد حبشی اور فلوریڈا کا سابق نمائندہ کبرآ بیچ میں بول اٹھا "گڈن! تمھاری ذات پر تو کوئی بھی شک نہیں کر رہا ہے۔"

"مجھے اپنی ذات کی دو پیسہ بھر بھی پرواہ نہیں ہے۔"

"لیکن گڈن! تم کہتے ہو کہ ریپبلکن پارٹی نے انتخابات جیتنے کے لئے جدید تعمیر کا سودا کر لیا ہے۔ پارٹی ہم ہیں۔ ہم نے اپنی زندگیاں پارٹی کو دیدی ہیں پارٹی نے ہمارے لئے جنگ کی ہے اور ہم کو آزادی دلائی ہے۔ تمھارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ تم کہتے ہو کہ جنوبی علاقے سے دس دن کے اندر فوجیں واپس بلالی جائیں گی ــــــ لیکن اسکا کیا ثبوت؟ ــــ تم کہتے ہو کہ دہشت زدگی ہوگی اور ہماری تعمیر کو برباد کر دیا جائے گا۔ لیکن کیا ثبوت ہے اس بات کا؟"

"اس کو برباد کیا جا رہا ہے" گڈن نے تھکے ہوئے انداز میں کہا، "اپنے چاروں طرف دیکھو دیل میں حبشی نہیں ہیں۔ بنچوں پر حبشی نہیں بیٹھ سکتے، یہ صرف گوروں کے لئے ہیں ــــ اور اسکولوں میں بھی حبشی نہیں ہیں۔ اسکول ہم نے بنائے تھے، لیکن اب وہاں حبشی نہیں ہیں۔ آج کوئی حبشی جج نہیں ہو سکتا کیونکہ وکیلوں کو اعتراض ہوتا ہے، گذشتہ سال تک ایک حبشی یا غریب گورا جج ہو سکتا تھا۔ لیکن آج بڑا کاشتکار یا اس کا زرخرید جج ہے اور وہ وکیل کے نسلی امتیاز پر مبنی اعتراض کی حمایت کرتا ہے۔ حبشی پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے لیکن جیوری میں کسی بھی حبشی

کو نہیں لیا جاتا۔"

"میں یہ مانتا ہوں کہ ـــــــ" کاڈوزو نے سر ہلا کر کہا " ہم ایک بڑی حد تک سمجھوتہ کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔"

"کیا یہ سمجھوتہ ہے ؟" اینڈرسن کلے نے مسکرا کر کہا "کیا فرانسس، تم جس ہوا میں سانس لے رہے ہو اس سے سمجھوتہ کرتے ہو؟ کیا تم اپنے کھانے سے سمجھوتہ کرتے ہو؟ یہ چیزیں یہی چیزیں تو ہمارا خون، ہڈیاں، اور رگ پٹھے بناتی ہیں! تم ڈاؤن کے اس لڑکے سے سمجھوتہ نہیں کر سکتے ہو تمھاری شہ رگ کا خون پینا چاہتا ہے! ـــــــ تم ایک گورے کی حیثیت سے بات کر لو اپنے ہر کسی کالے آدمی سے پوچھو کہ ـــــــ"

"گولی مارو اس کو۔ میرے کان پک گئے ہیں، یہی ایک بات سن سن کر۔! ہم نے جو کچھ بھی حاصل کیا وہ صرف اس وجہ سے کہ کالوں اور گوروں نے متحد ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا تھا ـــــــ گڈن ٹھیک کہتا ہے۔ اگر تمھارے طریقہ سے سوچیں گے تو ہم الگ الگ ہو جائیں گے ـــــــ ہم جہنم میں چلے جائیں گے"

ابیلس نے جو تین سال پہلے سکریٹری آف اسٹیٹ تھا، گڈن سے پوچھا۔ "لیکن صاف صاف کہو کہ پارٹی ہم کو کیوں بیچنے لگی۔ آخر اس کا کیا فائدہ ہوتا تھا؟"

"کیونکہ ہم سے جو کام لینا تھا، وہ پورا ہو چکا ہے۔ ہم نے بڑے کاشتکاروں اور زمینداروں کی کمر توڑ دی اور اب گزشتہ آٹھ سال کے اندر ہمارا ملک صنعتی ہو گیا ہے۔ ہماری قوم اب دنیا کی سب سے بڑی صنعتی مشین ہے۔ شمال کے سرمایہ داروں نے مغرب اور جنوب مغرب میں اپنا اقتدار قائم کر لیا اور یہاں جنوبی علاقہ میں بھی کارخانوں کی تعمیر شروع ہو گئی ہے۔ اب اگر بڑے کاشتکار اپنے غلاموں کو دوبارہ حاصل کر لیں تو کوئی ہرج نہیں ہے ـــــــ کیونکہ شمالی سرمایہ دار تو اپنا تحفظ کر چکے ہیں"

"اور عوام کی پارٹی ـــــــ؟"

"آج عوام کی کوئی بھی پارٹی نہیں ہے" کلے نے غرا کر کہا۔

کاڈوزو تھکے ہوئے انداز میں بولا "پھر بھی گڈن جو کچھ تم چاہتے ہو، وہ نہیں ہو سکے گا، حبشیوں اور غریب گوروں کی فوج کو از سر نو منظم کرنا ـــــــ یہ کس طرح سے ہوگا۔ اور پھر قانون کے خلاف ؟"

"عوام ہی قانون ہیں"

"گڈن! مجھے تم سے قانون کے اس قدر ابتدائی تصور کی توقع نہیں ہے۔ عوام کی آواز بھی ایک قانونی طریق کار کے ذریعے ہی قانون بنتی ہے۔"

"ہاں، یہ وہی طریق کار ہے کیونکہ دستور میں عوام کے اسلحہ رکھنے اور اپنی فوج بنانے کا حق تسلیم کر لیا گیا ہے۔"

"ہم اس معاملہ کو سب سے بڑی عدالت میں پیش کر سکتے تھے۔ لیکن اس میں کئی مہینے صرف ہو جائیں گے۔ تمھاری ایک رائے یہ بھی ہے کہ جنوبی علاقے کے تمام ان لوگوں کی ایک مجلس بلائی جائے جو تمبیر کے حامی ہیں۔ لیکن گڈن اس کا نتیجہ ضرور تشدد کی صورت میں برآمد ہوگا۔"

"اچھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ہم اپنی مدافعت کے لئے آواز بھی بلند کریں تو تشدد ہو جائے گی۔"

"ہاں"

گڈن نے کہا "اور اگر ایسا نہ کرنے کے باوجود تشدد ہو تو؟ —— جیسا کہ اب تک ہوتا چلا آیا ہے۔"

ابلیس نے سر ہلا کر کہا "کیا فائدہ جیکسن؟ —— کتنی بار ان دلیلوں کو ہم دہرا چکے ہیں۔"

"کیا آپ سب یہی محسوس کرتے ہیں"؟ گڈن نے پوچھا —— اب وہ تھک چکا تھا۔ کسی بھی چیز کو شروع کر کے ختم تو کرنا ہی ہوتا ہے —— اور یہی اس بحث کا خاتمہ تھا۔

"دوستو! کیا میں اب اس بحث کو ختم سمجھوں؟ —— ایک طرف تو ملک کا ہر اخبار ہمارے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کر رہا ہے —— ہم سونے کے اگالدانوں میں تھوکتے ہیں۔ ہماری قانون ساز مجلس کی دیواروں کو سجانے میں لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ ہم نے اس بے بس زمین کو چوس لیا ہے۔ ہم نے جنوبی علاقہ کی مردمی اور نسوانیت کو خراب کر دیا ہے اور ہم قالین بُننے والوں اور بدطینت یانکیوں کے اشاروں پر چلتے ہیں —— یہ سب باتیں میں اخباروں میں پڑھتا ہوں۔ ایک طرف تو یہ ہو رہا ہے۔ میرے دوستو۔ اور دوسری طرف یہاں بیٹھکر تم مجھ کو بتا رہے ہو کہ ہم اپنے بچاؤ کے لئے آواز تک نہ اٹھائیں، اور جنوبی علاقہ میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش بھی نہ کریں۔ مجھے اپنے وطن سے محبت ہے۔ دوستو! میں یہ تلخ باتیں نہیں کہنا چاہتا تھا۔ لیکن مجھے کہنا پڑ رہا ہے —— مجھے اپنے وطن سے

محبت ہے۔ کیونکہ یہ میرا اپنا ملک ہے۔ اس نے میرے ساتھ بھلائی کی ہے۔ اس نے مجھ کو عزت، ہمت اور امید بخشی ہے۔ لیکن اس راستے پر میرا کوئی ہم سفر نہیں ہے ——— دوستو!"

وہ خاموش بیٹھے رہے۔ بعض کی نگاہیں نیچے سے اوپر نہیں اٹھیں اور بعض گڈن کی طرف خالی آنکھوں سے دیکھتے رہے۔ اینڈرسن کلے کچھ مسکرایا۔

"تو پھر آپ سب مسٹر ابلیس سے متفق ہیں؟"

اب بھی خاموشی طاری رہی۔

"اور عجیب بات یہ ہے کہ ——— گڈن نے آہنگی کے ساتھ کہا" جن چیزوں کے سہارے آپ اب تک چلتے رہے، وہ بھی فراموش کر دیجائینگی۔ وہ کالے آدمی فراموش کر دیئے جائیں گے جو ایوان اور سینٹ میں بیٹھے تھے، اور وہ کالے آدمی بھلا دیئے جائیں گے جنھوں نے اسکول اور عدالتیں تعمیر کی تھیں ۔ اب ہم آدمی نہیں رہیں گے۔ وہ ہم کو اسوقت تک کچلیں گے۔ جب تک کہ ہماری انسانیت تباہ نہ ہو جائے گی۔ اور ہم گوروں سے اتنی ہی نفرت نہ کرنے لگیں گے، جتنی کہ وہ ہم سے کرتے ہیں۔ ہم کو اذیتیں دی جائیں گی۔ ہمارے خدوخال بگاڑ دیئے جائیں گے۔ اور اس طرح ہمارے ساتھ وہ سلوک کیا جائے گا، جو اس سے پہلے کسی بھی قوم کے ساتھ نہ ہوا ہوگا ——— اور پھر میرے دوستو کتنا عرصہ لگے گا۔ اس وقت کے آنے میں جبکہ ہم دوبارہ سورج کی روشنی دیکھیں گے؟ ——— کتنا وقت لگے گا؟ ——— کیا کبھی تم نے پوچھا ہے۔ اپنے آپ سے؟"

گڈن نے اینڈرسن کلے سے درخواست کی کہ وہ اس کے ساتھ چل کر جیف سے ملاقات کرے۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ چارلسٹن کی سڑکوں سے گزرنے لگے۔ ہر طرف دھوپ ہی دھوپ تھی۔ سڑکیں سنسان تھیں اور ان کے دونوں طرف مکانوں کی سفید دیواریں تھیں۔ یہ موسم بہار کا ایسا دن تھا کہ گڈن کو اسی شہر میں اپنے پہلے قیام کی یاد آگئی۔ کھجوروں کے درخت اپنی ہری بھری چھتریاں پھیلائے ہوئے کھڑے تھے۔ پرندے چہچہا کر اپنی چمکیلی کلغیوں کی جھلکیاں دکھا رہے تھے۔ آسمان ہلکا نیلا تھا اور اس میں کہیں کہرے کی دھاریاں پڑی ہوئی تھیں۔ جن چیزوں کو گڈن سالہا سال سے بار بار دیکھتا آیا تھا۔ وہ اب بھی جانی پہچانی تھیں، اور یہ جان پہچان اسکے غم کو غلط کر رہی تھی۔ یہ شہر اس قدر سنجیدہ، اتنا خوبصورت اور اس قدر شریفانہ طریقہ سے مہذب

تھا کہ وہ احتجاج یا دباؤ کی صورت میں نہیں بلکہ سادگی کے ساتھ اسکو یقین دلا رہا تھا۔
اینڈرسن کلے نے کہا "میں نے سوچا تھا کہ یہاں کچھ دن قیام رہے گا۔"
"رہنے کے لئے تو یہ بہت ہی اچھی جگہ ہے"
کلے نے تھوڑی دیر کے بعد کہا "گڈن! ایک لحاظ سے وہ ٹھیک ہی کہہ رہے تھے اور تم غلطی پر تھے۔ وہ زندہ رہیں گے اور تم ——————"
"وہ زندہ رہیں گے اور رفتہ رفتہ ان میں تبدیلی بھی آئے گی"! گڈن نے سوچتے ہوئے جواب دیا "ہر سال دباؤ میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ آج ایک چیز چھینی جائے گی۔ کل دوسری کی باری آئے گی۔ اور انھیں معلوم تک نہ ہوگا۔ کیا یہی بہترین طریقہ ہے؟"
"میں نے یہ تو نہیں کہا"
"لیکن تمہارا خیال تھا کہ ابتدا سے ہی اس میں کوئی جان نہیں ہے۔"
"گڈن! ہمیں کچھ علم نہیں تھا۔ ہم نے ابتدا میں قدم تو بڑھایا لیکن ہم اندھیرے میں بھٹکتے پھرے۔ ہمارے پاس صرف ایک خیال تھا، اور وہ خیال تھا تعمیر کا! —— اسکولوں کی تعمیر، عدالتوں کی تعمیر، اسپتالوں کی تعمیر، سڑکوں کی تعمیر، اور عوام کی تعمیر بھی اس میں شامل تھی۔ شاید تم یہ کہو کہ ہم سب نے یعنی تمہارے لوگوں اور میرے لوگوں نے یہ سمجھ کر کچھ پاگل پن سے کام لیا کہ آزادی کا راستہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہمارے سامنے کھلا رہے گا —— ان کو تو صرف تعمیر کی ہی دھن تھی۔ دوسرے لوگ اس تعمیر کو تباہ کرنا چاہتے تھے، اور اس مقصد کے لئے انھوں نے ایک تنظیم بنالی، اور گڈن، منظم ہونے کے لئے دس دن کافی نہیں ہوتے —— ایک سال کا عرصہ بھی اس کے لئے کوئی طویل عرصہ نہیں ہے۔"
"تو پھر کیا ہو؟"
"تو ہم لڑیں گے" کلے نے شانے سکیڑ کر کہا "ہم لڑیں گے، کیونکہ ہم پہلے بھی لڑ چکے ہیں اور ہم کو جنگ کی تربیت حاصل ہے، لیکن وہ اس کو بھی اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ اور ہم کو اکیلے ہی لڑنا ہوگا۔"
جیف تو بجانے کے قریب ان کا انتظار کر رہا تھا۔ گڈن نے کہا "میرا لڑکا ڈاکٹر جیکسن، جیف یہ ہیں میرے پرانے اور عزیز دوست اینڈرسن کلے۔"
جیف نے دراز قد گورے آدمی سے مصافحہ کیا
"سنا ہے کہ ڈاکٹر، تم چارلسٹن میں دوائیں اور سامان وغیرہ خریدنے آئے ہو۔"

"ہم کارویل میں، ایک چھوٹا سا اسپتال بنا رہے ہیں۔"

"ارادہ ہے کہ آئندہ سال میں کارویل آل ٹُل" کلے نے کہا۔

"نو سال سے تم یہی بات کہہ رہے ہو۔" گڈن نے مسکرا کر کہا، "اور ہر سال یہ بات آئندہ سال کے لئے ٹل جاتی ہے۔"

"ہاں لیکن آئندہ سال تو ضرور ہی آؤں گا گڈن!"

وہ سمندر کے کنارے کی طرف جا کر آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ کلے اور جیبٹ نے اسکاٹلینڈ دوائیوں اور ریاست میں اسپتال کھولنے کی کافی آسانیاں فراہم نہ ہونے کے متعلق گفتگو کی

"ہم کو مہلت دو بیٹے!" کلے نے کہا

"اور بڑے کاشتکاروں کے بڑے بڑے مکان خالی اور بیکار ہی پڑے ہوئے ہیں۔ ایسا ایک مکان کارویل میں بھی ہے ——— اسپتال کو کم از کم اتنا بڑا، ہوادار اور صاف تو ہونا چاہیئے۔" جیبٹ نے کہا۔

گڈن نے اینڈرسن کلے کی طرف دیکھا۔

"سیاسی مدبروں سے تو اس سے بھی بڑی باتیں بعید نہیں ہیں" جیبٹ نے کہا۔

"ہاں! نہیں ہیں" کلے نے سر ہلا کر کہا۔ "میں نے سنا ہے کہ تمھاری شادی ہوگئی ہے مبارکباد۔"

"شکریہ" جیبٹ نے کہا۔ اور پھر ایک لمحہ کے بعد ہی وہ بولا "تعجب ہے کہ مجھے آپ کے جلسے کی گفتگو کے موضوع سے کچھ بھی واقفیت نہیں ہے، اور شاید مجھے اس کی زیادہ پروا بھی نہیں ہے۔ ہم آخر جیسے تیسے گزار ہی رہے ہیں۔ ایک آدمی جس نے وائٹ ہاؤس میں رہنے کے لئے اپنی روح کو بیچ دیا ہو۔ کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔"

وہ آہستہ آہستہ چلتے رہے۔ ڈوبتے سورج نے خلیج کے پانی میں ایک بدلتے ہوئے رنگ کی چمک پیدا کر دی تھی۔ مرغابیاں پانی میں غوطے لگا کر فتح مندی کے ساتھ اوپر اڑ جاتی تھیں۔ ریل کے ایک بورڈ پر لکھا تھا "صرف گورے" ایک دخانی کشتی دھواں اڑاتی ہوئی بندرگاہ میں داخل ہو رہی تھی، کنارے کنارے ایک چھوٹی کشتی تیر رہی تھی جس میں لڑکوں کا ایک چھوٹا سا گروہ آپس میں ہنسی مذاق کر رہا تھا۔ قریب سے ایک گاڑی گھڑگھڑاتی ہوئی گزر گئی۔ سڑک کے اس پار ایک چھوٹا سا پارک تھا۔ اس میں سبزہ اگا ہوا تھا۔ آس پاس لوہے کا کٹہرہ لگا تھا۔ اس پارک میں دو بچے جھولا جھول رہے تھے۔

کاروِل میں واپسی پر کئی سال میں پہلی بار گڈن نے دیکھا کہ ہر چیز حسب معمول تھی، دوسرے دن جب بیٹر بھائی ملنے کے لئے آئے تو انھوں نے دیکھا کہ وہ ڈیوڑھی کے دروازہ پر بیٹھا ہوا ہے گھٹنوں پر کہنیاں ہیں اور ہاتھوں پر ٹھوڑی رکھی ہوئی ہے ۔

"گھنٹوں سے اسی طرح بیٹھے ہیں ، بیچے ——— " مارکس نے کہا

"شام بخیر، بیٹر بھائی" گڈن نے کہا

"تھک گئے، گڈن" بیٹر بھائی نے کہا۔

"اونھ"

بیٹر بھائی اپنی قبا کے دامن پھیلا کر اس کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ انھوں نے ہاتھ کی لکڑی دیوار کے سہارے ٹکا دی اور اس کے قریب ہی اپنا اونچا اور کالا ہیٹ رکھدیا۔ اسکے بعد ایک ٹھنڈی سانس بھر کر انھوں نے اپنے پاؤں پھیلا دیئے اور بولے

"بڑا لمبا راستہ ہے ۔ اور اب ہاتھ پاؤں میں پہلی سی طاقت بھی نہیں ہے ۔"

"نہیں ہے"

"ہاں وہ طاقت نہیں ہے ۔"

گڈن نے کوئی جواب نہیں دیا ، راچیل ڈیوڑھی میں آئی اور بیٹر بھائی کھڑے ہونے کے لئے اٹھنے لگے ۔

"نہیں، نہیں بیٹھے رہیئے ۔ میں آپ کو دیکھکر کتنی خوش ہوں ۔"

"شکریہ بہن"

"رات کو کھانا یہیں کھائیے ۔"

"ہاں، شکریہ" بیٹر بھائی نے کہا ۔ راچیل نے گڈن کی طرف دیکھا ۔ گڈن نے مڑکر اس کو نہیں دیکھا ، اور بیٹر بھائی نے اپنا سر ہلایا ۔ راچیل ایک لمحے کے لئے کھڑی رہی ، اور پھر گھر میں واپس چلی گئی ۔ بیٹر بھائی پھر بیٹھ گئے ۔

بہن راچیل بڑی اچھی ہے ۔ اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانے اور اس کے دسترخوان پر بیٹھنے میں کتنا مزہ آتا ہے ——— جب تم واشنگٹن میں تھے گڈن تو مجھے یہ چیزیں بہت یاد آتی تھیں ۔"

"ہاں"

ایک لمحہ کے بعد بیٹر بھائی نے پھر کہنا شروع کیا " تم باتوں سے بھلائی کر سکتے ہو گڈن!

باتوں سے کوئی بھی شخص بھلائی کر سکتا ہے۔ چاہے اسکا پتہ ہی کیوں نہ پانی پانی ہو جائے۔ لیکن وہ یہ تو کر سکتا ہے۔ کیا چارلسٹن میں باتیں ہی باتیں ہو کر رہ گئیں؟"

"ہاں، قریب قریب۔"

"تو پھر کیا ہوگا گڈن؟ یہ تو بہت ہی برا ہوا۔ خدا دیتا ہے، اور خدا ہی لے لیتا ہے۔ اس کے یہاں انصاف ہے ——— لیکن تم تو خدا پر ایمان ہی نہیں رکھتے گڈن؟"

گڈن نے مسکراتے ہوئے کہا "کاش، یہ اطمینان ہی ہوتا۔"

"تو پھر یہ کیسے ہوتا ہے کہ انسان ایک ننگے بچے کی حیثیت سے، دنیا میں آتا ہے اور ننگا ہو کر ہی واپس چلا جاتا ہے۔ اور قیامت کے دن ثبوت پیش ہوتے ہیں۔ اور انصاف ہوتا ہے گڈن! ——— میں خدا کے متعلق گفتگو نہیں کر رہا ہوں ——— میں تو اس معاملہ میں بہت دن پہلے تم سے مایوس ہو چکا ہوں۔ تم بہت زیادہ طاقتور ہو گڈن۔ لیکن اگر تم ایمان رکھتے تو شاید تمھاری طاقت میں اضافہ ہو جاتا۔ خیر جانے دو۔ میں تم سے آدمیوں کی ہی باتیں کرتا ہوں۔ چھوڑو خدا کا ذکر ——— اس کو بھی اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے اسے ایک طرف رکھ کر آدمیوں کی ہی بات کرو۔ تم آدمیوں پر تو ایمان رکھتے ہو نا؟"

"آدمیوں پر ایمان رکھتا ہوں؟"

"ہاں، گڈن"

گڈن نے کچھ سوچتے ہوئے بوڑھے آدمی کی طرف دیکھا۔ پیٹر بھائی اپنے ہیٹ سے دھول جھاڑنے لگے۔ چار سال ہوئے کہ پادریوں کی مجلس نے یہ ہیٹ تحفہ کے طور پر دیا تھا، اور برسات کے موسم کو چھوڑ کر انھوں نے اس کو دن رات استعمال کر کے پرانا کر دیا تھا، مگر اب بھی وہ نیا ہی نظر آتا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ میں انسانوں پر یقین رکھتا ہوں۔ ایمان رکھتا ہوں" گڈن نے کہا "مجھے نہیں معلوم کہ ———"

"تم کو نہیں معلوم؟ ——— ممکن ہے کہ انسان کے شانوں پر گناہوں کا بوجھ ہو۔ لیکن یہ کیسے معلوم ہوا کہ کل جو حبشی غلام تھے آج وہ آزاد ہو گئے؟"

"اور اب پھر غلام ہو جائیں گے؟" گڈن نے کہا۔

"کیا تم ایسا سمجھتے ہو؟ فرض کر دگڈن، کہ اگر ہم سب مر جائیں تو کیا پھر تمھارے خیال میں ایک ذرہ تک نہیں بچے گا اور ہمارے بعد ہالے لوجاہ کے گیت نہیں گائے جائیں گے۔؟"

گڈن نے کچھ بھی نہیں کہا ـــــــ شام گزر گئی۔ سورج ڈوب گیا۔ مارکس آیا اور ان کی طرف دیکھتا ہوا گھر میں چلا گیا۔ آخر گڈن نے کہا۔

"پیٹر بھائی، کھانے کا وقت آگیا۔"

"ہاں ضرور میں کہتا ہوں کہ اس عمر میں بھی میری بھوک بہت اچھی ہے۔ چہل قدمی سے بھوک بڑھ جاتی ہے۔ تم اندر چلو میں بھی آتا ہوں۔"

گڈن اٹھ کر گھر میں چلا گیا۔ جیبت باورچی خانے کے نل سے ہاتھ دھو کر ابھی فارغ ہی ہوا تھا کہ راچیل نے کہا۔

"پیٹر بھائی بھی کھانا کھائیں گے گڈن۔!"

"ہاں معلوم ہے۔"

جیبت باورچی خانہ سے چلا گیا۔ راچیل نے مڑ کر گڈن کی طرف دیکھا ـــــــ ایک لمحہ تک دیکھتی رہی، اور پھر اس کے پاس جاکر بولی۔

"گڈن!"

"ہاں"

راچیل نے قریب جاکر گڈن کا قمیص چھوا۔ اور اسکی بغل میں اپنا ہاتھ ڈال دیا ـــــــ

"میں سب کچھ سمجھ سکتی ہوں گڈن" اس نے نرمی سے کہا "لیکن تم کو اداس نہیں دیکھ سکتی میں اب ان باتوں کی عادی ہو گئی ہوں ـــــــ لیکن تم کو اداس نہیں دیکھ سکتی۔"

گڈن نے اس کو بازوؤں میں لے کر اس زور سے بھینچا کہ اس کی سانس اندر نہیں رہ سکی۔ وہ بے تاب ہو کر ایک ریچھ کی طرح اس کو اپنے سینے سے چپکائے رہا۔ اور وہ ٹوٹتے ہوئے لفظوں میں کہتی رہی ـــــــ "میں یہ نہیں دیکھ سکتی گڈن، نہیں دیکھ سکتی۔"

"راچیل، راچیل! میری ننھی!"

"تم ہنسو گڈن ـــــــ ہنسو، ہنسو" اور وہ مسکرا دیا۔

راچیل بے قابو ہو کر اس کے سینے سے چپکی رہی اور اس کی انگلیاں گڈن کی قمیص سے کھیلتی رہیں۔

دوسری صبح گڈن، جیبت اور ایلین کے ساتھ کھڑا ہوا مینی بال واشنگٹن کو نئے مکان کی چھت بناتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ کہ اس طرف سے ایبنر لیٹ گزرا۔ اس نے اپنی گاڑی روک لی

اور اتر کر گڈن کے پاس کھڑا ہو گیا۔

"یہ معماری کا کام تم نے کہاں سے سیکھ لیا؟" اس نے ہینی بال واشنگٹن سے پوچھا۔

"اپنے باپ سے ۔ بڑے مکان کی سات چمنیاں اسی نے بنائی ہیں۔"

"یہ بڑا مکان کب تعمیر ہوا تھا؟"

"پچاس سال تو ضرور ہو گئے ہوں گے۔"

"لیکن یہ تو ہمیشہ سے اسی طرح اپنی جگہ پر قائم معلوم ہوتا ہے۔ ایبز لیٹ نے گڈن کو آستین پکڑ کر اپنی طرف بلاتے ہوئے کہا ــــــ گڈن اور وہ دونوں گاڑی کے پیچھے چلے گئے۔ وہاں جاکر ایبز نے کہا۔

"میں ابھی ابھی شہر سے آ رہا ہوں گڈن ۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم ٹھیک ہی کہتے تھے۔ صدر نے اس ڈائن کے بچے ہیڈ ٹیمپ ڈن سے ضرور کوئی سودا کیا ہے۔ کولمبیا میں پڑی ہوئی فوجوں کو کوچ کے احکام مل گئے ہیں، اور دس اپریل کو وہ شمال کی طرف واپس چلی جائینگی۔"

"تم سے کس نے کہا؟"

"یہ اخبار پڑھو" ایبز نے گاڑی میں جاکر ایک اخبار نکالا اور اس کو یہ سرخی بتائی۔ "آزادی کی جنگ میں جنوبی علاقے کی دوسری فتح!" ــــــ اس خبر میں سارا قصہ درج ہے۔ شہر میں جا بجا لوگ باتیں کر رہے ہیں۔ جاسن ہگر فوجی وردی پہنے ہوئے اکڑتا پھر رہا ہے وہ کولمبیا میں فتح کی پریڈ کریں گے۔ تم نے کہا تھا کہ کوئی جھگڑا نہ کرو، میں نے کوئی جھگڑا نہیں کیا اور اس ڈائن کے بچے ہگر کو اکڑتا ہوا دیکھ کر خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ وہ لڑنا کیا جانے ــــــ میں نے بہت سی لڑائیوں میں حصّہ لیا لیکن ہگر نامی کسی آدمی کو محاذ پر نہیں دیکھا۔"

گڈن اخبار پڑھ رہا تھا، اور اس کی پیشانی سکڑی جا رہی تھی۔ "گورنر سے اتفاق کرتے ہوئے صدر ہیز نے اپنے دستخط اس حکم پر کر دیے جس کی رو سے جنوبی علاقہ میں جمہوریت اور ہوم رول قائم کر دیا جائیگا۔ فیڈرل یونین کے تمام دستے ۱۰ اپریل تک واپس بلا لیے جائیں گے ــــــ"

"یہ کوئی بک بک ہوگی" ایبز لیٹ بڑبڑایا

"کیا؟"

"تمھیں معلوم ہے گڈن کہ میرے دادا مغرب کی طرف جانے والے تھے۔ بوڑھے

ڈان بولنا ھنے یہاں آکران سے کہاکہ وہ کین ٹک چلے جائیں۔ لیکن میرے چست وچالاک داوا نے انکار کر دیا۔ مگر کیا ہی اچھا ہوتا اگر کین ٹک یا الی نوئز یا کہیں اور چلے جاتے، اور اس مردود سرزمین کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر باد کہدیتے۔ اگر وہ یہاں سے جاکر بحرالکاہل میں غرق ہوجاتے تو میں اسکو بہتر سمجھتا۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ "

"چپ رہو" ـــــ گڈن نے ایلین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ہینی بال واشنگٹن اور جیف ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"اب تم کیا کروگے گڈن ؟"

"آج ۱۶ تاریخ ہے۔ ہے نا؟ ـــــ ابھی چار دن باقی ہیں۔ میں کولمبیا جاتا ہوں۔ معلوم نہیں کہ کیا ہو۔ لیکن میں کوشش کرونگا۔"

کولمبیا میں سمتبر کی سڑک پر واقع مغربی یونین کے دفتر میں بیٹھکر گڈن نے ایک تار لکھا اور اسے کلرک کے ہاتھ میں دے دیا۔ کلرک انیس سال کا ایک لڑکا تھا۔ اس کے چہرے پر کیلیں اور سرخ سرخ دانے تھے۔

"مہربانی کرکے یہ تار مجھے پڑھ کر سنا دیجئے" گڈن نے کہا۔

لڑکے نے اس کی طرف دیکھا اور کوئی حرکت نہیں کی۔

"میں نے کہاکہ مہربانی کرکے یہ تار مجھے پڑھکر سنائیے۔"

لڑکے نے پڑھا

"رتھرفورڈ۔ بی ہیز

وہائٹ ہاؤس۔ ضلع واشنگٹن

جناب صدر! میری درخواست ہے کہ آپ کولمبیا سے یونین کے دستوں کی واپسی میں تاخیر کیجئے۔ حبشیوں اور غریب گوروں کی فوجیں ختم ہوجانے کے بعد سے تعمیر کے حامی لوگوں کے لئے فیڈرل یونین کی فوجوں کا تحفظ ضروری ہے ـــــ فساد اور دہشت زدگی کا اندیشہ ہے یہاں ریپلکن پارٹی کے وفادار لوگ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جنوبی علاقہ سے یونین کے تمام اثرات کو کیوں ہٹایا جارہا ہے۔ ہم آپ کی مدد اور ہمدردی کے طالب ہیں۔

گڈن جیکسن
نمایندہ جنوبی کیرولینا "

"کیا دام ہوں گے؟" گڈن نے پوچھا۔
لڑکے نے پہلے تو پس و پیش کیا، اور پھر بولا "دس ڈالر"
گڈن نے ایک لمحہ کے لئے اس کی طرف دیکھا اور پھر خاموشی سے دام چکا کر چلا گیا ——— لڑکا تار دینے والے آپریٹر کے پاس جاکر شیخی بگھارنے لگا
"میں نے آج تک ایسا کوئی حبشی نہیں دیکھا، جو تار کی صحیح قیمت سے واقف ہو۔"
"خدا کی لعنت ہو مجھ پر اگر میں اس جرم میں تجھ کو گولی کا نشانہ نہ بنوا دوں کیا دام دیے ہیں اس نے؟"
"دس ڈالر"
"ارے کہیں پھاڑ نہ دینا۔ ادھر لاؤ۔"
لڑکے نے تار دیدیا۔ آپریٹر نے اسکو پہلے تو پھسلتی ہوئی نظر سے دیکھا، اور پھر غور سے پڑھتے ہوئے سیٹی بجانے لگا "کس نے دیا ہے یہ تار؟"
"کسی بڑے حبشی نے"
"اچھا دیکھو! تم اس کو جج کلیٹن کے پاس لیجاؤ اور پوچھو کہ یہ تار بھیجا جائے یا نہیں۔ اور کسی کو معلوم نہ ہو۔ اپنی لمبی زبان بند ہی رکھنا"
تقریباً بیس منٹ کے بعد لڑکے نے واپس آکر کہا کہ "جج نے تار اپنے پاس رکھ لیا اور مجھ کو ایک ڈالر دیا ہے۔"
"تم نے اس کو چاک کیا؟"
"جج نے کہا کہ ہم اس معاملہ میں خاموش ہی رہیں تو اچھا ہے، ورنہ وہ ہم سے سمجھ لے گا۔"
تارگھر سے گڈن فیڈرل فوجوں کے کرنل جے۔ ایل۔ ولیمس سے ملنے گیا۔ کرنل اس دن بہت مصروف تھا۔ ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کے بعد گڈن کو ملاقات کا موقع ملا۔ کرنل نے کہا۔
"نمایندے صاحب۔ آپ کو انتظار کرنا پڑا۔ مجھے سخت افسوس ہے۔ آج جس کو دیکھو مجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔"

"مجھے معلوم ہے" گڈن نے سر ہلا کر کہا "نہیں کہہ سکتا کہ میری ملاقات کا مقصد دوسروں سے کس طرح مختلف ہے۔ یہ اس تار کی نقل ہے، جو میں نے جناب صدر کو بھیجا ہے۔ اس کا جواب ایک دن یا دس دن میں آجائے گا لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے دستوں کا کوچ جواب آنے تک ملتوی رکھئے۔"

کرنل نے تار پڑھنے کے بعد انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا "میرے احکام"

مجھے معلوم ہے کرنل کہ آپ کو احکام مل چکے ہیں" گڈن نے کہا "میں آپ سے اپنی ذات کے لئے کسی احسان کا طالب نہیں ہوں۔ دراصل یہ ہزاروں لوگوں کی موت اور زندگی کا سوال ہے۔"

"میں مجبور ہوں" کرنل نے کہا "مجھے افسوس ہے"

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ جب فوجیں چلی جائیں گی تو کیا ہوگا۔؟"

"کچھ بھی ہو لیکن میں تو احکام کا پابند ہوں۔ بہتر ہو اگر آپ اس معاملہ میں ضلع کے کمانڈر جنرل ہمپ ڈن سے گفتگو کریں۔"

"ان سے گفتگو کرنا بیکار ہے۔ وہ نہیں مانیں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ احکام کی کیا اہمیت ہوتی ہے۔ میں بھی فوج میں رہ چکا ہوں کرنل"

"میں مجبور ہوں"

"کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جناب صدر اس تار کو نظر انداز کر دینگے؟"

"میرا کورٹ مارشل ہو جائے گا"

"واشنگٹن میں میرا بھی کچھ اثر ہے"

"میں مجبور ہوں" کرنل نے بلند آواز میں کہا۔ "یقین کیجیے کہ میں ذاتی طور پر کتنا ہی کیوں نہ چاہوں لیکن یہ کام میرے اختیار سے باہر ہے ——— کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ مجھ کو نظر نہیں آرہا ہے؟ ——— میں ایک سپاہی ہوں سیاست داں نہیں۔"

ایک لمحہ تک گڈن مایوسی اور خوف کے عالم میں خاموش کھڑا رہا اور پھر سر ہلا کر بولا۔ "مجھے افسوس ہے"

"مجھے بھی افسوس ہے"

گڈن چلا آیا۔

۱۰ اپریل تک وہ کولمبیا میں ہی رہا۔ تار گھر کئی بار گیا۔ ۹ تاریخ کو اس نے ایک دو تار بھیجا

۱۰ر تاریخ کو فوجوں کا کوچ دیکھکر وہ کاردیل واپس آگیا۔

-

۱۵ر اپریل کی سہ پہر کو کاردیل کے لوگوں نے ایک عورت کے چیخنے چلانے کی آواز سنی اس کی تیز اور چبھتی ہوئی چیخوں کی صدائیں ہر طرف گونج رہی تھی اور کئی سمتوں سے لوگ دوڑتے ہوئے چلے آرہے تھے۔ ایک دہشت زدہ لڑکا جنگل سے برآمد ہوا اور کہنے لگا۔

"گھوڑا واپس آگیا۔ وہ واپس گیا۔"

اس لڑکے کا نام چڈی ہیل تھا، وہ اپنے باپ کے کھیت کی طرف چلا۔ اور لوگ اسکے پیچھے ہو لئے، اسکا باپ ذیک ہیل ایک سادہ لوح حبشی تھا۔ وہ اپنے خاندان کے ساتھ خاموش زندگی بسر کرتا تھا۔ کھیتی میں اس کو مہارت حاصل تھی۔ اور اس کے کھیت میں سب سے زیادہ کپاس پیدا ہوتی تھی۔ وہاں انھوں نے اس کی بیوی فرینی ہیل کو دیوانگی کے عالم میں چیختے ہوئے پایا۔ وہاں انھوں نے ایک گھوڑا گاڑی دیکھی۔ جس میں مع سازوسامان کے ایک گھوڑا جتا ہوا تھا۔ اور جب انھوں نے گھوڑا گاڑی کے اندر دیکھا کہ کیا ہے تو اپنے منھ پھیر لئے۔۔۔۔ انھوں نے واقعہ کے ٹکڑوں کو جوڑ کر پورا قصہ مرتب کیا۔

ذیک ہیل شہر میں جوتوں کے نئے جوڑے اور اپنے لڑکے کے لئے تحفے خرید نے گیا تھا، کیونکہ اب اس کے لڑکے کی عمر دس سال ہو گئی تھی۔ وہ بہار کی سہ پہر کے لطف لیتا ہوا گھوڑا گاڑی پر آہستہ آہستہ واپس آرہا تھا۔ جب کبھی موسم گرم ہوتا تھا تو وہ اپنے گھوڑے کو دھیرے دھیرے ہی چلاتا تھا۔ راستہ میں کسی جگہ کوئی شخص گاڑی پر چڑھ گیا اور چھوٹی بندوق کی دونوں نالیاں ذیک ہیل کے سر پر خالی کردیں۔ بندوق کے شور سے گھوڑا بدک کر بھاگنے لگا، اور ذیک ہیل گاڑی میں گر پڑا۔ گھوڑا راستہ بھر دوڑتا ہوا اپنے گھر پر آکر رک گیا اور فرینی ہیل نے دیکھا کہ گاڑی میں کس کی لاش ہے۔ اور اگر قریب سے چھوٹی بندوق کی گولیاں آدمی کے سر پر چلا دی جائیں تو اس کی حالت کس قدر بھیانک ہو جاتی ہے۔ انھوں نے ذیک ہیل کی لاش کو دفن کردیا اور اسکے بعد سے نو سال میں پہلی بار کاردیل کے باشندوں نے طے کیا کہ وہ بندوقیں لئے ہوئے اپنے کام پر جایا کریں گے۔

(۱۰)

یہ کارویل میں ۱۰ اپریل ۱۸۷۶ء صبح تھی۔ وادیاں کہرآلود تھیں اور جنگلوں میں کہرہ دودھ کی طرح بہتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ چار شکاری رات بھر شکار کھیلنے کے بعد صنوبر کے درختوں میں سے ہوکر تھکے ماندے گھروں تک واپس آرہے تھے۔ بستی کے مرغوں نے بلند بانگوں سے اُن کا استقبال کیا۔ اور کوّے صبح کا سماں دیکھ کر کائیں کائیں کرتے ہوئے بستی کی طرف اُڑنے لگے۔ لوگ اُٹھکر دودھ دوہنے اور صبح سے پہلے کرنے کے دوسرے کام کرنے لگے، اور کام کرتے وقت ہمیشہ کی طرح آج بھی ان کے دماغوں میں روزمرّہ کی زندگی کے خیالات آنے لگے۔ آج مطلع صاف رہیگا یا نہیں۔ نیلی اپنی بالٹی کو دودھ سے لبریز کرنے کی کوشش کرے گی یا نہیں، وہ ہمیشہ یہ کوشش کرتی ہے ——— وادی کے اس پار کا پاگل کتا بھو نکنے سے تھکے گا بھی یا نہیں؟ کوّوں کی کائیں کائیں کتنی سادہ اور اچھی آواز ہوتی ہے۔ یہ آواز ہمیشہ یکساں رہتی ہے، مگر صبح کے وقت جانے کیوں، اچھی معلوم ہوتی ہے۔ آج صبح کے ناشتے میں سوٗر کا نمکین گوشت ہوگا، یا مرغی کے تلے ہوئے چوزے ——— کیا وہ بیچارہ بچھڑا اسی طرح سے قے کرتا رہیگا؟ ——— ——— کیا اس کی پیٹھ میں پھر گنٹھیا ہوجائے گی؟ ——— ان میں کا کوئی بھی خیال پیچیدہ اور اہم نہیں ہے۔ تاہم کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے۔ جس کو بالکل ہی غیر اہم سمجھ لیا جائے۔

سورج پہاڑ کی پیشانی سے طلوع ہوا۔ اور اُجالا یکایک ایک شاندار طریقہ سے پھوٹ پڑا۔ پہاڑی ملکوں میں پہاڑ کے ایک طرف اجالا پھیل جاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف اندھیرا ہی چھایا رہتا ہے۔ وادیوں کا کہرہ دلدلی خطے کی مرطوب فضا کو چھوڑکر ہر جگہ پھیلنے کے بعد غائب ہوجاتا ہے، کالے اور بھورے سانپ اور دریائی جانور دھوپ لینے کے لئے باہر نکل آتے ہیں۔ خرگوش گھنی جھاڑیوں میں چھپ جاتے ہیں، اور گلہریاں درختوں پر اوپر نیچے دوڑنے لگتی ہیں۔ اور ہرن گھنے جنگلوں میں آرام کرنے کے لئے چلے جاتے ہیں۔

کارویل میں صبح کے ضروری کاموں سے فارغ ہونے کے بعد لوگ ناشتہ پر بیٹھ جاتے تھے۔ گرم کیک، آبی روٹیاں، شیرہ، ٹھنڈا مکھن۔ جس پر پانی کی بوندیں ہوتی تھیں، سوٗر کا

گوشت بھنا ہوا گوشت، انڈے، چوزے، یا بھنی ہوئی مچھلی، مکھن دار دودھ جس پر بالائی جمی ہوتی تھی۔ دودھ، بھنے ہوئے آلو۔ بھنی ہوئی پیلی دال جس کو سور کی چربی میں پکایا جاتا تھا ـــــ یہ سب کھانے بدلتی ہوئی نسبتوں کے ساتھ باری باری سے کارویل کے ناشتے میں کھائے جاتے تھے۔ اور ایسے لوگوں کے لئے جو پہلے ہی دو تین گھنٹے کام کر چکے ہوں ناشتے کی یہ مقدار کوئی زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ اسکول کی گھنٹی نے بچوں کو بلایا اور وہ سڑک چھوڑ کر گلیوں یا کھیتوں کے کم فاصلے والے راستوں سے ہوکر اسکول جانے لگے

آٹھ بجے اُن میں زندگی آجاتی تھی۔ کھیتوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک دوسرے پر کھانستے تھے۔ پہاڑی پر دوڑتے وقت شور مچاتے تھے، اور صنوبر کے گھنے جنگل سے آتے ہوئے مرغیوں کی طرح کڑکڑانے لگتے تھے، روز روز ان کی بے تحاشا، متشدد اور اندھی قوتِ زندگی کو قابو میں رکھنا۔ ونتھروپ کے لئے مشکل ہوگیا تھا۔ وہ خود میں ہمت پیدا کرنے کے لیے اسکول کی گھنٹی بجاتا تھا، اور اکثر بڑی سنجیدگی کے ساتھ کہتا تھا کہ سیدھے سادے شریف لڑکوں کو تو کوئی بھی شخص پڑھا سکتا ـــــ"

اس نے فرینک کارسن کی سولہ سالہ لڑکی کا خیال کیا، وہ اپنی گول، صاف اور نیلی آنکھوں سے بڑی بے باکی کے ساتھ دن بھر اس کی طرف دیکھتی رہتی تھی اور اس نے ان تمام چیزوں پر غور کیا جو اس کے دل میں پیدا ہوتی رہتی تھیں۔ پادریوں کی کانگریس کے تعلیمی شعبے نے اس کو کارویل بھیجا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ خدا کا کام ہے۔ لیکن چند مہینے بعد ہی اسکی سمجھ میں یہ بات اچھی طرح سے آگئی تھی کہ خدا نے اپنے اس فرض کو دوسروں کے سپرد کیوں کر دیا ہے وہ اپنے چند اچھے اور محنتی طالب علموں کو دیکھکر بڑا مطمئن اور خوش ہوتا تھا۔ ان سے اچھے طالب علموں میں ہینی بال واشنگٹن کا لڑکا جمی، ایمز لیبٹ کی لڑکی اور دو چار اور ہوں گے ـــــ آج وہ ایمرسن کا سبق شروع کریگا ـــــ ایمرسن ـــــ اس نے دہرایا۔ وہ اسکول کے سامنے کھڑا ہوا بچوں کا شور سُن رہا تھا۔ اس کی آنکھیں کھیتوں اور جنگل کے مناظر پر لگی ہوئی تھیں ـــــ "ایمرسن" ـــــ اس نے زوردار لہجہ میں اپنے دل سے کہا۔

ناشتے کی میز پر مارکس سے باتیں کرتے ہوئے موج میں اگر گڈن نے سوچا کہ انسان کی فطرت میں ہر چیز کو ناپنے اور قبول کر لینے کی صلاحیت کتنی زیادہ ہے۔ کتنی آسانی کے ساتھ ہر

غیر معمولی اور پریشان کن چیز معمولی بن جاتی ہے اور ہم تقریباً ہر حالت میں اپنے رشتوں کا کتنا مکمل تناسب قائم کر لیتے ہیں ——— وہ مارکس سے کہہ رہا تھا

"میں کپاس کی نہیں بلکہ تمباکو کی ایک ایکڑ زمین بڑھاؤں گا۔"

وہ اس طرح روزمرہ کی باتیں کر رہا تھا۔ دروازے سے دور انفنیں لگی ہوئی تھیں اور لوگوں کے کام پر جانے کا انتظار تھا۔

"یہ تمباکو پیدا کرنے والی زمین نہیں ہے۔"

"پھر بھی" گڈن نے کہا "ہمارے یہاں اچھا خاصہ پتّہ ہوتا ہے۔ پیڈمانٹ یا ورجینیا کے برابر تو اچھا نہیں ہوتا۔ یہ میں مانتا ہوں۔ لیکن ایسا برا بھی نہیں ہوتا کہ بازار میں نہ بک سکے۔ یہ جو سگریٹ نام کی نئی چیز نکل آئی ہے۔ اب اس کو لوگ زیادہ پینے لگیں گے۔

"تمباکو سے مٹی کو نقصان پہونچتا ہے۔"

"یوں تو پھر کپاس سے بھی زمین خراب ہوتی ہے۔ اگر بدل کر فصلیں نہ بوئی جائیں، یا پھر کسی سال زمین کو خالی چھوڑ کر آرام لینے کا موقع نہ دیا جائے تو وہ یوں بھی خراب ہو جاتی ہے میں تو یہ بات کئی سالوں سے کہتا چلا آیا ہوں۔"

راچیل نے کہا "اگر میرے اختیار کی بات ہوتی تو میں اناج بوتی۔"

"ہم ذخیرہ اندوز کسان تھوڑی ہیں۔"

"کیا تم وہی کرو گے جو تمھارے باپ دادا کرتے آئے تھے۔؟"

"میں آج سہ پہر کو کچھ سامان خریدنے جاؤں گی" جینی نے کہا۔

"شہر میں"

"ہاں!"

مارکس نے اپنا سر ہلایا

"کیوں؟"

"ہفتہ کے آخر میں کچھ لوگ شہر جائیں گے، ان کے ساتھ چلی جانا۔" گڈن نے بتایا

"آج بڑا اچھا موسم ہے"

"مگر تم یہیں رہو" مارکس نے کہا

"میں کوئی تمھارے حکم کی پابند نہیں ہوں میں تمھارے کہنے سے یہاں نہیں ٹھہرونگی۔"

"تم یہیں ٹھہرو گی ———"

جینی سسکیاں بھر کر رونے لگی۔ ایلن جینی کے قریب ہی بیٹھی تھی، وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر سہلانے لگی ——— گڈن اٹھا اور اس کے بعد مارکس بھی اٹھ گیا ——— کمرے سے باہر جاتے وقت گڈن نے رائفلوں کی طرف دیکھا۔ کچھ پس و پیش کیا اور پھر ایک رائفل اٹھاکر باہر چلا گیا۔

دس بجے جیف میرین جیفرسن کے گھر پہونچ گیا۔ اس کی بیوی لوئزیا کے ہاتھوں پر پھوڑے پھنسی ہو گئے تھے۔ یہ کوئی خطرناک بیماری نہیں تھی لیکن پھنسیوں میں خارش اور کھجلی چلتی تھی جس کی وجہ سے وہ رات رات بھر جاگتی رہتی تھی۔ جیف نے اس کو بتایا کہ پھنسیوں کا مرہم کس طرح تیار کیا جاتا ہے، اور پھر وہ وقت گزاری کے لئے میرین کے ساتھ ڈیوڑھی میں بیٹھ گیا ——— لڑکپن ہی میں میرین کو جیف سے بہت محبت تھی اور اب ڈاکٹر کی حیثیت سے تو وہ میرین کو خدا نظر آنے لگا تھا۔ وہ ابھی باتیں کر ہی رہے تھے کہ ٹدپر دوڑ کر آتا ہوا نظر پڑا۔ وہ ہانپتا کانپتا کھڑا ہو گیا، اور کہنے لگا۔

"جیف! میں نے ابھی ابھی جاسن ہگر اور شریف[1] بنٹلی کو تمھارے باپ کے گھر کی طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے اوپر کھڑے ہو کر شریف کی بگی کو پہچان لیا اور اس کیساتھ دوسرا آدمی ضرور جاسن ہگر ہی تھا۔

"لیکن یہ کوئی گھبرانے کی بات تو نہیں ہے۔" جیف نے کہا
"شاید ——— ہو۔ اور نہ بھی ہو۔" میرین نے کہا "ہم کیوں تمھاری گاڑی میں بیٹھکر اس طرف ہی چلیں۔" وہ اپنی رائفل لینے کے لئے اندر چلا گیا۔
اس کی بیوی نے گھبرا کر پوچھا "کیا بات ہے؟ ——— آخر یہ تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"
"کچھ بھی نہیں" اس نے مسکرا کر کہا "ابھی شریف گڈن کی طرف گیا ہے اور ہم بھی وہاں معلوم کرنے جا رہے ہیں کہ کیا بات ہے؟"
"کوئی جھگڑا نہ کر بیٹھنا میرین ——— میں تو جھگڑوں سے تنگ آچکی ہوں۔"

---

[1] کوتوال

"ہاں تنگ تو میں بھی آگیا ہوں" اس نے دھیمے لہجہ میں کہا۔ لیکن یہ کوئی جھگڑے کی بات نہیں ہے۔ پھر بھی تم ایسا کرو کہ ایبز لیبٹ کے یہاں چلی جاؤ اور اس سے کہو کہ "شریف گڈن کے یہاں آیا ہے"

ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد مارکس اور گڈن صنوبر کے ایک لمبے درخت کو کاٹنے میں مصروف تھے۔ صبح کی سردی میں وہ کوئی ایسا ہی محنت کا کام پسند کرتے تھے۔ کلھاڑی چلانے سے آدمی کا غصہ بے جان چیزوں پر اتر جایا کرتا ہے۔ صنوبر کے درخت کو گرا کر وہ اسکو بہار اور گرمیوں بھر پڑا رہنے دیتے تھے، اور جب وہ سوکھ جاتا تھا تو اس کی پھاڑیں کاغذ کی طرح جلتی تھیں۔ اب یہ درخت گرنے ہی والا تھا اس کا تنہ ڈگمگانے لگا تھا اتنے میں مارکس کو شریف کی چھوٹی سی بگی دلدل کی طرف سے جیکسن کے مکان کی طرف جاتی ہوئی نظر پڑی۔ اس نے اپنی کلھاڑی پٹک کر بگی کی طرف اشارہ کیا

"کون، شریف؟" گڈن نے پوچھا۔

"بگی تو اسی کی معلوم ہوتی ہے، میں جا کر دیکھتا ہوں۔"

گڈن نے سر ہلا کر رضامندی ظاہر کی۔ انھوں نے اپنی بندوقیں اٹھالیں اور تیز قدم اٹھاتے ہوئے گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب پہاڑی کے ایک کنارے نے گھر کو انکی نظروں سے چھپا دیا تو وہ بھاگنے لگے۔ اور ہانپتے ہوئے بگی کے پہونچنے سے دو تین لمحہ پہلے ہی گھر پہونچ گئے

جاسن ہگر اور شریف ساتھ ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی آستینیں کہنیوں تک چڑھی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں چمڑے کی صدریاں پہنے تھے اور دونوں کے گھٹنوں میں دونالی بندوقیں رکھی ہوئی تھیں۔ راحیل ڈیوڑھی میں گھبرائی ہوئی اور خوف زدہ کھڑی ہوئی تھی۔ گڈن اور مارکس کو دیکھکر اس نے اطمینان کا سانس لیا۔

"صبح بخیر شریف" گڈن نے کہا

جینی اور ایلن بھی ڈیوڑھی میں آکر راحیل کے پیچھے کھڑی ہوگئیں۔ ان کا شکاری کتا فریکین بیوقوفوں کی طرح مارکس پر بھونکنے لگا اور جب اس نے دیکھا کہ اس کے بھونکنے کا کچھ اثر ہی نہیں ہو رہا ہے تو وہ لیٹ کر خاموشی سے دیکھنے لگا۔ مارکس بندوق کو شانے سے لٹکائے ہوئے سیدھا اور خاموش کھڑا تھا اور راحیل پر یہ جانتی تھی کہ وہ ایک پٹاخہ ہے، جو

خاموش معلوم ہونے کے باوجود کبھی بھی پھٹ سکتا ہے ۔ گڈن کی رائفل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شریف نے کہا ۔

" شکار کو جا رہے ہو ۔ گڈن ؟ "

" شاید " ــــ مارکس بھڑک اٹھا " اور جب تم میرے باپ سے بات کرو تو اسکو " مسٹر " سے مخاطب کیا کرو ، سمجھے ؟ "

" مسٹر جاسن ہگر نے غرّا کر کہا " مسٹر "

" ہاں اب ٹھیک ہے "

" اچھا مسٹر " ہگر نے مسکرا کر کہا

" میرے لائق کوئی خدمت ، شریف ؟ " گڈن نے نرمی سے پوچھا

" یہ بات ہے " بنیٹلی نے سر ہلا کر کہا " خدا کی قسم تم معقول آدمی ہو ۔ گڈن ، اور آج کل جس میں یہ خوبی نہ ہو وہ آدمی بے کار ہے ۔ بگڑنے کی کوئی بات نہیں ۔ میں تو یہاں ایک کام سے آیا تھا ــــ لیکن یہاں کیا دیکھتا ہوں کہ تم بندوقوں سے قانون کی خلاف ورزی کرنے کی دھمکی دے رہے ہو ــــ گڈن ، عیسیٰ مسیح کے لئے حبشیوں کا یہ برتاؤ نہ ہونا چاہیئے ۔ اس سے تم مصیبت میں پڑ جاؤ گے ۔ "

مارکس نے کہا " چپ رہ ، بند کر یہ بکواس "

" اچھا ، اچھا تیری یہ مجال " ہگر نے کہا " حرامی کے بچے حبشی ! " ــــ اور یہ کہتے ہوئے اس نے بندوق سیدھی کر کے اپنی انگلیوں کو لبلبی پر رکھ لیا " اگر تو نے اپنی بندوق کو ذرا بھی ہاتھ لگایا تو میں تیری آنتیں نکال دوں گا ۔ "

راحیل چیخ پڑی لیکن اس کی چیخ بھی پوری نہیں نکل سکی ۔ گڈن نے مارکس کے شانے کو پکڑ کر اسے اپنے قریب کر لیا اور لڑکے نے یہ محسوس کیا کہ جیسے لوہے کی انگلیاں اس کے شانے میں گڑ گئی ہیں ۔

غصہ مت کرو ، مسٹر ہگر " گڈن نے کہا ۔ " جھگڑے کی کوئی بات نہیں ہے ۔ شریف بنیٹلی کو معلوم ہے کہ ہم لوگ قاعدے قوانین کی پابندی کرتے ہیں ، اور ہم نے کبھی بھی کوئی جھگڑا نہیں کیا ۔ اگر ہمارے پاس بندوقیں ہیں تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم قانون کی خلاف ورزی کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ تو ہم نے اپنی حفاظت کے لئے رکھ لی ہیں کیونکہ کچھ دن پہلے ہمارے ایک پڑوسی کو قتل کر دیا گیا ہے ۔ "

مجھ سے پوچھو گڈن " بنیلی نے کہا" جب کوئی حبشی اپنی حدوں سے آگے نکل جاتا ہے تو بڑی مصیبت آجاتی ہے۔ تم لوگ تو یہ سمجھتے ہو کہ جب وہ حبشی گاڑی میں بیٹھا آرہا تھا تو کسی نے اوپر چڑھکر اس کو گولی ماردی ـــــــ لیکن خدا کی قسم اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ کیا میں جان سکتا ہوں کہ وہ اس طرف گیا ہی کیوں تھا؟ کسی حبشی کو ذرا بھی منہ چڑھالو تو وہ جسم کے کپڑے تک اتار لیتا ہے۔"

"اور اسی لئے ہم یہاں آئے ہیں" ہگر نے کہا

"تم یہاں کیوں آئے ہو؟" گڈن نے پوچھا

"لعنت ہو تم پر، سوالات کرنے کا تو حق ہم کو ہے۔"

"ہگر، دمت جاسن" شریف نے سمجھاتے ہوئے کہا۔ گڈن کو سوالات کرنے کا حق ہے ہم اس وقت اس کے گھر پر ہیں اور وہ قانوناً ہم سے سوالات کرسکتا ہے لیکن ہم کو بھی سوالات کرنے کا حق ہے۔ ہم جس معاملہ کو لے کر یہاں آئے ہیں اسے امن وسکون کے ساتھ سلجھانا چاہتے ہیں گڈن۔ کل سہ پہر کو تین حبشی کلارک ہیسٹنگز کے مکان کے بائیں دروازے پر آئے۔ کلارک اس وقت بنڈے میں کام کررہا تھا۔ سیلی اور چھوٹی لڑکی گھر پر ہی تھیں۔ ایک حبشی نے فقیرانہ لہجے میں کہاکہ مس سیلی ہم بھوکے ہیں، ہم کو کچھ کھانے کو دو۔ اور تھیں تو معلوم ہی ہے کہ کلارک کے گھر سے کوئی حبشی خالی ہاتھ واپس نہیں آتا ہے۔ چنانچہ سیلی کچھ لینے کے لئے اندر چلی گئی اور اس نے یہ نہیں سوچا کہ حبشی کس ارادے سے آئے ہیں ـــــــ اس دوران میں کلارک کی نو سالہ لڑکی وہیں کھڑی ہوئی حبشیوں کو دیکھتی رہی۔ ـــــــ"

شریف ابھی یہیں تک پہونچا تھا کہ جیت، ٹروپر، اور میرین جیفرسن کی گاڑی آ پہونچی۔ ان کو دیکھکر گڈن کا دل بڑھ گیا۔ میرین اور جیت اتر پڑے۔ ٹروپر گاڑی میں ہی بیٹھا رہا۔ اس نے جنگ میں استعمال کی ہوئی اپنی بندوق اٹھائی، اور اس کی نال سیدھی کرتے ہوئے دھیمے لہجے اور گہری آواز میں بولا۔

"ہگر، اپنی انگلیاں بندوق کی لبلبی سے ہٹالو۔"

ٹروپر کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ پیشانی کی ایک ایک رگ ابھر آئی اور اس کا مربع نما جسم تن گیا۔

"جلدی سے ہٹا اپنی انگلیاں" ٹروپر نے کہا

بنیٹلی نے ہگر کے کان میں کہا " بیوقوفی سے کام مت لو اور جیسا وہ کہتا ہے کرو ۔"

ایبز نیبیٹ بھی ہل جوتنے کے گھوڑے پر سوار آ پہونچا ۔ اسکی بندوق شانے سے لٹکی ہوئی تھی ۔

" جیسا وہ کہتا ہے کرو " بنیٹلی نے پھر کہا

ہگر نے لبلبی سے اپنی انگلیاں ہٹالیں ۔

" بندوق کو نیچے اپنے قدموں میں لے لو " ٹرد پر نے کہا ۔ " اور تم بھی شریف "

" تم بیچ میں نہیں بول سکتے "

" اپنے قدموں میں " ٹرد پر نے اشارہ کرتے ہوئے کہا

انھوں نے بندوقیں اپنے قدموں میں رکھ لیں ——— ایبز لیبیٹ بھی بگی کے آس پاس جمع ہجوم میں شامل ہوگیا ۔ فرینک کارسن بھی دل دل کی طرف سے اپنی گاڑی لئے ہوئے آگیا ۔ ہگر نے کہا ۔

" ہم اس بات کو یاد رکھیں گے ، لیبٹ "

" اور مجھ کو بھی کچھ باتیں یاد ہیں ۔ "

" شریف ہم کو بتا رہا تھا کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے " ——— اور گڈن نے وہ سب کچھ دہرادیا جو شریف نے کہا تھا " ہاں جناب ! اس کے بعد کیا ہوا ؟ ہم کہانی کا باقی حصہ بھی سننا چاہتے ہیں ۔ " گڈن نے کہا ۔

فرینک کارسن بھی آکر ہجوم میں شامل ہوگیا ۔ بنیٹلی نے مڑکر ایک ایک کی صورت دیکھی اور پھر اپنا بیان جاری کیا ——— " وہ چھوٹی لڑکی کھڑی ہوئی انھیں دیکھ رہی تھی کہ ایک حبشی نے آگے بڑھ کر اس کو ننگا کردیا ۔ وہ چیخنے چلانے لگی ۔ اتنے میں سیلی دوڑتی ہوئی آگئی ۔ ایک دوسرے حبشی نے بڑھ کر سیلی کو مارا اور وہ رینگتی ہوئی اس جگہ گئی ، جہاں کلارک اپنی پستول رکھتا تھا ۔ اور اس کے بعد حبشی بھاگ کھڑے ہوئے ۔"

" اور اس سے ہمارا کیا تعلق ہے " ؟ گڈن نے پوچھا

" ان حبشیوں کو پہچان لیا گیا ہے ۔ وہ سب کے سب کارویل کے تھے ۔

چند لمحوں تک ایک مردہ سکوت چھایا رہا ۔ اس کے بعد ایبز لیبٹ قہقہہ مار کر ہنس پڑا پھر جبیٹ نے کہنا شروع کیا " تمام بے تکی باتوں کی ——— "

"خاموش رہو" گڈن نے بات کاٹ کر کہا "میں بات کر لوں گا۔"

اور اس نے بنیٹلی سے پوچھا "اب آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"ہم ان تینوں حبشیوں کو چاہتے ہیں گڈن۔"

"کس جرم میں؟"

"حملہ اور زنا کی کوشش کے الزام میں"

"اور ملزموں کے نام کیا ہیں؟"

"ہینی بال واشنگٹن، اینڈریو شرمان اور ایک اور حبشی ہے۔ جس کے متعلق سیلی کہتی ہے کہ اس نے کارویل کے حبشیوں کے ساتھ بنولے میں کام کرتے دیکھا تھا۔ لیکن وہ اس کا نام بھول گئی ہے۔"

"اچھا" گڈن نے کہا "ہم تمھاری اس کہانی پر گفتگو نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہم کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ان دونوں آدمیوں میں سے کوئی بھی ہفتہ بھر سے شہر نہیں گیا ہے۔ کل دن بھر ہینی بال واشنگٹن اسکول کی عمارت میں اینٹیں جمانے کا کام کرتا رہا اینڈریو شرمان ہل چلاتا رہا، اور اس کی بیس شہادتیں مل جائیں گی۔ یہ سب لوگ میرے بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں، اور یہ ہے تمھارے الزامات کی حقیقت کل کارویل سے کوئی ایک شخص بھی شہر میں نہیں گیا۔"

"ہم حبشیوں کی گواہی نہیں مانتے" گمّو نے کہا

گڈن کے ہونٹ بھینچ کر پتلے ہو گئے۔ اور ایبز لیبٹ نے گمّو کے قریب جا کر کہا

"میں حبشی نہیں ہوں ہگر، ذرا قریب سے دیکھو"

ہم تمھاری گواہی بھی نہیں مانتے۔"

"ڈائن کے بچے کمینے، میں تو بہت دن پہلے تجھ کو قتل کرنے کی ٹھان چکا ہوں" ایبز نے دھیمے لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

بنیٹلی نے کہا "اس گرما گرمی سے تو ہم کسی نتیجہ پر نہیں پہنچیں گے۔ ہم کوئی جھگڑا نہیں چاہتے گڈن ——"

"جھگڑا تو ہم بھی نہیں چاہتے۔"

"لیکن ہم ان ملزموں کو لیجانا چاہتے ہیں۔ ان پر باضابطہ مقدمہ چلایا جائے گا اور صحیح شہادتیں بھی لی جائیں گی۔"

"صیحح شہادتیں تو یہاں بھی مل سکتی ہیں" گڈن نے کہا
"مگر میں گرفتاری کرنے والا ہوں، کیا تم، مداخلت کروگے۔؟"
"اگر تم ایسا کہتے ہو تو یوں ہی سہی" گڈن نے سر ہلا کر کہا
"میں ایسا ہی کہہ رہا ہوں۔ ہم یہاں پرامن طریقہ سے قانون اور ضابطہ کی تکمیل کرنے آئے ہیں اور تم ہم کو گھیر کر مسلح مداخلت کر رہے ہو اور یہ بڑا سنگین جرم ہے گڈن،"
"تمہیں ان آدمیوں کے بغیر ہی واپس جانا ہوگا" گڈن نے کہا۔ "اگر تم جھگڑا کرنا چاہتے ہو شریف تو کر سکتے ہو۔ میں کہتا ہوں کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ اور تم نے جو فرضی قصہ گھڑ لیا ہے۔ اس پر کوئی بھی دانش مند آدمی یقین نہیں کر سکتا ——— اب میں یہ کہتا ہوں"
"اور میں سن رہا ہوں" شریف نے سر ہلا کر کہا "میں پانچ میل دور سے بھی حبشی کی بات سن لیتا ہوں۔ میں اس کی بو سونگھ لیتا ہوں۔ میں ان آدمیوں کو لے کے رہوں گا گڈن، چاہے مجھ کو ضلع کا ایک ایک آدمی ہی کیوں نہ اس کام کے لئے لگانا پڑے"
"یا پھر ضلع کے باہر کے آدمی بھی ہوسکتے ہیں" گڈن نے کہا "یا وہ ہر ذلیل بدمعاش ہوسکتا ہے جو بگر کی باتوں میں آجائے۔ لیکن اس وقت تو خیریت اسی میں ہے کہ تم کارویل سے باہر نکل جاؤ، بنٹلی ——— تم ہماری حد میں کھڑے ہوئے ہو۔ دور ہو جاؤ یہاں سے جاؤ جہنم میں۔"
لوگ قریب قریب مل کر کھڑے ہو گئے اور بگی کو واپس جاتا ہوا دیکھنے لگے۔ کچھ لمحوں تک خاموشی طاری رہی اور اس کے بعد ایبز لیبٹ نے دھیمی آواز میں روانی کے ساتھ سیدھی سیدھی گالیاں بکنا شروع کر دیں۔
جیف نے کہا "تعجب ہے کہ اتنی بات ہونے پر بھی کچھ نہیں ہوا۔"
"یہ کوئی بات نہیں ہے۔ فرینک کارسن نے شلنے سائیڈر کو کہا "یہ تو کسی دن سے ہونے والا ہی تھا اور ان باتوں سے ان کے رویہ میں کوئی تبدیلی تھوڑی ہوگی۔"
"اس ہفتہ ہر صبح جب میں جاگتا تھا تو مجھے کسی ایسے ہی واقعہ کا اندیشہ ہوتا تھا۔"
گڈن نے سوچتے ہوئے کہا "ہفتہ بھر مجھے ہر روز یہی خیال آتا تھا کہ کہیں کچھ ہو نہ جائے ہر روز یہی خیال آتا تھا۔ اور آخر کار آج صبح وہ بات سامنے آہی گئی۔"

بچے سہمے ہوئے اور خاموش تھے، وہ چاروں طرف کھڑے ہو گئے۔ اور ان کی سمجھ

نہیں آ رہا تھا کہ عین اسکول کے وقت انکی پڑھائی کیوں روک دی گئی اور کس لئے لوگ اسکول کی عمارت میں آکر جمع ہونے لگے ہیں ۔۔۔۔۔ بڑے لڑکوں میں سے چند آدمیوں کے ساتھ ہی داخل ہوئے اور ان کو کسی نے بھی نہیں روکا ۔ قطاروں میں بیٹھے ہوئے تقریباً آدھے آدمیوں کے پاس کسی نہ کسی قسم کے ہتھیار تھے، وہ سب کے سب نقل وحرکت میں سُست اور بوجھل معلوم ہو رہے تھے ۔ اور یہ کیفیت اکثر اس وقت ہوتی ہے جبکہ لوگ اپنے خیال، عمل اور توقعات کے درمیان کوئی ہم آہنگی نہیں پاتے ہیں ۔ بنجامن وِنتھروپ ہال کے ایک کونے میں کھڑا ہوا ان کو دیکھ رہا تھا ۔ وہ بھی سہما ہوا اور پریشان تھا ، وہ جوان العمر تھا اور نیو انگلینڈ کے ایک اوسط درجے کے مذہبی خاندان سے تعلق رکھتا تھا ۔ جس کا سلسلۂ نسب بوڑھے گورنر سے ملتا تھا ۔ گو وہ اپنے لقب کی ہجے مختلف کرتے تھے ، اور کیونکہ وہ ایسے خاندان سے تعلق رکھتا تھا ، جس میں داخلیت زیادہ پائی جاتی تھی ۔ اس لئے اس میں نوعِ انسان کی ہمدردی خارجی کم اور داخلی زیادہ تھی ۔ یہی وجہ تھی کہ ان اجنبی ، خاموش اور تشدد پسند لوگوں کے درمیان رہنے میں ، اسکو بہت زیادہ اپنی قوتِ ارادی سے کام لینا پڑا اور اس کے دل میں برابر ایک کش مکش سی رہتی تھی ، اور اس وقت جب وہ انھیں دیکھ رہا تھا تو ان کی ہی طرح اس نے بھی یہ سمجھ لیا کہ اب سب کچھ ختم ہو چکا ہے ۔ اس کا کام بھی ہو چکا تھا اور وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اگر ممکن ہو سکا تو میں آج اسٹیشن جاکر پہلی گاڑی سے چلا جاؤنگا ۔

پیٹر بھائی نے یہ کہکر جلسہ کی کارروائی شروع کی " بھائیو ! ہم اسوقت خوف اور غصّے کی حالت میں جمع ہوئے ہیں ۔ دعا ہے کہ خدا ہم کو صحیح راستہ بتائے ، اور جب ہم اس راستہ کو پالیں تو خدا ہم کو اس پر چلنے کی توفیق دے ۔ گڈن ! کیا تم کچھ کہوگے ؟"

گڈن سب کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا ۔ وہ اپنی جگہ پر ہی کھڑا ہو کر بولا ۔۔۔ " یہ صرف میرا ہی معاملہ نہیں ہے ۔ اس مسئلہ پر میں دوسروں سے بہتر نہیں بول سکتا ۔ اس کا علم کہ ہم کو اب کیا کرنا چاہیئے ، مجھے اپنے پڑوسیوں سے زیادہ نہیں ہے ۔ لوگ اپنی ترجمانی خود ہی کر سکتے ہیں ۔ "

لوگ مڑ مڑ کر گڈن کی طرف دیکھنے لگے ۔ وہ اب پہلے سے بوڑھا نظر آ رہا تھا ۔ ہینی بال واشنگٹن نے کہا " شاید یہ بہتر ہوگا کہ گڈن لوگوں کی طرف سے بولیں ۔ کوئی دوسرا شخص ہم میں سے ہو یا نہ ہو ، لیکن تم ہمارے ہی ہو ۔ گڈن ، تم نے ہم کو کبھی نہیں چھوڑا ، تم میں جو کمزوریاں ہیں ان کا علم خدا کو ہے لیکن خدا بہتر جانتا ہے کہ تم عاجزی اور انکساری

کے ساتھ رہتے ہو۔ تمھیں کچھ تو کہنا ہی چاہیئے۔"

"کہنے کو تو کچھ زیادہ نہیں ہے" گڈن نے کہا "تم سب کو معلوم ہے کہ کیا ہوا اور کیوں ہوا؟ یہ بھی تم جانتے ہو ـــــــ اور تم یہ بھی اچھی طرح سے سمجھتے ہو کہ اگر انھوں نے ہمارے تین آدمیوں کو لے جا کر پھانسی بھی دیدی تو معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ یہ صرف ابتدا ہو گی لاتعداد پھانسیوں کی۔"

اینڈرو شرمان نے جھکے ہوئے انداز میں کہا "گڈن: میں معاملہ کو طول دینا نہیں چاہتا جھگڑا تو بہت ہو چکا۔ میرا خیال ہے کہ شاید وہ پھانسی کی حد تک نہیں جائیں گے۔ فرض کرو کہ میں شہر جاتا ہوں اور وہ مجھے دیکھکر کہتے ہیں کہ یہ وہی حبشی نہیں ہے۔ یہ وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ میں ہی حبشی ہوں؟ ـــــــ ہیں، کل تو کیا ہفتہ بھر سے شہر گیا ہی نہیں۔"

"وہ تم کو پھانسی دیں گے" ایبز لیٹ نے کہا "میں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ وہ تم کو پھانسی دیدیں گے۔"

"ہاں، وہ پھانسی دیدیں گے" گڈن نے اتفاق کیا "اب میں خود کوئی فیصلہ نہیں کروں گا فیصلہ کی بات میں تم لوگوں پر چھوڑتا ہوں۔ اس کے بعد اگر تم یہ چاہو گے کہ میں اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تمھاری رہنمائی کروں تو میں پیچھے نہیں ہٹوں گا اور وہ جو انھوں نے قصہ سنایا تھا، اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ انھیں تو بہانے کے لئے کوئی نہ کوئی قصہ گڑھنا ہی تھا۔ انھیں تو کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا تھا جو قانون اور ضابطہ سے ملتا جلتا ہو لیکن ابھی انھیں طاقت حاصل کئے ہوئے صرف آٹھ دن ہی گزرے ہیں اور آٹھ دن ہماری آٹھ سال کی تعمیر کو برباد کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔"

"اچھا تو پھر ہم کو کیا کرنا چاہیئے گڈن:" فرینک گارسن نے پوچھا۔

"یہ فیصلہ تو تم لوگوں کو کرنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ آج رات پھر آئیں گے۔ اگر آج رات نہیں تو کل ـــــــ مگر وہ آئیں گے ضرور ـــــــ اور اس مرتبہ ایک دو نہیں بلکہ بہت سارے ہوں گے جو ہم کو برباد کرنے کا کام شروع کر دیں گے اور پھر کچھ دن انھیں قانونی طریقوں کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہو گی ـــــــ اب دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تم کیا کر سکتے ہو؟ ـــــــ مختلف چیزیں کر سکتے ہو تم۔ تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہ کر دو دو تین تین کی تعداد میں قتل ہو سکتے ہو ـــــــ لیکن سب نہیں، کیونکہ تم میں کچھ لوگ فرار بھی ہو سکتے ہیں ـــــــ یا پھر تم سب ہی فرار ہو کر بڑے بڑے کاشتکار و

کے یہاں روٹی کپڑے اور گز بھر سونے کی زمین کے عیوض میں کام کر سکتے ہو اور ایسی صورت میں بھی تمھیں اس شرط پر ہی زندہ رہنے دیا جائے گا کہ تم اپنے منھ بند رکھو ——— گوروں کی حالت بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہوگی۔ شاید وہ جاسن ہگز کے گروہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ لیکن میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اب ان کو اپنے گروہ میں شامل کرے گا بھی یا نہیں ——— اور اس۔ لئے میرا خیال ہے کہ گوروں کی حالت بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہوگی ——— یا پھر دوسرا راستہ یہ ہے کہ تم سب متحد ہو کر اپنے دشمنوں سے لڑ سکتے ہو۔"

جیف نے چلّا کر کہا "یہ ملک اب بھی ریاستہائے متحدہ امریکہ کہلاتا ہے۔ یہاں اب بھی قانون ہے اور عدالتیں قائم ہیں ——— کیا جناب ہم سب اپنے آپ کو تباہ کرلیں ؟"

"اپنے آپ کو تباہ کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟" گڈن نے کہا "میں نے تو سارے راستے تمھارے سامنے رکھ دیے ہیں۔ میں کسی ایک راستہ کا انتخاب تو نہیں کر رہا ہوں۔ آٹھ دن سے یہاں سوائے تشدد کے اور کوئی دوسرا قانون نافذ نہیں ہے ——— عدالتیں ہماری نہیں ہیں۔ اور ہمارے اندر لڑنے کی طاقت شاید اس لئے باقی ہے کہ یہ ملک امریکہ کہلاتا ہے، اور تباہی ؟ ——— معلوم نہیں کہ ہوگی بھی یا نہیں۔ جب بوڑھا اوسا واٹوم براؤن انیس ۱۹ آدمیوں کے ساتھ ہارپر کی کشتی میں بیٹھ کر گیا تھا تو اس کے پاس ہم سے کم طاقت تھی، اور کامیابی کی امید بھی کم تھی۔ لیکن اس نے اپنی قوم کو جھنجوڑ ڈالا، اور جگا دیا۔ اور جو وہ کہنا تھا اسے کر کے بتا دیا۔ میں مرنے کے لئے لڑنے کی تجویز نہیں پیش کر رہا ہوں بلکہ زندہ رہنے کے لئے لڑنا چاہتا ہوں تاکہ سارے ملک کی نگاہیں ہماری طرف اٹھ جائیں اور دیکھیں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے ؟"

"کوئی دوسرا راستہ ہونا چاہیئے" جیف نے کہا۔

"دوسرا راستہ کیا ہے ؟"

"اگر آپ واشنگٹن واپس جائیں تو ؟ ———"

"میں نے وہاں کوشش کی، اور ناکام ہو گیا" گڈن نے کہا۔

"اگر آپ پھر کوشش کریں تو ——— ؟"

"میں پھر ناکام ہو جاؤں گا۔ اور اب ایسی کوشش کے لئے وقت بھی نہیں رہ گیا ہے

کل تک کا وقت بھی نہیں ہے ۔"

ڈل بون نے نرمی اور شستی کے ساتھ کہا " فرض کرو گڈن کہ اگر ہم لڑنے کا ہی فیصلہ کرتے ہیں تو میں اس کے لئے تیار ہوں ۔ موجودہ حالات میں یہی سب سے بہتر طریقہ ہے لیکن ہم کس طرح سے لڑیں گے ؟ ——— ہم کوئی فوج تو ہیں نہیں ——— سارے ملک میں ساڑھے تین ہزار ایکڑ پر ہی ہمارا قبضہ ہوگا ۔ اور یہ بہت ہی کم جگہ ہے ۔"

" میں نے اس پر بھی سوچا ہے " گڈن نے اتفاق کرتے ہوئے کہا " خدا جانتا ہے کہ میں نے سوائے اس مسئلہ کے اور کسی بھی چیز پر نہیں سوچا ۔ اگر ہم لڑتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے اپنی عورتوں بچوں کو کسی ایسی جگہ پر رکھنا ہوگا ۔ جہاں وہ کچھ عرصے کے لئے محفوظ رہ سکیں ۔ وہ جگہ ایک عرصہ تک جلائی نہ جا سکے ، اور انھیں باہر نکلنے پر مجبور نہ ہونا پڑے ۔ ہماری بستی میں اس قسم کا ایک بڑا مکان ہے جس کی مدافعت آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے ۔ اور وہ مکان ہے کارویل کے پرانے کاشتکار کا ——— وہ ایک پہاڑی پر بستی کے عین وسط میں واقع ہے ——— "

" میں بہت کچھ کہہ چکا ہوں ——— اور اب آپ سوچ کر کوئی فیصلہ کر لیجئے ۔"

گڈن نے اپنی بات ختم کرتے ہوئے کہا ۔

ایک گھنٹے کے بعد انھوں نے فیصلہ کر لیا ، اور یہ فیصلہ ان کی طاقت ، مکر وری ، خوف ، غصہ ، زخم ، درد اور اپنی محنت کی یاد کا حاصل تھا ۔ جب تمام آوازیں دب گئیں تو ایبز لیٹ نے کہا ۔

" گڈن ! ہم لڑیں گے ۔ کیا تم ہمارے ساتھ رہو گے ؟ "

" اگر تم چاہو گے تو ——— " گڈن نے کہا ۔

" ہم تم کو چاہتے ہیں ۔ "

گڈن نے چاروں طرف دیکھا اور اس کے بعد اقرار ظاہر کرنے کے لئے اپنا سر ہلایا ——— جب وہ پیچھے سے اُٹھ کر کمرے کے اگلے حصے کی طرف جانے لگا تو اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے ۔ پیٹر بھائی اسکی طرف دیکھتے رہے ۔ ان کی آنکھوں میں درد و کرب کا احساس جھلک رہا تھا ۔ گڈن نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" اب تین بجا چاہتے ہیں ——— اور ہم کو جو کچھ بھی کرنا ہے اس کو شام سے پہلے ہی کر لینا چاہئے ——— ہو سکتا ہے کہ وہ آج رات ہی آجائیں ۔ یا پھر چند دنوں کا

بھلا دا دیہ ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ ہم سب اپنے بیوی بچوں کو ۔ مکان میں لیجائیں اور دہیں پر کھانے اور بستر کا انتظام بھی کرلیں۔ ہم دن کے وقت انھیں اپنے مقرر کردہ محافظوں کی نگرانی میں چھوڑکر اپنے اپنے کاموں پہ چلے جایا کریں گے اور اس طرح ہمیں کم از کم یہ اطمینان تو رہے گا کہ وہ محفوظ ہیں۔ ہم خطرے سے خبردار کرنے کے لئے اسکول کی گھنٹی استعمال کرسکتے ہیں۔ لیکن میں اسکول کی عمارت استعمال کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ ——"

اس کے بعد اس نے بنجامن ونتھروپ سے مخاطب ہوکر کہا "مجھے نہیں معلوم مسٹر ونتھروپ، کہ آپ ان سب باتوں کے متعلق کیا محسوس کرتے ہیں —— کیونکہ آپ کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مگر فی الحال ہمیں اسکول کو بند کرنا پڑے گا۔"

ونتھروپ نے بے چینی کے ساتھ اپنے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا، "میں تشدد کا قائل نہیں ہوں مسٹر جیکسن! —— اور آپ جو کچھ کر رہے ہیں، مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے لیکن میرا اس سے کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔ مگر آپ بچوں کو ایک جگہ پر جمع کرکے بیکار رکھنا تو پسند نہیں کریں گے ——"

"لیکن اب سوائے اس کے اور کیا چارہ ہے؟"

ونتھروپ نے لاچاری سے کہا "میں اُس وقت تک ٹھہروں گا جب تک سب کچھ ٹھیک نہ ہوجائے۔ ابتدا میں تو کوئی چیز بھی مکمل نہیں ہوتی ہے۔"

"اگر آپ ٹھہریں گے تو ہم آپکے مشکور ہوں گے۔"

پھر اس نے لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا "اپنی بارود اور گولیاں لیجاکر بڑے مکان میں رکھ دو، کھانے کا سامان، اور جو کچھ بھی آسانی کے ساتھ لیجایا جاسکے بڑے مکان میں منتقل کردو۔"

وہ ایک ایک کرکے آہستہ آہستہ اسکول سے باہر نکلنے لگے، خاموشی اور سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔ انھوں نے اپنے بچوں کو جمع کرلیا اور گھروں کی طرف چلدیئے۔

باہر آکر ٹروپر نے گڈن کو روک کر کہا —— "میں اپنے مکان کو نہیں چھوڑونگا ——"

"کیوں؟"

ٹروپر گڈن سے کئی انچ اونچا، اور کئی انچ چوڑا چکلا بھاری بھرکم آدمی تھا۔ اس نے انکار میں اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا —— "میں نہیں چھوڑونگا گڈن"

اور پھر اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "میں تمھاری طرح نہیں ہوں

گڈن صاحب میں ایک غلام ہوں تو غلامی کے تازیانے کی ضرب کو میری پیٹھ پر سب سے زیادہ زوردار پڑنا چاہیئے۔ بڑا کالا حرامی کا بچہ، ——— بیوقوف کالا حرامی کا بچہ، مردود کالا حرامی کا بچہ، ——— میں تو ہمیشہ سے یہی سنتا آ رہا ہوں۔ مسٹر ڈڈلی کارویل نے، آر بینیس کے ایک نیلام میں مجھ کو خریدا تھا۔ اس نے میری بولی سب سے اونچی لگائی اور کام بھی سب سے زیادہ لیا۔ میں صبح سے لے کر دوپہر، ——— اور دوپہر سے رات تک کام کرتا تھا۔ مجھے کبھی بھی سورج کو نکلتے ہوئے دیکھ کر خوشی نہیں ہوئی ——— مجھے خوشی کی ایک رات بھی نصیب نہ ہو سکی ——— اور جب دُرّے لگائے جاتے تھے تو بوڑھا اُوورسیر کہتا تھا کہ اس کالے حرامی کے بچے پر تو دُرّوں کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔"

اس نے اپنی قمیص کو اُتار کر کہا "اس پیٹھ کو دیکھا ہے گڈن ؟"

پیٹر بھائی اور چند اور لوگ ٹروبر کی باتیں سُننے کے لئے ٹھہر گئے۔ اور انھوں نے اس کی پیٹھ کو بھی دیکھا۔ جس پر کوڑوں کے اتنے نشانات تھے کہ کسی ملک کا مُرتّبہ طبعی نقشہ معلوم ہوتی تھی۔

"میں اپنا گھر نہیں چھوڑوں گا گڈن! ——— میں اور میری عورت وہیں رہیں گے اور اپنے گھر کی زمین پر ہی جانیں دیدیں گے۔ کیونکہ یہی زمین میری ہے۔ پورا اب میرا نہ کوئی آقا ہے، نہ اوورسیر، ——— کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے گھر کی زمین پر سجدہ کر کے اُسے چومنے لگوں۔ وہ گھر اب میرا اپنا گھر ہے۔ میں وہاں بیٹھتا ہوں۔ اور میری بیوی میرے لئے کھانا لاتی ہے۔ وہ نہ کسی غلام کی جھونپڑی ہے اور نہ کسی جیل خانہ کی کوٹھڑی ——— وہ تو میرا گھر ہے۔ میں اس کو نہیں چھوڑوں گا گڈن ——— مجھ کو اس گھر سے کوئی طاقت باہر نہیں نکال سکتی۔"

"اور تمھارے بچے ؟" پیٹر بھائی نے پوچھا۔

"وہ بھی میرے ساتھ ہی رہیں گے۔ میرے ہوتے ان کو کوئی ضرر نہیں پہونچ سکتا۔"

آٹھ سال پہلے اگر ٹروبر یہ باتیں کرتا تو گڈن اس کی ایک نہیں مانتا۔ اس کو سمجھاتا اور غصہ بھی کرتا۔ لیکن اب ؟ ——— اب اس نے کہا: "اچھا ٹروبر! اگر تم یہ چاہتے ہو تو یہی سہی۔"

۱۸ اپریل کی سہ پہر بھر کارڈیل کے لوگ اپنے اپنے کھیتوں سے بڑے مکان میں منتقل ہونے لگے۔ عورتوں نے گاڑیاں بھرنی شروع کر دیں۔ ان کا سامان بستروں، برتنوں، کھانے، اناج، کچھ قیمتی چیزوں، کلینڈروں، اور کوئی کتاب یا انجیل وغیرہ پر مشتمل تھا۔ اب اس سوال پر وہ کوئی بات چیت نہیں کرتے تھے کیونکہ ہفتوں تک اس مسئلہ پر کافی گفتگو ہو چکی تھی۔ گو بچوں کی سادہ اور آہستہ چلنے والی زندگی میں یہ دنیا کو ہلا دینے والا واقعہ تھا لیکن وہ بھی غیر معمولی طور پر دہشت زدہ اور خاموش نظر آتے تھے۔ لوگوں کے مزاج میں چڑچڑا پن آگیا تھا۔ کوئی اوزار غلط جگہ پر رکھ دیا جائے یا کوئی بچہ شرارت کرے تو ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر مردوں کا غصہ پھوٹ پڑتا تھا۔ عورتیں بھی بغیر کسی وجہ کے غضبناک ہو جاتی تھیں۔ گو ان سب نے صورتِ حال کی اہمیت کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیا تھا اور اس پر آنسو بھی نہیں بہائے تھے۔

خاندان کے خاندان گاڑیوں میں بھرے ہوئے ہر سمت سے بڑے مکان کی طرف جا رہے تھے۔ ایک ایک کر کے گاڑیاں بڑے مکان پر جمع ہو گئیں۔ جب یہ پرانی سفید عمارت ڈوبتے ہوئے سورج کی روشنی سے زرد اور سنہری نظر آنے لگی تو وہ سب جمع ہو چکے تھے۔

گڈن نے بہت تھوڑی کتابیں اپنے ساتھ رکھ لیں۔ جیمن نے اپنے اوزار اور چارلسٹن سے خریدی ہوئی دوائیں رکھ لیں۔ انھوں نے غلہ ڈھونے والی گاڑی میں بستر بچھا کر بیمار لے ہیگ ہو کو اس پر لٹا دیا۔ ہتھیار بھی سارے کے سارے رکھ لئے گئے۔ ان ہتھیاروں میں گڈن کی فوجی اسپنسر بندوق، مارکس کی کاربن رائفل۔ ۲ کھرت کی بندوقیں اور ایک لمبی نال کا پستول تھا جس کو گڈن نے ایک سال پہلے واشنگٹن سے خریدا تھا۔ راچیل نے بہترین برتن اور کتان کے بنے ہوئے کپڑے رکھ لئے۔ وہ ان کپڑوں کو گھر پر ہی چھوڑ دینا چاہتی تھی یہ بڑا اچھا سفید کپڑا تھا۔ گڈن اس کو ہر سال تھوڑا بہت خرید لیتا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ راچیل اس کی چکنی سفید چادروں اور تکیے کے غلافوں کو کتنا پسند کرتی ہے۔ لیکن جیمن نے بھی بغیر کسی تشریح کے یہی کہا کہ ان سب کپڑوں کو اپنے ساتھ رکھ لو، اور اس نے رکھ لئے۔

ابنر لیمبرٹ نے اپنے انیس سالہ لڑکے جمی سے پوچھا "تمھارا کیا خیال ہے؟ اب وہ زمانہ نہیں ہے جو آج سے دس سال پہلے تھا۔ میں تو گڈن کے ساتھ رہنے کا عادی ہو چکا ہوں، لیکن تمھارے لئے یہ کوئی ضروری نہیں ہے۔"

ایک سال پہلے جب جمی کی شادی ہوئی تھی تو اس کے لئے سو ایکڑ کی مزید زمین

خرید نے میں گڈن نے ایبز کی مدد کی تھی ۔لڑکے نے اس بات کو یاد دلایا۔
"مجھے بھی یاد ہے" اور یہ احسان فراموش نہیں کیا جا سکتا۔"
"میں آپ کے ساتھ ہی رہوں گا۔"
ایبز نے گردن ہلائی ۔ اور لڑکے کے شانے سے بندوق لٹکادی ۔ محبت کا اظہار اس طریقے سے بہت کم کیا جاتا ہے۔ لڑکے نے بندوق کو اتار کر رکھ دیا، اور کام میں اپنی ماں کا ہاتھ بٹانے کے لئے اندر چلا گیا۔
بیٹر بھائی اور الین بی کے لڑکے سب سے پہلے بڑے مکان میں پہونچ گئے۔ وقت نے مکان کی شکل وصورت میں کوئی زیادہ تبدیلی نہیں کی تھی ۔ البتہ دیواروں کی پتائی کہیں کہیں سے جھڑ گئی تھی، دور سے دیکھنے پر اس عمارت کی شان وشوکت اور خوبصورتی میں اب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا تھا ۔ لیکن قریب جانے پر معلوم ہوتا تھا کہ کھڑکیاں ٹوٹ گئی ہیں ۔ سبزہ اُگا ہوا ہے۔ اور دروازے جالوں سے اٹکے ہوئے ہیں ______ اندر کا تمام سازوسامان نیلام کر دیا گیا تھا ۔ لیکن خالی ہونے کے باوجود مکان کی پرانی شان وشوکت ختم نہیں ہوئی تھی۔ بڑا وسطی زینہ میہوگنی اور شاہ بلوط کی لکڑی کا بنا ہوا تھا جو اس خالی مکان میں دیکھنے والوں کو بہت زیادہ متاثر کرتا تھا ۔ دیواروں پر چپکائے ہوئے کاغذ پھٹ گئے تھے لیکن ان کا رنگ ابھی تک نہیں اُڑا تھا۔ اخروٹ کے ستونوں پر خوبصورت نقش ونگار بنے ہوئے تھے اور وہ صبر کے ساتھ اس دن کا انتظار کرتے ہوئے معلوم ہوتے تھے، جبکہ ان کے سہارے الماریوں کو رکھا جائے گا، اور کرسیوں اور صوفوں کو ان سے ٹکایا جائے گا۔ ______ جا بجا بڑھیا سخت لکڑی کے فرش پر دھول، پتیاں ، اور کچرا کوڑا پڑا ہوا تھا ۔ جو خالی مکان میں جاکر کھیلنے والے بچوں نے جمع کیا تھا۔
بیٹر بھائی، سب سے پہلے اس لئے منتقل ہو گئے کہ انھوں نے اپنے ساتھ بہت کم چیزیں رکھی تھیں ۔ تینوں لڑکے، الین بی، کی موت کے بعد سے ان کے ساتھ ہی رہنے لگے تھے ______ انھوں نے آتے ہی جھاڑوؤں سے مکان کو صاف کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی دوسرے لوگ بھی ان کے کام میں ہاتھ بٹانے لگے ۔ بارہ سال کے جمع شدہ کچرے کو آسانی سے صاف نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن خاندانوں کی ایک تعداد کے پہونچنے تک مکان میں خاصی صفائی نظر آنے لگی ______ گڈن نے اندرونی انتظام کی ذمہ داری لے لی ۔ گو مکان میں بیس سے زیادہ کمرے تھے ۔ پھر بھی انھیں ایک ہی خاندان کی طرح سے مل جل کر رہنا تھا۔ مرد

اس کمرے میں سوئیں گے جو پہلے استقبال کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ ایک ہی خاندان کے لوگوں کو امکانی حد تک ساتھ رکھنے کے علاوہ اس نے عورتوں، اور چھوٹے بچوں کو کئی سونے کے کمروں میں تقسیم کر دیا۔ کچھ خاندانوں کو جو بہت بڑے تھے مثلاً جیکب سٹر کا خاندان، جس میں ایک دادی، ایک بیوی، ایک بہن اور تین لڑکیاں تھیں۔ اس نے ایک پورا کا پورا کمرہ دے دیا۔ کھانے کے کمرہ کو دن کے وقت کھانے اور اسکول کے لئے استعمال کرنا اور رات کے وقت زیادہ تر مردوں اور گیارہ سے بیس سال تک کے لڑکوں کے لئے سونے کا کمرہ بنا دینا طے پا گیا۔ باورچی خانے سے ملحق کمرہ میں کھانا رکھا جاتا تھا۔ اور گڈن نے کھانا پکانے اور اس کی تقسیم کے لئے عورتوں کی ایک کمیٹی مقرر کر دی تھی۔ عورتوں کے ایک اور گروہ کو صفائی کے کام پر لگا دیا گیا تھا۔ مردوں نے کھڑکیوں میں کاغذ چپکانے شروع کر دیئے۔ اینی بال واشنگٹن، دو آدمیوں کو ساتھ لے کر پانی کا حوض صاف کرنے لگا۔ تاکہ وہ استعمال کے قابل ہو جائے۔ کیونکہ حوض کے چاروں طرف مکان کی بائیں دیواریں تھیں۔ اور باورچی خانے سے وہ صرف ایک قدم کے فاصلہ پر تھا۔ اس لئے گڈن نے پانی کے پیپوں سے کام لینے کے بجائے ساری ضرورتیں حوض کے پانی سے ہی پورا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ سورج غروب ہونے تک حوض صاف ہو گیا اور اینی بال واشنگٹن نے لڑکوں کے ایک گروہ کو کنوئیں سے پانی لا لا کر حوض کو بھرنے کے کام پر لگا دیا۔ اس عرصہ میں گڈن نے چھ گاڑیاں لکڑیوں کے لئے واپس بھیج دیں۔

کچھ لوگ، اور خاص طور پر وہ جن کے دودھ پیتے بچے تھے، اپنے ساتھ گائیں بھی لیتے آئے تھے اور ان کے لئے کچھ دن کا چارہ بھی جمع کر لیا تھا۔ بہت دن پہلے کارویل کے بنڈے اور اصطبل آتش زدگی کی نذر ہو چکے تھے، اس لئے گڈن نے مکان کے دونوں طرف میدانوں میں گاڑیوں سے احاطے بنائے اور ان میں گائیوں اور گھوڑوں کو رکھ دیا۔

سہ پہر سے شام تک کیا کچھ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا اور لوگ اس کو دیکھ کر ہی خوش ہو رہے تھے۔ دنتھروپ کے سوائے یہاں کوئی بھی اجنبی نہیں تھا، اور جو لوگ ایک دوسرے کو بچپن سے نہیں جانتے تھے وہ بھی کم از کم سالہا سال کے دوست تھے۔ اپنے اپنے طور طریقے اور عادتیں اجنبیوں میں ایک دوسرے کے لئے عجیب و غریب، اور نفرت انگیز ہوتی ہیں، لیکن وہ اجنبی نہیں تھے۔ ان کے اس طرح ساتھ رہنے، ایک دوسرے کے معاملوں میں شریک ہونے اور عادت کے خلاف رات گئے تک باتیں کرتے کے بعد سونے میں ایک نیا پن تھا جس سے وہ بہت خوش تھے۔ کارویل کے مکان میں پرانے فانوس ابھی تک لگے ہوئے تھے۔ گڈن نے آج رات موم بتیاں

کے استعمال میں فضول خرچی سے کام لیا۔ اس لئے ہر بڑے فانوس میں دو دو درجن موم بتیاں جلا کر رکھ دیں۔ ان کی روشنی سے جو ترشے ہوئے کانچ سے نکل رہی تھی، راداکا سارا مکان جگمگا اٹھا۔ اور ماحول میں مسرت ہی مسرت سما گئی۔

گڈن نے لوگوں کو کمیٹیوں میں تقسیم کر دیا۔ مکان کی نگرانی کے لئے دس آدمی کافی تھے جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر لڑکوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو ایک آدمی کو ایک ہفتہ میں صرف ایک دن نگرانی کرنی پڑے گی۔ انھیں مستقبل کی گہرائیوں میں جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اور اگر جاتے تو مایوس ہو جاتے۔ وہ توکل اور برسوں کے تحفظ سے ہی مطمئن تھے۔ ایک کمیٹی گھوڑوں کی نگرانی کرے گی۔ اور ایک دوسری کمیٹی مکان میں رہنے والوں کے لئے ایک قسم کے عدالتی بورڈ کا کام کرے گی۔ آج رات کو تو سب ٹھیک رہے گا۔ لیکن ممکن ہے کہ کچھ وقت گزر جانے کے بعد اس طرح سے ساتھ رہنا بعض لوگوں کو دو بھر معلوم ہونے لگے۔ اور آپس میں رنجش ہو۔ اور جھگڑے ہونے لگیں۔ بچوں کے لئے بھی بہت کچھ کام نکال لیا گیا تاکہ وہ اس میں مصروف رہ کر شرارتوں سے باز رہ سکیں۔

بکسوں اور تختوں کو ساتھ رکھ کر گڈن نے اپنے لئے ایک میز بنالی۔ کئی لوگ اپنے ساتھ کرسیاں بھی لیتے آئے تھے۔ جو کم از کم آرام کے لئے ایک سادی اور ضروری چیز ہے۔

جب اجتماعی طور پر پہلی بار کھانا پکانے اور کھلانے کا شور و شغب ختم ہو گیا، تو گڈن اپنی میز پر تار لکھنے کے لئے بیٹھ گیا۔ وہ ایک تار "نیو یارک ہیرالڈ" کے اڈیٹر بینٹ کو بھیجنے والا تھا، جس میں اپنے نامہ نگاروں کو دور دراز بھیج رکھا تھا۔ لیکن اب تک ویسی کوئی رپورٹ نہیں پائی تھی، جس سے کارویل کا کچا چٹھا سامنے آسکے۔ ایک تار صدر کو، دوسرا سکریٹری آف اسٹیٹ کو، اور تیسرا حبشیوں کے بزرگ لیڈر فریڈرک ڈگلاس کو بھیجنا تھا۔ کاردوزو کو بھی ہونے والے واقعات سے آگاہ کرنے اور جنوبی علاقہ کے اچھے عناصر میں اتحاد اور مشترکہ عمل کی اپیل کرنے کے لئے، ایک تار بھیجا تھا۔ کارڈوزو کو اس نے لکھا ———

"فرانسس، یاد رکھو کہ ہم اکیلے نہیں ہیں اور جنوب کے ہزاروں اچھے اور انصاف پسند کالے اور گورے آدمی اس حقیقت سے سبق حاصل کر کے متحد ہو سکتے ہیں کہ کارویل کے لوگوں نے مطلق العنانیت، ظلم، اور دہشت کو ناگزیر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔"

اس نے ایک تار میں رالف والڈو ایمرسن سے اپیل کی کہ اس جیسی بزرگ ہستی کو ایک بار پھر انصاف کے لئے اپنی آواز بلند کرنی چاہیئے۔

سب تار لکھنے کے بعد اس نے لوگوں کو دے دیے کہ وہ ان کو پڑھیں اور ان پر تبصرہ کریں۔ اور جب یہ کام بھی ختم ہوگیا تو اس نے مارکس کو ایک طرف بلا کر کہا۔

"بیٹے! میں چاہتا ہوں کہ تم یہ کام کرو۔ یہ بہت ہی اہم ہے۔"

مارکس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کولمبیا جاؤ، آج رات ہی روانہ ہو جاؤ۔ تو صبح تک ویسٹرن یونین کے دفتر میں پہونچ جاؤ گے۔ اپنی گھوڑی اور ایبز کی زین لے جاؤ۔ چاہے کچھ ہو جائے مارکس، لیکن ان تاروں کو پہونچ جانا چاہیئے اور تار دے کر تم فوراً ہی واپس آجانا۔"

گڈن اس کو باہر تھوڑی دور چھوڑنے کے لئے گیا۔ مارکس لانگ بوٹ پہنے ہوئے تھا اور جیکٹ کے جیب میں تاریں۔ اور گڈن کی پستول رکھی ہوئی تھی۔ اس نے رخصت ہوتے وقت ہاتھ ملا کر اس طرح سے سلام کیا کہ گڈن کو اس کے کام کرنے کی اہمیت پر یقین آگیا اب اس میں کام کرنے کا جوش، اور نئی زندگی پیدا ہوگئی تھی۔ یہ ایک چاندنی رات تھی۔ ایسی راتوں میں گھوڑے پر کولمبیا کا سفر بڑا پرلطف ہوتا تھا۔ چھوٹی سی گھوڑی ہوا سے باتیں کرتی تھی۔ وہ کسی چیز سے نہیں رکتی تھی۔ کوئی اس کی گرد کو بھی نہیں پہونچ سکتا تھا ——— اور اب چند ہی گھنٹوں میں سارے ملک کے لوگ جان جائیں گے کہ کارڈ ویل میں کیا ہو رہا ہے ——— گڈن اس کو بڑے فخر و ناز سے دیکھتا رہا ——— یہ اس کا لڑکا ہے۔ بے شک جسم کا نوجوان جونذر، زندہ، اور خوددار ہے ——— اور یہ اس بات کی شہادت ہے کہ تعمیر نے کیسے نوجوان پیدا کئے ہیں۔ اور مستقبل؟ ——— مستقبل کو اپنی فکر آپ ہی کرنی ہوگی۔

"تمہیں ڈر تو نہیں لگ رہا ہے؟" اس نے مارکس سے پوچھا۔ اور یہ لڑکا مسکرا دیا۔ جب وہ گھوڑی پر سوار ہونے لگا تو جیفٹ باہر آگیا۔ اور اس نے مارکس کی ران کو اپنے ہاتھ سے دباتے ہوئے مسکرا کر کہا

"گڈ لک، ———"

"شکریہ ڈاکٹر" مارکس نے مسکرا کر کہا۔ اور اس مرتبہ بھی اس کے لہجہ سے کچھ طنز اور کچھ بڑے بھائی کی تعظیم کا اظہار ہوتا تھا۔

"میں تمہارے لئے گولیوں کا ایک بکس خرید کر لاؤنگا۔"

اور یہ کہہ کر وہ روانہ ہوگیا۔ اس کی گھوڑی پہاڑی سے اتر کر غلاموں کی کیبنوں کے

کھنڈروں سے گذرتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

اس کے تھوڑی دیر بعد ہی۔ گڈن استقبالیہ کمرے میں اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ آس پاس کے لوگوں کی کروٹوں اور خراٹوں کی آوازیں آرہی تھیں اور اس کو عجیب سا معلوم ہورہا تھا۔ بڑی بڑی کھڑکیوں سے چاندنی کی چاندی سی روشنی نے ایک خواب کا سماں پیدا کردیا تھا۔ اس کو وہ زمانہ یاد آگیا جبکہ فوج میں وہ لیٹا لیٹا شب بیداری کرتا تھا۔ اس وقت وہ کارویل سے بہت دور تھا ———— اپنی پیاری' اور نوجوان بیوی سے اوجھل سے بہت دور تھا ———— کیونکہ کبھی کبھی ایسے وقت بھی آتے ہیں جبکہ سب کچھ چھوڑکر انسان وہی کرتا ہے' جو اس کو کرنا چاہیئے' اور اس طرح سے گزرے ہوئے واقعات کو یاد کرکے ان پر غور کرتے ہوئے گڈن سو گیا ———— اور وہ نہیں جانتا تھا کہ کتنی دیر کے بعد وادی کے اس پار بندوقیں چلنے کی آوازیں اس کو جگادیں گی۔ لگاتار بندوقیں چلیں گی' اور پھر خاموشی چھا جائے گی۔

ٹرڈیر کی بیوی' کیٹی نے اس سے کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ اس سے جتنی محبت کرتی تھی' اتنی ہی ڈرتی بھی تھی۔ وہ کارویل بھر میں سب سے جسیم اور طاقتور آدمی تھا لیکن وہ عورتوں کی طرح شریف اور رحم دل بھی تھا۔ اس کو رلادینا یا غضبناک کردینا بہت ہی آسان تھا۔ کیٹی اس کے مزاج سے واقف تھی۔ اور اس نے اپنے مرد کے ساتھ بہت ہی اچھی زندگی گزاری تھی۔ وہ ایک چھوٹی سی سادہ خدوخال کی عورت تھی۔ لیکن ٹرڈیر کا برتاؤ اس کے ساتھ بہت ہی اچھا تھا۔ وہ کبھی بھی دوسری عورتوں کے پاس نہیں گیا۔ اس نے گھر کی تمام ضرورتیں پوری کیں' اور کبھی اپنی بیوی اور بچوں پر انگلی تک نہ اٹھائی۔ یہ صحیح ہے کہ اس کا اپنا ایک طریقہ تھا۔ جب کوئی بات اس کے دماغ میں سماجاتی تو بس وہ سماہی جاتی تھی۔ اور اس کو وہیں پر چھوڑنا پڑتا تھا۔ اس نے جب ایک بار انکار کردیا تو پھر وہ دوسروں کی طرح کوئی خاندانی لقب اختیار کرنے پر تیار نہ ہوا۔ ٹرڈیر ایک نام ہے' اور خاصہ اچھا نام ہے۔ یہ ہمیشہ سے اس کا نام ہے اور آئندہ بھی یہی اس کا نام رہے گا۔ جب اس نے یہ بات کہی تو تسلیم کرنے کے سوائے چارہ ہی نہ تھا۔ کیوں کہ سب جانتے تھے کہ بحث کرنے سے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔

چنانچہ جب اس نے بتایا کہ ہم اپنا مکان نہیں چھوڑیں گے تو کیٹی نے بلاچون وچرا

اس کی بات کو تسلیم کرلیا۔ دراپنی دو چھوٹی لڑکیوں سے کہا کہ "ہم اپنے مکان میں ہی ٹھہریں گے۔"

گو خاندانوں کو گاڑیوں میں بڑے مکان کی طرف جاتے دیکھ کر اس کا دل ڈوب گیا۔ لیکن وہ بیچاری کیا کرسکتی تھی؟ ——— اور جب رات ہوگئی تو ٹرڈیر کی چھوٹی سی جھونپڑی، جیسے تنہائی کے کنوئیں میں ڈوبنے لگی۔ کیٹی پر خوف طاری ہونے لگا۔ لیکن اس نے اپنے احساسات کو ٹرڈیر پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔

وہ اس دن ۔۔ رات نہیں سوئی۔ جاگتی رہی، اور ٹرڈیر کے قریب ساکت لیٹ کر ہر آہٹ کو سنتی رہی۔ وہ سوتا رہا۔ اس کو کسی چیز کا خوف نہیں تھا۔ یہ مکان اس کا تھا اس کو کون اس سے چھین سکتا تھا؟ ——— اور وہ لیٹے لیٹے تمام آنے والے فرزندوں کے متعلق سوچتی رہی اور اسی عالم میں ساتیں گزر گئیں گھنٹے گزر گئے۔ اور آخر کار اس نے کچھ سنا ——— اس نے ٹرڈیر کو جگا دیا۔

"سنو! سنو!"

"کیا ہے؟ ———"

اور اس نے بھی کچھ سُنا۔ یہ تیزی سے دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی ٹاپیں تھیں۔ اس نے بستر سے اُٹھ کر اپنی پتلون پہن لی۔ کھڑکی سے آنیوالی چاندنی میں چمکتی ہوئی رائفل کو اٹھالیا۔ اور ننگے پاؤں ہی باہر جانے لگا۔

"کہاں جاتے ہو؟ ———" کیٹی نے چپکے سے کہا۔

"باہر، تم یہیں ٹھہرو۔"

وہ رائفل کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے باہر جاکر اپنے چھوٹے سے مکان کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ اور جب اس کو یاد آیا کہ رائفل میں کارتوس نہیں ہیں تو اس نے اندر آکر کارتوس بھر لئے۔ بچے کروٹیں بدلنے لگے۔ تو اس نے تھپکیاں دے کر سلا دیا۔ کیٹی خاموشی سے اس کی طرف دیکھتی رہی اور کچھ نہیں بولی۔ وہ پھر باہر جاکر چاندنی میں کھڑا ہوگیا اور ٹاپوں کی آوازیں سننے لگا۔ وہ اس وقت ایک دیو معلوم ہو رہا تھا۔ کمر سے اوپر کا بدن ننگا تھا۔ اور جسم کی ابھری ہوئی وزنی مچھلیاں چاندنی میں چمک رہی تھیں۔

یکایک ٹاپوں کی آواز بند ہوگئی۔ اور پھر گڈن کے مکان کے سمت سے آنے لگی اور صنوبر والی سڑک سے مدھم پڑنے لگی۔ صنوبر ختم ہونے کے بعد ہی سڑک بالکل صاف تھی

اور چاندنی میں ہر چیز اچھی طرح سے دکھائی دے سکتی تھی اور یہاں ٹرویر نے دیکھا کہ آدمیوں کا ایک گروہ ٹرویر کی طرف چلا آرہا ہے۔ وہ تعداد میں تقریباً بتیس تھے اور اپنے گھوڑوں کو ایک دوسرے کے قریب قریب لگائے ہوئے آرہے تھے۔ وہ سفید کفنیاں اور کلان کے ٹنکیلے خود پہنے ہوئے تھے۔ اس نے ایک سانس لی۔ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا اور بے حس و حرکت کھڑا رہا ——— اس کے بعد وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے اور گھوڑوں کی ٹاپیں بھی بند ہو گئیں شاید وہ ہیبی بال واشنگٹن کے مکان پر گئے تھے۔ اب وہ اس قدر قریب آ چکے تھے کہ ٹرویر ان کے بولنے کی مدھم آوازیں بھی سن سکتا تھا۔ ٹاپوں کی آواز پھر آنے لگی۔ اب اس کے مکان کی باری تھی۔ ٹرویر بھی تیار ہو گیا۔ اس کا سینہ تنفس سے ابھرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد ہی اس نے ان کو سڑک کے اس حصہ پر دیکھا، جس پر درختوں سے چھن چھن کر چاندنی پڑ رہی تھی۔ اس کا کتا بھونکنے لگا۔ وہ ایک بڑا اچھا شکاری کتا تھا۔ جو اکثر گھوڑوں کے جھنڈ پر بے خوفی کے ساتھ حملہ کر دیتا تھا ——— وہ جھکے ہوئے اور آہستہ آہستہ آ رہے تھے ٹرویر کو دیکھ کر یہ رفتار بھی سست پڑ گئی۔ انھوں نے دیکھا کہ وہ ایک عجیب و غریب کالے چمکتے ہوئے ستون کی طرح کھڑا ہوا ہے۔ اس کی کمر سیدھی تھی اور وہ رائفل کی شست ہلائے ہوئے کھڑا تھا۔ چند منٹ تک وہ رکے رہے، اور پھر بہت دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگے۔

"کیا چاہتے ہو؟" ——— اس نے پوچھا۔ اس کی گہری آواز سے غصہ اور نفرت کا اظہار ہو رہا تھا۔ کیٹی دروازے کے قریب آگئی۔ اس نے خود پوش آدمیوں کو دیکھا اور پاگلوں کی طرح سسکیاں بھرنے لگی۔

آگے کے ایک آدمی نے کہا "ہم ہیبی بال واشنگٹن، اندروشریان اور تجھ کو چاہتے ہیں۔"

"تم نے مجھ کو دیکھا ہے" ٹرویر نے کہا

"بندوق نیچے رکھ دے۔"

"تم نے مجھ کو دیکھا ہے" ٹرویر نے دہرایا۔ اس کی آواز ایک بجتے ہوئے طبل کے مانند تھی اور اب اس میں نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

"تم میری زمین پر ہو۔ ڈائن کے مردود بچو! ——— چلے جاؤ میری زمین سے" کتا اپنے مالک کی آواز سے اس کے غصے کو سمجھ گیا۔ وہ بھی غصے سے بھونکنے لگا۔ اور دوڑ کر ایک گھوڑے کے قدموں سے جھوم پڑا۔ گھوڑا بدک کر پیچھے ہٹنے لگا۔ کسی نے کہا

"کتّے کو خاموش کرتا ہے یا نہیں؟"

ایک پستول چلا اور کتا زمین پر لوٹنے لگا۔ ٹروبر کا چہرہ غصّے سے اینٹھ گیا۔ اور اس نے نشانہ باندھ کر گولی چلا دی۔ ایک آدمی زین پر ڈگمگا کر گھوڑے سے گر گیا اور اس کی ایک ٹانگ رکاب سے اٹکی رہ گئی۔ گھوڑے گھبرا کر پیچھے ہٹنے لگے۔ اور اس کے بعد بیک وقت آدھی درجن رائفلوں کے چلنے کی آواز آئی۔ کارتوس ٹروبر کے جسم پر ہتھوڑوں کی طرح پڑنے لگے لیکن وہ آگے بڑھتا گیا۔ اس کے بھرے ہوئے سینے سے خون کے چھوٹے چھوٹے چشمے جاری ہو گئے اس کی بیوی پاگلوں کی طرح چیخنے لگی۔ کسی نے للکار کر کہا " مارو، حرامی بچّے کو "

ایک رائفل اور چلی اور ٹروبر لڑکھڑانے لگا۔ سواروں نے قریب آکر اس کو گھیر لیا اس نے اپنی رائفل کو گھمایا اور گھمانے میں اس کا اوپری بازو خشک ٹہنی کی طرح چٹکنے لگا

اس نے پھر رائفل کو گھمایا اور کارتوسوں کو قریب کے آدمی کی ہنسلی کی ہڈی پر خالی کر دیا۔ ہڈی ٹوٹ کر اس کے سینے میں گھس گئی۔ اب ٹروبر پر گولی چلانا مشکل تھا کیوں کہ وہ اس کے بالکل قریب ہی آ چکے تھے اور ایک دوسرے کے گولی لگ جانے کا خطرہ تھا۔ اس نے ایک پیچھے ہٹتے ہوئے گھوڑے کے سوار کو ٹانگ پکڑ کر نیچے گھسیٹ لیا۔ اور وہ اس چوہے کی طرح چلانے لگا جو کتوں کے پنجوں میں آکر بے بس ہو گیا ہو۔ ایک اور آدمی اپنے گھوڑے سے پھسل پڑا اور اس نے اپنی بندوق کی نال ٹروبر کی پیٹھ پر جما کر گولی چلا دی۔ اس کا دیو جیسا جسم سخت ہو کر ایک خالی تھیلے کی طرح ڈھیر ہو گیا ——— جس آدمی کو اس نے آخر میں گھوڑے سے گھسیٹ لیا تھا، وہ زمین پر پڑے پڑے درد سے کراہنے لگا۔ جس آدمی کی ہنسلی ٹوٹ گئی تھی، وہ بھی یکایک وحشیانہ چیخیں مارنے لگا ——— وہ ٹروبر کے بیجان جسم پر ابھی گولیاں چلاتے رہے اور اس کی موت کا یقین ہو جانے پر وہ سب اپنے اپنے گھوڑوں سے اُترنے لگے۔ ——— کیٹی اپنے شوہر کو دیکھنے کے لئے گھر سے باہر نکل آئی۔ انھوں نے اس کو پکڑ کر رات کا باریک لباس تار تار کر دیا۔ اس کو زمین پر پٹک دیا۔ اور ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر چیرنے کی کوشش کرنے لگے لیکن اس نے کسی نہ کسی طرح اپنے پاؤں کو چھڑا لیا۔ ایک دوسرا خود والا غصّے میں بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھا، اور اس نے کیٹی کے سر پر اپنی بندوق کا کندہ دے مارا۔ اس کا سر چکنا چور ہو گیا اور وہ یکایک مر گئی۔ اب اس کے اعضا بے معنی تھے۔ اور ان کا رخ کسی طرف کو بھی نہیں تھا۔ ایک آدمی نے للکار کر کہا

"مردود، کتیا کا بچّہ!"

وہ کھڑے ہو کر مُردے کو دیکھنے لگے۔ اس کا ننگا بدن، کس قدر مکمل طور پر اور کتنی جلد بیکار ہو چکا تھا ـــــــ پھر وہ اس آدمی کے آس پاس جمع ہو گئے جس کی ہنسلی ٹوٹ گئی تھی جس آدمی کو ٹرد یر نے پہلے گولی ماری تھی وہ تو کبھی کا مر چکا تھا۔ اور اب یہ مر رہا تھا۔ وہ اس کو مرتا ہوا دیکھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس کا گاڑھا گاڑھا خون ایک کھلی ہوئی شریان سے جھرنے کی طرح باہر نکل رہا تھا۔

انھوں نے ٹرد یر کے مکان کا رُخ کیا۔ اب ہر چیز کتنی خاموش ہو گئی تھی، اُن میں سے ایک منڈے میں گیا اور بھوسا بھر کر لے آیا۔ جس کو کھلے دروازے پر بچھا دیا گیا۔ کسی نے اس کو ماچس بتا دی، وہ آگ کو دہکاتے رہے اور جلد ہی مکان کا اگلا حصہ جلنے لگا ـــــــ اُس کے بچّے اندر سے چیخنے لگے۔ اب تک وہ اپنے خوف کو دل ہی دل میں دبائے بیٹھے تھے۔ لیکن اب اس کا اظہار ہولناک آہ و زاری سے ہونے لگا۔ وہ خوف زدہ تھے لیکن ان میں یہ سمجھنے کی صلاحیت نہیں تھی کہ اس خوف کا منبع کیا ہے؟ لوگ آس پاس بےچینی کے عالم میں کھڑے ہوئے تھے۔

"اندر بچّے ہیں" کسی نے کہا۔

ایک دوسرے نے کہا "یہ کمبخت حبشیوں کے بچّے بھی بہت ہوتے ہیں۔"

"یہ سب کالے حرامی بچّے کہاں چلے گئے۔؟"

"مجھ سے پوچھو، وہ سب کارویل کے پرانے مکان میں ہیں۔"

سب سے پہلے جو آدمی بولا تھا۔ اس نے کہا ـــــــ "ہیری، تم واپس شہر جاکر بنٹلی سے پوچھو کہ وہ کالھون ضلع کا گروہ کیا جہنم میں چلا گیا؟ ـــــــ وہ آج رات ہمارے ساتھ دو سو آدمی بھیجنے والا تھا۔ اس سے پوچھو کہ کہاں ہیں وہ آدمی؟" ـــــــ اور پھر کچھ سوچ کر اس نے کہا "اس سے یہ بھی کہہ دینا کہ میتی کلارک اور میپ لاسن مارے گئے۔"

اس کے بعد وہ مڑ کر جلتے ہوئے گھر کو دیکھنے لگا۔

بڑے مکان کے استقبالیہ کمرے میں رانفلیں چلنے کی آواز سن کر سب آدمی جاگ اُٹھے۔ وہ کھڑکیوں پر جمع ہو کے پہاڑی کے اس پار دیکھنے لگے۔ جہاں اب بھی بندوق چلنے کی جھائیں گو نجتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ وہ اپنی اپنی رانفلیں اُٹھا کر برآمدے میں آگئے۔ اور

خوبصورت چاندنی کی کہر آلود فضا میں ان کی نظریں تیرنے لگیں۔ عورتوں نے اوپر سے پوچھا۔

"کیا ہے ؟" ——— "کیا ہے ؟"

بچے بھی جاگ اٹھے اور بوکھلا کر باتیں کرنے لگے

کچھ آدمیوں نے باہر نکل کر مکان کے آس پاس گشت کیا۔ لیکن ان کو کچھ بھی نہیں ملا۔ گڈن کو سب سے پہلے مارکس کا خیال آیا۔ لیکن اب رات کے ۳ بج چکے تھے۔ اور وہ جانتا تھا کہ مارکس اب تک تو میلوں دور نکل گیا ہوگا ——— وہ باہر مکان کے دروازے پر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے ایبز بیٹ سے پوچھا۔

"تمھارے خیال میں یہ آواز کہاں سے آسکتی ہے ؟"

"نیچے وادی میں جہاں ٹروبر کا مکان ہے' وہاں سے آتی ہوئی معلوم پڑتی ہے"

اب انھیں ٹروبر کا خیال آیا۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے ———

"یا خدا" ——— فرینک کارسن نے نرمی سے کہا۔

وادی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہینی بال واشنگٹن چیخ اٹھا "وہ دیکھو!"

رات کی فضا میں ایک سرخی تھی، جو برابر بڑھتی جا رہی تھی۔ پہلے پہلے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی بنڈے میں آگ لگ گئی ہے۔ لیکن جب آگ کے شعلے بھی دکھائی دینے لگے تو پتہ چلا کہ اس سے بھی بڑی کوئی چیز جل رہی ہے۔ رفتہ رفتہ سارا آسمان روشن ہوگیا اور کسی نے یکایک وہ بات کہدی جو سب کے دلوں میں تھی۔

"وہ ٹروبر کا مکان ہے۔"

"اس کے دونوں بچے ———"

وہ سب کے سب برآدے سے باہر جانے لگے۔ لیکن گڈن نے ان کو واپس بلالیا

"اپنے حواس کیوں کھوتے ہو ؟ خدا کے لئے ذرا صبر سے کام لو۔ یہیں ٹھہرو۔ ——— ——— ہینی بال! صرف تم جاؤ اور دیکھو کہ کیا بات ہے ؟"

ہینی بال نے سر ہلا کر رضامندی ظاہر کی اور ایک دم دوڑ گیا۔ اور آدمی کا ایک چھوٹا سا سایہ چاندنی میں تحلیل ہوتا ہوا معلوم ہوا۔ اس کے چلے جانے پر ایک سکوت طاری ہوگیا۔ صرف کچھ لوگ گڈن کی طرف دیکھتے رہے۔

"ہم اب سے یہاں ساتھ ہی رہیں گے اور باہر نہیں جا سکیں گے۔" گڈن نے کہا۔ "تم چاہتے تھے کہ میں تمھاری رہنمائی کروں۔ اس لئے اب اگر میری رہنمائی میں چلنا ہے تو میرا حکم مانو

ورنہ پھر کسی اور کو منتخب کر لو۔"

"ٹھیک ہے گڈن" ایبنر نے نرمی سے کہا۔

"جیمس، ایڈورڈ، اور ایڈرا ——— تم میں سے ہر ایک کو مکان کی تین سمتوں میں ۴۰ گز فاصلہ کی دوری پر جاکر پہرا دینا چاہیے۔ اور جیسے ہی تم کچھ سنو یا دیکھو تو گانے کی آواز سے ہم کو اطلاع دیدینا۔"

تینوں آدمی چلے گئے کچھ عورتیں برآمدے کے قریب آکر چپکے چپکے مردوں سے پوچھنے لگیں کہ کیا ہو گیا ہے۔ انھیں اندر واپس کر دیا گیا۔ اور کہدیا گیا کہ وہ بچوں کو پھر سلا دیں ——— ——— لیکن رات بھر کسیکو بھی نیند نہیں آئی ——— جب کافی وقت گذرنے کے بعد بھی کچھ نہیں ہوا تو وہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم ہو کر صورت حال پر بحث کرنے لگے کچھ تو مکان کی چوڑی چوڑی سیڑھیوں پر بیٹھ گئے اور کچھ بڑے بڑے ستونوں سے ٹیک کر باتیں کرنے لگے۔ ان سب کی نظریں پہاڑی کی ترائی پر لگی ہوئی تھیں جہاں ہینی بال واشنگٹن جاکر غائب ہو گیا تھا۔ ایک گھنٹہ بعد کسی کی شکل حرکت کرتی ہوئی نظر آئی۔

"ہینی بال؟" ———

وہ ہانپتا کانپتا واپس آیا۔ کھرے سے وہ سر سے پاؤں تک تر ہو گیا تھا۔ کچھ کہنے سے پہلے، اس کو اپنی سانس قائم کرنے کے لئے سستانا پڑا۔

"بچے کہاں ہیں؟"

اس نے اپنا سر ہلا کر کہا" میرا خیال ہے کہ وہ چل گئے۔ میں چپکے چپکے قریب پہنچ گیا۔ مجھ کو وہ لوگ بالکل صاف نظر آرہے تھے۔ میں نے ان کو بات چیت کرتے بھی سنا"

"کیا باتیں سنیں، تم نے؟" ——— گڈن نے پوچھا۔

"ان کو لگ بھگ دو سو آدمیوں کا انتظار ہے۔ جو کالھون ضلع سے آنے والے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جارجیا کے کلان کی شاخ بھی کچھ آدمیوں کو بھیجے گی۔ انھیں معلوم ہے کہ ہم لوگ یہاں پر ہیں"

۱۰ سال کے ایک لڑکے نے برآمدے میں قے کرنا شروع کر دیا۔ اسکو رہ رہ کر قے ہو رہی تھی۔ آگ کے شعلے اب دبتے جا رہے تھے، لیکن چند لوگوں کی آنکھیں ایک دوسری سمت لگی ہوئی تھی۔ ——— وہاں درختوں کے جھنڈ کے اوپر کوئی سرخ گلابی سی چیز نظر آرہی تھی۔ یہ چیز جوں جوں بڑھنے لگی، لوگ ایک ایک کر کے ایبنرنیٹ کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ خاص

دروازے پر کھڑا ہوا تھا۔ اس کی بڑی بڑی سرخ مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں، وہ اپنے نچلے ہونٹ کو دانتوں سے کاٹ رہا تھا۔ اتنی زور سے کہ خون کی ایک بوند نکل کر اس کی ٹھوڑی تک ڈھلک آئی اور پھر گو اس کا جلا ہوا کتابی چہرہ ساکت تھا ـــــــ اس نے یکایک رونا شروع کر دیا اور آنسو اس کے پتلے پتلے گالوں سے ڈھلکنے لگے، اور وہ دھیمی آواز میں بولا۔

"حرامی پلے ـــــــ جو کچھ میرے پاس تھا ـــــــ جو کچھ میرے پاس تھا ـــــــ جو کچھ کہ میں نے کبھی حاصل کرنا چاہا تھا۔ خدا کا قہر نازل ہو ان حرامی بچوں پر ـــــــ خدا کا قہر نازل ہو ـــــــ ایک آدمی نے کام کیا۔ تعمیر کی، منصوبے باندھے، خواب دیکھے ـــــــ خدا کا قہر نازل ہو ان پر ـــــــ"

ہینی بال واشنگٹن نے کہا "گڈن! اس سے پہلے کہ وہ ہمارے سب مکان جلا دیں ہم کیوں نہ جا کر ان کو روک لیں؟"

"وہ اسی لئے تو مکان کو جلا رہے ہیں۔ وہ تو خود یہی چاہتے ہیں کہ ہم کھلے طور پر ان کے سامنے آجائیں۔" گڈن نے کہا۔

"میں تو جاتا ہوں" ایبز لیٹ نے کہا۔

"تم نہیں جاؤ گے ـــــــ ہم نے ٹروپر کو وہیں چھوڑ کر اس کا انجام دیکھ لیا۔ وہ اور اس کی بیوی سڑک پر مردہ پڑے ہوئے ہیں۔"

"میں جا رہا ہوں گڈن"

"تم نہیں جاؤ گے" ـــــــ گڈن کی آواز میں لہجے کی یکسانیت اور سرد مہری تھی۔

ایک اور نئی چیز ہوئی۔ ایذرا گولڈن نے گا کر خطرے سے آگاہ کیا۔ انھیں فاصلے پر ٹاپوں کی مدھم آواز سنائی دینے لگی، اور پھر کہرے کے دھندلکے میں خوش پوش سفید بھوتوں کے غول کے غول نظر آنے لگے اور چند منٹ بعد ہی بیس یا اس سے بھی زیادہ سفید پوش سواروں کا ایک جھنڈ ڈیڑھ سو گز کے فاصلے پر آکر رک گیا۔

"کون ہے، رک جاؤ۔"

"کیا چاہتے ہو تم؟" گڈن نے چلا کر کہا "کون ہو تم؟"

اس کے الفاظ رات کی فضا میں نشیب و فراز کو طے کرتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔

"جنگو ئیں ـــــــ تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کون ہیں؟۔ ہم ان آدمیوں کو

چاہتے ہیں :"

"جواب دینے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا" گڈن نے کہا ——— "کوئی فائدہ نہ ہوگا۔"

"ہم انھیں لینے کے لئے اوپر آ رہے ہیں جیکسن ——— انکو ہمارے حوالے کردو ورنہ تمھاری بستی کا ایک ایک مکان جلا دیا جائے گا۔"

گڈن نے تیزی سے کہا "مکان کے چاروں طرف پھیل جاؤ اور گھاس اور جھاڑیوں میں چھپ جاؤ۔ لیکن جب تک وہ پچاس گز کے فاصلے پر نہ آجائیں گولی نہ چلانا۔"

لوگ چاروں طرف پھیل کر جھاڑیوں میں چھپ گئے۔ جو برآمدے میں تھے انھوں نے لیٹ کر اپنی رائفلیں سیدھی کر لیں۔ گڈن، ایبز، اور پیٹر بھائی ایک ستون سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔ گڈن نے ایبز کی طرف دیکھا۔ وہ اپنی بندوق کو دیکھ رہا تھا۔ یہ ایک پرانی لانبی لیکن ٹھیک نشانے والی رائفل تھی۔ وہ چٹان کی طرح بے حس وحرکت کھڑا ہوا تھا لیکن آنسو اب بھی اس کے گالوں پر ڈھلک رہے تھے۔

"خدا ہم پر رحم کرے ——— خدا ہم کو معاف کرے۔" ——— پیٹر بھائی کہہ رہے تھے ——— گڈن نے بھی اپنی اسپنسر رائفل اٹھالی اور شست ملا کر دیکھنے لگا۔ کتنے دن گزر گئے اس وقت کو جب کہ وہ اس طرح سے کسی آدمی کو مارنے کے لئے نشانہ باندھا کرتا تھا؟ ——— دنیا میں سب سے زیادہ وحشیانہ اور غیر معقول کام انسانوں کو جان سے مارنا ہے ——— لیکن اب تک اسی سے حق و باطل کے فیصلے ہوتے آئے ہیں ——— ——— بھوتوں کی سفید قطار آگے بڑھنے لگی ——— پہلے پہلے تو ٹاپوں کی آواز تیز تھی لیکن بعد میں رفتہ رفتہ مدھم پڑ گئی۔ وہ ابھی سو گز کے فاصلے پر ہی تھے کہ ایبز لیبٹ کی رائفل چلی اور ایک سوار اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ سفید پوش بھی گولیاں چلانے لگے۔ ۵۰ گز کے فاصلے پر مکان کے چاروں طرف سے گولیاں چلنے لگیں۔ حالانکہ گڈن نے ہدایت کر دی تھی کہ پچاس گز کے فاصلے سے گولیاں چلانا ——— ایک دوسرا سوار اپنے گھوڑے سے گر پڑا، اور چیخنے چلانے لگا۔ سفید پوش سواروں کی قطار رک گئی۔ انھوں نے پس و پیش کیا۔ اور لوٹ کر اس قدر تیزی سے بھاگے کہ چشم زدن میں نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

برادرے کے لوگ اپنی کمین گاہ سے نکل کر آہستہ آہستہ باہر آگئے۔ دو سفید پوش گھاس پر پڑے ہوئے تھے۔ کارڈیل کے دو آدمیوں نے ان کے چہروں سے خود اتار لئے۔

دونوں آدمی مردہ تھے۔ وہ اجنبی تھے اور کار دیل میں کسی نے بھی ان کی صورتیں اس سے پہلے نہیں دیکھی تھیں۔

پہلے حملے میں مکان کے اندر کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا لیکن اس سے جو تھوڑی بہت خوشی لوگوں کو ہوئی تھی وہ آسمان میں نئی آتش زدگیوں کی روشنی دیکھ کر ختم ہو گئی۔

ایک کے بعد ایک مکان، کھلیان اور بندے خاکستر ہوتے گئے اور ہر آتش زدگی سے کسی آدمی کی تباہی، مایوسی، اور مصیبت کا اظہار ہوتا تھا۔ عورتیں اور بچے ایک جگہ جمع ہو کر یہ نظارے دیکھ رہے تھے۔

سورج نکل آیا لیکن جلتے ہوئے مکانوں پر اب بھی دھوئیں کے سیاہ پرچم لہرا رہے تھے۔

عورتوں نے ناشتہ تیار کیا۔ اور سب نے مل کر کھایا۔ لیکن کسی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہ تھی اور سب خاموش تھے گڈن کو صرف اس خیال سے تسلی تھی کہ اب تک تو مارکس نے تار بھیج دیئے ہوں گے۔

مارکس نے پہاڑی سے نیچے اتر کر اپنی گھوڑی کو چراگاہ کے اس میدان میں ڈال دیا جہاں پہلے زمانے میں پہاڑی کے اچھے گھوڑوں کی پرورش کی جاتی تھی اور اس طرح نئی سڑک اور دلدل کی سڑک کے لمبے رستے کو چھوڑ کر وہ خاص سڑک پر پہنچ گیا۔ چھوٹی گھوڑی نے اپنی تیز رفتاری کو قائم رکھا۔ اور وہ اس طرح سے گھنٹوں چل سکتی تھی۔ چاندنی سے روشن سڑک سونی تھی، ایسی رات میں جب ٹھنڈی ہوا بھی چل رہی ہو تو آدمی جہنم تک بھی دوڑ کر جا سکتا ہے اور واپس آسکتا ہے۔ کار دیل سے ۸ میل دور نکل جانے کے بعد مارکس نے گھوڑی کو آرام دینے کے لئے روک لیا۔ اس کے کانوں میں سواروں کے آنے کی آواز آئی۔ وہ گھوڑی سے اتر پڑا، اس کو تھپکیاں دیں، اور اس کے کان میں کچھ کہتے ہوئے صنوبر کے درختوں کے ایک جھنڈ میں چلا گیا۔ وہاں کھڑے ہو کر اس نے سواروں کے ایک گروہ کو آتے ہوئے دیکھا۔ وہ تعداد میں تقریباً بیس تھے۔ اور کلان کا سفید لباس پہنے ہوئے تھے۔ جب وہ کافی دور نکل گئے تو مارکس پھر اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر آگے بڑھ گیا۔

وہ ان شب خون مارنے والوں کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ ضرور یہ لوگ کار دیل جا رہے تھے اور وہ سوچنے لگا کہ میں کیوں نہ واپس جا کر لوگوں کو خبردار کر دوں۔ لیکن اس نے یہ بھی سوچا کہ بیس آدمی

بڑے مکان پر حملہ کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ اس کے لئے اس کا باپ بھی ہوشیار ہوگا۔ اور اگر وہ واپس گیا تو ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اس کو راستہ میں مل جائیں۔ اور گھیر کر مار ڈ... یہ باتیں سوچکر وہ آگے بڑھتا گیا۔ اس کی پیشانی گھوڑی کی گردن سے لگی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی نیند کا جھونکا بھی آجاتا تھا۔ لیکن گھوڑی ہوا سے باتیں کرتی ہوئی چلی جا رہی تھی۔ گھنٹے گذرتے گئے اور سڑک بھی قدموں کے نیچے سے گزرتی گئی ـــــ مارکس میں ابھی اتنا بچپن باقی تھا کہ اپنے مقصد کے جوش میں کارویل کے لوگوں کی صورتِ حال کو بھول گیا۔ وہ اپنی گھوڑی سے بڑے مزے مزے کی باتیں کرنے لگا۔

" واہ ـــــ کیا گھوڑی ہے تو بھی۔ میری ننھی منّی سی معشوق! ـــــ

تیرا دل کیا ہے جیسے توپ کا گولہ۔ ـــــ جیسے چڑھتا ہوا سورج! "

جب صبح کی آمد آمد سے آسمان کی تاریکی ہلکی پڑنے لگی تو مارکس نے گھوڑی کی باگیں کھینچکر اس کی رفتار کو ہلکا کر دیا۔ اور تھوڑی دور اس طرح چلنے کے بعد وہ سڑک چھوڑ کر ایک میدان میں چلا گیا۔ گھوڑی ہانپ رہی تھی، اب دونوں کو آرام کی ضرورت تھی۔ وہ بھی بہت تھک چکا تھا۔ باگوں کو اپنی کلائی میں لپیٹ کر وہ ایک لمحہ کے لئے سانس قائم کرنے کو لیٹ گیا۔ اس سخت اور مرطوب زمین پر تو سونے کا خیال بھی نہیں آسکتا تھا۔ لیکن اس نے صرف ایک لمحہ کے لئے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور باگیں کھینچنے کی وجہ سے بیزار ہوگیا۔ لیکن جب اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا، تو سورج چڑھ چکا تھا اور گھوڑی اس پر اپنے منہ کو جھکا کر محبت کا اظہار کر رہی تھی۔ اس کی گھڑی میں ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔ اور وہ کم از کم ایک گھنٹہ تک سویا تھا۔ ـــــ وہ سوار ہوکر روانہ ہوگیا۔ اور دس بجے کے بعد ہی کولمبیا پہونچ گیا۔ جب وہ شہر کی سڑکوں سے گزر رہا تھا تو لوگ اس کو عجیب و غریب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ شہر کی فضا معنی خیز تھی۔ اس پر ایک ایسی کیفیت طاری تھی جس سے تنبیہہ کا اظہار ہوتا تھا۔ وہ سیدھا ویسٹرن یونین کے دفتر گیا اور اپنی گھوڑی کو باہر کے کٹہرے سے باندھ کر اندر داخل ہوگیا۔ نیند سے اس میں کافی تازگی نہیں آئی تھی۔ وہ اب بھی تھکا ہوا تھا۔ اور اپنا کام جلدی سے کر کے شہر سے باہر جاکر کسی سائے دار جگہ میں سونا چاہتا تھا۔ اس وقت کیلوں دار چہرہ والا لڑکا نہیں تھا۔ اور ایک چالیس سالہ سست آپریٹر اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ کھڑکی کے قریب آنے سے پہلے وہ ایک لمحہ تک مارکس کے چہرے کو دیکھتا رہا۔

"کیا کام ہے لڑکے؟ "

مارکس نے سارے تار نکال کر اس کے سامنے رکھ دیئے۔ " مہربانی کر کے ان سب کو

بھیجا بیجئے!

کاغذ کے پرزوں پر چھیلتی ہوئی نظر ڈال کر آپریٹر نے کہا "ان پر تو بہت روپیہ خرچ ہو جائے گا، لڑکے۔"

مارکس نے پانچ پانچ اور دس دس ڈالر کے نوٹ نکال کر کھڑکی پر رکھ دیے۔

"ایک حبشی کے پاس اتنا روپیہ کہاں سے آسکتا ہے؟"

گڈن نے مارکس سے کہا تھا "چاہے کچھ ہو جائے لیکن ان تاروں کو پہونچنا چاہیئے مجھے تم پر بھروسہ ہے"

مارکس نے لاپرواہی کے ساتھ آپریٹر کو جواب دیا "میں یہ تار نمائندہ جیکین کی طرف سے بھیج رہا ہوں۔ یہ روپیہ انھیں نے مجھ کو دیا ہے۔"

"کیا انھوں نے دیا ہے؟"

"جی ہاں، میرے مہربان! میں کہتا ہوں کہ انھیں نے دیا ہے۔"

آپریٹر نے تاروں کو پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد اس نے بڑے غور سے مارکس، اور اس کے میلے کیچڑ میں بھرے ہوئے کپڑوں کو دیکھا، اور پھر اس سے نظریں ہٹا کر اس کی گھوڑی کو دیکھنے لگا۔ مارکس نے جیکٹ میں ہاتھ ڈال کر پستول کو اپنی مٹھی میں دبا لیا۔ آپریٹر نے، پھر تاروں کو پڑھنا شروع کر دیا۔ اور انھیں ایک طرف رکھ کر کہنے لگا

"اچھا لڑکے، میں ان کو بھیج دوں گا۔" _______ اور اس نے پچاس ڈالر طلب کئے۔

"ان کو اسی وقت میری موجودگی میں بھیجدو" مارکس نے کہا

آدمی کے جواب میں تلخی تھی _______ "دیکھو لڑکے _______ تار بھیجنے میں وقت لگتا ہے، بہت وقت لگتا ہے۔ اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ حبشی مجھ کو میرے کام کا طریقہ بتانے لگیں۔ چلا جا یہاں سے۔ اور ان تاروں کی کوئی فکر مت کر۔"

"میں نے ان کی قیمت ادا کر دی ہے۔ ان کو اسی وقت بھیجدو"

"نکل جا یہاں سے!"

مارکس نے پستول نکال لیا۔ اس کی نال آپریٹر کے پیٹ سے چند انچ ہی دور تھی۔ پستول کو اس نے اپنے جسم سے اس طرح چھپا رکھا تھا کہ باہر چلنے پھرنے والے نہ دیکھ سکیں۔ اس کی انگلیاں لبلبی پر رکھی ہوئی تھیں۔

"اسی وقت بھیجا ہوگا ——— بورڈ پر بیٹھکر بھیجنا شروع کر دے، ورنہ" مارکس نے کہا۔

آپریٹر کا چہرہ زرد پڑگیا۔ وہ اپنے نچلے ہونٹ کو کاٹنے لگا اور ہکلا کر بولا:۔

"لڑکے، لڑکے یہ تو ———"

"بھیجتا ہے کہ نہیں ——— اور کوئی گڑ بڑ کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ سمجھا۔ تو جو کچھ بھیجے گا میں وہ سب سمجھ لونگا۔ مجھے بھی یہ کام آتا ہے۔"

مارکس کی طرف دیکھتے ہوئے آپریٹر اپنی میز پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے تاروں کو سامنے رکھ کر ٹک ٹک کرنا شروع کر دیا اور یہ ٹک ٹک کہنے لگی کہ "ہوشیار! مرکز ہوشیار!، سمتر سڑک اسٹیشن کو لمبیا رپورٹ کرتا ہے کہ ایک حبشی اسٹیشن کے آپریٹر پر پستول تانے کھڑا ہے۔ پولیس کو اطلاع کر دو۔ ہوشیار، ہوشیار! ———"

آپریٹر اسی خبر کو دہراتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے یہ بہانہ کیا کہ ایک تار ختم ہوگیا ہے اور اس کو مٹھی میں مسل کر ٹوکری میں ڈال دیا۔ پھر اس نے دوسرا تار اپنے سامنے رکھ لیا۔ کیلوں دار چہرہ کا لڑکا اندر داخل ہوا۔ مارکس نے اس کو دیکھا اور اس کی طرف پستول کی نال کرکے بولا۔

"سامنے دیوار سے لگ کر کھڑا ہو جا۔"

لڑکا دیوار سے لگ کر کھڑا ہوگیا۔ اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اور زبان سے ایک لفظ بھی ادا نہ ہو سکا۔

آپریٹر کی ٹک ٹک کہتی رہی "ہوشیار۔ مرکز، میں رپورٹ دینے پر مجبور ہوں ——— ———"

اس نے تیسرا تار بھی ختم کرکے ٹوکری میں ڈال دیا۔ ایک اوسط درجے کا بیوپاری دفتر میں داخل ہوا۔ مارکس نے اس کو بھی پستول سے اشارہ کیا اور وہ لڑکے کے قریب جا کر کھڑا ہوگیا۔

آپریٹر نے چوتھا تار بھی ٹوکری میں ڈالدیا، اور پھر پانچواں اور چھٹا بھی ختم ہوگیا۔

"بس" ——— آپریٹر نے لگی ہوئی آواز میں کہا۔

"اپنی جگہ پر بیٹھا رہ" ——— مارکس پیچھے ہٹتے ہٹتے باہر ہوگیا ——— "وہیں بیٹھا رہ، بالکل حرکت مت کر۔"

وہ پیچھے ہٹتے ہٹتے دروازے سے نکل کر سڑک پر آگیا۔ اس کے ہاتھ میں اب بھی پستول تھی۔ اس کے بعد اس نے ایک رائفل چلنے کی آواز سنی اور اس آواز کے ساتھ ہی اس

کے بائیں بازو میں، تازہ زخم کا درد ہونے لگا۔ ——— یہ جیسے کسی گرم ہتھوڑے کی ضرب تھی۔ جس سے اس کا بازو ٹوٹ کر بیکار ہو گیا تھا۔ اُس کے جسم نے اتنا سخت درد اس سے پہلے کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔ وہ کسی نہ کسی طرح اپنے پاؤں پر کھڑا رہا اور لڑکھڑاتا ہوا گھوڑی تک پہونچ گیا۔ اس کو کھولا، اور سوار ہونے لگا۔ دو آدمی رائفلیں لیئے ہوئے سڑک پر دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ ان میں سے ایک نشانہ باندھنے کیلئے کھڑا ہو گیا۔ اور مارکس کی ران میں بھی گولی لگ گئی۔ سامنے کے کونے سے چار مسلح آدمی اور آ گئے۔ ——— لوگ ہر طرف سے دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ مارکس زین پر جم گیا اور رکاب ہلا کر گھوڑی سے کہنے لگا "دوڑو بچی دوڑو"

وہ زین پر لیٹ گیا اور گھوڑی ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ مسلح آدمی رک گئے اور گولیاں چلانے لگے۔ رائفل کے بعد رائفل چلتی گئی۔ اور کارتوس مارکس کے جسم کو چھید کر گزرتے گئے۔ ایک کارتوس گھوڑی کو بھی لگا۔ وہ لڑکھڑا کر گر پڑی اور مارکس بھی زمین پر آ رہا ——— وحشیانہ ہنہناہٹ کے ساتھ۔ گھوڑی پھر اپنے پاؤں پر کھڑی ہو کر بھاگ گئی۔ مسلح آدمی دھیرے دھیرے مارکس کے قریب پہونچے۔ وہ اب بھی رائفلیں چلا رہے تھے۔ اور ہر چند قدم کے بعد رائفلوں میں کارتوس بھرنے کے لئے رک جاتے تھے۔ آخر کار۔ انھیں یقین ہو گیا کہ مارکس مر چکا ہے پھر وہ بالکل ہی قریب آ گئے اور ان میں سے ایک نے جوتے کی ٹھوکر سے مارکس کی لاش کو پلٹ دیا ———

پہلے ناشتے کے بعد گڈن نے بنجامن دنتھروپ کو ایک طرف لیجا کر کہا "کیا تم اب بھی یہیں ٹھہرے رہنا چاہتے ہو؟ ——— شاید وہ تم کو صحیح سلامت چلا جانے دیں"

"میں رات بھر اس سوال پر غور کرتا رہا ہوں۔" دنتھروپ نے کہا۔ اس کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور وہ تھکا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"اگر تم جا رہے ہو تو میں ٹھہرا رہوں گا۔ میرا خیال ہے کہ میں تمھاری مدد کر سکتا ہوں۔"

"شکریہ، مجھے خدا سے اُمید ہے کہ تم اپنے فیصلے پر نہیں پچھتاؤ گے"

"میں نے اس پر بھی کچھ سوچا ہے۔ میں ہمیشہ یہ کوشش کرتا ہوں ایسے کام نہ کروں جن پر مجھ کو پچھتانا پڑے۔"

"اگر تم اوپر بچوں کی پڑھائی کا انتظام کر دو تو اچھا ہو۔ پیٹر بھائی۔ ہر طریقے سے تمھاری مدد کریں گے۔ اب انھیں قابو میں رکھنا ذرا مشکل ہے۔ وہ ہمیشہ گھر میں ہی بند رہتے ہیں۔ بچے اس قسم کی پابندی کو ذرا مشکل سے ہی گوارا کریں گے اور ان کی سمجھ میں نہیں آئے گا کہ وہ کیوں بند ہیں؟

اگر ہو سکے تو انھیں سیدھے سادے طریقے سے سمجھانے کی کوشش کرو کہ ہم یہاں کیوں ہیں ؟ ۔ کیا کر رہے ہیں اور کس لئے ہمارا اس مکان کے اندر رہنا ہی بہتر ہے ”

” میں پوری کوشش کروں گا “ ونتھروپ نے کہا ۔

” انھیں خوف زدہ نہ کرنا اور ان میں امید قائم رکھنا ۔ میرا خیال ہے کہ ابھی امید قائم رکھنے کے لئے اسباب موجود ہیں “

” ونتھروپ نے اثبات میں سر ہلایا اور پیٹر بھائی کے پاس گفتگو کرنے کے لئے چلا گیا

زیادہ تر عورتیں اب کھانے کے کمرے میں جمع ہو گئی تھیں ۔ گڈمن نے ان سے بھی گفتگو کی اور سیدھی سادی زبان میں بتایا کہ وہ کس صورت حال میں ہیں ۔

” ہم اس صورت حال کو پیدا ہونے سے نہیں روک سکے ۔ یہ ہمارے لئے ناگزیر ہو گئی اب ہمیں متحد اور ساتھ رہنا چاہیئے ۔ ٹوڈ بر نے اپنا علیحدہ راستہ اختیار کیا ۔ اور یقیناً اس کا انجام معلوم ہے ۔ ہمارے بچاؤ کی صورت اسی میں ہے کہ ہم سب ساتھ رہیں ۔ ساتھ ہی دوبارہ تعمیر کریں اور کوئی ایسی مستقل اور اچھی چیز بنائیں جس کی قیمت ہماری قربانیوں کے برابر ہو ۔ مجھے پوری پوری اُمید ہے ۔ ہم یہاں ایک محفوظ جگہ پر ہیں، ہمارے پاس کئی دن کا کھانا ہے باقی ہے، دوائیں ہیں اور ایک ڈاکٹر بھی ہے ۔ مسٹر ونتھروپ نے بھی ہمارے ساتھ رہ کر بچوں کو پڑھانے کا ذمہ لے لیا ہے ۔ میرے خیال میں یہ ایک بہت ہی اہم بات ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی پڑھائی جاری رہے گی اور چاہے کچھ ہو اس کو جاری رہنا چاہیئے ۔ ایک لحاظ سے اس مکان میں ایک پورا کا پورا سماج آباد ہو گیا ہے اور سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ آیا اتنے سارے خاندان ایک طویل یا مختصر عرصہ تک ساتھ رہ کر اپنے روز مرہ کے مسائل آسانی سے حل کر سکتے ہیں یا نہیں ۔ میرا خیال ہے کہ ہم ایسا کر سکتے ہیں ۔ پہلے اس سے بھی بڑے بڑے سوال ہمارے سامنے آئے ہیں اور ہم نے ساتھ مل کر اُن کو آسانی سے حل کر لیا ہے یہاں اس مکان میں کالے لوگ گورے لوگوں کے دُوگنے سے بھی زیادہ ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ اس سے ہمارے رہن سہن میں کوئی مشکل پیدا ہو گی ۔ ہم نے مل کر رہنے اور کام کرنے کا سبق سیکھ لیا ہے ۔ اور ہم ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں ۔ جو کچھ بھی ہم نے اب تک کیا ہے اس کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ اس ریاست میں جہاں کالے اور گورے ساتھ ہی رہتے ہیں ۔ انھیں ساتھ مل کر کام کرنا چاہیئے ۔ اور ساتھ مل کر تعمیر کرنی چاہیئے ۔ باہر کے لوگ اس اصول کی سچائی سے انکار کرتے ہیں ۔ اور انھوں نے ہمارے مکانوں کو جلا دیا ہے ۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ صداقت اور انصاف کی نمائندگی

کرتے ہیں۔ لیکن ہم نے اپنے اصول کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ایک دوسرا راستہ اختیار کیا ہے۔ ہم دہشت زدگی، اور قتل و غارت گری پر یقین نہیں رکھتے لیکن اپنے جان و مال کی حفاظت کے لئے یقیناً لڑیں گے اور قوم کے سامنے آزادی سے محبت کرنے والے منظم لوگوں کی ایک مثال قائم کر دیں گے۔"

"ہم نے کل ہی یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم اپنے کھیتوں میں کام پر جائیں، لیکن فی الحال یہ ناممکن ہے اجازت کے بغیر کوئی بھی اس مکان کو نہیں چھوڑے گا۔ پانی کے حوض کو بھرا ہوا رکھنے کے علاوہ مردوں کے اور بھی کام ہوں گے۔ انھیں ذخیروں کی دیکھ بھال کرنی ہوگی۔ جلانے کی لکڑی کا انتظام رکھنا ہوگا۔ اور اس مکان کی حفاظت بھی کرنی ہوگی۔ مکان کے اندر کا انتظام عورتوں کے ذمے رہے گا۔ تم پر کھانا تقسیم کرنے کی ذمے داری بھی ہوگی، تم بیماروں کی دیکھ بھال کروگی۔ اور اگر کوئی زخمی ہوا تو اس کی تیمارداری بھی تمھیں کو کرنی ہوگی۔ تمھیں اور بھی بہت سے چھوٹے موٹے کام کرنے ہوں گے جو گھر کے اندرونی انتظام سے ہی متعلق ہیں۔"

"آخر میں میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ ناامید نہ ہونا۔ ہمیں یہاں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہم اکیلے ہیں۔ لیکن ہم اکیلے نہیں ہیں۔ ہم اس ملک کا ہی ایک حصہ ہیں۔ اور اُن لاتعداد اچھے لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں جنھوں نے اس قوم کو بنایا ہے۔ وہ ہم سے غافل نہیں رہیں گے۔ وہ ہم کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔"

صبح کے وقت گڈن اور دوسرے لوگ، دور کھیتوں کے کنارے جنگل سے باہر آتے اور اندر جاتے ہوئے آدمیوں کو دیکھتے رہے۔ وہ رائفل کی زد سے باہر تھے اور بغیر کسی مقصد اور نظم و ضبط کے گھومتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ ان میں سے کچھ اب بھی سفید لباس اور خود پہنے ہوئے تھے۔ لیکن زیادہ تر نے اس لباس کو اُتار دیا تھا۔ انھوں نے اندازہ لگایا کہ گزشتہ رات سے اب تک ان کے دشمنوں کی تعداد کم از کم دو سو پچاس آدمیوں تک پہنچ چکی ہے، اور وہ کارڈیل کے آس پاس گھوم رہے ہیں ____ آج صبح گیارہ بجے کے قریب پچاس آدمیوں کا اور اضافہ ہوگیا۔ جو جنوب کی سمت سے گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے تھے۔ نوواردوں میں سے بہت سے آس پاس گھوم رہے تھے، اور سر اٹھا اٹھا کر مکان کو دیکھتے جلتے تھے۔

اب مردوں اور بڑے لڑکوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ہر گروہ میں آٹھ نفر تھے۔ ہر گروہ کے کپتان بھی مقرر کر دیے گئے، اور ہر گروہ کے آدمیوں کو چار گھنٹے مکان کا پہرہ دینا۔

پڑتا تھا۔ مکان کی تین سمتوں میں ہر ایک پر دو دو آدمی پہرہ دیتے تھے۔ گڈن سب کا کمانڈر تھا ایبز لیبٹ، اور ہینی بال واشنگٹن اس کے نائب تھے، گروہوں کے کپتان تجربہ کار سپاہی تھے۔ لیزلی کارسن جنگ کے زمانے میں بگل بجانے پر معمور تھا۔ اس کے پاس فوج کی پرانی بگل تھی۔ اسے خطرے کے وقت بگل بجاکر خبردار کرنے کا کام دیا گیا تھا۔ مکان کی پشت پر دونوں بازوؤں کے درمیان گاڑیوں کو الٹاکر کے مورچے بنائے گئے اور رسد لیجانے کے لئے تھوڑا سا راستہ چھوڑ دیا گیا۔

دوپہر کے وقت جب گڈن اور ایبز برآمدے پر کھڑے ہوئے تھے تو انھوں نے ایک آدمی کو پہاڑی کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ وہ ایک لکڑی سے تکیہ کا سفید غلاف باندھے ہوئے پیدل چلا آرہا تھا ـــــــ سو گز کے فاصلہ پر وہ رک گیا اور چلایا ـــــــ

"جیکسن ! جیکسن !! کیا میں اوپر آسکتا ہوں ؟"

"یہ بنٹلی ہے" ایبز لیبٹ نے کہا۔

"آسکتے ہو" گڈن نے چلا کر کہا

بہت سے مرد اور کچھ عورتیں برآمدے میں آکر ایک ہجوم کی شکل میں کھڑی ہوگئیں۔ وہ سب بنٹلی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ان کے چہروں سے غصہ اور حیرت کا اظہار ہو رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے آتش زدگی اور قتل و غارت گری نے بنٹلی کو ایک نیا کردار بخش دیا تھا جس کو وہ سمجھنا چاہتے تھے۔ بنٹلی سیڑھیوں پر آگیا۔ اور ایک گھٹنا اٹھاکر اس پر دونوں ہاتھ باندھکر بیٹھ گیا۔ اس کی ہمت میں کسی شبہہ کی گنجائش نہ تھی۔ یہ وہی لوگ تھے جن کے مکان اس نے جلادئے تھے، اور جن کے ہمسایوں کو قتل کر دیا تھا۔ لیکن یہاں وہ بغیر کسی ہتھیار کے اکیلا آگیا تھا، اس نے گڈن سے کہا۔

"آؤ ہم بے لاگ اور سیدھی سادی مطلب کی باتیں کرلیں۔ ہمیں جنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ گڈن ـــــــ میں یہاں چند آدمیوں کو گرفتار کرنے آیا ہوں، اور دیکھو اتنی سی بات پر کیا کچھ ہوگیا ہے ؟"

"مجھے معلوم ہے کہ کیا کچھ ہوگیا ہے ؟" گڈن نے کہا۔

"اچھا، تو پھر تم آدمیوں کو کیوں ہمارے حوالے نہیں کردیتے ؟"

"اور اس کے بعد ؟" گڈن نے پوچھا۔"

"اور اس کے بعد ہم تم سے کچھ نہیں کہیں گے۔"

"اور پھر ہم اپنے گھروں کو واپس جا سکیں گے۔ یہی نا؟ ـــــ یا ہم کو میدانوں کی طرح کھلے میں رہنا پڑے گا۔ یا پھر کارویل کو چھوڑ کر کہیں اور جانا پڑے گا۔"

"دیکھو گڈن" بنٹلی نے لاپروائی سے کہا "تمھیں اس قسم کی گفتگو کا کوئی حق نہیں ہے۔ تم نے کل دو آدمی مار ڈالے، میں اسی بنیاد پر کارویل کے بچے بچے کو قانون کی زد میں لے سکتا ہوں، لیکن میں اس کو صرف ایک اتفاقی امر کہہ کر درگذر کر رہا ہوں۔ اور صرف اُن آدمیوں کو گرفتار کرنے پر ہی اکتفا کرنے کو تیار ہوں۔"

"اور تمھیں اُن چند آدمیوں کو گرفتار کرنے کے لئے تین سو آدمیوں کی ضرورت پیش آ گئی؟"

بنٹلی کے چہرے پر حقارت کے آثار پیدا ہو گئے، ـــــ "کلان اور چیز ہے گڈن، تمھیں معلوم ہے کہ میں کلان کا آدمی نہیں ہوں۔ جالسن ہگر کا راستہ علیحدہ ہے۔ تم تو خود جانتے ہو کہ اگر ذرا بھی کچھ ہو جائے تو لڑکوں کا جوش بڑھ جاتا ہے اور وہ پاگل ہو کر کچھ کا کچھ کر بیٹھتے ہیں، لیکن اب تو جو کچھ ہو گیا، سو ہو گیا۔"

"اور ٹروبر کے بچوں کو کیوں جلا دیا؟" ـــــ گڈن نے غصے سے کہا۔

"وہ بھی ایک اتفاق تھا۔ لڑکے اپنے آپ میں نہیں رہے۔ بس اتنی سی بات تھی۔"

ول بؤن نے برآمدے کے پچھلے حصے سے زور دار الفاظ اور بلند آواز سے کہا

"بات کرنا بے کار ہے ـــ ہم اس کتیا کے بچے کو گولی کیوں نہ مار دیں گڈن۔"

بنٹلی نے بؤن کی طرف دیکھ کر کہا "مجھے یہ بات یاد رہے گی، ول!"

"میں تم کو بتاتا ہوں کہ میرا کیا خیال ہے؟" گڈن نے کہا ـــــ "میرا خیال ہے بنٹلی، کہ تم اس وقت اس لئے زندہ بیٹھے ہوئے ہو کہ ہم لوگ مہذب اور قانون کے پابند ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ تم بھی یہ اچھی طرح سے جانتے تھے اسی لئے آ بھی گئے۔ تمھاری قسم کے لوگوں کی یہ خصوصیت دقیانوسی ہونے کے باوجود جبلّی ہے کہ تم تہذیب کو سمجھتے ہو۔ تم سمجھتے رہے ہو میری بات؟"

"میں سمجھ رہا ہوں" بنٹلی نے مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم میری بات سمجھ لو کیا تمھیں اس ریاست اور اس ملک کے شہریوں کے حقوق معلوم ہیں بنٹلی؟ ـــــ میں انھیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں نے اس ریاست کا دستور بنانے میں حصہ لیا ہے۔ تم اس مکان کے کسی بھی شخص کو گرفتار نہیں کر سکتے اور اس کے برعکس

ہم تمھیں اور تمھارے گروہ کے ہر فرد کو قانون کے سامنے جواب دہ ٹھہرائیں گے۔ ہم تم سے ٹروبر اور
اس کی بیوی کے قتل کا جواب طلب کریں گے، اور ہم اس وحشیانہ حرکت کا بھی جواب طلب کریں گے جو
تم نے اس کے دو چھوٹے بچوں کو جلا کر کی ہے اور جو تمھاری کلان کے ہزاروں سیاہ کارناموں سے سبقت
لے گئی ہے۔ اور ہم تم کو ذمہ دار ٹھہرائیں گے، سیک ہیو کی بیوی کی موت کا، فریڈ میک ہیو پر ظالم کا،
ذیک ہیل اور اپنی فنسر کے قتل کا ـــــــ اور اس تمام دہشت زدگی، اور قتل و غارتگری کا
جو تم نے کارڈیل میں کیا ہے۔ ان تمام چیزوں کے لیے ہم تمھیں اور تمھارے گروہ کو ذمہ دار ٹھہراتے
ہیں۔ بنیٹلی، ہم نے صبر کیا، ہم نے تعمیر کی اور اب ہم اپنے راستے کو نہیں چھوڑیں گے۔ ہم اب بھی اپنی
تعمیر کو جاری رکھیں گے، اور نہ صرف تمھارا بلکہ ان تمام چیزوں کا خاتمہ کر کے چھوڑیں گے جن کی نمائندگی
تم اور تمھارے دوست کرتے ہیں۔ مجھ کو یہی کچھ کہنا تھا۔ اور یہ باتیں میں اپنے لوگوں کی طرف سے کہہ رہا
ہوں واپس جاؤ اور میری یہ باتیں اپنے دوستوں تک پہونچا دو۔ ان سے کہدو کہ جو شخص
بھی اس مکان کے نزدیک، ہماری رائفل کی زد میں آنے کی ہمت کرے گا۔ ہم اس کو ختم کر دیں گے۔"

"بس یہی کہنا تھا، جیکسن؟" بنیٹلی نے پوچھا

"بس مجھے اور کچھ نہیں کہنا ہے۔"

"بہت اچھا" شریف اٹھا۔ اپنی پتلون کی دھول جھاڑی اور برآمدے میں کھڑے ہوئے
لوگوں کو دیکھنے لگا۔ اس کی نظریں خصوصاً گوروں کے چہروں پر ٹھہر جاتی تھیں ـــــــ اور وہ لوٹ
کر پہاڑی سے نیچے اتر گیا۔

اسی دن شام کے قریب پہلا حقیقی حملہ شروع ہو گیا۔ کلان کے تقریباً دو سو آدمی تھے اب وہ
اپنا سفید لباس نہیں پہنے تھے۔ انھوں نے پہاڑی پر مغرب کی سمت سے چڑھنا شروع کر دیا۔ انھوں
نے بڑی ہوشیاری سے حملے کا انتظام کیا تھا، اور اس کے لیے ایسا وقت منتخب کیا تھا جب کہ سورج
ڈوب رہا ہو۔ اس کی روشنی مکان پر پڑ رہی ہو۔ اور مکان کی مدافعت کرنے والوں کی آنکھیں اس کی روشنی
سے چوندھیا گئی ہوں۔

گڈن نے اس مورچے پر مکان کی تین کمپنیوں کو بھیج دیا۔ وہ الٹی گاڑیوں اور کھڑکیوں کے
پیچھے چھپ گئے، باقی اٹھارہ آدمیوں کو تین سمتوں میں پھیلا دیا گیا۔ انھوں نے اپنی رائفلیں بڑھی
ہر کے جہاں تک ممکن تھا آنکھوں پر سایہ کر لیا۔ اوپر دو منزلے پر عورتوں اور بچوں کو ہدایت کر دی گئی کہ
وہ فرش پر بیٹھے رہیں۔ کلان کے آدمی گھاس اور جھاڑیوں میں چھپتے چھپاتے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے

"تعجب ہے کہ ان میں سے کتنے ایسے بہادر ہیں جو گیٹس برگ کے محاذ پر لڑے تھے" فرینک کارسن نے کہا۔

اسکو وہ وقت یاد آگیا جبکہ گیٹس برگ میں بہادر آدمیوں کی صفیں منظم طریقے سے آگ کے جہنم میں جھونک دی گئی تھیں ——— تین سو گز کے فاصلے پر مینی بال واشنگٹن نے اپنی رائفل آگے بڑھا کر پہلی گولی چلائی۔

"خالی گئی" اس نے کہا ——— اب کلان کے آدمیوں نے بھی رائفلیں چلانی شروع کر دیں۔ ان کی گولیاں زمین پر لگیں یا راستے میں گر گئیں۔ میرین جیفرسن ایک لمبی بندوق لئے لیٹا ہوا تھا۔ اس نے ایک گولی چلائی جو کسی چیز پر لگ گئی ——— دور سے ایک آدمی کے درد سے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ دوسرے لوگ بھی ٹھہر ٹھہر کر ہوشیاری سے گولیاں چلاتے رہے۔ سو گز کے فاصلے پر کلان کے آدمی کھڑے ہو گئے۔ اور انھوں نے آگے بڑھ کر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ اب سورج بہت نیچے اتر چکا تھا اور اس کی شعاعوں میں وہ طاقت نہیں رہی تھی جو مدافعت کرنے والوں کی آنکھوں پر اتنا اثر ڈال سکتی کہ وہ ٹھیک نشانہ نہ لگا سکیں۔ مکان کا سارا پچھلا حصہ رائفلوں کی آگ سے جگمگا اٹھا۔

بیس گز کے اندر ہی اندر کلان والوں کی صفیں ٹوٹ گئیں۔ اور ان کا حملہ ختم ہو گیا۔ ان کے کم از کم بارہ آدمی مارے گئے اور باقی اپنی جان بچانے کے لئے پہاڑی پر سے لڑھکنے لگے۔ کوئی پیٹ کے بل گھسٹ رہا تھا اور کوئی لنگ کرتا ہوا بھاگ رہا تھا۔

"مت چلاؤ رائفلیں" گڈن نے چلا کر کہا۔" بس اب نہیں"

اس کے بعد جو خاموشی طاری ہوئی وہ دردناک تھی۔ مورچے کے پیچھے کوئی درد سے کراہ رہا تھا۔ کسی نے جیف کو پکارا۔ بائیں حصے میں مکان کے دونوں بازوؤں کے درمیان گہرا سایہ تھا۔ ایک آدمی اپنے ہاتھ سے بازو کے زخم کو دبائے تھا جس میں سے خون چھلک چھلک کر نکل رہا تھا، کملہنے والا ایسی ڈگلاس تھا جسکی ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ جیف نے بازو پر پٹی باندھ کر کہا

"اس کو چھوتا نہیں۔ وہ جیسا لیٹا ہے اسی طرح لیٹا رہنے دو"

لوگ کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے کہ کیا کیا نقصان ہوا ہے۔ اور انکی نگاہیں پہاڑی کی ترائی پر لگی ہوئی تھیں۔ میرین جیفرسن جس طرح اپنی لانبی رائفل کو لئے ہوئے لیٹا تھا ویسا ہی لیٹا رہا جب ہڈل بون نے کاندھا پکڑ کر اس کو ہلایا تو وہ لڑھک پڑا۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک سوراخ ہو گیا تھا۔ کچھ لوگ آس پاس جمع ہو کر خاموشی سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔ پہاڑی کے نیچے

سے کسی کے چیخنے کی آوازیں آنے لگیں۔ جیف نے شانہ ٹوٹے ہوئے آدمی کی طرف سے اپنی توجہ ہٹاکر کہا۔ " تم کچھ کرتے کیوں نہیں ؟ ۔ دیکھو نا، باہر بھی کوئی زخمی آدمی ہے ۔"

کسی نے حرکت نہیں۔ ول بوُن نے اپنی جیکٹ اتار کر میرین جیفرسن کا چہرہ ڈھانک دیا۔ گڈن نے ہینی بال کے بازو سے ہاتھ لگاکر کہا "کسی کو اپنے ساتھ لیجاکر باہر پڑے ہوئے زخمی کو اٹھالاؤ ۔"

ہینی بال نے ایک قدم آگے بڑھاکر کچھ پس و پیش کیا۔

" اس کو وہیں پڑا رہنے دو " ایمز لیٹ نے کہا

" جاؤ، چلے جاؤ " گڈن نے خاموشی کے ساتھ کہا۔

جیف نے پہلے سے ہی ایک کمرے کو اسپتال بنالیا تھا۔ اس نے کمرے میں بہترین لیمپ نصب کر لئے تھے اور آیوا کارسن اور مینا واشنگٹن کو مجبور کر کے اپنی نرسیں بنالیا تھا۔ لیمپوں کی روشنی قریب کر کے اس نے کلان کے آدمی کے پاؤں کی گولی تلاش کرنا شروع کردی۔ اس آدمی کے دو جگہ گولیاں لگی تھیں، ایک پاؤں میں اور دوسری پیٹ میں، اس کے بچنے کی تھوڑی بہت امید تھی، جیف نے سیسے کی گولی تلاش کر کے نکال لی۔ اس آدمی کا چہرہ چھوٹا اور سرخ تھا، اور نیلی رس بھری آنکھیں تھیں۔ وہ جیف سے کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن اس کی باتیں سمجھ میں نہیں آرہی تھیں۔

" تم کہاں سے آئے ہو ؟ " جیف نے اس سے پوچھا " اور تمھارا نام کیا ہے ؟ "

" اسکریون " اس نے آہستہ سے کہا۔ " اسکریون، اسکریون " ——— لیکن جیف یہ نہیں سمجھ سکا کہ آیا یہ اسکا نام ہے یا جارجیا کے کسی ضلع کا۔

لیسی ڈگلاس کو سخت تکلیف تھی۔ لیکن جیف اس کے لئے کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ اسکی ہڈی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی تھی اور خون میں سمیت پیدا ہونے کو روکنے کے لئے واحد تدبیر یہی تھی کہ وہ ہفتوں تک ایک ہی کروٹ سے بالکل ساکت لیٹا رہے ——— دوسرے آدمی کی ہڈی کو کوئی ضرر نہیں پہونچا تھا۔ کچھ خون البتہ بہہ گیا تھا۔ لیکن کوئی شدید ضرب نہیں تھی۔

زخمیوں کا علاج کرتے وقت جیف نے محسوس کیا کہ اس میں تلخی اور مایوسی بڑھتی جارہی ہے۔ یہ گڈن کا طریقہ کار تھا اور وہ اس کو صحیح نہیں سمجھتا تھا۔ آخر آدمیوں کے لڑنے کا نتیجہ سوائے نقصان، موت اور تباہی کے اور کیا ہو سکتا ہے ؟ ۔

انھوں نے میرین جیفرسن کی لاش کو بائیں حصے کے ایک کمرے میں رکھ دیا، اور وہاں اسکی بیوی، بہن، بوڑھی ماں اور بچے آہ وزاری کرنے لگے۔ ان کے رونے کی آواز سارے مکان میں سنائی دے رہی تھی، ہیڑ بھائی جاکر انھیں تسلی دینے لگے۔ انھوں نے وہی پرانے الفاظ دہرائے۔

"جس نے دیا تھا، اُسی نے لے لیا خدا کا شکر ادا کرو"

لیکن وہ اس کا جواب نہیں دے سکے کہ "کیوں؟" ——— وہ جس گلے کے گورے تھے وہ معمولی گلوں کی طرح نہیں تھا جو عموماً پادریوں کی رہنمائی میں چلتے ہیں۔ وہ اُن لوگوں کو زندگی کے تمام درجوں سے گزرتے ہوئے، دیکھ چکے تھے۔ ان کی ولادت، بچپن، نوجوانی جوانی اور پکی عمر بھی ہیڑ بھائی نے دیکھی تھی اور اب وہ ان کی موت کو دیکھ رہے تھے اور یہ موت بھی کوئی عام موت نہیں تھی جو قدرتی طور پر اور آسانی کے ساتھ واقع ہو جاتی ہے۔ یہ وہ موت نہیں تھی جو اس طرح سے آتی ہے کہ لوگ بستر پر لیٹ کر اپنی سانس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے جسم سے جدا کر دیا کرتے ہیں۔ بلکہ یہ وہ موت تھی جس کا تشدد تباہ کن اور ہولناک تھا۔ ہیڑ بھائی کی سمجھ کام نہیں کر رہی تھی۔ انھوں نے ایک بار گڈن سے کہا تھا کہ "تم ایک دودھ پیتے بچے کی مانند ہو سب کچھ تیار ہے۔ تمھارا کام تو صرف اتنا ہے کہ اپنے آپ کو بھر لو ——— بالکل اسی طرح جیسے کہ خالی ڈول کنوئیں کے پانی سے بھر جاتا ہے ——— ذرا صبر کرو، اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہے؟"

ایک بار یہ باتیں انھوں نے گڈن سے کہی تھیں لیکن اب ان کی سمجھ کچھ کام نہیں کر رہی تھی۔ گڈن میں سختی آگئی تھی۔ وہ عجیب سا ہو گیا تھا اور ہر کام کو ایک یقین اور اعتماد کے ساتھ کرتا تھا۔

جب اس نے کمرے میں آکر میرین جیفرسن کی لاش کو دیکھا تو اس کے چہرے پر ایک شکن تک نہیں پڑی۔ وہ پانچ منٹ تک کھڑا ہوا میرین جیفرسن کی طرف دیکھتا رہا اور پھر سر ہلاکر باہر چلا گیا۔

اس نے لوئزی سے تعزیت کا ایک لفظ تک نہیں کہا ——— ہیڑ بھائی سے کوئی بات نہیں کی اور بچوں سے بھی کچھ نہیں بولا ———

گڈن، ہیسی بال واشنگٹن اور ایبز لیسٹ برآمدے میں کھڑے ہو کر گزرے ہوئے اور

ہونے والے واقعات پر گفتگو کر رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ وہ کیا کام کر چکے ہیں، اور کون سے کام کرنے کو باقی ہیں۔ یہ دوسری چاندنی رات تھی ——— دوسری رات جبکہ مکان کے گرد میدان اور کھیت چاندی کے پانی سے نہائے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ نیچے ترائی میں درختوں کے اس طرف کلان کے آدمیوں نے جگہ جگہ انگیٹھیاں جلا رکھی تھیں۔ یہ انگیٹھیاں مکان کے چاروں طرف جل رہی تھیں لیکن وہ ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھیں۔ آج ساری شام گڈن کو مارکس کا خیال کوتا رہا۔" اگر سب کچھ ٹھیک ہی ہوا ہے تو لڑکے کو جلد ہی واپس آجانا چاہیئے ——— ہوسکتا ہے کہ کہیں نیند لینے کے لئے رک گیا ہو۔ اُسے کلان والوں کو چکمہ دے کر نکل آنے میں کوئی زیادہ مشکل نہیں ہوگی، مارکس جنگل کے ایک چالاک جانور کی مانند ہے۔ ——— گھوڑی اس کے ہاتھ سے چلی جائے تو بھی، وہ آسانی سے گھر آجائے گا۔ لیکن اس سے زیادہ توقع یہ ہے کہ ان کے پاس سے نکل کر بھاگتا ہوا پہاڑی پر چڑھ جائے گا ——— گڈن نے پہرے داروں کو پہلے سے ہی خبردار کر دیا تھا ——— لیکن مارکس کسی حادثے کا شکار نہ ہوگیا ہو۔" یہ خیال آتے ہی گڈن کا دل دھڑکنے لگتا تھا۔ اور اس کے اعصاب سرد پڑ جاتے تھے۔ وہ کوئی اور تو کیا، اپنے آپ تک پر یہ واضح نہیں کر سکتا تھا کہ مارکس اور اس کے درمیان کیا چیز کام کرتی ہے۔ اور گوشت کا گوشت سے، خون کا خون سے کیا رشتہ ہوتا ہے؟ ——— وہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اپنے اس لڑکے کے ساتھ شکار کھیلنے، کام کرنے اور گانے بجانے میں اس کو کتنی مکمل خوشی حاصل ہوتی تھی۔ جیف سے اس کے تعلقات مختلف تھے۔ اور وہ جانتا تھا کہ جیف اس سے اتنا نزدیک نہیں ہے۔

ایبزلیٹ کہہ رہا تھا "جو وہ کے مقابلے میں ہمارا ایک آدمی مارا گیا گڈن! یہ کوئی بُرا نتیجہ نہیں ہے"

"لیکن وہ ایک آدمی ایک خاندان کا پالنے والا تھا" گڈن نے کہا "معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ حملہ نہیں کریں گے۔"

ہینی بال واشنگٹن نے کہا "وہ احمق ہیں، لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ اب حملہ کرنا سیکھ لیں گے۔ وہ ٹوٹتے ہیں۔ ان میں اب یہاں آنے کی ہمت نہیں ہوگی، لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اور زیادہ آدمی لے آئیں۔"

وہ چھ یا سات سو آدمی بھی لا سکتے ہیں، اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ کچھ نہ کچھ کریں گے

ضرور!"

"ہم نے کچھ غلطیاں بھی کی ہیں" گڈن نے کہا۔ "اگر ہم دو منزلہ پہ اپنا مورچہ بناتے تو، وہ جھاڑیوں میں چھپ کر بھی ہم کو نظر آجاتے۔ عورتیں نیچے کی منزل میں زیادہ محفوظ رہیں گی۔"

"میں ابھی میگزین کا اندازہ لگاتا رہا ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے۔"

کسی نے بھی مارکس کا حال نہیں پوچھا لیکن ایبز لیٹ نے کہا "موقع ہے کہ میں کولمبیا چلا جاؤں گڈن!"

"ذرا انتظار کرو"

"میں لوگوں سے میگزین کے بارے میں کہنے والا ہوں۔ جب تک انھیں نشانہ نظر نہ آجائے گولی نہیں چلانی چاہیئے، آج رات تو وہ آتش بازی کی طرح گولیاں چلا رہے تھے۔"

"میں لاشوں کو آج رات ہی دفن کرنا چاہتا ہوں" گڈن نے کہا

"میرین؟"

"اور دوسرے بھی، میں نہیں چاہتا کہ دن کے وقت بچے تجہیز و تکفین کو دیکھیں۔"

اور تھوڑی دیر بعد اس نے پوچھا "ہمارے پاس کتنا میگزین ہوگا؟"

"بہت کی گولیاں تو میں نے شمار نہیں کیں۔"

"رائفل کے کارتوس؟"

"تقریباً دو ہزار ہونگے۔"

"مارکس آج رات ضرور واپس آجائے گا۔" گڈن نے کہا۔

گڈن مکان کے خاص دروازے پر اکیلا کھڑا ہوا تھا۔ وہاں راچیل نے آکر چپکے سے کہا۔

"گڈن؟"

"ہاں!"

وہ اس کی بغل سے چپک کر کھڑی ہوگئی "مجھکو یہیں رہنے دو گڈن!"

اس نے اپنا ایک ہاتھ راچیل کی گردن میں حائل کر کے کہا " مارکس جلدی واپس آجائے گا "

" تم نے اس کو کیوں بھیجدیا گڈن ؟ "

" کیونکہ مجھے اس پر اتنا ہی بھروسہ ہے جتنا کہ اپنی ذات پر ہے "۔

" وہ تھوڑی دیر تک اسی طرح کھڑے رہے اس کے بعد راچیل نے پوچھا

" اگر وہ آیا تو کس راستہ سے آئے گا گڈن ؟ "

" معلوم نہیں ـــــــــ جو راستہ بھی مناسب ہوگا اس سے آجائے گا وہ "۔

" تمہارے خیال میں وہ آجائے گا ؟ گڈن "

" ہاں میرا یہی خیال ہے ۔ اس نے کہا ۔

" تم جو بات بھی کہتے ہو گڈن ، وہ ایسی ہوتی ہے کہ ہو کے رہتی ہے ۔ "

گڈن نے دونوں شانے پکڑ کر اسکو بالکل اپنے سامنے کر لیا ـــــــــ " راچیل پیاری ۔ مجھے تم سے کتنی محبت ہے "

راچیل کا سر اس کی ٹھوڑی کو چھو رہا تھا ۔

" یقین کرو کہ خواہ کچھ ہو جائے لیکن مجھے ہمیشہ تم سے محبت رہے گی ۔ میں جو کچھ کہ نہیں بننا چاہتا تھا ، وہ بن گیا ۔ لوگوں کو کسی رہنما کی ضرورت تھی ۔ میں نے ان کی یہ ضرورت پوری کر دی ۔ اور جب میں نے ایسا کیا تو میں تم سے دور ہوتا گیا ۔ اور اجنبی معلوم ہونے لگا ۔ میں مجبور تھا ۔ شاید اگر میں ایک بہتر اور زیادہ مضبوط آدمی ہوتا تو ـــــــــ "

" تم بڑے اچھے آدمی ہو گڈن " راچیل نے چپکے سے کہا

" میں وقت کا ایک تقاضا پورا کرنے والا آدمی ہوں ۔ شاید یہ لوگوں کی طاقت تھی ، جس نے مجھ جیسی حقیر چیز کو بلند مرتبہ عطا کر کے ، یہ سکھایا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے ـــــــــ اور مجھے تو کچھ بھی نہیں آتا ۔ مجھے نہیں معلوم کہ کون سا راستہ سب سے اچھا ہے ۔ کسی دن لوگوں کو خبر ہو جائے گی ، اور ان کی سمجھ میں آجائے گا کہ یہاں کارویل میں یہ واقعات کیوں پیش آئے ؟ اور یہ دو لوگ ہوں گے جو ساتھ مل کر کام کریں گے ۔ منصوبے باندھیں گے ، اور ان کی تعمیر کو اس طرح کوئی طاقت نہیں مٹا سکے گی ۔ "

" گڈن ! ـــــــــ بچے ـــــــــ پیارے بچے ! " ـــــــــ اس نے وہی الفاظ دہرائے جو وہ کسی زمانے میں پیار سے کہا کرتی تھی ۔

اور ڈیوڑھی میں باتیں کرتے کرتے وہ گڈن کے آغوش میں سو گئی۔ گڈن بھی اونگھنے لگا۔ اور جب اس کی آنکھ کھلی تو ہینی بال واشنگٹن سامنے کھڑا ہوا کہہ رہا تھا۔

"صبح ہو گئی، گڈن!"

اور یکایک اس کے دل میں یہ خیال سرد مہری کے ساتھ نشتر کی طرح اتر گیا کہ اب مارکس واپس نہیں آئے گا۔

اس دن اور اس کے دوسرے دن کلان والوں کی صفیں بہت قریب آیک پہونچ گئیں، اب ان کی تعداد پانچ یا چھ سو کے قریب تھی اور ان میں پہلے سے زیادہ نظم و ضبط پایا جاتا تھا۔ انھوں نے اپنی رائفل کی زد میں زمین پر مورچے کھود لئے۔ اور چھپ چھپ کر برابر گولیاں چلاتے رہے۔ گاڑیوں کے پیچھے کھڑے ہوئے دو خچر اور گائے گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ اس سے زیادہ اور کوئی نقصان نہیں ہوا۔ عورتوں و بچوں کو نچلی منزل کے بڑے ہال میں بھیجدیا گیا۔ دیواروں پر چٹائیاں لٹکا دی گئیں اور تختے لگا دیے گئے۔ گڈن نے حکم دیا کہ ڈل بون اور ہینی بال واشنگٹن کے سوائے کوئی اور گولیوں کا جواب نہ دے۔ ان دونوں کا نشانہ سب سے بہتر تھا۔ وہ دونوں چھت پر چڑھ کر ساتھ ساتھ لیٹ گئے۔ انھوں نے اپنی نالوں کو تر کر لیا۔ وہ ایک مورچے پر صرف پانچ منٹ تک ٹھہرتے، اور بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے گولیاں چلاتے تھے۔ ڈل بون اپنے بڑے دادا کا تذکرہ کرنے لگا۔ اسکا بڑا دادا سو گز کے فاصلے پر بھی گلہری کو نشانہ بنالیتا تھا۔ اس کا بڑا دادا یہ کر سکتا تھا، اور وہ کر سکتا تھا، آخر ہینی بال واشنگٹن نے تنگ آکر کہا

"بڑا دادا، بڑا دادا ——— آخر بڑا دادا تیرا کون ہوتا تھا؟"

"اچھا بیٹا، حبشی ——— کیا میرے نام سے پتہ نہیں چلتا کہ بڑا دادا میرا کون تھا؟"

ان کے اس طرح چھپ چھپ کر گولیاں چلانے سے کلان والوں کی تمام تر توجہ ان کی ہی طرف مبذول ہو گئی۔ مکان کی چھت پر دو یا تین سو رائفلوں کے منہ موڑ دیے گئے ——— گولیاں چھجے سے ٹکرا رہی تھیں اور چھاجن کے پرت اڑ اڑ کر ان کے چہروں پر آرہے تھے۔ اس کے دس منٹ بعد ہینی بال واشنگٹن نے ہلکی سی آہ بھری اور بدن کو ڈھیلا چھوڑ کر اپنی رائفل پر لیٹ گیا۔ ڈل بون نے اسکو کہنی سے ہلایا۔ ———

اور پھر یہ گورا آدمی کلان والوں کو ہونٹوں ہی ہونٹوں میں گالیاں دینے لگا۔ مگر وہ اپنی جگہ پر جبا جابڑی ہوشیاری کے ساتھ برابر گولیاں چلاتا رہا۔ اس کی رائفل گرم ہو گئی۔ ہاتھ لگانے سے انگلیاں جلتی تھیں۔ ——— اور تھوڑی دیر بعد اس کا گولیاں چلانا بھی بند ہو گیا۔

انھوں نے اپنے آدمیوں کی لاشوں کو اس چھوٹے سے احاطے میں دفن کر دیا، جہاں گھوڑے اور مویشی وغیرہ باندھے جاتے تھے۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ اب کوئی بھی نہیں رو رہا تھا۔ لوگ خالی خالی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے ان کے چہروں سے بڑھاپے اور سختی کا اظہار ہو رہا تھا۔ بچوں تک کے چہروں پر بڑھاپے کی سنجیدگی آ گئی تھی۔

بیٹر بھائی نے داؤد کی مناجات میں سے پڑھا "مصیبت کے وقت میں نے خدا کو پکارا اور اس نے میری آواز پر لبیک کہا" ——— گڈن خاموش کھڑا ہوا دیکھتا رہا، سنتا رہا، اور اس نے وہ زمانہ یاد کیا جب کہ ہمیں بال واشنگٹن جیسا کوئی آدمی نہیں تھا ——— وہ بوٹے سے قد کا کالا آدمی، جسکا رنگ کوئلے سے ملتا تھا، جو شریف، دانشمند اور دلیر تھا۔ اس کی شخصیت خودداری اور وقار کا مجسمہ تھی، جو کسی بھی کام میں ہنرمندی کے ساتھ اپنا ہاتھ ڈال سکتا تھا۔ اور جس کا دل سارے سماج کی مصیبتوں، شکایتوں، اور مسائل کا گنجینہ بنا ہوا تھا۔ آج وہ کیرولینا کی گرم زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ اور اس کی بغل میں ایک گورا آدمی آرام کر رہا تھا جس کے بڑے دادا کو لوگ ڈینئل بون کے نام سے پکارتے تھے۔

ساری رات حملہ جاری رہا اور صبح ہوتے ہوتے ختم کر دیا گیا۔ لوگوں نے سکوت کے عالم میں ناشتہ کیا۔ اور سکوت ہی کے عالم میں بنجامن ونتھروپ نے بچوں کو "خواب آور غار کی روایت" پڑھکر سنائی ——— سکوت کے عالم میں جیف کلان والے زخمی کے سرہانے کھڑا ہو کر اس کو دم توڑتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اور اسے یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ اس آدمی کا نام کیا ہے؟ ——— ——— وہ کہاں کا باشندہ ہے اور کن چیزوں نے اس کو یہاں آنے پر مجبور کیا تھا۔

اور اسی سکوت کے عالم میں قبیلی ایک سفید جھنڈا لیئے ہوئے مکان کے سامنے آکر چلانے لگا۔

"کیا میں اوپر آسکتا ہوں؟" ———

کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور پچاس گز کے فاصلے پر رک کر جو کچھ اس کو کہنا تھا، وہ چلا کر کہنے لگا۔

کارویل والوں کے پاس جیف جکسن نامی ایک ڈاکٹر تھا بوڑھا ڈاکٹر لیڈ ایک ہفتہ

سے شراب کے نشہ میں چور پڑا ہے۔ کلان کے آدمی زخمی ہیں، ایک آدمی کا پاؤں ٹوٹ کر سُوج گیا ہے۔ اگر وہ پاؤں نہ کاٹا گیا تو آدمی مر جائے گا۔ کیا جیفٹ جیکبین نیچے آکر ہمارے زخمیوں کا علاج کریں گے؟' ہم وعدہ کرتے ہیں کہ انھیں صحیح و سلامت واپس بھیج دیا جائے گا۔"

ایبنزلیسٹ نے گڈن کی طرف دیکھا، اور گڈن نے تلخی کے ساتھ مسکراتے ہوئے کہا "تم نے دیکھا، وہ ہم کو سمجھتے ہیں ———— ہم انکو اتنا نہیں سمجھتے جتنا کہ وہ ہم کو سمجھتے ہیں؟"

بنٹلی واپس چلا گیا۔ جیفٹ برآمدے میں گڈن کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

"تم نے سنا؟" گڈن نے پوچھا۔

جیفٹ نے سر ہلایا۔

"مرنے دو، ان کے مردود زخمیوں کو" ایبنزلیسٹ نے کہا

فرینک کارسن نے کہا "خدا کی قسم، اگر اب کی وہ کتیا کا بچہ اوپر آیا تو میں اس کو مار دوں گا۔"

"میں نیچے جا رہا ہوں" جیفٹ نے کہا۔

گڈن نے بازو پکڑ کر اس کو اپنے سامنے گھسیٹ لیا۔ اور چلا کر کہنے لگا "بیوقوف ہو گئے ہو؟ ———— اور میری اولاد ہو کر ایسی باتیں کرتے ہو۔ کیا میں اتنی سی بات بھی تم کو نہیں سمجھا سکتا؟ ———— تمھاری سمجھ میں ابتک یہ بات نہیں آئی کہ ہمارا واسطہ مہذب لوگوں سے نہیں ہے اور ہمارے دشمن ایسے نہیں ہیں جیسے کہ تم ان کو سمجھتے ہو ———— وہ لوگ جو نیچے کھڑے ہیں ہم کو تباہ کرنا چاہتے ہیں، انسان کا جو تخیل ہمارے دماغ میں ہے وہ اس پر پورے نہیں اُترتے ———— وہ اس لفظ کے معنی تک نہیں سمجھتے۔ نیکی اور بدی کا وجود ان کی نظروں میں نہیں ہے۔ تم انکو صحیح بات نہیں سمجھا سکتے، کیونکہ انھوں نے معقولیت کی قدروں کو الٹ کر رکھ دیا ہے۔ اگر ہم نے ان کو سمجھنے میں غلطی نہ کی ہوتی، اگر ہم انھیں انسانی بندھنوں کا پابند سمجھنے کی حماقت نہ کرتے۔ اور اگر ہم ان درندوں کے سامنے تہذیب، شرافت، حق اور انصاف کو نقرئی قابیں سجا کر پیش نہ کرتے تو آج ہم کو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا ———— اور یہی وجہ ہے کہ وہ جیت رہے ہیں۔ اور آج ہمارے اس جنوبی علاقے میں تمام اچھے اور مہذب لوگ ان سے دب رہے ہیں، غیر منظم ہیں، بٹے ہوئے ہیں، اور ان کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ کیا کریں؟"

"میں نیچے جا رہا ہوں" جیفٹ نے کہا۔" ———— میں نے قسم کھائی تھی ————

میں نے لوگوں کو شفا بخشنے کا حلف اُٹھایا تھا ———— میں نے قسم کھائی تھی کہ لوگ جن چیزوں کو توڑ دیں گے، میں ان کو جوڑ دوں گا ————"

"نہیں" گڈن نے کہا۔ "میں نے ایک لڑکے کو کھو دیا۔ لیکن وہ کم از کم سمجھتا تو تھا، اسکو معلوم تو تھا کہ ہم کس سے اور کیوں لڑ رہے ہیں۔"

"میں یہاں اسی صورت میں رک سکتا ہوں کہ آپ گولی مار کر مجھکو ختم کر دیجئے" جیف نے آہستہ سے کہا۔

"یارب میری مدد کر ————!" گڈن نے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ اینز لیٹ بول پڑا،

"اگر وہ یہی چاہتا ہے، تو جانے دو گڈن!"

جیف نے پاؤں قلم کر دیا اور وہ کراہتے ہوئے نیم بیہوش آدمی کو لے گئے۔ اپنے ہاتھ صاف کر کے اس نے حیرت سے منہ تکتے ہوئے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا

"اب اس کو آرام کی ضرورت ہے۔ اب قدرتی نشوونما خود ہی علاج کر لیگی۔ جب مردار گوشت جھڑ جائے گا تو ٹانکے آسانی سے نکل جائیں گے۔ انھیں بہت ہی دھیرے دھیرے نکالنا چاہیئے کیونکہ درد بڑی شدت کے ساتھ ہوتا ہے۔ ٹانکے نکل جانے کے بعد زخم اچھا ہونے لگے گا۔ اگر سمیت پیدا نہ ہوئی تو کوئی بھی ڈاکٹر علاج کر لے گا۔ سب سے بڑا خطرہ سمیت کا ہی ہے۔"

وہ تھک گیا۔ کھلے میدان میں چلچلاتی ہوئی دھوپ کے اندر اس کو آپریشن کرنے پڑے اس نے ایک درجن زخمیوں کا علاج کیا ———— وہ بالکل ہی تھک چکا تھا۔

"اب میں جاؤنگا" اس نے کہا "جناب!"

وہ جھکا ہوا، اپنے بیگ کو بند کر رہا تھا، اس نے اوپر نظریں اٹھا کر اس آدمی کو دیکھا جس نے "جناب" کہا تھا۔ وہ چوڑے شانوں والا آدمی تھا۔ اس کا چہرہ دھوپ سے جھلسا ہوا تھا۔ اور ہاتھ میں ایک پستول تھی۔

"میں نے کہا کہ اب میں جاؤں گا۔"

"جناب"

"شریف بنٹلی کے قریب کھڑے ہو کر جاسن وگر نے کہا۔" تم ڈاکٹر ہو جیکین؟

یہ بھی ایک اتفاق تھا کہ تم ڈاکٹر ہو گئے۔ جب جتنی بھی ڈاکٹر ہونے لگتے ہیں تو ایسی ہی مصیبتیں آتی ہیں

جن کا سامنا آج ہم کر رہے ہیں۔"

جیف نے ایک لمحے کے لئے اس کی طرف دیکھا۔ اپنا بیگ بند کر کے اٹھالیا اور چلنا شروع کر دیا۔ چوڑے شانوں والا آدمی اس کے سامنے آگیا۔

"جناب! ــــــ" اس نے کہا

"کیا چاہتے ہیں آپ؟" جیف نے پوچھا

"میں چاہتا ہوں کہ تیرا وہی برتاؤ ہو جو ایک مردود حبشی کا ہونا چاہیئے۔ جب تو اپنے بڑوں سے بات کرتا ہے تو "جناب" کیوں نہیں کہتا؟"

جیف نے تعجب سے اس آدمی کی طرف دیکھا، اس وقت اس کے احساس کا کچھ حصّہ خوف کا تھا۔ اور کچھ وحشت کا ــــــ لیکن سب سے زیادہ حصّہ اس منطقی ذوقِ معلومات کا تھا جو اس کے برعکس عقائد کے باوجود اس میں پیدا ہو رہی تھی۔ ــــــ اور یہ وہ خواہش بھی تھی جس کی رو سے جیف کارویل کے وحشیانہ واقعات، اور گڈن کے اقوال کی روشنی میں اس آدمی کے اخلاق پر معقولیت کا ملمع پھیرنا چاہتا تھا۔

"آپ مجھ سے جناب" کہلوانا چاہتے ہیں، یہی نا؟"

"ہاں!"

"جناب! ــــــ" جیف نے سر ہلا کر کہا۔ "کیا آپ مجھ کو جانے کی اجازت دیں گے جناب؟"

بنٹلی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

جاسن ہگ نے کہا "تم نہیں جاؤ گے جیکسن!"

"کیا مطلب؟"

"تم واپس نہیں جاؤ گے ــــــ"

بنٹلی نے بات کاٹ کر کہا "کل: ہاں تمھاری کوئی ضرورت نہ ہوگی، جیکسن، اس لئے یہیں ٹھہرو"

جیف خاموشی کے ساتھ ایک ایک کے چہرے کو دیکھنے لگا۔ جاننے اور سمجھنے کے شوق کا صرف ایک چھوٹا سا حصّہ خوف تھا۔ سائنس کے طریقوں پر عمل کیا جائے تو ناممکن چیزیں کبھی بھی واقع نہیں ہوتیں۔ ہمیشہ ہر چیز کی کوئی وجہ ہوتی ہے نہ کوئی سلسلہ ہوتا ہمیشہ۔

اس نے کہا "میں یہاں اس لئے آگیا کہ زخمیوں اور بیماروں کا علاج کرنا میں اپنا فرض

سمجھتا ہوں، کیا آپ سمجھ رہے ہیں میری بات ؟ ——— میں یہاں اس لئے آگیا کہ آپ نے مجھے بلایا تھا، اور ڈاکٹر کی حیثیت سے میں انکار نہیں کر سکتا تھا اور اب کس بنیاد پر آپ مجھ کو روک رہے ہیں ؟ "

چوڑے شانے والے آدمی نے کہا " کتیا کے جلبشی بچے "جناب" کیوں نہیں کہتا ؟ "

جیمز نے سر ہلا کر کہا میں جا رہا ہوں ———"

اور وہ چوڑے شانے والے آدمی سے آگے نکل گیا ——— اس کے ذہن پر یہاں تک کے واقعات نقش ہو گئے ——— اور پھر یکایک سارے نقوش مٹ گئے، کیونکہ ذہن کی جس لوح پر یہ نقوش ثبت ہوئے تھے، وہ پستول چلنے کی، ایک آواز کے ساتھ پاش پاش ہو چکی تھی۔ وہ زمین پر گر پڑا۔ اس کا بیگ پیٹ کے نیچے دبا ہوا تھا، چوڑے شانے والا آدمی کہہ رہا تھا ——— " مردود جلبشی بچہ "

راحیل اور جبنی ایلن کے پاس بیٹھی تھیں لیکن اس سے کہنے کے لئے ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ اس کی آنکھوں کے اندھیرے میں ساری دنیا کھو گئی تھی، اور اب اندھیرے کی کوئی حد نہیں تھی۔

اس رات گڈن سے ایبزلیبٹ نے کہا " مارکس کا کیا ہوا، تمھیں معلوم ہے ؟ "

" معلوم ہے۔"

" ممکن ہے وہ تار نہ بھیج سکا ہو ! "

" شاید اس نے نہیں بھیجے " گڈن نے کہا

دکھ اور درد کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔

" کسی کو تو یہ کام کرنا ہی ہوگا۔ " ایبزلیبٹ نے سپاٹ لہجہ میں کہا۔ " لوگوں کو کس طرح معلوم ہوگا کہ ہم پر یہاں کیا بیت رہی ہے ؟ ——— اس کمبخت دنیا میں کسی کو یہاں کے واقعات کا علم کس طرح ہوگا، اور کیا ہم کو بھی پتہ ہے کہ دوسرے مقامات پر کیا ہو رہا ہے ؟ انھوں نے اس جگہ کو گھیر کر ساری دنیا سے الگ کر دیا ہے۔ اس کا محاصرہ جہنم کی فصیلوں سے بھی زیادہ تنگ اور مضبوط معلوم ہوتا ہے۔ شاید جنوبی علاقہ کے ہر مقام کو اسی طرح سے محصور

کر دیا گیا ہے شاید کسی کو کیا معلوم ؟"

"شاید" گڈن نے کہا

"وہ تار پھر لکھ دو، میں کولمبیا جا کر انھیں بھیج دوں گا۔"

"اور اگر انھوں نے نہ بھیجے تو ——— ؟"

"تو پھر میں انھیں سیدھا واشنگٹن لے جاؤں گا۔"

"اچھا" گڈن نے کہا" اگر تم نے یہاں تک سوچ لیا ہے تو ٹھیک ہے۔"

ایبز نے ہینی بال واشنگٹن کا بہترین بڑا گھوڑا چن لیا۔ پیدل جانا تو بے کار ہوتا ——— صرف ایک ہی چارہ تھا اور وہ یہ کہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر ان کے درمیان سے وہ گزر جانے۔ ایسا ہو سکتا تھا ——— اور یہ ہو جاتا، اگر وہ مکان سے آدھے میل کے فاصلے پر ہی گھوڑے کو گولی نہ مار دیتے اور گھوڑے کے نیچے دب کر ایبز لیٹ کا پاؤں نہ ٹوٹ جاتا۔

وہ اس کو گھوڑے کے نیچے سے نکال کر جاسن ہگر کے پاس لے گئے، ہگر نے اس سے کہا:۔

"حبشیوں کے عاشقوں کو سزا دینے کا ایک خاص طریقہ ہوتا ہے۔ فریڈ میک ہیو اس کا مزہ چکھ چکا ہے۔"

"بدمعاش! دوزخی" ایبز لیٹ نے اس سے کہا۔

اور اس کے بعد وہ نہیں بولا۔ انھوں نے ہاتھ باندھ کر اس کو لٹکا دیا۔ اور رات بھر اس کے جسم پر کوڑے مارتے رہے۔ جاسن ہگر کی باری آئی تو اس نے دُرّے کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"میں اس کتیا کے پلّے سے بلوا کر چھوڑوں گا"

لیکن ایبز لیٹ نے اپنے ہونٹ بند رکھے ——— دوسرے دن بھی وہ اسی طرح لٹکا رہا، لیکن اب اس میں ہوش نہیں تھا ——— اب اس کو ہوش نہیں تھا کہ اس کی طاقت کئی لوگوں کی طاقت کا ایک حصہ تھی ——— اور اب اس کو خبر نہیں تھی، اس اچھی لڑائی کی۔ جو اس نے لڑی تھی۔ اس اچھی دنیا کی جس کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ اس نے دیکھا تھا ——— اور ان اچھے ساتھیوں کی جن کو وہ جانتا تھا۔

دوسرے دن گڈن نے انھیں ایک چھوٹی توپ گھسیٹ کر لاتے ہوئے دیکھا جس کو میل کے ایک تہائی فاصلے پر لاکر رکھ دیا گیا ———— پہلے پہلے تو گڈن کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیا چیز ہے؟ ——— لیکن انھوں نے جو بتیس گھنٹے سے مکان پر ایک گولی بھی نہیں چلائی تھی۔ وہ کھٹک گیا تھا کہ کوئی غیر معمولی چیز ہونے والی ہے۔ اور اس غیر معمولی چیز کے کئی امکانات میں سے ایک یہ بھی تھا۔

فرینک کارسن نے کہا "انھوں نے اس کو کسی اسلحہ خانے سے حاصل کیا ہوگا؟"

"ہماری اہمیت اتنی زیادہ ہے؟" گڈن نے تلخ لہجے میں کہا

اس سے آگے کہنے کو اور کچھ نہ تھا۔ جب اس نے بنجامن ونتھروپ سے گفتگو کی تو وہ غیر معمولی طور پر ساکت و خاموش نظر آرہا تھا۔

اس نے کہا "سب بچوں کو نیچے تہ خانوں میں لے جائیے" ———— تم نے کوشش کی کہ خاتمے کو دور رکھو۔ تم نے لڑائی جاری رکھی۔ تم نے اُمید کا دامن نہیں چھوڑا۔ اور یہ ایک طریقہ تھا۔ وحشیانہ مظالم سے گزر کر تم نے سمجھا کہ اس سے آگے بھی کوئی چیز ہے ———— ناگزیر خاتمے سے آگے بھی کچھ ہے، اور جب تم نے یہ سمجھ لیا تو تمھاری کڑیوں کا سلسلہ آگے بڑھ کر دوسروں سے مل گیا اور تمھارا رشتہ ان تمام چھوٹے بہادر اور وحشت زدہ لوگوں سے ہوگیا جنھوں نے اس وقت بھی اپنے سر کو نہیں جھکایا جب کہ ان کا خاتمہ ناگزیر تھا۔

"یہی اچھا ہوگا" بنجامن ونتھروپ نے کہا "ہم گائیں گے ———— اور میں ان کو خوش و خرم رکھوں گا۔"

وہ اب بھی لوہے کے فریم کا چشمہ لگائے ہوئے تھا۔

"شکریہ! ————" گڈن نے کہا

"وہ فرینک کارسن، لیزلی کارسن، فرڈیننڈ لنکن کے ساتھ برآمدے میں کھڑا ہوکر دیکھنے لگا کہ وہ توپ کی زد کا مقام تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

"وہ تو بچے نہیں ہیں" لیزلی کارسن نے حقارت سے کہا

" پہلا گولہ مکان سے ۱۰۰ گز اُس پار اور ایک طرف کو گرا۔ چار اور گولے مکان کے اس طرف اور اس طرف دور فاصلے پر جاکر گرے۔ وہ چٹانوں، اور تختوں کے پیچھے کھڑکے ہوکر، لمبے فاصلے پر کھڑے ہوئے تو بچوں پر نشانہ لگانے

لگے ۔ اب انھیں میگزین کے ختم ہو جانے کا کوئی خیال نہیں تھا ۔ وہ گولیاں چلا رہے تھے ——— کیونکہ انھیں کسی نہ کسی طریقے سے مقابلہ کرنا تھا ——— ——— وہ مقابلہ کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے ——— مکان پر لگنے والا پہلا گولہ، اوپر کی چاندنی پر گرا، اور ان پر مٹی اور چونے کی بارش ہونے لگی ۔

"سفید جھنڈا لہرا دو" گڈن نے کہا" جلدی کرو، ہم عورتوں اور بچوں کو یہاں سے نکال کر لے جانے کی کوشش کریں گے ۔"

جیکٹ اسٹر سفید جھنڈا لے کر برآمدے میں چلا گیا ۔ وہ اس کو ادھر سے ادھر ہلانے لگا ——— کلان والوں نے اس کو دیکھا اور اپنی توپ کا تھوڑا سا رخ اسکی طرف کرایا ۔ دوسرا گولہ برآمدے پر ٹھیک اسی جگہ لگا جہاں کہ وہ کھڑا ہوا تھا ۔

پیٹر بھائی لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے تھے ۔ اُن کے آس پاس عورتیں جوان لڑکیاں، بچے اور لڑکے تھے ۔ ایسے لڑکے جنھوں نے ابھی جوانی کے شوریدہ اور عجیب و غریب دور میں قدم رکھا تھا ۔ ایسی لڑکیاں جن کی تازہ اور سخت پستانیں سپکتے ہوئے سیبوں کی طرح فراکوں میں سے ابھری ہوئی دکھائی دے رہی تھیں، ان کے آس پاس بوڑھی دادی اتائیں اور دودھ پیتے بچے تھے ——— ——— اور یہ بچے الفاظ کے بھید کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے ۔ پیٹر بھائی نے نڈر ہو کر ان سے کہا

"جب مجھ کو خدا پر بھروسہ ہے، اور وہی مجھ کو نجات دے گا، تو پھر میں کسی سے کیوں ڈرنے لگا ؟"

ایک گولہ چھت پر آکر گرا ۔ ونتھروپ نے ایک کالے لڑکے اور ایک بکھرے بالوں والی لڑکی کو اپنے بازوؤں میں چھپا لیا ۔

"تو پھر میں کسی سے کیوں ڈرنے لگا ؟" پیٹر بھائی نے پوچھا ۔

اور لوگوں نے کہا "آمین !"

"خدا میری زندگی کی طاقت ہے ———"

گڈن کے ذہن کی آخری یاد، ابتدائی زمانے سے شروع ہوئی ــــــ ــــــ لوگ کس طرح سے غلام بنائے جاتے تھے۔ انھیں کس طرح مویشیوں کی طرح بیچا اور خریدا جاتا تھا۔ کس طرح ان کی اس حالت کا خراب اثر ان لوگوں پر بھی پڑا تھا جن کا رنگ کالا نہیں تھا۔ مگر جو اپنے ہاتھوں سے محنت مزدوری کرتے تھے ــــــ کس طرح حالات کی تاریکی نے امید کی ہر کرن کو ختم کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود کس طرح لوگوں نے امید کا دامن اپنے ہاتھوں سے نہیں چھوڑا۔

جب گولہ گرا، پھٹا اور اس نے گڈن جیکسن کے ذہن کی یادوں کو ختم کر دیا، تو اس کے ذہن میں آخری یاد اپنے وطن کے کالے اور گورے عوام کی طاقت کا عکس تھی ــــــ وہ طاقت جس نے ایک جنگ کے بعد فتح حاصل کی تھی۔ جس نے بربادی کے باوجود انھیں تخلیق اور تعمیر کرنے کے قابل بنا دیا تھا۔ جس نے ان سے ایک روشن مستقبل کا وعدہ کیا تھا ــــــ اور یہ وعدہ ایک لحاظ سے دنیا کے تمام دوسرے وعدوں پر فوقیت رکھتا تھا، اس طاقت کے عجیب و غریب لیکن سادہ اجزا عوام تھے ــــــ اس کا بیٹا مارکس تھا۔ اس کا لڑکا جیف تھا، اس کی بیوی راچیل تھی، اس کی لڑکی جینی تھی۔ وہ بوڑھا آدمی تھا جس کو لوگ ہیٹر بھائی کے نام سے پکارتے تھے ــــــ وہ دراز قد اور سرخ بالوں والا گورا آدمی تھا۔ جس کو سب ایبز لیبٹ کہتے تھے ــــــ اور وہ پستہ قد، دانش مند کالا آدمی تھا جو ہنی بال واشنگٹن کہلاتا تھا ــــــ یہ اجزا لاتعداد تھے۔ ان کے رنگ ان گنت اور قسمیں بے شمار تھیں ــــــ کچھ طاقت ور کچھ کمزور کچھ عقل مند کچھ بے وقوف! ــــــ لیکن ان سب کو ملا کر وہی پوری چیز بنتی تھی، جو گڈن کے ذہن میں آخری یاد بن کر آئی تھی ــــــ وہ چیز جس کی ٹھیک ٹھیک تعریف ناممکن ہے اور جس پر دنیا کی کوئی طاقت فتح نہیں پا سکتی۔

کارڈیل کے چاروں طرف کھڑے ہوئے کلان والوں نے دھوپ

سے بچنے کے لئے سفید خود پہن رکھے تھے، اور وہ پڑا اپنے مکان کو جلتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ ——— مکان کی لکڑی سوکھی ہوئی تھی جو ایک بار آگ پکڑنے کے بعد کسی طرح بھی جلنے سے نہیں بچ سکتی تھی ——— دن بھر مکان جلتا رہا۔ اور شام ہوتے ہوتے سب کچھ خاکستر ہو گیا لیکن وہ سات لانبی چمنیاں ضرور باقی رہ گئیں جن کو ہینی بال واشنگٹن کے باپ نے بنایا تھا۔

حرفِ آخر

پڑھنے والو ——— تم بجا طور پر یہ پوچھ سکتے ہو کہ اس داستان میں سچائی ہے یا نہیں؟ ——— اور اگر ہے تو اس کو پہلے ہی کیوں نہیں سنایا گیا"

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ اس کہانی کے تمام ضروری واقعات سچے ہیں۔ اس زمانے میں جنوبی علاقہ کے اندر ایک نہیں بلکہ چھوٹے بڑے ہزاروں کارویل تھے۔ وہ سب کچھ جس کا ہونا میں نے کارویل میں بتایا ہے: بیک وقت کئی مقامات پر پیش آیا تھا، میں نے جس طرح بیان کیا ہے بالکل اسی طرح کالے اور گورے لوگ ساتھ رہتے تھے، ساتھ مل کر کام کرتے تھے اور ان کی تعمیر متحدہ جدوجہد کا ہی نتیجہ تھی ——— اور ایک جگہ نہیں بلکہ سیکڑوں، ہزاروں مقامات پر انھوں نے اپنی متحدہ تعمیر کے بچاؤ کے لئے ساتھ مل کر ہی جانیں دی تھیں۔ جو شخص بھی ان حقائق کی تحقیقات اور تصدیق کرنا چاہے، اس کے لئے ذرائع اور شہادتوں کی کمی نہیں ہوگی۔

کوکلس سازش پر جوائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی شہادت موجود ہے۔ یہ کمیٹی باغی ریاستوں کے حالات کی تحقیقات کے لئے بٹھائی گئی تھی جس نے اس قسم کے واقعات سے بھری ہوئی تیرہ جلدیں مرتب کر کے پیش کی ہیں۔

۱۸۷۵ء کے سی۔ سی۔ پی۔ انتخابات کی تحقیقات کے لئے جو سینیٹ کمیٹی بٹھائی گئی تھی اس کی رپورٹ بھی دو جلدوں میں موجود ہے۔ جنوبی کیرولینا اور جارجیا وغیرہ کے حالات پر کارل شورز نے کانگریس کے سامنے جو رپورٹ پیش کی تھی، وہ بھی ایک بہت بڑی شہادت ہے۔ "خانہ جنگی میں حبشی سپاہی" نامی ہالوویل کی کتاب ہے۔ سیکینس اور وڈوڈی کی کتاب جنوبی کیرولینا اور جدید تعمیر" بھی موجود ہے ——— اور اگر اس سے بھی آگے بڑھو تو اس زمانے کے اخبار ہیں۔ اس زمانے کے مباحثے ہیں، اور جنوبی و شمالی علاقوں کے اخباری ایڈیٹوریل ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھیں اس قتل و غارتگری کا پورا پورا علم تھا۔

جہاں تک گڈن جیکسن کا تعلق ہے ——— وہ اس زمانے کے کئی حبشی مدبروں کے کرداروں کا مجموعہ ہے۔ اس کی صفات ایک یا چند حبشی مدبروں کے کردار کا ایک بڑا حصہ بناتی ہیں۔

کارویل ایک فرضی نام ہے۔ کارویل کی بستی میں رہنے والوں کے نام اور کردار حقیقی ہیں۔ دوسرے

کردار بھی حقیقی ہیں۔ صرف بعض کو فرضی نام دے دیئے گئے ہیں۔

اب رہا دوسرا سوال کہ اس داستان کو اس سے پہلے وسیع پیمانہ پر کیوں نہیں سنایا گیا۔؟ — سو اس کا جواب بھی پیچیدہ نہیں ہے — حبشیوں اور غریب گوروں کی آزادی، اور تعاون کے دور کو جب تباہ کیا گیا تو ہر لحاظ سے مکمل طور پر تباہ کیا گیا۔ نہ صرف جدید تعمیر ختم کی گئی اور لوگوں کو قتل کیا گیا۔ بلکہ ان کے یاد کے نقوش بھی ذہنوں سے مٹا دیئے گئے۔

اس وقت کی بڑی بڑی طاقتیں، امریکی عوام کے علم میں یہ بات لانا اچھا نہیں سمجھتی تھیں کہ کبھی ایسا تجربہ ہوا تھا۔ — اور وہ تجربہ کامیاب تھا — عوام کے علم میں یہ بات لانا مضر سمجھا گیا تھا کہ کبھی حبشی کو بھی حقوق حاصل تھے۔ اس کو امریکی قوم میں آزاد شہری کی حیثیت سے زندہ رہنے کا حق تھا۔ اس کا رتبہ اپنے ہمسایوں کے برابر کر دیا گیا تھا۔ اور وہ غریب گوروں کے ساتھ مل کر اپنی قسمت کو آپ بنا رہا تھا — اور اپنی قسمت کی تعمیر کے دور میں اس نے ایک بہتر، جائز اور سچی جمہوری تہذیب کی تخلیق کی تھی۔